UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226217

UNIVERSAL
LIBRARY

اُس پر حضرت خدیجہ کی [illegible] ۵۴
وہ آپ کے معجزات [illegible] ہوتی ہیں۔ ۵۵
حضرت خدیجہ کے لیے اور سفر تجارت ۵۵
حضرت خدیجہ آپکے حالات ورقہ سے بیان کرتی ہیں ۵۵
ورقہ کی پیشین گوئی ۵۶
نکاح کی تحریک ۵۶
جناب خدیجہ کے پہلے شوہر اور اولاد۔ ۵۶
اُن کے محاسن۔ ۵۶
پیام نکاح۔ ۵۷
عقد نکاح ۵۷
مہر۔ ۵۸
دعوت ولیمہ۔ ۵۸
حضرت خدیجہ سے آپ کی اولاد۔ ۵۹

باب پنجم

تعمیر کعبہ اور بعثت حضرت ختم المرسلین

تعمیر کعبہ۔ ۶۰
اُس کی وجہ۔ ۶۰
کعبے کی پرانی حالت ۶۱
ایک سانپ جو خزانہ کعبہ میں رہتا تھا۔ ۶۱
تعمیر کا قدرتی سامان۔ ۶۲
دیواریں مہیا کرنے کی تیاری ۶۲
تعمیر میں صرف پاک اور حلال (مدنی صرف ہوئی۔ ۶۳
دیواریں مہیا ہوئیں۔ ۶۳
نیو کھودی گئی ۶۴
آپ کی برہمگی اور غش کا واقعہ ۶۴
حجر اسود کے اُٹھانے کے لیے نزاع۔ ۶۴
[illegible] لقمۃ الدم ۶۵
آپ کا عام پسند فیصلہ ۶۵
خاص آپ کے ہاتھ سے حجر اسود اپنے مقام پر نصب ہوا۔ ۶۶
پہلی اور پچھلی عمارت کعبہ میں فرق۔ ۶۶
قرب نبوت میں آپ کی حالت۔ ۶۷
رویائے صادقہ۔ ۶۸
غار حرا میں چلہ کشی ۶۸
بعثت ۶۸
آپ جبرئیل کو پہلے پہل بیداری میں دیکھتے ہیں ۶۹
حضرت خدیجہ کا حسن عقیدت۔ ۷۰
ورقہ بن نوفل کی حق شناسی ۷۰
ورقہ سے اور آپ سے ملاقات ۷۰
حضرت خدیجہ فرشتہ کا امتحان کرتی ہیں۔ ۷۱
فرضیت و تعلیم نماز۔ ۷۱
آپ حضرت خدیجہ کو نماز پڑھاتے اور سکھاتے ہیں ۷۲

باب ششم

نبوت اور تبلیغ کی ابتدائی دشواریاں

آپ پہلے پہل فرشتے کو دیکھتے ہیں۔ ۷۳
اطمینان قلب ۷۳
سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ عورت ہے ۷۴
مردوں میں حضرت علی پہلے مومن ہیں ۷۴
لوگ ابوبکر کو کیوں سابق الاسلام کہتے ہیں ۷۴
پہلے ایمان لانے والوں کی صحیح ترتیب۔ ۷۵
زید بن حارثہ ۷۵
ابوبکر صدیق ۷۵
اُن کے ایمان لانے کی شان ۷۶
اُن کے ذریعے سے کس کس نے ایمان قبول کیا ۷۶
دیگر قریش ایمان لائے ہیں ۷۷
فترۃ وحی ۷۷
تاخیر وحی میں آپ کی بے صبری ۷۷
خفیہ تبلیغ دین ۷۸
ورقہ کا اسلام ۷۸
اخفائے تبلیغ کے زمانے میں مسلمانوں کی حالت ۷۹
ظہور اسلام کے بعد پہلی لڑائی ۷۹
علانیہ تبلیغ کا حکم ہوتا ہے ۸۰
آپ اپنے اعزہ کو دین کی طرف بلاتے ہیں ۸۰
ابولہب کی فساوت و بدتہذیبی ۸۱
بنی ہاشم آپ کا ساتھ دیتے ہیں۔ ۸۱
آواز حق بلند ہونے کا اثر ۸۲

ابو طالب پر زور ڈالا جاتا ہے کہ آپ کی حمایت سے کنارہ کش ۸۲
وہ آپ کو بلا کے سمجھاتے ہیں ۸۲
آپ کا جوش نبوت ۸۳
آپ کے عوض عمارہ ابو طالب کو دیا جاتا ہے ۸۳
ابو طالب کا جواب ۸۳
مسلمان ستائے جاتے ہیں ۸۴
پہلے شہدائے اسلام ۸۴
دشمن بھی آپ کی معجز بیانی کے معترف ہیں ۸۴
مشورہ ہوتا ہے کہ آپ کو کیا الزام دیا جائے ۸۵
آپ جادوگر قرار دیے جاتے ہیں ۸۵
آپ کی شہرت سارے عرب میں ۸۶

باب ہفتم

پہلے سے زیادہ جور و تشدد

ہر جگہ آپ جھٹلائے جاتے ہیں ۸۷
ابو لہب کی فساد فہمی ۸۷
پہلا معجزہ ۸۸
ام جمیل ابو لہب کی جورو ۸۸
اُس کے ستم سے آپ کا بچنا ۸۹
آپ کی صاحبزادیوں کو طلاق دی جاتی ہے ۸۹
عتیبہ کے حق میں آپ کی بددعا ۸۹
اور اُس کا انجام ۸۹
کعبے میں نماز پڑھنے کی ممانعت ۹۰
توہین و تذلیل ۹۰
اونٹ کی اوجھڑی آپ کی پیٹھ پر ۹۰
معجزہ شق القمر ۹۱
کفار کی یورشیں ۹۲
ابو بکر صدیق آپ کو بچاتے ہیں ۹۲
آپ کے ہلاک دشمن ۹۲
ابو جہل توہین کرتا ہے ۹۳
حضرت حمزہ ۹۳
اُن کا جوش ایمان ۹۳
وہ ایمان لاتے ہیں ۹۴
آپ ارقم کے گھر میں ہیں ۹۴
ابو بکر کا علانیہ تبلیغ پر اصرار ۹۴
اُن کا خطبہ اور خدا پرستی کی سزا ۹۴
آپ کو ہر طرح کا لالچ دلایا جاتا ہے ۹۵
کلام ربانی کا اثر ۹۶
پھر آپ کے سامنے دنیاوی لطف پیش کیے جاتے ہیں ۹۷
آپ کا جواب
معجزہ طلب کیا جاتا ہے
اور آپ انکار کرتے ہیں
طعن و تشنیع
معجزہ دلیل نبوت نہیں ۹۹
عبداللہ بن مسعود کی کعبے میں قرآن خوانی ۱۰۰
اہل کتاب کی نسبت مشرکین کا عقیدہ ۱۰۱
آپ کی مخالفت کے لیے یہود سے مدد لی جاتی ہے ۱۰۲
یہود کے سوال ۱۰۳
آیات قرآنی کا مضمحک ۱۰۳

باب ہشتم

ہجرت حبشہ تا اسلام فاروق اعظم

ہجرت حبشہ کا آغاز ۱۰۳
مہاجرین حبشہ ۱۰۴
حضرت عثمان اور آپ کی صاحبزادی رقیہ بھی ۱۰۴
حبشہ جاتی ہیں
نجاشی ۱۰۵
کفار کی عجیب غلط فہمی ۱۰۶
حبشہ کی دوسری ہجرت ۱۰۷
اُن غریب الوطنوں کی تعداد ۱۰۰
ارض حبشہ میں اُن کی آزادی ۱۰۰
نجاشی کے دربار میں کفار مکہ کی سفارت ۱۰۰
سفیروں کی سازش ۱۰۷
نجاشی کی معدلت پروری ۱۰۸
دربار میں حضرت جعفر کی فصیح و بلیغ تقریر ۱۰۸
نجاشی کے دل میں بھی نور ایمان چمکتا ہے ۱۰۹

جعفر طیار دکلا سے مکہ کو قائل کرتے ہیں ۱۰۹
دکلا سے مکہ کی دوسری ذلیل کوششیں ۱۱۰
اور پھر ناکامی ۱۱۰
نجاشی کی سرگذشت ۱۱۱
وہ چھ سو درہم پر بکتا ہے ۱۱۱
تخت نشینی ۱۱۱
اُس کے مسلمان ہونے پر اہل دربار کی بغاوت ۱۱۲
اُس کا حیلۂ شرعی ۱۱۲
آنحضرت پر دشمنوں کی زیادتیاں ۱۱۳
آپ کی عزلت گزینی ۱۱۳
اعزہ الخطاب ۱۱۳
آپ اُن کے ایمان لانے کی دعا مانگتے ہیں ۱۱۴
اُن کے اسلام قبول کرنے کی شان ۱۱۴
وہ آنحضرت سے قتل کا بیڑا اُٹھاتے ہیں ۱۱۴
عمر فاروق اپنی مسلمان بہن کے گھر میں ۱۱۵
اُن کے دل پر نور اسلام کی پہلی شعاع ۱۱۵
کلام ربانی کا اثر ۱۱۶
عمر فاروق آنحضرت کے دروازے پر ۱۱۶
اُن کا ایمان لانا ۱۱۷
اُن کی آزادی کا پہلا نمونہ ۱۱۷
شریعت کی پورش ۱۱۷
عمر فاروق اور ابوجہل ابن ہشام کا سامنا ۱۱۸

باب نہم

عہد اعلان تبلیغ تا وفات ابو طالب

آپ کعبے میں نماز پڑھتے ہیں ۱۱۹
بنی ہاشم سے تعلقات قطع کرنے پر قریش کا معاہدہ یادوط آن منشور ۱۲۰
ابو طالب کا احاطہ ۱۲۰
نگرانی اور روک ٹوک ۱۲۱
اس محصوری میں بنی ہاشم کی حالت ۱۲۱
مدد دینے والوں پر سختی ۱۲۲
ان دنوں آپ کی جان کا بھی اندیشہ تھا ۱۲۲
اب بھی آپ تبلیغ سے نہ ٹلتے تھے ۱۲۳
اس زمانے میں ابوبکر صدیق کی حالت ۱۲۳
وہ بھی ہجرت حبشہ کا سامان کرتے ہیں ۱۲۳
ابن دغنہ ان کی کفالت کرتا ہے ۱۲۳
اب وہ تلاوت قرآن سے روکے جاتے ہیں ۱۲۳
ابن دغنہ اپنی کفالت فسخ کرتا ہے ۱۲۴
ابوبکر صدیق پھر آزار پاتے ہیں ۱۲۴
قریش کے معاہدے کو دیمک کھا گئی ۱۲۴
ابو طالب اپنے احاطے سے باہر نکلتے ہیں ۱۲۵
کفار سے گفتگو ۱۲۵
مگر وہ اپنی قساوت نہیں چھوڑتے ۱۲۶
انھیں میں لوگ عہد شکنی پر آمادہ ہوتے ہیں ۱۲۶
وہ معاہدہ کالعدم ہوتا ہے۔ ۱۲۸
بنی ہاشم کو آزادی حاصل ہوئی ۱۲۸
طفیل بن عمرو کا ورود مکہ میں ۱۲۹
قریش انھیں آپ کی طرف سے بھڑکاتے ہیں ۱۲۹
مگر وہ ایمان لاتے ہیں ۱۲۹
اراش کے ایک سودا گر پر ابوجہل کا ظلم ۱۳۰
وہ آپ کے سامنے فریاد کرتا ہے ۱۳۰
ابوجہل پر آپ کا سخت رعب ۱۳۱
نصارائے نجران آپ کے ایمان لاتے ہیں ۱۳۱
ضماد نام ایک عامل مکہ میں آتا ہے ۱۳۲
وہ بھی ایمان لاتا ہے ۱۳۳
ابو طالب کی وفات ۱۳۳
کفار صلح کی کوشش کرتے ہیں۔ ۱۳۴
مگر توحید کو کسی طرح نہیں پسند کرتے ۱۳۴
خود ابو طالب پر تبلیغ اسلام ۱۳۴
اور ان کا انکار ۱۳۴
مرتے وقت ان کی کلمہ خوانی ۱۳۵
ابو طالب کے ایمان میں اختلاف ۱۳۵
ان کے مسلمان ہونے کے ثبوت ۱۳۵

باب دہم

نہایت بیکسی کی حالت میں تبلیغ کی سخت ترین دشواریاں

چچی کی وفات پر آپ کا سفر ۱۳۶
جناب خدیجہ کی وفات ۱۳۶
ابو طالب کے بعد آپ کی تنہائی و بیکسی ۱۳۷

کفار کا نرغہ	۱۳۸
ابولہب حمایت پر آمادہ ہوتا ہے۔	۱۳۹
مگر پھر بگڑ گیا اور سخت دشمن ہے	۱۳۹
آپ کے دوسرے نکاح	۱۴۰
ان کی ضرورت	۱۴۰
حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ	۱۴۰
ام المومنین عائشہ صدیقہ اور ابوبکر کے عذر	۱۴۱
عذر رفع ہونے پر خود ابوبکر درخواست کرتے ہین۔	۱۴۲
نکاح کے وقت عائشہ صدیقہ کی عمر	۱۴۲
آپ بے حامی و کفیل ہین	۱۴۲
مکہ چھوڑ کے طائف تشریف لیجاتے ہین	۱۴۳
تبلیغ دنا کامی	۱۴۳
طائف والون کی قساوت و سنگدلی	۱۴۴
شریرون سے پہلے کے لیے آپ ایک باغ مین پناہ لیتے ہین	۱۴۴
ارض نینوی کا عیسائی غلام عداس	۱۴۴
وہ آپ کے ہاتھ پاؤن چومتا ہے	۱۴۵
طائف سے واپسی	۱۴۵
آخر مطعم بن عدی کی کفالت سے آپ مکے مین داخل ہوتے ہین	۱۴۶
مطعم کی کفالت کی شان۔	۱۴۶
مسلمانون کی کفالت نہین قبول کی جاتی تھی	۱۴۶
آپ قبائل عرب پر اسلام پیش کرتے ہین	۱۴۷
بنی کندہ	۱۴۷
بنی کلب	۱۴۷
بنی حنیفہ	۱۴۷
بنی عامر	۱۴۷
آپ کی دعوت کا اثر و سند	۱۴۸

باب یازدہم
عقبۂ اولی و عقبۂ ثانیہ

مدینہ اور مدینہ کی خوش تبلیغ	۱۴۹
سویدبن صامت کا ایمان لانا	۱۴۹
خوش نصیب ارض یثرب	۱۴۹
اوس و خزرج	۱۵۰
اُنھین یہودیون کی دھمکی	۱۵۰
اہل یثرب پر آپ کا پہلا اثر	۱۵۰
اُن کا ایمان لانا	۱۵۱
جس زمانے مین آپ قبائل کو توحید کیطرف بلاتے ہین اُسی زمانے مین اُنھین اختلاف	۱۵۲
معراج	۱۵۲
عقبہ اولی	۱۵۳
اُس کی بیعت	۱۵۳
اہل یثرب کے ساتھ معلم دین	۱۵۴
مصعب بن عمیر مدینے مین	۱۵۴
ایک مدنی بزرگ آپ ہی کے پاس رہ گئے	۱۵۴
مدینے مین تبلیغ اسلام	۱۵۴
اُسید بن حضیر ایمان لاتے ہین	۱۵۵
سعد بن معاذ بھی ایمان لاتے ہین	۱۵۶
ان دونون کے اثر سے دو بہت بڑے خاندانون کا اسلام لانا	۱۵۶
بنی خزرج کا کوئی گھر مسلمانون سے خالی نہین	۱۵۷
فرضیت جمعہ	۱۵۷
یوم جمعہ کا تقرر	۱۵۷
جاہلیت مین جمعہ کا کچھ اور نام تھا	۱۵۸
پھر اہل مدینہ کے مین	۱۵۸
براء بن معرور	۱۵۸
وہ کعبہ چھوڑ کے بیت المقدس کی طرف نماز نہین پڑھتے تھے	۱۵۸
کعب اور براء در بارۂ سالمات مین	۱۵۹
کعبہ ہی کی طرف نماز پڑھنے پر آپ کا فیصلہ	۱۵۹
عقبۂ ثانیہ	۱۵۹
اہل مدینہ کا شمار	۱۶۰
آپ کا تشریف لانا	۱۶۰
حضرت عباس کی تقریر	۱۶۰
خود آپ کے کلمات ہدایت	۱۶۱
بیعت	۱۶۱
اہل مدینہ آپ سے بھی اقرار لیتے ہین	۱۶۱
یہ معاہدہ دینی اور دنیوی دونون زندگیون پر حاوی تھا۔	۱۶۲
بیعت کی شان	۱۶۲
بارہ نقیبون کا انتخاب	۱۶۲

اُن کے فضائل ۱۶۲
مشرکین کو خبر ہو گئی ۱۶۳
مشرکین یثرب کی لاعلمی کام آئی ۱۶۳
سعد بن عبادہ پر قریش کا ظلم ۱۶۴
بعیت النسا و بیعت الحرب کا فرق ۱۶۴
اہل مدینہ کا جوش توحید ۱۶۴
معاذ بن عمرو ۱۶۴
ان کے والد کا چوبی بت مناۃ ۱۶۴
اُس بت کے ساتھ معاذ کا برتاؤ ۱۶۵
اُن کے والد عمرو بن جموح اسلام قبول کرتے ہین۔ ۱۶۵

باب دوازدہم

ہجرت مدینہ

عقبۂ ثانیہ کے بعد کفار کی یورش ۱۶۶
مسلمان آپ سے ہجرت کی درخواست کرتے ہین۔ ۱۶۷
ارض یثرب دار الہجرت قرار پائی ۱۶۷
مسلمان مدینے جاتے ہین ۱۶۷
پہلے مہاجر ۱۶۷
ابو سلمہ کی ہجرت کا دردناک واقعہ ۱۶۸
اُم سلمہ کے شوہر بھی چھوٹے اور بچہ بھی چھوٹا ۱۶۸
اُن کی مصیبت اور بیٹھ بیٹھ کے رونا ۱۶۸
بچھڑے ملتے ہین ۱۶۹
عثمان بن طلحہ کی شریف النفسی ۱۶۹
عمر فاروق بھی وطن چھوڑتے ہین ۱۶۹
اُن کے جانے کی شان ۱۶۹
حضرت عمر کے ہم سفر عیاش بن ربیعہ ۱۷۰
عیاش بن ربیعہ فریب مین آکے مکے کا قصد کرتے ہین ۱۷۰
حضرت عمر کا سمجھانا ۱۷۰
عیاش کا سفر واپسی ۱۷۱
اُن کی گرفتاری ۱۷۱
اور مصیبت ۱۷۱
عیاش کے چھوڑانے کو ولید بن ولید مکہ جاتے ہین ۱۷۲
اُن کی رہائی ۱۷۲
مدینہ والون کی اعلیٰ مہمان داری ۱۷۲
قریش آپ کے نکلنے کے مزاحم ہین ۱۷۲
زمانۂ ہجرت ۱۷۳
صرف تین مسلمان مکے مین باقی رہ گئے ۱۷۳
آپ حکم خداوندی کے منتظر ہین ۱۷۴
آپ کے متعلق مشرکین کا مشورہ ۱۷۴
آپ کے قتل کرنے کی تجویز ۱۷۵
آپ کا مکان گھیرا گیا ۱۷۶
علی مرتضیٰ کی جان نثاری ۱۷۶
آپ دشمنون ہی مین ہو کے نکل جاتے ہین ۱۷۷
مشرکین کو معلوم ہوا کہ آپ چلے گئے ۱۷۷
حضرت علی سے کفار کا سلوک ۱۷۸
ابو بکر صدیق کی رفاقت ۱۷۸
جناب اسما پر مشرکین کا ظلم ۱۷۹

باب سیزدہم

ورود مدینہ اور مسجد نبوی کی تعمیر

غار مین رہنے کے لیے ابو بکر نے کیا انتظام کیا تھا ۱۷۹
غار ثور مین آپ کی زندگی ۱۸۰
سفر مدینہ کی تیاری ۱۸۰
جناب اسما کی ہمدردی اور فضیلت ۱۸۱
روانگی ۱۸۱
سراقہ بن مالک ۱۸۲
وہ آپ سے ایک سندلے کے واپس جاتا ہے ۱۸۲
راستے کی منزلین ۱۸۳
مدینے مین جوش استقبال ۱۸۴
یہود کی دشمنی اور اُس کی وجہ ۱۸۴
آپ مدینے کے قریب پہونچتے ہین۔ ۱۸۴
قبا ۱۸۵
علی مرتضیٰ مکے سے کیونکر آئے ۱۸۵
مسجد قبا ۱۸۶
پہلی نماز جمعہ ۱۸۶
مدینے مین آپ کا ورود ۱۸۶

انصار کا شوق میزبانی ۱۸۷
آپ کی ٹھہرنے کی جگہ ۱۸۷
اُس کی تاریخ ۱۸۷
ابوبکر صدیق کے روپیہ سے یہ جگہ لی گئی ۱۸۸
آپ ابوایوب انصاری کے مہمان ہیں ۱۸۸
مسجد نبوی کی پہلی تعمیر اور وضع ۱۸۸
ازواج رسول اللہ کے حجرے ۱۸۹
صفہ ۱۸۹
اس مسجد کی وقعت و فضیلت ۱۸۹
تعمیر فاروقی ۱۹۰
تعمیر عثمانی ۱۹۰
ولید بن عبدالملک کے عہد کی تعمیر ۱۹۰
خلیفہ مہدی عباسی کی تعمیر ۱۹۱
مامون رشید کی تعمیر ۱۹۱
آپ مسجد کے حجروں میں سکونت اختیار کرتے ہیں ۱۹۱

باب چہاردہم
ہجرت کے پہلے دو سال

اب آپ کو اطمینان حاصل ہے ۱۹۲
آپ کے ساتھ انصار کا جوش محبت ۱۹۳
آپ بنی نجار کے ننھیال بنتے ہیں ۱۹۳
باقی ماندہ مسلمان بھی مکے سے چلے آئے ۱۹۳
یہود کی عداوت ۱۹۴
یہود اور مسلمانوں میں معاہدہ ۱۹۴
مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ ۱۹۵
آنحضرت کس کا بھائی بنا ۱۹۵
۳۱ دینی اخوت کا جوش ۱۹۶
اذان اور اس کی ابتدا ۱۹۶
مدینے کی آب و ہوا خراب تھی ۱۹۶
خصوص مہاجرین کے لیے ۱۹۶
آپ کی دعا سے مدینے کی آب و ہوا اچھی ہو گئی ۱۹۷
یہود کی خفت پر دلیری ۱۹۷
آپ اصلاح فرماتے ہیں ۱۹۸
جنگ و پیکار کی ابتدا اور اس کی ضرورت ۱۹۹
قریش کے قافلے پر آپ کا پہلا حملہ ۱۹۹
سریہ حمزہ ۲۰۰
سریہ عبیدہ بن حارث ۲۰۰
سریہ سعد بن ابی وقاص ۲۰۰
بناء عائشہ صدیقہ ۲۰۰
ولادت عبداللہ بن زبیر ۲۰۱
سنہ ہجری ۲۰۱
غزوہ ابواء ۲۰۱
غزوہ بواط ۲۰۲
غزوہ عشیرہ ۲۰۲
غزوہ بدر اولیٰ ۲۰۲
سریہ عبداللہ بن جحش ۲۰۳
آنحضرت کی عبداللہ سے ناراضی ۲۰۴
اللہ جل شانہ بذریعہ وحی اُن کی خطا معاف کرتا ہے ۲۰۴

باب پانزدہم
جنگ بدر

غزوہ بدر کبریٰ ۲۰۶
عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب ۲۰۶
آپ کی تاریخ روانگی اور مسلمانوں کی قوت ۲۰۸
آپ کو مشرکین کی قوت کا حال معلوم ہوتا ہے ۲۰۸
صحابہ کی مستعدی ۲۰۹
مشرکین واپس جاتے تھے مگر ابوجہل نے نہ مانا ۲۱۰
بنی زہرہ واپس جاتے ہیں ۲۱۰
دو لشکر آمنے سامنے اُترتے ہیں ۲۱۰
آپ کے بیٹھنے کے لیے منڈوف ۲۱۱
قریش لشکر اسلام کا اندازہ کرتے ہیں ۲۱۱
اس لڑائی کی نازک حالت ۲۱۱
عتبہ لڑائی کے روکنے کی کوشش کرتا ہے ۲۱۲
مگر ابوجہل نہیں مانتا ۲۱۲
معرکہ آرائی کی ابتدا ۲۱۳
عبیدہ کی شہادت ۲۱۴
جنگ مغلوبہ ۲۱۴
خود آپ مسلمانوں کو جوش دلاتے ہیں ۲۱۴
اس کا اثر ۲۱۵
مشرکین کی شکست اور آپ کا معجزہ ۲۱۵

ابوجہل مارا گیا ۲۱۵
اُمیہ بن خلف کا مارا جانا۔ ۲۱۵
بنی ہاشم کے ساتھ رعایت اور اُس کا سبب ۲۱۶
ابوالبختری کے ساتھ رعایت ۲۱۶
اُس کا مارا جانا ۲۱۶
عباس عم رسول اللہ کی گرفتاری ۲۱۶
اُن کے ساتھ آپ کی ہمدردی ۲۱۷
مشرکین کی لاشیں دیکھ کر آپ کا اُن کی طرف خطاب فرمانا ۲۱۷
مکہ میں شکست کی خبر پہنچی ۲۱۸
حضرت عباس کا غلام اور ابولہب ۲۱۸
ام الفضل کا جوش اور اُن کی شجاعت ۲۱۹
رسول اللہ کی صاحبزادی جناب رقیہ کی وفات ۲۱۹

باب شانزدہم
غزوات بدر و اُحد کے درمیان کا زمانہ

مدینے کو مراجعت ۲۲۰
سہیل بن عمرو کی گرفتاری ۲۲۱
ام المومنین سودہ کا جوش قرابت ۲۲۱
قیدیوں سے آپ کا برتاؤ ۲۲۲
قیدی فدیہ لے کے چھوڑے جاتے ہیں ۲۲۲
جناب عباس کا ایمان لانا اور آپ کا ایک معجزہ ۲۲۲
حضرت رسالت کا داماد ابوالعاص بن ربیع ۲۲۳
اُن کی رہائی کے لیے حضرت زینب کا بھیجا ہوا فدیہ ۲۲۳
زینب بنت رسول اللہ مدینے میں آتی ہیں ۲۲۴
اُن پر قریش کی یورش ۲۲۴
ابوالعاص کا مسلمان ہونا ۲۲۵
شہدائے بدر ۲۲۶
غزوۂ کدر ۲۲۶
سریہ غالب بن عبداللہ لیثی ۲۲۷
غزوۂ بنی قینقاع کی ابتدا ۲۲۷
اس کا سبب ۲۲۸
محاصرہ اور اُن کا ہتھیار رکھنا ۲۲۸
اُن کی جلاوطنی ۲۲۹
غزوۃ السویق ۲۲۹
بنا و فاطمہ ۲۳۰
حضرت علی کے اُونٹوں پر حمزہ کی دست برد ۲۳۰
عم رسول اللہ حمزہ کی سے کشی ۲۳۰
مسئلہ ۸۰ ۲۳۱
غزوہ ذی القصہ ۲۳۱
غزوہ بنی سلیم ۲۳۲
کعب بن اشرف کا قتل ۲۳۲
یہود کے قتل کی عام اجازت ۲۳۳
حضرت رقیہ کا عقد ام کلثوم بنت رسول اللہ سے ۲۳۳
سریہ زید بن حارثہ قریش کے مقابل میں ۲۳۴
ابن ابی الحقیق کا قتل ۲۳۴
ام المومنین حفصہ آپ کے عقد میں ۲۳۵
طلاق اور آپ کا پھر رجوع فرمانا ۲۳۶
ام المومنین زینب بنت خزیمہ آپ کے عقد میں ۲۳۶
حضرت امام حسن کی ولادت ۲۳۶

باب ہفتدہم
جنگ اُحد

غزوۂ اُحد ۲۳۸
اُس کا سبب ۲۳۸
حبشی حضرت حمزہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوتا ہے ۲۳۹
اُحد میں مشرکین کی عورتیں ۲۳۹
مدینے کا ایک صاحب اثر شخص بھی قریش کے ساتھ ہے ۲۳۹
مدینے کے سامنے لشکر کفار کا ورود ۲۴۰
محصور رہو کے لڑنے کی تجویز ۲۴۰
جوانان انصار کا اُس سے اختلاف ۲۴۰
آپ دشمن کے مقابلے میں نکلتے ہیں ۲۴۰
منافقین کی کارستانی ۲۴۱
دشمنوں کی تعداد و قوت ۲۴۱
لشکر اسلام ۲۴۱
انصار کے پاس ابوسفیان کا پیام ۲۴۲
دونوں فوجوں کی ترتیب ۲۴۲
ابوعامر راہب قبیلہ اوس کے بہکانے کی کوشش کرتا ہے ۲۴۳
لڑائی شروع ہوگئی ۲۴۳
ابودجانہ کو بارگاہ رسالت سے تلوار ملتی ہے۔ ۲۴۴

لڑائی میں ہند وغیرہ نساء قریش کیا کر رہی تھیں ۲۴۵
مشرکین کی شکست ۲۴۵
اگلی ٹی سے مسلمان تیراندازوں کا ہٹنا ۲۴۶
خالد بن ولید کا حملہ پشت کی طرف سے ۲۴۶
مسلمانوں کی شکست ۲۴۶
خود آپ کے مارے جانے کی افواہ ۲۴۷
اُس وقت آپ کی کیا حالت تھی ۲۴۷
حضرت علی کی شجاعت ۲۴۷
جو لوگ آپ کی جان لینے کے درپے تھے ۲۴۷
ایک مسلمان خاتون کی شجاعت ۲۴۸
ابی بن خلف خود آپ کے ہاتھ سے مارا گیا ۲۴۸
جان نثاروں نے آپ کو کفار سے بچایا ۲۴۹
آپ کے مارے جانے کی خبر سُن کے مسلمانوں کی حالت ۲۴۹
حضرت حمزہ کی شجاعت ۲۵۰
اور شہادت ۲۵۰
ہند حضرت حمزہ کا کلیجہ چباتی ہے ۲۵۱
حضرت حمزہ کی لاش کے ساتھ اُس کا برتاؤ ۲۵۱
وحشی کی باقی سرگذشت ۲۵۱
ایمان لانا ۲۵۱
اور مسیلمہ کذاب کو قتل کرنا ۲۵۱
زخمیوں کے ساتھ جناب عائشہ اور اُم سلیم کا برتاؤ ۲۵۲
آپ کے زندہ موجود ہونے کا مژدہ مسلمانوں کو ۲۵۲
جناب علی و فاطمہ سے آپ کے زخموں کا علاج کرتے ہیں ۲۵۳
ابوسفیان کو ایک جگہ مسلمان پسپا کرتے ہیں ۲۵۳
کفار قریش کی عورتیں میدان میں ۲۵۳
ابوسفیان اور مسلمانوں میں سوال و جواب ۲۵۴
پارسال لڑائی کا اقرار ۲۵۴
صفیہ بنت عبدالمطلب کی مستقل مزاجی اور صادق الایمانی ۲۵۵
شہیدوں کی تجہیز و تکفین ۲۵۵

باب ہیجدہم

زمانہ مابین غزوہ احد غزوہ احزاب

دشمنوں کا تعاقب ۲۵۶
ایک مومنہ عورت ۲۵۷
جو مسلمان اُحد میں بھاگ گئے تھے ۲۵۷
مدینے میں عام ماتم ۲۵۸
انصار کی ایک پُر لطف غلط فہمی ۲۵۹
بین کی ممانعت ۲۵۹
حرمت خمر ۲۵۹
سنہ ۴ ھ ۲۵۹
سریہ ابوسلمہ ۲۵۹
سفیان بن خالد کا قتل ۲۶۰
غزوہ رجیع ۲۶۰
مشرکین کی دغابازی ۲۶۰
خبیب کی شریف النفسی اور شہادت ۲۶۱
ابن دثنہ کی شہادت ۲۶۲
عاصم کی لاش کو خدا نے دشمنوں سے محفوظ رکھا ۲۶۲
سریہ عمرو بن اُمیہ ضمری ۲۶۳
سریہ بیر معونہ ۲۶۳
تمام سریہ والوں کی شہادت ۲۶۴
عمرو بن اُمیہ کی سرگذشت ۲۶۴
وہ دو بنی کافروں کو قتل کرتے ہیں ۲۶۵
اور آپ اُن کا فدیہ ادا کرتے ہیں ۲۶۶
یہود بن نضیر کی دغابازی ۲۶۵
غزوہ بنی نضیر اور اُن کا محاصرہ ۲۶۶
وہ ہتھیار رکھتے ۲۶۶
اور جلاوطن کیے جاتے ہیں ۲۶۶
غزوہ بنی نضیر کی غنیمت ۲۶۷
غزوہ ذات الرقاع ۲۶۸
نماز خوف ۲۶۸
آپ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے ۲۶۸
آپ کے لوا سے عبداللہ بن عثمان کا اشتعال ۲۶۸
غزوہ بدر صغریٰ ۲۶۹
مسلمانوں کے ڈرانے کی کوشش ۲۶۹
ابوبکر و عمر کی مستقل مزاجی ۲۶۹
ابوسفیان اہل مکہ کو بہلا کے میدان میں لاتا ہے ۲۷۰
اور بے مقابلے کی جرأت کیے واپس جاتا ہے ۲۷۰
حضرت اُم سلمہ اور زینب بنت جحش آپ کے عقد میں ۲۷۱

چوتھی کتاب

خاتم المرسلین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

باب اول

ولادت باسعادت

کثرت روایات واختلافات - اہل سیر کی بے احتیاطیاں - سیرۃ ابن ہشام کا اعتبار واستناد یہاں محدثانہ تنقید بے محل ہے - محدثین کا معیار تحقیق سخت ہے - یہ ضعیف روایتیں بھی تمام تاریخوں سے زیادہ معتبر ہیں - آپ نہایت بیکسی ومصیبت میں پیدا ہوئے - آپ کی ولادت کے وقت جناب آمنہ کی عمر وحالت - مگر خود قدرت تشفی دیتی ہے - جائے ولادت - حضرت آمنہ کی تنہائی - تاریخ وروز ولادت - جو غیر معمولی امور ولادت کے وقت ظاہر ہوئے - آپ کو ٹخنے کے نیچے بند دیکھے - گئے - جناب عبد المطلب کو خبر کی گئی - وہ آپ کو گود میں لے جا کے دعا کرتے ہیں - عقیقہ اور نام - اس نام کے اختیار کرنے کی وجہ - عبد المطلب کا خواب - اس کی تعبیر - آپ کے ہمنام

اب ہم جناب سرور کائنات علیہ السلام کے حالات کی طرف توجہ کرتے ہیں

جبکہ رحمت الٰہی نے تمام ادیان و اقوام کا زور توڑ کے نور ہدایت کو سارے عالم مین پھیلا دیا۔ اور چند ہی روز مین ریگستان کے بادیہ نشین اور عرب کے خانہ بدوش تمام قومون کے سرتاج بن گئے۔ حضرت رسول آخر الزمان علیہ الصلوۃ والسلام کے

کثرت روایات و اختلافات

حالات زندگی اور آپ کی مبارک سوانح عمری کے متعلق اسلام کی ان گذشتہ تیرہ صدیون نے صدہا کتابین تصنیف کرادین۔ اور کثرت تصنیف کا یہ لازمی نتیجہ ظاہر ہوا کہ ہزارہا قسم کی پیچیدگیان پیدا ہوتی گئین اور ہر ادنی ادنی معاملے مین بے انتہا اختلاف پڑ گئے۔ حضرت مسیح کے حالات زندگی کی تمہید مین ہم اشارہ کر چکے ہین کہ آل اسرائیل کے آخری پیغمبر یعنی جناب مسیح کا مولد و منشا علم و فضل کا مرکز اور دنیا کی بڑی بڑی نامور اور علم دوست قومون کی سیرگاہ تھا بخلاف ہمارے رسول آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد و موطن مکہ معظمہ کے جہان تہذیب و تمدن کی بنیاد ہی آپ کی ذات بابرکات سے پڑی۔ مگر باوجود اس امتیاز کے جب ہم حضرت مسیح کے اکثر حالات کو بھی پردہ خفا مین پاتے ہین تو کوئی حیرت کی بات نہین اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی حالات کے متعلق مورخین اور اہل سیر مین اختلاف پڑ گیا ہو۔

اہل سیر کی بے احتیاطیان

اس بارہ خاص مین زیادہ دشواری یہ ہے کہ بعد کے تمام اہل سیر کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ ہر قسم کی صحیح و ضعیف اور رطب و یابس روایات کو فراہم کرین۔ اور بغیر تنقید و تحقیق کے اور بلا استثنا و امتیاز نقل کرین۔ سیرۃ

سیرۃ ابن ہشام کا اعتبار و استناد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سب سے پہلی اور سب سے مستند کتاب ابن ہشام کی ہے اور اکیلا یہی ایک مصنف ہے جس نے تاریخ نبوی کے متعلق اکثر مستند روایتین نقل کی ہین۔ اور ان باتون کو جو باوجود ضعیف و بے سروپا ہونے کے عوام الناس کے خوش کرنے کے لیے نقل کی جاتی ہین اور جن کی غرض صرف خلاف فطرت و خلاف عقل واقعات کا

دکھانا ہوتا ہے اگر کہین نقل بھی کیا ہے تو ایسے الفاظ مین جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لائق مصنف اُن روایات کے متعلق اپنا اطمینان نہین کر سکا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ابتدائی حالات پر لاعلمی کا ایسا پردہ پڑا ہوا ہے کہ اگر محدثین کی سی آزادانہ جانچ پڑتال اور تنقید و تحقیق سے کام لیا جائے تو ابن ہشام کی روایات مین سے بھی بہت کم باقی رہ جائین گی۔ اور اس لائق مصنف کی احتیاط بھی بیکار ثابت ہوگی۔

یہان محدثانہ تنقید بے محل ہے

مجبوراً ہم انہین حالات کو بیان کرتے ہین جن پر اکثر مصنفین سیر کا اتفاق ہے اور محدثانہ تنقید کو اُسی وقت کے لیے اٹھائے رکھتے ہین جب ہمین اپنے لیے شریعت محمدی کے مطابق کوئی مسئلہ شرعی ڈھونڈھنا ہوگا۔ تاہم اتنا ضرور کہین گے کہ باوجود شبہات و شکوک کے ان روایات پر اناجیل کی اُن روایتون سے زیادہ اطمینان کیا جا سکتا ہے جس کے ضعف اور بے سروپا ہونے کو ہم کتاب "مسیح و مسیحیت" مین تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہین۔

محدثین کا معیار تحقیق سخت ہے

اس موقع پر ہمین اتنا اور بیان کر دینا چاہیئے کہ محدثین اسلام کا معیار تحقیق و تنقید اس قدر سخت ہے کہ کسی امر کا پتہ لگانے کے درجے سے گذر کے وہم اور شک کے درجے کو پہونچ گیا ہے۔ اگر ہر امر مین ہم انہین کے اصول سے کام لین تو ہمارا پہلا فرض ہوگا کہ دنیا کی تمام تاریخون اور اگلے کل کارنامون پر بلا تامل خط نسخ کھینچ دین وہ ایک ایک جملے کے لیے اپنے عہد سے لے کے اُس زمانے تک جبکہ کوئی واقعہ گذرا ہو سند متصل کو ڈھونڈھتے ہین۔ اور وہ بھی اِن شرائط کے ساتھ کہ ہر راوی کی ثقاہت و عدالت کا پتہ لگ چکا ہو اور یہ بھی ثابت ہو گیا ہو کہ وہ اس شخص سے ملا بھی تھا یا کم از کم اس کا معاصر تھا جس سے نقل کر رہا ہے۔ اگر ہر واقعے کے لیے یہی امور معیار قرار دے جائین تو یقینی بات ہے کہ ہمارے پاس معلومات کا بہت ہی کم ذخیرہ

باقی رہ جائے گا۔ شاید اسی دشواری کا نتیجہ تھا کہ عام علماے اسلام ان قیدونکی کبھی پابندی نہ کر سکے۔ اور ضعیف روایتیں ہمیشہ علانیہ بیان ہوتی رہیں۔

یہ ضعیف روایات بھی تمام تاریخوں سے زیادہ معتبر ہیں

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اگر اصول محدثین سے ضعیف بھی ہیں تو اُن تمام تاریخوں سے زیادہ قابل وثوق ہیں جو آج ہم میں اور دنیا کی تمام قوموں میں مروج ہیں۔ یہ ہم کمال اطمینان کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ جن واقعات کو ہم اس باب میں بیان کر رہے ہیں وہ بمقابل دیگر تاریخی واقعات کے اور علی الخصوص اُن واقعات کے جن کو ہم حضرت مسیح کے حالات میں بیان کر چکے ہیں ہر طرح اور ہر حیثیت سے زیادہ معتبر و مستند ہیں۔ اِن میں اتنا تو ہے کہ یہ واقعات انھیں لوگوں کی زبان سے نقل کیے گئے ہیں جن کے سامنے گذرے تھے بخلاف انجیلوں کے جن کے خوش عقیدہ مصنفین نے باوجود ایک مدت گزر جانے کے اتنی بھی زحمت نہ گوارا کی۔

آپ نہایت بیکسی و مصیبت میں پیدا ہوئے

حضرت رسول آخر الزمان علیہ التحیۃ والثنا کی ولادت[عہ] سچ پوچھیے تو نہایت ہی بیکسی و مصیبت اور حسرت واندوہ کی حالت میں واقع ہوئی۔ پدر بزرگوار دو ماہ پیشتر عین عنفوان شباب اور اٹھارہ ہی برس کی عمر میں سفر آخرت کر چکے تھے۔ ستم زدہ اور زمانے کی ستائی ہوئی مادر مشفقہ بیوگی کے صدمے سے ملول واندوہگین ہو رہی تھیں اور بے والی وارث تھیں۔ باقی رہے نیک نفس اور ہر دل عزیز دادا وہ اگرچہ خوش حال تھے۔ اہل مکہ

[عہ] اس باب میں تمام حالات عموماً سیرۃ حلبیہ مطبوعہ مصر سے لیے گئے ہیں۔ لیکن اکثر یہ دیکھ لیا گیا ہے کہ اُن سے دیگر ارباب سیر کو بھی اتفاق ہے۔ مگر جس امر میں کوئی اور مورخ متفرد ہو گیا ہے اُس کا حوالہ بصحیح جداگانہ دے دیا گیا ہے

[عہ] سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ مرحوم سید دحلان مفتی شافعیہ مکہ معظمہ میں

بہت کچھ اثر رکھتے تھے۔ اور حتی الامکان دلدہی و شفقت سے بھی پیش آتے تھے لیکن اس رحمدل و فیاض سردار مکہ و رئیس قوم کے سر ایک بڑے خاندان اور بہت سے بیٹون کا بار تھا۔ جس کی وجہ سے کسی خاص ہمدردی و توجہ کا انھین بھی موقع نہ مل سکتا تھا۔ مگر باوجود ان سب ظاہری دشواریون اور مصیبتون کے مشیت ایزدی کچھ اور ہی کہہ رہی تھی۔ رحمت الٰہی کا یہ تقاضا تھا کہ یہ یتیم بچہ جو دنیا کے ایک گمنام کونے اور دشوار گزار ریگستان کے دامن مین پیدا ہوا ہو عالم کی تمام شریعتون کو منسوخ کرے۔ اُس وقت کی کل زبردست و باجبروت سلطنتون کا دفتر اُلٹے۔ اور عالم کو ایک ایسی سچی اور خالص و بے داغ توحید بتا دے جو اپنی برکت سے تمام بندون کو خالق کا سچا فرمان بردار بنائے اور قیامت تک کسی کے مٹائے نہ مٹ سکے۔

آپ کی ولادت کے وقت جناب آمنہؓ کی عمر و حالت

جب آپ نے دنیا مین قدم رکھا ہو اُسوقت آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ کی عمر تقریباً چودہ برس کی تھی ظاہر ہو کہ اس عمر کی بیوگی کس قدر حسرت ناک اور موجب اندوہ ملال ہوئی ہوگی۔ اور پھر لطف یہ کہ جو بچہ پیٹ مین تھا وہ بھی اپنے آیندہ مدارج زندگی مین چاہے کیسا ہی خوش نصیب ثابت ہونے والا ہو مگر اُس وقت نہایت ہی ستم زدہ دیکھیں نظر آتا تھا۔ خسر اگرچہ سردار قوم تھے اور قریش کے سب سے بڑے معززین مین شمار کیے جاتے تھے مگر بچہ جسے ولادت سے پہلے ہی یتیمی نصیب ہو چکی تھی محجوب اور اُن کی دولت سے محروم تھا۔ آنحضرت کے بے مایگی و فلاکت کی گود مین پیدا ہونے کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہو کہ پدر مرحوم کی جو جائداد آپ کو ترکے مین ملی وہ کل کائنات یہ تھی کہ ایک حبشیہ لونڈی[ع] - ایک حبشی غلام

ع اس لونڈی سے مراد اُم ایمن ہین جن کا نام "برکۃ" تھا۔ انھون نے آپ کو (دیکھو حاشیہ صفحہ آئندہ)

پانچ اونٹنیان - چند بھیڑین - اور ایک مکان وہی جس مین آپ پیدا ہوئے تھے بس یہی سرمایہ ہی جس پر جناب آمنہ اپنے نیک نفس شوہر کے انتقال کے بعد قابض ہوئی تھین اور جس پر بڑی دشواری و عسرت سے زندگی بسر کی جاسکتی تھی۔

اگرچہ قدرت دستگیری دیتی تھی | مگر باوجود دل شکنی کے ان تمام سامانون اور ہزارون طرح کی [illegible] کے حضرت آمنہ کو کسی مافوق العادت طریقے اور غیبی بشارتون سے کچھ ایسا اطمینان دلادیا جاتا تھا کہ آپ کے سارے صدمے دور ہوجاتے اور پیدا ہونے والے لخت جگر کے پہلو سے طرح طرح کی ترقیون اور عجیب و غریب اقبال مندی کے سامان نظر آتے۔ ان بشارتون کے ساتھ جب آپ نے آنکھ سے دیکھ لیا کہ ایک بالکل نئے اور زمانے کو حیرت مین ڈال دینے والے طریقے سے کعبہ ابرہہ کے حبشی سپاہیون اور کوہ پیکر ہاتھی کی دست برد سے بچ گیا تو اپنی بشارتون کے سچے ہوجانے کا یقین کامل ہوگیا۔ آپ کو یہ باور نہ کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی کہ یہ جو کچھ ہوا صرف اُسی خوش نصیب بچے کی برکت سے ہی جو آپ کے شکم مبارک مین تھا۔ اس لیے کہ ولادت باسعادت سے ۵۵ ہی دن پہلے حبشیون کے خونخوار لشکر پر غضب الٰہی نازل ہوا تھا۔

جاے ولادت | آخر وضع حمل کا زمانہ آگیا۔ اور آپ اُسی مکان مین تھین جسے مرحوم شوہر آپ کے قبضے مین چھوڑ گئے تھے یہ مکان مکہ معظمہ کے محلۂ قریش

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵) دودھ بھی پلایا تھا۔ اُن کا لڑکا ایمن عبید نام ایک حبشی غلام کے نطفے سے تھا ان دونون ماں بیٹون کا شمار صحابہ مین ہی۔ اس لیے کہ عہد نبوت تک زندہ رہے اور ایمان لائے۔ حضرت خدیجہ سے نکاح کرنے کے بعد آپنے اُم ایمن کو آزاد کردیا۔ اور بعد ہجرت زید بن حارثہ نے ام ایمن کو اپنے عقد نکاح مین لیا تھا۔ اور حبشی غلام سے مراد شقران ہی جنھے آپنے بعد واقعۂ بدر کے آزاد فرمایا تھا۔ ۵۶ اس مکان مین آپ کا پیدا ہونا تو سب اہل سیر نے بیان کیا ہی مگر اس کا والد مرحوم کے ورثے مین ملنا مجھے صرف روضۃ الاحباب مین نظر آیا۔

بطاح مین واقع تھا۔ اور بعد کے زمانے مین ابن یوسف کا مکان کہلاتا تھا۔[۵۶]

حضرت آمنہ کی تنہائی | اگرچہ عموماً یہ نازک وقت ہوتا ہی۔ اور ایسی حالت مین دردمند دن اور دلدہی کرنے والی عورتون کی بہت ضرورت ہوتی ہی۔ مگر بظاہر اسباب معلوم ہوتا ہی کہ حضرت سرور کائنات کی ولادت باسعادت کے وقت سوا اسی لونڈی ام ایمن اور عبدالرحمن بن عوف کی والدہ کے جن کا نام شفاء تھا اور کوئی عورت جناب آمنہؓ کے پاس نہ تھی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ جناب عبدالمطلب کی بعض بیٹیان بھی موجود تھین۔ ام ایمن تو گھر کی لونڈی ہی تھی۔ اور شفاء دائی کی خدمت سرانجام دینے کے لیے آئی تھین۔ مگر خداوند جل وعلا کی مہربانی سے حضرت آمنہؓ کو اپنا گھر خوبصورت عورتون سے بھرا نظر آیا۔ جن پر پہلے تو آپ کو عبد مناف کے گھرانے کی لڑکیون کا گمان ہوا۔ مگر بعد معلوم ہوا کہ وہ جنت کی حورین تھین جن کے ساتھ فرعون کی مومنہ بیوی آسیہ اور حضرت مسیح کی والدہ مریم بنت عمران بھی تسلی وتشفی کے لیے آئی ہوئی تھین۔

تاریخ وروز ولادت | ربیع الاول کی بارھوین تاریخ اور دوشنبہ کا روز تھا[۵۷] کہ آخر شب کو

---

۵۶ اپنا یہ مکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد فتح مکہ عقیل بن ابی طالب کو دے ڈالا تھا۔ عقیل کے بعد ان کی اولاد نے اسے حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ اس نے کہ معظمہ مین جب اپنا مکان تعمیر کیا تو اس مکان کو اس مین شامل کر لیا۔ اور اسی وجہ سے یہ محمد بن یوسف کا مکان مشہور ہو گیا۔ پھر اس کے بعد جب بنی عباس کا زمانہ آیا تو ہارون رشید کی ماں خیزران نے اس متبرک بقعۂ زمین کو اپنے قبضہ مین کر کے وہان ایک مسجد تعمیر کر دی۔ ابن اثیر جلد اول صفحہ ۱۶۲

۵۷ وقت ولادت مین بہت اختلاف ہی۔ بعض اہل سیر رات بتاتے ہین بعض دن اور بعض صبح، مگر ترتیب روایات سے زیادہ قرین قیاس یہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ کی ولادت باسعادت آخر شب کو ہوئی۔

آپ مان کے شکم مبارک سے دنیا مین آئے۔ اور خاص شفاء کے ہاتھون پر پیدا ہوئے پیدا ہوتے ہی حسب معمول آپ روئے۔ اور شفاء نے سنا کہ غیب سے کسی شخص نے باواز بلند کہا یرحمک اللہ یعنی خدا آپ پر رحمت نازل کرے۔ مورخین اسلام اور خاصتہً اہل سیر اس مبارک ولادت کے ساتھ بہت سے واقعات بیان کرتے ہین۔ جو مسلمانون مین کثرت سے مشہور ہین۔ وہ کہتے ہین کہ آپ کے عالم وجود مین آتے ہی شیطان اپنی بدقسمتی اور اپنا زور ٹوٹ جانے پر رویا۔ اکثر بت اوندھے گر پڑے۔ ایران کے مجوسیون کا بڑا آتش کدہ جو ایک ہزار سال سے روشن تھا سرد ہوگیا۔ نہر ساوہ ناگہان خشک ہوگئی۔ اور کسریٰ کے عظیم الشان قصر مین زلزلہ پڑگیا اور اُس کے چودہ بلند کنگورے گر گئے۔ یہ تمام واقعات ایسے ہین جن مین شک کرنے کی کوئی وجہ نہین۔ مگر ہان مطلب سمجھنے مین اختلاف ہے۔ عوام کی طرح اگر دیگر قومون کے تمام مورخین کی طرف سے بے پروائی اختیار کرلی جائے تو ہم جو معنے چاہین سمجھ لین۔ مگر بادی النظر مین ان امور کے معنے یہی ہین کہ آپ کی ولادت کا نتیجہ یہی تھا کہ کفر وضلالت کی بنیاد منہدم ہوئی۔ اور بت پرستی و آتش پرستی کا دفتر اُلٹ گیا۔ لیکن کسریٰ کے عظیم الشان قصر کا متزلزل ہونا اور اُس کے کنگورون کا منہدم

جو غیر معمولی امور ولادت کے وقت ظاہر ہوئے

نمبر ۳ آپ پر سیطنیانوس (جسٹی نین) قیصر روم کی موت کے چار سال بعد پیدا ہوئے۔ ابوالفداء کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ولادت محمدی سکندر اعظم کے ۸۸۲ سال اور بخت نصر کے ۱۱۶۱ برس بعد ہوئی۔ جس حساب سے ۵۷۰ء ہونا چاہیے۔ مگر یورپ کی موجودہ تقویم اور اکثر علمائے ہیئات کی تحقیقات کے مطابق آپ کا سنہ ولادت ۵۷۱ء قرار پاتا ہے۔ مگر ہمارے معاصر محقق مولوی نظام الدین حسن صاحب کی تحقیق سے بحساب سنہ عیسوی آپکا سال ولادت ۵۷۲ء ہونا چاہیے۔ اور اسی حساب سے ہم نے اپنی اس تاریخ کی سنین قائم کئے ہین

نمبر ۴ روضۃ الاحباب مطبوعہ نولکشور صفحہ ۷۹ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۷۳ تا ۸۰

ہو جانا البتہ اس قدر کثیر اور متواتر روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس کی واقعیت مین شک نہین کیا جا سکتا۔ علی الخصوص جب نظر آ رہا ہے کہ آج بھی وہ منہدم قصر اپنی گذشتہ شکستگی کا ثبوت پیش کرنے کو موجود ہے۔

آپ کو ٹہنے کے نیچے بند کئے گئے

جاہلیت مین عربون کا معمول تھا کہ جو بچہ رات کو پیدا ہوتا اُسے ایک کونڈے کے نیچے بند کر دیتے اور صبح ہونے سے پیشتر اس کی صورت نہ دیکھتے۔ اسی رسم کے مطابق آپ بھی ایک کونڈے کے نیچے بند کر دیے گئے صبح کو دیکھا تو وہ کونڈا بیچ سے پھٹ کے دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ آپ انگوٹھا چوس رہے تھے اور نظر آسمان سے لڑی ہوئی تھی۔

جناب عبد المطلب کو خبر کی گئی۔

ولادت باسعادت کے بعد جناب آمنہؓ نے حضرت عبد المطلب کو خبر کی اور اُنھین بلوا بھیجا۔ عبد المطلب اس وقت طواف کعبہ مین مشغول تھے۔ خوشخبری سنتے ہی اپنی بیوہ بہو کے پاس دوڑے آئے جناب آمنہ نے اُن کی صورت دیکھ کے فرمایا "آپ کے یہان ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کے حالات عجیب و غریب ہین"۔ عبد المطلب نے اندیشہ ناکی کے لہجے مین کہا "کیا اُس مین کوئی پیدائشی نقصان ہے؟" حضرت آمنہ بولین "یہ نہین"۔ اُس نے پیدا ہوتے ہی پہلے سجدہ کیا پھر سر اُٹھا کے آسمان کی طرف دیکھا اور دو انگلیان

وہ آپ کو کعبہ مین لے جا کے دعا کرتے ہین

اُٹھا کے جیسے اُوپر کی طرف کچھ اشارہ کیا"۔ حضرت آمنہؓ کا بیان سُن کے عبد المطلب نے آپ کو گود مین اٹھا لیا۔ برکت کے لیے خانۂ کعبہ مین لے گئے۔ درگاہ خداوندی مین آپ کے لیے خیر و برکت کی دعا کی۔ اور واپس لا کے ماں کی گود مین دے دیا۔

عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۷۲

عہ سیرۃ الحلبیہ۔ جلد ۱ صفحہ ۷۲ و ابن ہشام صفحہ ۱۰۳

عقیقہ اور نام اولاد ہونے کے ساتویں دن حسب رسوم عرب جناب عبد المطلب نے ایک بینڈھا ذبح کرکے آپ کا عقیقہ کیا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نام رکھا اور بروایت بعض اہل سیر آپ کا ختنہ کیا۔ اکثر مورخین کہتے ہین کہ آپ مختون پیدا ہوئے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا خود قدرت نے آنکھون مین سُرمہ لگاکے آپ کو دنیا مین بھیجا ہے۔ آپ کا مبارک نام قریش کے مروجہ ناموں سے جداگانہ اور نیا تھا چنانچہ

اس نام کے اختیار کرنے کی وجہ بعض لوگون نے عبد المطلب سے پوچھا بھی کہ یہ نام تو نہ آپ کے خاندانی ناموں مین ہے اور نہ آپ کے قومی ناموں مین پھر اس کے اختیار کرنے مین کیا مصلحت ہے؟ انھون نے اس موقع پر یہ امر ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا کہ یہ نام ملہم غیب کی طرف سے آپ کی والدۂ ماجدہ کو بتایا گیا تھا بلکہ لوگون کو ایک ظاہری وجہ بتاکے یون اطمینان دلایا کہ مین چاہتا ہون آسمان پر حضرت رب العزت اور زمین پر تمام لوگ اس مولود سعید کی حمد وثنا کرین۔

عبد المطلب کا خواب بعض مستند علماے اخبار کی تحریرون سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عبد المطلب نے بھی ایک عجیب وغریب خواب دیکھا تھا۔ خود انھین کا بیان ہے کہ مین ایک دن حُجر مین یعنی کعبہ کے گرد کٹھرے کے اندر سو رہا تھا۔ ناگہان کیا دیکھتا ہون کہ ایک درخت زمین سے اُگا۔ اور بڑھنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ درخت آسمان سے جا لگا اور اُسکی ٹہنیان مشرق ومغرب تک پھیل گئین۔ پھر اس مین ایک روشنی نظر آئی جس سے تیز اور صاف روشنی مین نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اور کیا دیکھتا ہون کہ تمام اہل عرب وعجم اُس کے سامنے سجدے کر رہے ہین۔ اور وہ درخت باعتبار عظمت وروشنی کے ساعت بہ ساعت بڑھتا جاتا ہے۔ اسی حالت مین قریش مین سے بعض لوگ تو اُس کی ٹہنیون سے لپٹ گئے۔ اور بعض نے ارادہ کیا کہ اُسے کاٹ ڈالین۔ لیکن جب اس ارادے سے اُس کے قریب پہونچے تو

ایک نورانی اور صاحب جمال نوجوان نمودار ہوا جس سے خوشبو کی لپٹیں آرہی تھیں
اُس نے آتے ہی اُن سب کو مار کے ہٹا دیا۔ اور ایسے حملے کیے کہ ان کی آنکھیں
توڑ دیں اور آنکھیں نکال لیں۔ یہ دیکھ کے میں نے چاہا کہ اپنا ہاتھ بڑھا کے
اُس کی کوئی شاخ پکڑ لوں مگر نہ پا سکا۔ اسی حالت میں آنکھ کھل گئی اور میں گھبرایا
ہوا قریش کی کاہنہ کے پاس دوڑا گیا۔ مگر میرا بیان سنتے ہی اس کا چہرہ متغیر ہو گیا
اس کی تعبیر | اور بولی اگر تم سچ کہتے ہو تو تمھاری نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو
سارے مشرق و مغرب کا مالک ہو جائیگا۔ اور لوگ اُس کی دین اختیار کرینگے"
عبدالمطلب کا گمان تھا کہ اس شخص سے مراد ابوطالب ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حالات دیکھ کے خود ابوطالب کہا کرتے تھے کہ میرے والد کے
اس خواب کی تعبیر آپ تھے۔ پھر جب آنحضرت پیدا ہوئے تو عبدالمطلب نے
آپ کا نام قثم رکھا۔ مگر حضرت آمنہ نے اس نام کی مخالفت کی اور بتایا کہ مجھے
خواب میں ہدایت کی گئی ہے کہ اس بچہ کا نام محمدؐ رکھا جائے۔ عبدالمطلب نے
اپنی نیک نہاد بہو کے ارشاد کے مطابق اس پہلے نام کو ملتوی کیا اور وہی نام
رکھ دیا جو بہو سے معلوم ہوا تھا۔

آپ کے ہم نام | عہد جاہلیت میں یعنی آپ کی نبوت سے پیشتر اور بھی چند لوگوں
نے اپنے لڑکوں کو محمدؐ کے مبارک و برگزیدہ نام سے نامزد کر دیا تھا جن میں
سے بعض آپ سے پیشتر پیدا ہوئے تھے اور بعض آپ کے بعد۔ روایات
عرب سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن دنوں بعض کاہنوں اور اسرائیلی مقتدائوں کی
زبانی چند لوگوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ عدنانیوں میں جو پیغمبر آخر الزمان پیدا
ہونے والا ہے اُس کا نام محمد ہوگا۔ اس پیشین گوئی کو جن جن لوگوں نے
سُنا اپنے لڑکوں کو اسی نام سے نامزد کر دیا۔ مگر بقول اکثر اہل سیر کے

واقعی یہ آپ کا معجزہ تھا کہ باوجود ان پیشین گوئیون کے اُس عہد کے مدعیان نبوت مین سے کسی کو یہ عزت حاصل نہ تھی کہ آپ کا ہم نام ہو۔ بلکہ بخلاف اس کے آپ کے دو ہمنام آپ پر ایمان لائے۔ اور دولت ایمان سے شرفیاب ہوئے۔

باب دوم

ایام رضاعت

رضاعت کے متعلق عرب کا رواج۔ آپ نے کن کن عورتون کا دودھ پیا۔ ابولہب کی لونڈی ثویبہ۔ اُس نے اور کن کن لوگون کو دودھ پلایا۔ خولہ بنت منذر حلیمہ سعدیہ۔ اُن کا مکے مین آنا۔ آپ حلیمہ کے گھر جاتے ہین۔ وہان آپ کی برکت آپ کا بنا صحرائی گھر۔ نئے رضاعی عزیز۔ غیر معمولی نشو ونما۔ بھیڑ آپ کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔ حلیمہ آپ کے حالات کو مخفی رکھتی ہین۔ دودھ بڑھائی اور خدا پرستی کا پہلا ظہور۔ حلیمہ آپ کو بنا ب آمنہ کے پاس لاتی ہین۔ مگر اجازت سے پھر لے جاتی ہین۔ آپ بھیڑیا ن چرانے جاتے ہین۔ شق صدر۔ حلیمہ کا خائف ہونا۔ آپ کا کھونا اور ملنا۔ آپ مادر مشفق کے دامن عافیت مین۔ سوق عکاظ مین ایک کاہن آپ کو پہچانتا ہے۔ سوق المجاز مین بھی آپ پہچانے گئے۔ ایک اور عورت نے بھی آپ کو دودھ پلایا۔ آپ کی اور دودھ پلانے والیان۔

رضاعت کے متعلق عرب کا رواج

عرب اور خاصۃً قریش مین رواج تھا کہ بچون کو بدوی قبائل کی مرضعہ عورتون کے سپرد کردیتے۔ اُنھین سے دودھ پلواتے اور انھین مین رکھتے۔ اس مین کئی مصلحتین سمجھی جاتی تھین۔ ایک تو یہ کہ دیہات کی آب وہوا مین بچون کی صحت اچھی رہتی اور وہ خوب

---

۵ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۸۴ تا ۸۹

نشو ونما پاتے۔ دوسرے یہ کہ قوم عرب فصاحت زبان کو انسانیت کا سب سے بڑا زیور سمجھتی تھی۔ اور اُس کی تکمیل کے لیے ضرور تھا کہ بچے بدوی قبائل عرب مین رکھے جائین۔ اور مادری زبان اُن کو انھین قبائل کے ذریعے سے سکھائی جائے جن کی زبان کی سادگی و فصاحت معتبر و مستند تھی ماسوا اس کے اس طریقے سے ماؤن کو بھی اپنی معاشرت مین آزادی حاصل رہتی اور بچے بھی مضرت رسان لاڈ پیار سے خراب ہو کے کاہل اور راحت طلب نہ ہونے پاتے۔ اسی رواج کے مطابق ولادت کے چند ہی روز بعد سے آپ کی زندگی بنی سعد کی ایک خوش نصیب عورت کے گھر مین بسر ہوئی۔ مگر اُس سے پیشتر آپ کئی اور عورتون کا بھی دودھ پی چکے تھے۔

آپ نے کن کن عورتون کا دودھ پیا

اکثر اہل سیر کہتے ہین کہ حضرت آمنہؓ ملا کے آپ کو کل آٹھ عورتون نے دودھ پلایا جن مین سب کے پہلے یہ عزت ثویبہ کو نصیب ہوئی۔ مگر غالبًا یہ اولیت اور دائیون کے مقابلے مین ہے اس لیے کہ سب کے پہلے نو دن تک خود جناب آمنہ نے دودھ دیا۔ پھر ثویبہ نے جو آپ کے نامہربان اور بدقسمت چچا ابولہب کی لونڈی تھی۔

ابولہب کی لونڈی ثویبہ

ثویبہ چونکہ حضرت رسالت مآب کی دائی بننے والی تھی لہذا اُسے اس خوش نصیبی کی پہلی برکت یہ نظر آئی کہ آزادی حاصل ہوگئی۔ اور وجہ یہ ہوئی کہ آپ کی ولادت کا مژدۂ جان فزا جیسے ہی ابولہب کو سنایا اس نے خوشی کے جوش مین دو انگلیون سے اشارہ کر کے کہا "جا تو آزاد ہے"

ع۵ روضۃ الاحباب صفحہ ۸۳ ع۶ اس مین بڑا اختلاف ہے کہ حضرت بی بی آمنہ نے آپ کو کتنے دن دودھ پلایا۔ بعض تین ہی دن کہتے ہین بعض سات دن بعض نو دن۔ اور بعض یہانتک بڑھ گئے کہ سات مہینے بتاتے ہین۔

کہتے ہین اس کار خیر کے صلے مین ابولہب دوزخ مین بھی دوشنبہ کے روز اپنے عذاب مین تخفیف پاتا ہی۔

اس نے اور کن کن لوگون کو دودھ پلایا

ثویبہ۔ نے اور لوگون کو بھی دودھ پلایا ہی۔ آپ سے پیشتر وہ آپ کے چچا حضرت حمزہ کو اور ابوسفیان بن حرث کو جو آپ کے چچازاد بھائی تھے دودھ پلا چکی تھی۔ اور ابوسلمہ بن عبداسدی کو آپ کے بعد پلایا۔ یون تو رضاعت نے ان سب مذکور بالا لوگون کو آپ کا بھائی بنا دیا تھا۔ مگر وہ خوش نصیب لڑکا یعنی ثویبہ کا وہ بیٹا جس کے دودھ مین آپ شریک ہوے اُس کا نام مسروح ہی۔

حولہ بنت منذر

ثویبہ کے بعد حولہ بنت منذر نام ایک عورت اور آپ کی لونڈی اُم ایمن نے دودھ پلایا۔ انھین عورتون کا دودھ پینے پائے تھے کہ حلیمہ سعدیہ آمین اور اپنے قبیلے مین لے گئین۔

حلیمہ سعدیہ

حلیمہ سعدیہ کا واقعہ یہ ہی کہ وہ قبیلۂ سعد بن بکر سے اور پھر اُن مین بھی نسل ہوازن سے تھین۔ اُن کے قبیلے والے اطراف مکہ مین آباد تھے اپنی بیٹی کبشہ کے لحاظ سے وہ اُم کبشہ کی کنیت سے یاد کی جاتی تھین اور ابوذویب نام ایک شخص کی بیٹی تھین اُن کے قبیلے کی اور عورتین جب رضاعت کے لیے بچے تلاش کرنے کو مکے مین آئین تو اُن کے ساتھ وہ بھی آئین مگر ایسی شکستہ حال تھین کہ سب کو قریشی بچے مل گئے اور وہ بے نیل مرام تھین ایک دن راستے راستے جا رہی تھین کہ عبدالمطلب کا سامنا ہوا ضعیف العمر سردار مکہ نے نسب پوچھا تو انھون نے بنی سعد کا نام لیا۔ پھر نام پوچھا اور حلیمہ نام سن کے مسکرائے اور کہا "واہ! سعادت اور حلم سے اچھی کون صفت ہو سکتی ہی؟"

سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۹۴ الشامۃ العنبریہ صفحہ ۱۳

پھر بولے "ای حلیمہ۔ میرے پاس ایک یتیم بچہ ہو اُسے مین نے بنی سعد کی تمام عورتون کے سامنے پیش کیا اور سب نے انکار کیا وہ بے باپ کے بچے سے کوئی امید نہین رکھتی تھین شاید خدا اسی بچہ کے ذریعے سے برکت دے۔ حلیمہ نے کہا اچھا مین اپنے شوہر سے مشورہ کرلون۔ وہ خود کہتی ہین اس سال موسم خراب تھا۔ عرب مین قحط پڑا ہوا تھا۔ اور یہ حالت تھی کہ جس اونٹنی پر بیٹھ کے مین آئی اُس کے تھنون مین بالکل دودھ نہ تھا۔ میرے بچے بھوک کی شدت سے رات بھر روتے رہتے اور کسی پہلو پر قرار نہ لیتے تھے۔ ہم سب جب مکہ مین پہونچے تو شرفاے قریش کے گھرون مین جا جا کے بچون کو ڈھونڈنے لگے رسول اللہ ہمارے قبیلے کی تمام عورتون کے سامنے پیش کیے گئے۔ مگر کسی نے لینا نہ پسند کیا۔ اس لیے کہ یتیم تھے بچون کے بعد ہم لوگون کی امیدین بچون کے باپون سے وابستہ رہتی تھین اور جس بچے کا باپ زندہ نہ موجود ہو اُسے کوئی نہ پسند کرتا تھا۔ اسی خیال سے آپ کو کسی نے نہ لیا۔ تھوڑی جستجو مین اور سب عورتون کو تو بچے مل گئے۔ مگر مین یونہین رہ گئی۔ جب واپسی کا وقت آیا اور مین متردد تھی کہ کہین ناکام نہ واپس جانا پڑے۔ اسی تشویش مین اپنی فرودگاہ پر آئی۔ اور اپنے شوہر سے جو اس سفر مین ساتھ تھے پوچھا کہ یہ تو نہین اچھا معلوم ہوتا کہ سب عورتین قریشی بچے لے لے کے گھر جائین اور مین خالی ہاتھ پھرون۔ کہو تو اس یتیم بچے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے لون۔ انھون نے کہا بے شک لے لو۔ خدا سے امید ہو کہ وہ اسی مین ہمین برکت دے گا۔ الغرض مین گئی۔ اور آپ کو لیا۔ مگر اس مجبوری سے کہ کوئی اور بچہ نہین ملا تھا اپنی فرودگاہ پر لاکے آپ کو دودھ دینا

آپ حلیمہ کے گھر جاتے ہین

ع۵ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۹۵ و ۹۶ و ۹۷

وہان آپ کی برکت | تو اسی وقت سے مجھے عجیب برکت نظر آئی۔ آپ نے بھی پیٹ بھر کے پیا اور میرے بچے نے بھی۔ اور دودھ پی کے دونون سو گئے حالانکہ اس سے پیشتر بچون کی بھوک ہمین بھی سونے نہ دیتی تھی۔ پھر میرے شوہر نے اُٹھ کے اونٹنی کو دوہا تو اُس سے بھی اتنا دودھ نکلا کہ ہم سب سیر ہو گئے۔ اور اس رات کو ہم نہایت ہی اطمینان سے سوئے صبح کو اُٹھ کے میرے شوہر نے کہا "حلیمہ تم نے بہت مبارک بچہ لیا ہے" اور مینے خوشی سے جواب دیا۔ "بے شک۔ مجھے بھی خدا کی قسم ایسی ہی امید ہے"۔ اب ہم اپنے صحرائی وطن کو روانہ ہوئے۔ مگر میری اونٹنی خلاف امید و خلاف معمول اس قدر چست و چالاک اور تازہ دم تھی کہ تمام قبیلے والون کے اونٹون سے آگے نکل گئی۔ مین جس ہم قبیلہ عورت کے برابر سے ہو کے آگے بڑھتی وہ حیرت سے دیکھ کے پوچھتی "حلیمہ یہ وہی تمھاری پہلی اونٹنی ہے؟ اور مین کہتی "ہان خدا کی قسم وہی ہے" یہ حالت دیکھ کے بنی سعد کی تمام عورتون نے کہا "معلوم ہوتا ہے حلیمہ کی کوئی خاص شان ہے"۔

اس شان سے ہم گھر پہونچے۔ یہان قحط پڑا ہوا تھا۔ اور ہماری زمین کی حالت سب جگہ سے زیادہ خراب تھی۔ لوگ فاقے کر رہے تھے۔ اور مویشی سوکھ سوکھ کے مرے جاتے تھے۔ مگر میری بھیڑ بکریون پر خدا ایسا مہربان تھا کہ چرائی سے ہمیشہ سیر ہو کے آتین۔ اور ہم اُن کے دودھ سے سیر ہو جاتے تمام قبیلے والے میرے مویشیون کی تیاری دیکھ دیکھ کے اپنے چرواہون کو ڈانٹتے اور کہتے کہ ہماری بکریون کو بھی وہین کیون نہین چراتے جہان حلیمہ کی بکریان چرا کرتی ہین۔ مگر وہان چرانے پر بھی اُن کے مویشیون کی حالت نہ بدلتی۔

آپ کا نیا صحرائی گھر | یہ نیا صحرائی گھر جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آغوش مادر سے نکل کے عزت بخشی اُس کے گرد قبیلۂ بنی سعد کے لوگ آباد تھے۔ اور نئے عزیز

نئے رضاعی عزیز | جو رضاعت کے ذریعے سے آپ کو ملے یہ تھے۔ وہی نیک خاتون حلیمہؓ سعدیہ جو اصلی ماں کی طرح آپ کو دودھ پلاتی اور نہایت شفقت کے ساتھ پرورش کر رہی ہے۔ حارث بن عبد العزی جو اُس کا شوہر اور آپ کا رضاعی باپ ہے۔ عبداللہ بن حارث جو رضاعی بھائی ہے اور اُنیسہ بنت حارث اور جذامہ بنت حارث جو آپ کی رضاعی بہنیں ہیں۔ الغرض یہ چھوٹا خاندان آپ کا نگران اور آپ کی پرورش کا متکفل ہے۔ جذامہ جو عرب میں عموماً شیماء کے لقب سے یاد کی جاتی تھی اکثر آپ کو کھلایا کرتی تھی[۵]۔ اور اس شفقت و محبت سے پیش آتی ہے کہ وہ بھی آپ کی ماؤں اور پرورش کرنے والیوں میں شمار کی گئی ہے۔ وہ اکثر آپ کو اپنے ہاتھوں پر نچاتی اور یہ مصرعے پڑھا کرتی تھی۔

هٰذَا اَخٌ لِی لَمْ تَلِدْهُ اُمِّی وَلَیْسَ مِنْ نَسْلِ اَبِی وَعَمِّی فَاِنْهُ اللّٰهُمَّ فِیمَا تُنْمِی

(یہ میرا بھائی ہے جو میری ماں کے بطن سے نہیں پیدا ہوا اور نہ میرے باپ اور چچا کی نسل سے ہے۔ اے اللہ اسے بڑھا کے بڑا کر)

غیر معمولی نشو و نما | اور آپ نے شیماء کی آرزو کے مطابق عام بچوں کے خلاف اپنے نشو و نما اور کمالات انسانی حاصل کرنے میں بہت نمایاں اور فوری ترقی کی خود حلیمہؓ سعدیہ کہتی ہیں کہ آپ آٹھ ہی مہینے کے تھے کہ آواز سے باتیں کرنے لگے۔ جب نو مہینے کے ہوئے تو بہت ہی فصاحت کے ساتھ اپنا مافی الضمیر ادا فرما دیتے تھے۔ پھر جب آپ کی عمر گیارہ مہینے کو پہونچی اچھی طرح تیر اندازی کر لیتے تھے جو قوم عرب کا معمولی اور ضروری مشغلہ تھا۔ اُنھیں دنوں ایک

---

[۵] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵

[۵] سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۱

بھیڑ بی آپ کے سامنے سجدہ کرتی ہے

یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ آپ حلیمہؓ سعدیہ کی گود مین بیٹھے تھے ناگہان اُن کی بھیڑیان اُدھر سے گذرین۔ اُن مین سے ایک آپ کی طرف آئی۔ آپ کے سامنے سجدہ کیا۔ سر مبارک سے منھ لگا کے گویا بوسہ لیا اور چلی گئی[۵۵]۔ اس امر کو حضرت حلیمہؓ نے حیرت سے دیکھا اور خاموش ہو رہین۔

حلیمہ آپ کے حالات کو مخفی رکھتی ہین

ایک ہی نہین معتبر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جناب حلیمہؓ نے ایسے ہی بہت سے واقعات دیکھے جو آپ کو ایک غیر معمولی بچہ ثابت کر رہے تھے مگر چونکہ اُن دنون عرب مین کثرت سے یہ افواہ مشہور تھی کہ قریش مین نبی آخر الزمان پیدا ہونے والا ہے اور یہود نے جس طرح حضرت مسیح کے ساتھ دشمنی کی اُس کے ساتھ بھی دشمنی کرین گے لہذا ہمیشہ خاموش ہو رہین۔ ممکن ہے کہ جناب حلیمہؓ کو اس بات کا یقین نہ ہو کہ یہی بچہ وہ موعود و مبشر پیغمبر ہوگا مگر اتنا خوف ضرور تھا کہ اس موعود پیغمبر کے دھوکے مین کہین اس ہونہار بچے کو کوئی ضرر نہ پہونچ جائے۔

دودھ بڑھائی اور خدا پرستی کا پہلا ظہور

دو برس کے بعد حلیمہؓ نے آپ کا دودھ بڑھایا۔ اور اسی زمانے مین آپ کی بچپن کی خدا شناس زبان سے یہ پیمبرانہ کلمات توحید سُنے "اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً وسبحان اللہ بکرۃ واصیلاً" یہ ایسے کلمات تھے کہ مشرکین عرب تو درکنار سچے پیمبرون کے ماننے والون یعنی یہود و نصارا کی زبان سے بھی اُن دنون کم سُنے جا سکتے تھے۔ اس لیے کہ وہ لوگ بھی خداوند جل و علا کو بھول کے اپنے احبار و رہبان کی پرستش کر رہے تھے۔

حلیمہ آپ کو جناب آمنہ کے پاس لاتی ہین

جب آپ دو برس کی عمر کو پہونچ گئے اور دودھ بھی بڑھایا جا چکا تو ضرور ہوا کہ حلیمہؓ آپ کو مکے مین لا کے آپ کی والدۂ ماجدہ کے سپرد کر دین۔ مگر آپ کی برکت کے ایسے صاف اور نمایان نمونے دیکھ چکی تھین اور اتنے

۵۵ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۹۸ ۵۶ الشمامۃ العنبریہ صفحہ ۱۴ ۵۷ ابن ہشام ۱۰۵

دنون پاس رکھنے اور دودہ پلانے سے ایسا دلی تعلق ہو گیا تھا کہ اس مفارقت کو دل کسی طرح گوارا نہ کرتا تھا۔ مجبوراً مکے مین پہونچین اور حضرت بی بی آمنہؓ کی خدمت مین حاضر ہو کے آپ کو پیش بھی کر دیا۔ مگر بار بار یہی کہے جاتی تھین کہ اگر یہ بچہ ابھی اور مگر اجازت سے پھرے جاتی ہین | پندرہ روز میرے پاس رہتا تو اچھا ہوتا۔ خدا کی قسم مین مکے کی وبا سے ڈرتی ہون۔ کہین ایسا نہ ہو کہ اس کے دشمنون کو کچھ صدمہ پہونچ جاے حضرت آمنہؓ کو حلیمہؓ کی دل شکنی نہ گوارا ہوئی اور غالبًا یہ بھی خیال کیا ہوگا کہ ابھی تھوڑے دنون آپ اور دیہات کی آب و ہوا مین رہین تو زیادہ قوت آجاے گی اور صحت بھی مضبوطی حاصل کرلے گی۔ خلاصہ یہ کہ حضرت آمنہؓ نے حلیمہؓ کی درخواست قبول کی۔ اور وہ خوش نصیب بدویہ پھر آپ کو لے کے خوش خوش اپنے گھر مین آئی۔

آپ بھیڑیان چرانے جاتے ہین | اب آپ اتنے بڑے ہوئے کہ کبھی کبھی کھیلتے ہوئے گھر سے باہر نکل جاتے۔ مگر یہ پسند نہ کرتے کہ غیر لڑکون کے ساتھ کھیل مین شریک ہون نتیجہ یہ تھا کہ تنہائی سے گھبراتے۔ آخر ایک دن تنہائی سے اکتا کے اپنی سعدیہ ماں سے دریافت کیا "میرے بھائی اور بہن روز کہان چلے جاتے ہین کہ دن بھر نہین دکھائی دیتے؟" حلیمہؓ نے شفقت سے جواب دیا کہ "بیٹا وہ بھیڑیان چرانے کو جاتے ہین" آپ نے فرمایا "تو مجھے بھی اُن کے ساتھ جانے دو" حلیمہؓ نے کہا "اچھا اگر تم چاہتے ہو تو شوق سے جایا کرو" اور دوسرے دن سے آپ بھی عبداللہ۔ اُنیسہ اور شیماء کے ساتھ بھیڑیان چرانے لگے۔ اب آپ کا معمول تھا کہ روز صبح کو رضاعی بھائی بہنون کے ہمراہ خوش خوش جاتے اور شام کو شادان و فرحان گھر مین آتے۔

ایک دن آپ کا رضاعی بھائی عبداللہ بن حارث جو ضمرہ کے لقب سے مشہور تھا شق صدر | بدحواس اور روتا ہوا گھر مین آیا۔ اور ماں باپ یعنی حلیمہؓ اور اُن کے شوہر کے

ع ابن ہشام ۱۰۵

سامنے چلایا "ای ابّا اور ای امان - جلدی جا کے بھائی محمدؐ کی خبر لو - امید نہین کہ وہ زندہ ملین" - حلیمہؓ نے نہایت ہی پریشان و مضطرب ہو کے پوچھا "آخر کیا ہوا؟" عبداللہؓ نے کہا "ہم سب کھڑے تھے کہ ایک شخص آیا - اُنھین ہمارے درمیان مین گھس کے پکڑا پھر ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گیا - اور ہم دیکھتے ہی تھے کہ اُن کا پیٹ پھاڑ ڈالا" حلیمہؓ کہتی ہین یہ روح فرسا اور جان گزا خبر سنتے ہی مین اور میرا شوہر دونون لپکے - مگر وہان پہونچ کے کیا دیکھتی ہون کہ آپ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ہین - نظر آسمان کی طرف ہے اور مسکرا رہے ہین - مین دیکھتے ہی نہایت بیتابی سے دوڑی - گلے سے لگا کے پیشانی چومی اور پوچھا "بیٹا خیریت تو ہے - تم کس چیز سے ڈر گئے؟" آپ نے فرمایا - خیریت ہے - مین ابھی کھڑا تھا کہ تین شخص آئے - ایک کے ہاتھ مین چاندی کی صراحی تھی - اور دوسرے کے ہاتھ مین زمرد سبز کا طشت وہ مجھے پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے - وہان آہستہ سے مجھے چت لٹایا - اور میرا سینہ چاک کر ڈالا مگر مجھے اس سے نہ کسی قسم کی تکلیف ہوئی اور نہ زخم کا کچھ اثر معلوم ہوا - پھر اُنھون نے ایک سیاہ چیز میرے دل سے نکال کے سینہ اُسی طرح برابر کر دیا - اور اب مین اچھا خاصہ ہون"

حلیمہؓ کا خائف ہونا

اس بیان اور اس واقعے سے جناب حلیمہؓ اور اُن کے شوہر دونون حد سے زیادہ خائف و پریشان ہوئے اُن دنون عرب مین شیطان یعنی بھوت اور جن کے بہت سے افسانے مشہور تھے - اور طرح طرح کی بیماریون کی اصلیت اُنھین کی طرف منسوب کی جاتی تھی - چنانچہ دونون میان بیویون کو خیال گذرا کہ یہ بھی کوئی اسی قسم کا واقعہ ہے - اور آپ کی صحت کی نسبت بہت متردد ہو گئے - آخر ایک دن شوہر نے بیوی سے کہا "حلیمہؓ اس بچے کو اس کے دادا کے پاس پہونچا آؤ اور اپنی امانت سے سبکدوشی حاصل کرو - مجھے اندیشہ ہے کہ اسے آسیب کا کچھ خلل نہ ہو گیا ہو - اور اگر یہ سچ ہوا تو پھر کبھی نہ کبھی اس کا ظہور ضرور ہو گا - اُس سے پیشتر ہی

اگر یہ بچہ اپنے گھر اور اپنے لوگون مین پہونچ جائے تو بہت مناسب ہی۔ شاید اس کے دادا کچھ علاج یا کوئی تدبیر کرین" ان باتون نے جناب حلیمہؓ کے دل مین دہشت پیدا کی اور آپ چار پانچ سال کے درمیان مین تھے کہ وہ آپ کو لیکے پھر مکے کی طرف روانہ ہوئین

آپ کا کھونا اور ملنا

حلیمہؓ سعدیہ آپ کو واپس لاتی تھین کہ گھر کے قریب پہونچ کے آپ کھو گئے بہت ڈھونڈھا مگر پتہ نہ لگا۔ آخر دُرتی اور سہمی ہوئی انتہائے ناکامی و پریشانی کے ساتھ مکے مین آئین اور آپ کے دادا عبدالمطلب کے پاس جاکے کہنے لگین" مین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لیے ہوئے مکے مین آتی تھی آج رات کو جیسے ہی اس شہر کے قریب پہونچی وہ کھو گئے اور کہین پتہ نہین لگتا" عبدالمطلب فوراً اُٹھ کے کعبے کے قریب گئے اور درگاہ الٰہی مین دعا کرنے لگے کہ خداوندا محمد کو مجھ سے ملا" ناگہان غیب سے آواز آئی" لو گو پریشان نہو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا ہی جو اُن کو ذلیل و ضایع نہ کرے گا" عبدالمطلب نے پوچھا" تو ہم اُنھین کیونکر پائین" آواز آئی وادی تہامہ مین جاؤ دہنی طرف جو درخت ہو وہین ملین گے" عبدالمطلب یہ سنتے ہی اس پتے پر روانہ ہوئے۔ راستے مین ورقہ بن نوفل بھی ساتھ ہوئے جو جاہلیت کے موحد خدا پرستون مین تھے۔ یہ دونون معززین قریش مقام معینہ پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک بچہ درخت کی ٹہنی پکڑے کھڑا ہی۔ عبدالمطلب نے پوچھا" صاحبزادے تم کون ہو؟" بچے نے جواب دیا" مین محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہون" عبدالمطلب نے خوشی مین آکے کہا" اور مین عبدالمطلب ہون" پھر بڑھ کے آپ کو گود مین اُٹھا کے گلے سے لگا لیا اور اپنے آگے اونٹ پر بٹھا کے گھر کی طرف پلٹے۔ مگر جوش مسرت سے روتے جاتے تھے۔

آپ ؐ در شفقہ کے دامن عافیت مین ہین

اس طرح حلیمہؓ نے آپ کو پھر گلے سے لگا کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔ اور حضرت آمنہؓ کی خدمت مین حاضر ہوئین۔ جناب آمنہؓ نے تعجب سے دیکھ کے پوچھا" کیون حلیمہؓ اس بچے کے لے رکھنے کی تو تمھین بڑی تمنا تھی واپس لانے کا سبب؟" حلیمہؓ نے پہلے تو ٹالا۔ مگر جب اصرار کیا گیا تو چھپانا خلاف مصلحت سمجھ کے اُن تمام واقعات کو صاف صاف

ع ابن ہشام ۱۰۵

بتا دیا جو گزر چکے تھے۔ اور بولین مجھے ڈر ہو کہین آسیب کا خلل نہ ہو حضرت آمنہؓ نے کمال اطمینان سے فرمایا نہین حلیمہؓ۔ اس کا تو مجھے بالکل خوف نہین۔ میرے بیٹے کی کوئی خاص شان ضرور ہونے والی ہو" اور وہ امور بیان کیے جو ولادت کے وقت اور ایام حمل مین پیش آئے تھے۔

سوق عکاظ مین ایک کاہن آپ کو پہچانتا ہو | کہتے ہین کہ حلیمہؓ ایک مرتبہ آپ کو سوق عکاظ مین لے گئین تھین۔ جو جاہلیت کا بڑا میلا تھا۔ اور جس مین شعرا و شرفاے عرب رجز خوانی کیا کرتے تھے اور اپنے اوپر فخر کرتے تھے۔ وہان کسی کاہن نے آپ کی صورت دیکھتے ہی چلا کے کہا

سوق ذی المجاز مین بھی آپ پہچانے گئے | "لوگو اس لڑکے کو مار ڈالو یہ بادشاہ ہونیوالا ہو" حلیمہ اُسکے یہ کلمات سنتے ہی بہت ڈرین اور آپ کو لیکے بھاگین۔ اسی طرح آپ کی دائی ایک دفعہ آپ کو سوق ذی المجاز مین لے گئین تو وہان بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ ذی المجاز کا میلا عرفے کے قریب ہوتا تھا۔ اور اسی میلے سے فراغت کر کے لوگ حج کو آیا کرتے تھے۔ یہان کسی ماہر نجومی نے آپ کی وضع و حالت آپکی مہر نبوت اور آپ کی آنکھون کی غیر معمولی سرخی دیکھ کے بے تحاشا غل مچایا اے اہل عرب اس بچے کو قتل کر دو ورنہ یہ تمھارے ہم مذہبون کو مار ڈالے گا تمھارے بتون کو اوندھا گرائے گا۔ اور اپنے مذہب کو تمھارے دین پر غالب کر دے گا"

ایک اور سعدیہ عورت نے بھی آپ کو دودھ پلایا۔ | آپ کے عم بزرگوار حضرت حمزہؓ نے بھی بنی سعد مین رہ کے اور اسی قبیلے کی ایک عورت کا دودھ پیا تھا۔ اتفاقاً جن دنون آپ حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیتے تھے وہ عورت حلیمہؓ سے ملنے کو آئی اور آپ کو ایک مرتبہ دودھ پلا کے آپ کی دودھ پلائیون مین شامل ہو گئی۔ اسی وجہ سے حضرت حمزہؓ دو طرف سے آپ کے رضاعی بھائی تھے اول تو ابولہب کی لونڈی ثویبہ کی طرف سے اور دوسرے اس سعدیہ عورت کی طرف سے

ع روایات صحیحہ سے ثابت ہو کہ آپکے بائین شانے پر دل کے عین محاذات مین ایک نشان تھا جو مہر نبوت تسلیم کیا گیا ہو اور آپ کی آنکھین غیر معمولی طور پر سرخ رہا کرتی تھین جس کو اُس عہد کے کاہن نبوت و خدا شناسی کی علامت خیال کرتے تھے۔

جس کے نام مین بعض کو توشک ہی اور بعض نخولہ نہت سندر بتاتے ہین۔

آپ کی دردوہ پلانے والیان

اس سعدیہ عورت کے علاوہ تین اور خوش نصیب خاتونان عرب نے بھی محض اتفاقی طور پر آپ کی رضاعی مان بننے کی عزت حاصل کرلی تھی اور اُن تینون بی بیون کا نام عاتکہ تھا۔ جن کے شامل کرنے سے آپ کی آٹھ دودہ پلانے والیون کی تعداد پوری ہوجاتی ہی یعنی آپ کی والدہ حضرت آمنہ۔ آپ کی لونڈی اُم ایمن۔ ابولہب کی لونڈی ثویبہ حلیمہ سعدیہ۔ وہ دوسری سعدیہ عورت جو حضرت حمزہ کی مرضعہ تھی۔ تینون عاتکائین۔ بعض لوگ اُم فروہ نام ایک اور عورت کو بھی آپ کی دودہ پلائیون مین شامل کرتے ہین

باب سوم

پیمبرانہ عہد نابالغی

آپ چار سال کے ہین حضرت آمنہ کی وفات۔ عبدالمطلب آپ کے متکفل ہوئے۔ آپ کے ساتھ اُن کا برتاؤ۔ نجران کا بشپ آپ کی نسبت پیشین گوئی کرتا ہی۔ عبدالمطلب یہود کے خوف سے آپ کی حفاظت کرتے ہین اُن کا سفر یمن۔ آپ کی برکت اور عبدالمطلب کی دعا سے پانی برستا ہی۔ آشوب چشم معالج کاہن آپ کو پہچانتا ہی۔ جناب عبدالمطلب کا انتقال۔ اُن کی بیٹیون کی مرثیہ گوئی۔ ابوطالب آپ کے کفیل ہوئے۔ دادا کے مرنے پر آپ کا صدمہ۔ ابوطالب کی شفقت و مرحمت۔ اُن کے گھر مین آپ کی برکت۔ آپ کا بچپن کا صبر و شکر۔ ابوطالب کی دعا نے بھی آپ کی برکت سے پانی برسایا۔ ایک دوسرا کاہن آپ کو پہچانتا ہی۔ آپ کا پہلا سفر شام۔ بحیرا راہب۔ اُس کی دعوت۔ وہ آپ کو غور سے دیکھتا ہی۔ اور آخر پہچان جاتا ہی۔ عیسائیون کا قیاس اور اُس کی بے وقعتی۔ آپ کی عفت و راستبازی۔ قوم سے آپ کو امین کا خطاب ملتا ہی۔ آپ بچپن مین برہنگی سے روکے جاتے ہین برہنہ ہونے کے دیگر واقعات۔ آپ کی نسبت آسیب کا خیال۔ مگر آپ کے بزرگ ہمیشہ مطمئن رہے۔ آپ بھیڑ بان چراتے ہین۔ اُس پیشے سے نبوت کا

عہ سیرۃ الحلبیہ۔ جلد ۱ صفحہ ۹۴ و ۹۵ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳

تعلق قصہ خوانی کی صحبت سے خدا آپ کو بچاتا ہو۔ آپ ہمیشہ ہر معیبت خصوصاً شرک سے روکے گئے۔ لڑکان کے کابت ہوا۔ آپ وہان زبردستی لے جائے گئے۔ اور شرک سے خدا نے بچا دیا۔ جو چیز بتون پر چڑھائی جاتی آپ نہ کھاتے۔ جاہلیت کے ایک موحد کے بیان کا آپ پر اثر۔ آپ کس وضع سے کھیلتے جاتے تھے۔ جو لڑکیان زندہ دفن کی جاتین آپ اُنھین بچاتے۔ نبوت سے پیشتر آپ کا مذہب۔

آپ چار سال کے ہین | الغرض آپ کا سن شریف چار پانچ سال کے درمیان ہین تھا کہ بنی سعد کے خیمون اور اپنے رضاعی خاندان کے بھائی بہنون سے رخصت ہوکے آپ مکے مین آئے اور اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ رہنے لگے۔ مگر افسوس تعلیمات نبوت کیلیے ضرور تھا کہ دنیاوی شفیقون سے بچپن ہی مین جدا ہوکے آپ خدا کی طرف توجہ کرنے کے عادی ہوجائین چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پورے دو برس بھی ماں کی محبت کا مزہ نہین اُٹھانے پائے تھے کہ حضرت

حضرت آمنہ کی وفات | آمنہؓ آپ کو ساتھ لے کے اپنے بعض اعزہ سے ملنے کے لیے مدینے گئین وہان مقام دار النابغہ مین پورے ایک مہینہ رہ کے واپس آتی تھین کہ راستے مین بیمار ہوئین۔ مرض ایسا شدید تھا کہ ہنوز نصف راستہ بھی نہین طے ہونے پایا تھا کہ مقام ابواء مین پہونچ کے انتقال کیا[ع] ۔ اور رہ گئے عالم آخرت ہوئین یہی غنیمت ہوا کہ آپ کی خاندانی حبشیہ لونڈی اُم ایمن ہمراہ تھی جو حضرت آمنہؓ کو وادی ابواء کی خاک مین دفن کرکے مکے کی طرف روانہ ہوئی۔ اور اس روح فرسا سانحے کے پانچوین دن آپ کے دادا حضرت عبد المطلب سے مل کے ساری سرگذشت بیان کی اور آپ کو اُن کے سامنے پیش کیا۔ عبد المطلب

خاندانی مصیبت جوان اور بیوہ بہو کی خلاف امید موت۔ اور پوتے کی یتیمی و بے بسی پر انتہا سے زیادہ ملول ہوئے۔ اور اُنکے دل کو اتنا بڑا صدمہ پہونچا کہ کسی بیٹے کی موت پر بھی نہ پہونچا تھا۔

ع سیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۱۱۳

عبد المطلب آپ کے تکفل ہوئے | اب اس وقت سے عبد المطلب آپ کی پرورش و تعلیم کے تکفل ہوئے۔ اور وہی لونڈی اُم ایمن آپ کی دیکھ بھال کرتی اور خبر گیران رہتی یہی سبب اور یہی حقوق تھے جن کے لحاظ سے آپ اُم ایمن سے اکثر فرمایا کرتے تھے "میری اصلی ماں کے بعد تم ہی میری ماں ہو"۔ عبد المطلب بھی آپ سے نہایت ہی

آپ کے ساتھ اُنکا برتاؤ | لطف کے ساتھ پیش آتے۔ ہمیشہ آپ کی پیٹھ پر دست شفقت پھیرتے اور اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ پاس و لحاظ کرتے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ اُن کے لیے مقام حجر میں خاص خانہ کعبہ کے سایے میں فرش بچھایا جاتا۔ جس پر صرف وہی بیٹھتے۔ اور تمام بیٹے گرد رہتے کسی کی مجال نہ ہوتی کہ اُس فرش پر قدم رکھے مگر آپ جب آتے تو اپنی بچپن کی سادگی سے بے تکلف اُس فرش پر چلے جاتے یہ دیکھ کے آپ کے بعض چچا آپ کو ہاتھ پکڑ کے اور کھینچ کے فرش سے باہر کرنا چاہتے تو عبد المطلب منع کرتے۔ اور کہتے آنے دو۔ میرے اس بیٹے کی ایک خاص شان ہونے والی ہے اور ایسے مرتبے پر پہونچنے والا ہے جس پر آج تک کوئی عربی نژاد نہ پہونچا ہوگا"۔

ایک دن اسی مقام اور اسی فرش پر عبد المطلب بیٹھے تھے کہ نجران کا

نجران کا بشپ آپ کی نسبت پیشین گوئی کرتا ہے | نصرانی بشپ اُن سے ملنے کو آیا۔ اور باتوں باتوں میں کہنے لگا ہم اپنی کتابوں میں ایک پیغمبر کا تذکرہ پاتے ہیں جس کا ظہور ابھی باقی ہے۔ وہ نسل اسمٰعیل سے ہوگا آپ کے اسی شہر میں پیدا ہوگا۔ اور اس کے یہ یہ اوصاف ہوں گے"۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔ اس نے آپ کی آنکھوں پیٹھ اور قدموں کو غور سے دیکھا اور کہا "وہ پیغمبر یہی ہے۔ مگر یہ آپ کا لڑکا نہیں ہے"۔ عبد المطلب نے جواب دیا "یہ میرا بیٹا ہے"۔ اور وہ عموماً کمال شفقت سے

عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۸

آپ کو اپنا بیٹا ہی بتایا کرتے تھے - یہ سُن کے بشپ بولا "مگر اس کے باپ کو تو زندہ نہ ہونا چاہیئے" - تب عبد المطلب نے بتایا "ہان یہ میرے بیٹے کا بیٹا ہے - ماں کے پیٹ ہی مین تھا کہ خدا نے یتیم کر دیا" بشپ نے کہا "بے شک اب تم نے سچ کہا" جب وہ بشپ چلا گیا تو عبد المطلب نے اپنے بیٹون کی طرف دیکھ کے کہا سنتے ہو لوگ کیا کہتے ہین؟ جہان تک بنے اپنے اس بھتیجے کی حفاظت کرو"

عبد المطلب یہود کے خوف سے آپ کی حفاظت کرتے ہین

اسی قسم کے اور بھی کئی واقعے عبد المطلب پر گذرے تھے اور اُن کے دل مین ایک خیال پیدا ہو گیا تھا کہ کہین یہود و نصاریٰ میرے پوتے کے ساتھ دشمنی نہ کرین - اسی سبب سے آپ کے نگران رہتے - اور حتی الامکان حفاظت کرتے - خود اُم ایمن کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میری آنکھ بچا کے آپ کسی طرف کھیلتے ہوئے نکل گئے - تھوڑی دیر نہین ہوئی تھی کیا دیکھتی ہون کہ عبد المطلب کھڑے پوچھ رہے ہین "اُم ایمن تمھین خبر بھی ہے کہ مینے اپنے بیٹے کو کہان پایا؟ بیری کے درخت کے نزدیک یہ مجھے چند اور لڑکون کے ساتھ ملے - دیکھو ہوشیار رہا کرو - مین ڈرتا ہون کہ یہود و نصارا اس بچے کو کچھ ضرر نہ پہونچا دین[۱] - جناب عبد المطلب کو آپ کی نبوی کا اور آپ کے متعلق جو پیشین گوئیان سُنی تھین اُن کا یہان تک خیال تھا کہ بغیر آپ کے کھانا نہ کھاتے[۲] اور بغیر کسی شدید ضرورت کے آپ کو جدا نہ کرتے - وہ آپ سے کبھی کبھی کام بھی لیا کرتے مگر ہمیشہ مجبوری کی حالت مین اُن کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ کوئی اونٹ کھو جاے - ایسے موقعون پر اُس کی تلاش کے لیے وہ ہمیشہ اپنے بیٹون کو بھیجا کرتے تھے - مگر جب بیٹے موجود نہ ہوتے اور ان کے بلانے کی ضرورت ہوتی تو آپ کو بھیجتے -

---

[۱] سیرۃ حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۰ [۲] روضۃ الاحباب صفحہ ۹۵ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۱۹

عبدالمطلب نے اپنی آخر عمر مین جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات برس کے تھے یمن کا سفر کیا۔ اور وہان کے نئے خاندانی فرمان روا سیف بن ذی یزن کو اُس کی فتحمندی و کامیابی پر مبارک باد دی۔ اِس لیے کہ دولت ساسانی کی مدد سے اُس نے یمن مین حبش کے عیسائی حکمرانون کا قلع و قمع کردیا تھا۔ وہ ایک یہودی حکمران تھا۔ اور مذہبی پیشین گوئیون اور بشارتون سے واقف۔ عبدالمطلب کی صورت دیکھتے ہی اُس نے بھی یہ مژدہ سنایا کہ تمھاری نسل اور تمھاری قوم سے نبی آخرالزمان مبعوث ہوگا جس کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ اسی سال ایک اور واقعہ پیش آیا۔ عرب مین کئی برس سے پانی نہین برسا تھا۔ لوگ زندگی سے عاجز آگئے تھے اور مویشی سوکھ سوکھ کے مرے جاتے تھے۔ اُس قحط کا خاتمہ اس طریقے سے ہوا کہ عبدالمطلب کی بیوی رقیقہ نے خواب مین دیکھا کہ کوئی ہاتف غیب کسی خاص شخص کا حلیہ اور پتہ بتا کے کہہ رہا ہے کہ وہ مع اپنے فرزند خاص کے کوہ ابوقبیس پر جاکے درگاہ الٰہی مین دعا کرے تو فوراً رحمت الٰہی نازل ہوگی۔ رقیقہ نے جب یہ خواب لوگون سے بیان کیا تو قریش کو اس شخص کی جستجو ہوئی جس کا حلیہ بتایا گیا تھا۔ غور کرنے سے وہ سب باتین عبدالمطلب مین پائی گئین۔ اور سب اتفاق کرکے انھین کو ابوقبیس پر لے گئے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس وقت آپ کے ساتھ تھے اور اُنھون نے آپ کو آگے کھڑا کرکے نہایت پُرجوش اور فصیح و بلیغ الفاظ مین دعا کی۔ ابھی ہاتھ دعا سے ہٹنے نہین پائے تھے کہ ابر گھر آیا اور ایسا مینھ برسا کہ مدتون کی کسر نکل گئی۔[۵]

آپ کی برکت اور عبدالمطلب کی دعا سے پانی برستا ہے

---

[۵] روضۃ الاحباب صفحہ ۹۶

آشوب چشم | ولادت باسعادت کے ساتوین ہی برس یعنی اسی سال ایک یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ آپ کی آنکھین دُکھنے کو آئین - اور شدید آشوب چشم مین مبتلا ہوگئے جناب عبد المطلب نے بہتیرے معالجون کی طرف توجہ کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا - پریشان ہونے لگے تھے کہ کسی نے کہا اطراف عکاظ مین ایک کاہن آنکھون کا بہت

معالج کاہن آپ کو پہچانتا ہے | اچھا علاج کرتا ہے - اُن دنون طبابت عام مذہبی مقتداؤن یا یہودی کاہنون اور نصرانی راہبون کے ساتھ مخصوص تھی - عبد المطلب یہ خبر سنتے ہی آپ کو لے کے وہان دوڑے گئے - اُس کی خانقاہ کا دروازہ بند تھا - پکارا - اُس نے جواب نہ دیا - فوراً خانقاہ مین زلزلہ پڑ گیا - اور در و دیوار اس قدر ہلے کہ وہ ڈرا کہین چھت نہ آرہے - گھبرایا اور سہما ہوا باہر آیا - اور آپ کی صورت دیکھتے ہی بولا "اے عبد المطلب یہ لڑکا اس امت کا پیغمبر ہے - اگر مین نکل نہ آتا تو خانقاہ دھڑام سے بیٹھ جاتی - اس کو لے جاؤ - اور خاطر رکھو - مبادا اہل کتاب (یہود و نصارا) مین سے کوئی شخص اسے قتل کر ڈالے" پھر اُس نے آپ کی آنکھ مین دوا لگائی - اور تھوڑی سی دوا دے دی کہ پھر ضرورت ہو تو لگا دینا -

جناب عبد المطلب کا انتقال | اس مرض سے صحت پانے کے بعد آپ نے اپنی عمر کے آٹھوین سال مین قدم رکھا - جس سال کہ آپ نے سب سے بڑا یہ صدمہ اُٹھایا کہ جد بزرگوار جناب عبد المطلب نے جو آپ کو اپنے بیٹون سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے انتقال کیا - اُن کی وفات بھی اہل مکہ کے لیے ایک بڑی مصیبت تھی - جب مرض موت مین مبتلا ہوئے - اور یقین ہوگیا کہ دنیا کو رخصت کیا چاہتے ہین تو کمال اطمینان و استقلال کے ساتھ اپنی چھوٹون لائق و

---

۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۱

انکی بیٹیونکی مرثیہ گوئی | ہوشیار بیٹیون کو جمع کیا جن کے یہ نام ہین - صفیہ - برہ - عاتکہ بیضا - جن کی کنیت اُم حکیم تھی - اُمیمہ اور اروی - یہ سب حسب رواج قوم شعر و سخن کا بہت اچھا مذاق رکھتی تھین اور فی البدیہہ کہتی تھین - عبدالمطلب نے ان کو جمع کر کے کہا "اگر میرے مرثیے کہنا ہون تو میرے سامنے کہہ لو تاکہ مرنے سے پہلے سُن لون اور معلوم ہو جاے کہ مجھ سے چھوٹنے کے صدمے کو تم کس سوز و گداز کے الفاظ مین ظاہر کرتی ہو" اس خواہش کے مطابق سب نے ایک ایک مرثیہ تصنیف کر کے سُنایا - اور جان بلب باپ نے سر کے اشارے سے اپنی رضامندی ظاہر کی - گویا زبان حال سے کہا کہ "ہان مجھے یونہین رونا" اور ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے -

عبدالمطلب کی نسبت کہتے ہین کہ آخر عمر مین نابینا ہو گئے تھے - اور اُن کی عمر کی بابت بڑا اختلاف ہے - مگر اس مین شک نہین کہ وہ ملولانی عمر پا کے اور ایک بڑے خاندان کو چھوڑ کے دنیا سے رخصت ہوئے - انتقال کرتے وقت اُنھین ابوطالب آپ کے کفیل ہوئے سب سے زیادہ فکر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اس لیے کہ آپ بے ماں باپ کے تھے - اور ہنوز کم عمر تھے - اس امر مین انھون نے یون اطمینان حاصل کیا کہ اپنے بیٹے ابوطالب (یعنی حضرت علیؓ کے والد) کو اپنے سامنے بلایا اور کہا کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے مین تمھین وصیت کرتا ہون - اور اس بچے کو تمھاری کفالت مین دیتا ہون" اور تمام بیٹون مین صرف ابوطالب کے منتخب کرنے کی یہ وجہ تھی کہ وہ بخلاف اُن کے اور بیٹون کے آپ کے

عہ جن صاحبون کو یہ مرثیے دیکھنا ہون سیرۃ ابن ہشام مین دیکھ سکتے ہین - واقعی عجب کمال کے ساتھ دلی جذبات ظاہر کیے گئے ہین اور فصاحت تو خاتونان قریش کے حصے ہی مین تھی عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱

عہ روضۃ الاحباب - صفحہ ۹۷

دادا کے مرنے پر آپ کا صدمہ | والد مرحوم حضرت عبداللہ کے سگے اور ماں جائے بھائی تھے مگر باوجود اس کے کہ ابو طالب پیٹھ پر شفقت کا ہاتھ رکھ چکے تھے آپ کو ایسے شفیق جد بزرگوار کے مرنے کا بے انتہا صدمہ ہوا۔ آپ کی لونڈی ام ایمن کا بیان ہے کہ عبدالمطلب کے جنازے کے پیچھے پیچھے آپ زار و قطار روتے ہوئے گئے۔ حالانکہ ابھی آٹھ ہی برس کے تھے۔ اور اس عمر کے بچے ایسے غموں کو بہت کم محسوس کیا کرتے ہیں۔ آپ کی بچپن کی زندگی کا یہ اتنا بڑا اہم واقعہ تھا کہ آپ کو آخر عمر تک یاد رہا۔ اور جب کوئی پوچھتا کہ عبدالمطلب کا مرنا آپ کو یاد ہے تو آپ فرماتے کہ ہاں بخوبی یاد ہے۔

ابو طالب کی شفقت و رحمت | ابو طالب نے اپنی توجہ و مرحمت سے چند ہی روز میں ظاہر کر دیا کہ وہ آپ کے حال پر آپ کے والد سے بھی زیادہ شفیق تھے۔ اپنے لڑکوں سے بھی زیادہ آپ کے حال پر مہربان رہتے۔ یہاں تک کہ بغیر آپ کے دسترخوان پر نہ بیٹھتے[1]۔ کہتے ہیں جناب ابو طالب بہت غریب و مفلس تھے اور حالت یہ تھی کہ بچوں اور گھر والوں کو پیٹ بھر کے کھانا نہ ملتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اُن کے گھر میں آپ کی برکت | جب کبھی دسترخوان پر ساتھ ہوتے تو سب کا پیٹ بھر جاتا چند ہی روز کے تجربے نے ابو طالب کو بتا دیا کہ یہ صرف آپ کی برکت تھی۔ چنانچہ اُن کا معمول ہو گیا تھا کہ جب دسترخوان بچھتا اور سب بچے جمع ہو لیتے تو سب سے کہتے "ذرا ٹھہرو میرا بیٹا آلے تو کھانا۔ پھر کسی کو بھیج کے آپ کو بلواتے اور جب آپ آ لیتے تو پہلے آپ کو کھلاتے پھر اپنے لڑکوں کو۔ اور آپ کی برکت سے سب کا پیٹ بھر کے کچھ کھانا بچ ہی رہتا تھا۔

آپ کا بچپن کا صبر و شکر | آپ کے اس عمر کے معمولات میں تھا کہ خدا جو کچھ دیتا اُس پر

[1] السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۲ ؛ روضۃ الاحباب صفحہ ۹۷

قناعت کرتے اور زبان سے کبھی حرف شکایت نہ نکلتا۔ جناب ابوطالب کی مفلسی کا اثر ممکن نہین کہ آپ کی ذات پر نہ پڑتا ہو اس لیے کہ انھین کی کفالت مین تھے اور انھین کے ساتھ کھاتے پیتے تھے ضرور ہے کہ کبھی کبھی آپ کو بھی بھوکے رہنے کی نوبت آجاتی ہو۔ مگر اُم ایمن کا بیان ہے کہ آپ نے کبھی بھوک پیاس کی شکایت نہین کی نہ بچپن مین اور نہ بڑے ہوکے۔ معمول تھا کہ صبح ہوئی اور آپ نے جاکے زمزم کا پانی پی لیا۔ پھر ہم کچھ غذا پیش بھی کرتے تو آپ فرما دیتے کہ میرا پیٹ بھرا ہے۔ زمزم کے فضائل مین آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ انہ طعام طعم، غالبًا یہ انھین تجربات کا نتیجہ تھا۔

ابوطالب کی دعا نے بھی آپ کی برکت سے پانی برسایا۔

ابوطالب کے زمانے مین بھی ایک مرتبہ عرب مین قحط پڑا تھا۔ اور اُس دفعہ بھی یہی ہوا کہ لوگون نے ابوطالب کو گھیرا اور انھون نے مع آپ کے کعبے کے پاس جاکے دعا کی فوراً ابر گھر آیا اور ایسی بارش ہوئی کہ تمام وادیان بہ نکلین۔ ابوطالب کو یقین کامل تھا کہ یہ رحمت الٰہی صرف آپ کی برکت سے نازل ہوئی۔ چنانچہ ایک قصیدے مین اپنے موید من اللہ بھتیجے کی شان مین فرماتے ہین۔

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

اور وہ گورا شخص جس کے چہرے کی برکت سے باران رحمت کی دعا کیجاتی ہو یتیمون کے لیے جائے پناہ اور رکھیاری عورتونکو نقصان سے بچانے والا ہے[1]

ایک اور کاہن آپ کو پہچانتا ہے

اِن دنون ایک کاہن اکثر مکے مین آتا تھا اور قریش اپنے لڑکون کو اس کے پاس لے جاکے حالات پوچھا کرتے تھے۔ ابوطالب بھی اپنے سب لڑکے بالون کو لے کے اُس کے پاس گئے۔ جن مین آپ بھی تھے۔ اُس نے پہلے آپ کو ایک نظر دیکھا پھر کسی اور طرف مشغول ہوگیا۔

[1] سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷۔

اتفاقاً آپ اُس کے سامنے سے ہٹ آئے اور اُس نے تھوڑی دیر کے بعد چارون طرف نظر دوڑا کے کہا "وہ لڑکا کہان گیا جس کو مین نے ابھی دیکھا تھا؟" ابوطالب نے آپ کو دوبارہ پیش کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اُس نے ایک مجنونانہ جوش سے کہنا شروع کیا "اُس لڑکے کو جلدی لاؤ۔ خدا کی قسم اُس کی عجب شان ہونے والی ہے"۔ مگر ابوطالب کو خدا جانے کیا خیال ہوا کہ آپ کو کسی طرح پیش نہ کیا۔ اور سب ہمراہیون کو لے کے گھر پلٹ آئے۔

آپ کا پہلا سفر شام اب آپ کی عمر نو برس[1] کی تھی۔ اور ابوطالب کو اپنے تاجرانہ اغراض کے لیے سفر کی ضرورت پیش آئی۔ قریش اور عموماً اہل عرب کا ایک نامعلوم زمانے سے معمول چلا آتا تھا کہ ہر سال ارض شام مین جاتے ہندوستان کے مال کو جو سواحل عرب پر اُترتا اور یمن کی پیداوار کو وہان لے جا کے نفع سے بیچتے اور وہان کا مال تجارت لے کے گھر آتے۔ ابوطالب نے قریش کے ایک ایسے ہی قافلے کے ساتھ روانگی کی تیاریان کر دین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تنہائی کا خیال آیا۔ ایک بے اختیاری کے جوش سے پا برکاب چچا کے سامنے گئے۔ اُونٹ کی مہار پکڑ لی اور کہنے لگے "چچا آپ مجھے کس کے سپرد کرتے ہین۔ میرے نہ باپ ہین اور نہ ماں۔ پھر کس کے پاس رہون گا؟" اس جملے پر ابوطالب کا دل بھر آیا اور از خود رفتہ ہو کے کہا "خدا کی قسم تم میرے ساتھ چلوگے۔ نہ مین تم سے جدا ہون گا اور نہ تم مجھ سے جدا ہوگے" یہ کہہ کے آپ کو اپنے اونٹ کے پیچھے بٹھا لیا اس طرح آپ نے اپنے پہلے سفر مین قدم رکھا

[1] یورپین مورخین نے غالباً گبن کے بیان پر اعتماد کر کے اس زمانے مین آپ کی عمر بارہ برس کی بتائی ہے۔ اس مین شک نہین کہ مسلمان مورخین اور امور کی طرح اس مین بھی مختلف ہین مگر اُن کے نزدیک سب سے زیادہ راجح قول یہی ہے کہ آپ نے نو برس کی عمر مین پہلا سفر شام کیا۔

اور سرزمین شام کی راہ لی

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نہایت اہم سفر تھا حتی کہ بعض مسیحی مورخین کا خیال ہے کہ اسی سفر نے آپ کو نبوت اور اصلاح قومی کی تعلیم دی۔ بعض مسلمان راوی کہتے ہیں کہ شام پہونچنے سے پیشتر راستے میں کئی راہبون اور کاہنون نے آپ کو دیکھ کے آپ کی نبوت کی پیشین گوئی کی۔ مگر زیادہ قرین قیاس اور معتبر یہی معلوم ہوتا ہے کہ شام کے شہر بصری میں پہونچنے سے پیشتر کوئی ایسا واقعہ نہیں پیش آیا۔

بحیرا راہب

بصری میں یہ قریشی قافلہ ایک پرانی اور مشہور خانقاہ کے نیچے اترا جس میں بحیرا نام ایک بہت پرانا اور نیک نفس عیسائی راہب شب و روز عبادت الٰہی میں مصروف رہتا تھا۔ اُس نے اپنے حجرے سے ان عربی سوداگرون کو دیکھا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ اتفاقاً اُسے نظر آیا کہ ایک ابر کا ٹکڑا آپ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اور آپ جدھر جاتے ہیں ساتھ رہتا ہے۔ پھر آپ ایک درخت کے نیچے ٹھہرے تو اس کی ٹہنیون نے سمٹ کے سایہ کر لیا۔ یہ ایسی غیر معمولی بات تھی۔ کہ وہ اُتر کے نیچے آیا۔ اور قافلے والون سے مل کے کہا

اُسکی دعوت

آج تم سب کھانا میرے ہی یہان کھانا۔ مگر خیال رہے کہ میری دعوت میں تم سب آؤ۔ کوئی باقی نہ رہے" یہ لوگ ہمیشہ ادھر سے گذرتے تھے اور جانتے تھے کہ بحیرا راہب دعوت کیسی کبھی دنیادار سے ملتا تک نہیں۔ اس کی اس غیر معمولی و خلاف امید توجہ پر سب کو حیرت ہوئی۔ بلکہ مکے والون میں سے کسی نے پوچھا "ہم ہر سال یہان اُترا کرتے ہیں۔ آپ نے اور کبھی دعوت نہ کی۔ اب کی کیا بات تھی جو آپ یہ زحمت گوارا کرتے ہیں؟" بحیرا نے کہا "میں نے پیشتر کبھی اس کا خیال نہ کیا تھا۔ لیکن آخر تم مسافر ہو۔ میرا فرض ہے کہ تمھاری میزبانی کرون۔ الغرض

عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۰

سب نے اُس کی دعوت قبول کی۔ اور وقت معینہ پر اُس کے پاس پہونچے۔ اتفاقاً اور سب لوگ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچہ سمجھ کے اونٹون اور اسباب کے پاس چھوڑ دیا۔ بحیرا دین عیسوی کا بہت بڑا عالم و فاضل تھا۔ کتب آسمانی اور دیگر پرانی کتابین ہر وقت اس کے مطالعے مین رہتی تھین۔ یہ لوگ جب اُس کی دعوت مین آئے تو اُس نے سب کو غور سے دیکھا اور بولا "مین نے کہہ دیا تھا کہ اپنے کسی ہمراہی کو چھوڑ نہ آنا" ان لوگون نے جواب دیا "ہم سب موجود ہین فقط ایک لڑکے کو نگہبانی کے لیے اونٹون کے پاس چھوڑ دیا ہے۔ بحیرا نے کہا اُسے بھی بلواؤ" نصرانی راہب کے اس اصرار کو سب نے حیرت سے دیکھا۔ اور کسی کی زبان سے نکلا "عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا نہ ہوتا تو ہم ذلیل ہوئے ہوتے"۔ الغرض آنحضرت بھی آئے تب دسترخوان بچھا اور سب کھانے لگے۔ قریشی سوداگر جس وقت کھانے مین مصروف تھے بحیرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غور سے دیکھ رہا تھا وہ آپ کو غور سے دیکھتا ہے آپ کے ایک ایک عضو پر نظر دوڑاتا۔ اور جو نشانیان اُس کے ذہن مین تھین اُنھین آپ کے جسد انور مین ڈھونڈھتا۔ آخر جب سب لوگ کھانے سے فراغت کرکے واپس جانے لگے تو بحیرا آپ کے نزدیک آیا۔ اور بولا "صاحبزادے مین تم کو لات[ع] و عزیٰ کی قسم دلا کے کہتا ہون کہ جو پوچھون سچ سچ بتا دینا" آپ کا اگرچہ ابھی بچپن تھا۔ مگر نور نبوت نے بتون کی طرف سے فطرۃً متنفر کر دیا تھا۔ فرمایا "ان بتون کی قسم نہ دلائیے مجھے ان سے زیادہ نفرت کسی چیز کے ساتھ نہین" تب اُس نے خداوند جل و علا کی قسم دلائی اور آپ نے بتانے کا وعدہ کیا۔

ع ایک مسیحی مقتدا سے دین کا بتون کی قسم کھانا خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ بحیرا آپ کو بت پرستان مکہ کا ہم عقیدہ و ہم خیال سمجھ رہا تھا اس کے خیال مین آپ سے اصلی حالات معلوم ہونے کی جب ہی امید ہو سکتی تھی جب ایسی قسم دلائی جائے اور یہی وجہ اہل سیر نے بتائی ہے مگر اصل مین وہ آپکا امتحان لے رہا تھا۔

اب وہ آپ کے مختلف حالات وکیفیات خواب وبیداری کی باتون اور اوضاع واطوار کو دریافت کرتا جاتا تھا اور آپ بتاتے جاتے تھے پھر اُس نے آپ کی پیٹھ دیکھی جہان مہر نبوت پچھنون کے نشان کے مثل نمایان تھی - ان تمام باتون کو دیکھ کے اور کل چیزون کو اپنے علم وخیال کے مطابق پاکے بحیرا آپ کے چچا ابوطالب کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا "یہ لڑکا آپ کا کون ہے؟" انھون نے کہا "میرا بیٹا ہے" بحیرا نے کہا "ایسا تو نہین ہوسکتا - اس لڑکے کے باپ کو زندہ نہ ہونا چاہیے" تب ابوطالب بولے "ہان یہ میرا بھتیجا ہے - ماں ہی کے پیٹ مین تھا کہ خدا نے یتیم کر دیا" بحیرا نے یہ جواب سُن کے کہا "اب تمنے اصلی حقیقت بتائی - سنو اپنے بھتیجے کو لے کے فوراً اپنے شہر واپس جاؤ - اور یہودیون سے بچاتے رہنا - خدا کی قسم اگر انھون نے دیکھا اور جو نشانیان مین دیکھ رہا ہون انھون نے دیکھ لین تو درپے آزار ہو جائینگے یاد رکھو کہ تمھارے اس بھتیجے کی بڑی شان ہونے والی ہے" یہ سنتے ہی ابوطالب بحیرا سے رخصت ہوئے - اور جلدی جلدی اپنا کام پورا کر کے آپ کو مکے مین واپس لے آئے - کہتے ہین اسی سفر مین چند اور لوگون نے بھی آپ کو پہچان لیا تھا - اور آپ کے درپے آزار ہو گئے تھے - مگر بحیرا نے اُنھین حکمت عملی سے ٹالدیا -

اور آخر پہچان جاتا ہے

یہی بنیاد ہے جس پر عیسائی مورخون نے اپنے قیاسات سے ایک بڑی عمارت قائم کی ہے - اُن کا معمول ہے کہ ایک ذرا سا واقعہ پاتے ہی بغیر اس کے کہ پوری طرح دریافت کرین اور بخوبی جانچین ایک بڑا طومار بنا دیا کرتے ہین - اُن کا خیال ہے کہ بحیرا ہی سے ملت یہود اور

عیسائیون کا قیاس اور اسکی بے وقعتی

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷

دین مسیحی کے حالات دریافت کر کے آپ نے نبوت کا دعوی کیا۔ مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ بحیرا سے ایک معمولی ملاقات ہوئی تھی۔ اُس کی خانقاہ کے پاس صرف تھوڑی دیر یا زیادہ سے زیادہ ایک دن تک قیام رہا تھا۔ اور پھر اُس زمانے مین آپ کی عمر بھی نو سال کی تھی تو ہمین ان لوگون پر بہت ہنسی آتی ہے جو اس واقعے کو نبوت کی پہلی بنیاد ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ کچھ بحیرا ہی پر موقوف نہین جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین بہت سے اور بشپون اور کاہنون نے بھی آپ کے متعلق پیشین گوئیان کی تھین۔ اگر ان پیشین گوئیون ہی سے آپ کو نبوت و رسالت کا سبق ملنا تھا تو بحیرا کی کوئی تخصیص نہین نظر آتی۔ واقعی خیال ہر طرح سے قابل مضحکہ ہے کہ آپ نے ایک سرسری ملاقات مین اور نو برس کی عمر مین وہ اعلی رموز الٰہی سیکھ لیے جو کسی کو پوری عمر صرف کرنے پر بھی نہین آتے۔ اور اگر آپ مین ایسی ہی قوت آخذہ تھی جو اور کسی انسان مین نہین ہو سکتی تو اُسے آپ کا ایک بہت بڑا معجزہ سمجھنا چاہیے۔ جو بجائے اس کے کہ آپ کی نبوت کو مشتبہ کرے اور قوت کے ساتھ ثابت کرتا ہے۔

آپ کی عفت و راستبازی | اس سفر سے واپس آکے آپ نے آئندہ مدارج زندگی طے کرنا شروع کیے۔ مگر ہمیشہ جاہلیت کے گناہون یا نوجوانی کے عیوب اور آوارگیون سے محفوظ رہے۔ آپ فطرۃً نیکی کی طرف مائل تھے۔ اور اسی عمر مین انسانیت کے تمام اخلاقی کمالات آپ کی ذات مین موجود نظر آتے تھے۔ ہمیشہ سچ بولنے کی کوشش کرتے۔ ہر طرح کی امانت داری کرتے فحش کے پاس تک نہ جاتے۔ مروت اور نیک نفسی کمسنی ہی مین معمول سے گذر کے شہرت کے درجے کو پہونچنے لگی تھی۔ دوستون اور تمام لوگون سے حلم اور نرمی کے ساتھ پیش آتے۔ پڑوسیون پر احسان کرنے مین دریغ نہ کرتے۔ الغرض حلم و صبر

شکر و عدل - زہد و تواضع - عفت و اتقا - جود و سخا - استقلال و شجاعت اور ایسا ہی
قوم سے آپ کو امین کا خطاب ملتا ہے
ومروت مین کوئی شخص آپ کا نظیر نہ مل سکتا تھا۔ آپ کے اِن اوصاف کی یہان تک شہرت ہوئی کہ قریش کے بڑے بوڑھون نے بھی آپ کی نیک نفسی و راستبازی کو کم سنی ہی مین تسلیم کر لیا اور ساری قوم کی طرف سے آپ کو امین کا خطاب مل گیا[۵] جس لفظ کے اندر عربی محاورات کے لحاظ سے جملہ صفات پسندیدہ شامل کیے جا سکتے تھے۔ اب آپ ہر صحبت مین محمدؐ امین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لقب سے یاد کیے جاتے۔ اور اپنی زندگی کو نہایت ہی نیکی اور سادگی سے بسر کرتے۔

آپ بچپن مین برہنگی سے روکے جاتے ہین
ان معاملات مین آپ واقعی موید من اللہ تھے۔ اگر کبھی کوئی اتفاقی لغزش بھی ہونے لگتی تو خود قدرت ہاتھ پکڑ کے بچا دیتی۔ چنانچہ خود آپ کا بیان ہے کہ بچپن مین ایک مرتبہ مین چند لڑکون کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اتفاقاً کسی کھیل کے لیے پتھر اُٹھا اُٹھا کے لانے کی ضرورت ہوئی۔ سبھون نے اپنی ازارین یعنی اپنے تہمبند اُتار اُتار کے کندھون پر رکھین کہ پتھر لادنے مین تکلیف نہ ہو اور برہنہ ہو گئے۔ اُن کے ساتھ مین نے بھی یہی کیا۔ مگر برہنہ ہوتا تھا کہ معلوم ہوا جیسے کسی نے مجھے زور سے ایک تپھڑ مارا اور کہا "جلدی ازار باندھو" مین نے فوراً ازار باندھ لی۔ آخر سب کھیلنے والون مین اکیلا مین ہی اپنے ستر کو چھپانے ہوئے تھا۔ آپ کے برہنگی اختیار کر لینے کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ جاہلیت مین بوڑھے اور معزز لوگ بھی ننگے ہو جانے کو پندار عیب نہ سمجھتے تھے۔ زن و مرد کا ایک مخلوط جمعہ کعبے کے گرد برہنہ ہی طواف کیا کرتا تھا۔ اور پتھر ڈھونے مین تو بوڑھے تک سب ہی ننگے ہو جاتے تھے جیسا کہ آئندہ واقعات سے ظاہر ہوگا۔

---

[۵] سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲ [۵] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۱۷

برہنہ ہونے کے دیگر واقعات | برہنہ ہو جانے کا واقعہ آپ کی زندگی مین تین دفعہ پیش آیا۔ اور ہر مرتبہ آپ کسی غیبی قوت سے روکے گئے۔ اور پہلا تو یہی تھا جو مذکور ہوا۔ دوسرا اُس وقت جب قریش چاہ زمزم کی مرمت کر رہے تھے۔ اور آپ دیگر معززین قریش کے ساتھ پتھر اُٹھا اٹھا کے لاتے تھے۔ سب کو دیکھ کے اُس موقع پر بھی آپ نے اپنی ازار اُتار کے کندھے پر رکھی مگر فوراً غش کھا کے گرے اور بیہوش ہو گئے۔ ابو طالب یہ حالت دیکھ کے دوڑے آئے اور پوچھا "خیریت ہے؟" آپ نے فرمایا "کوئی سفید پوش شخص میرے پاس آیا اور کہا جلدی اپنا ستر چھپاؤ" تیسری دفعہ جب قریش نے عمارت کعبہ کی تجدید کی ہے۔ اُس وقت بھی اپنے چچا عباس کے ساتھ آپ پتھر لا رہے تھے۔ اور اُن کے کہنے سے آپ نے ازار اُتار کے شانے پر رکھی تھی کہ بیہوش ہو کے گرے۔ اور آسمان سے آواز سنی کہ "اپنا ستر چھپاؤ"[۵۵]

آپ کی نسبت آسیب کا خیال | اس قسم کی بیہوشیون اور از خود رفتگیون کو اہل عرب عموماً جنون کے تصرف کا نتیجہ سمجھتے تھے۔ جس کے لیئے بجائے علاج کے جھاڑنے پھونکنے والے بُلائے جاتے۔ اور عاملون کی طرف توجہ کی جاتی۔ آنحضرت اپنی ابتدائی زندگی مین کئی مرتبہ اس حالت مین مبتلا دیکھے گئے۔ اور لوگون کا خیال بھی ہوا کہ کوئی تدبیر کی جائے۔ مگر آپ کے بزرگون اور مربیون کو ہمیشہ اطمینان رہا۔

مگر آپ کے بزرگ ہمیشہ مطمئن رہے | ابتداً حضرت آمنہ نے حلیمہ کے سامنے اپنا اطمینان ظاہر کیا تھا۔ اور اب جناب ابو طالب آپ کی زندگی کے ایسے واقعات دیکھ چکے تھے اور ایسی ایسی پیشین گوئیان سن چکے تھے کہ ذرا بھی پریشان و متردد نہ ہوئے اور ہمیشہ یہی خیال کرتے رہے کہ آپ کی کوئی خاص شان ہونے والی ہے۔

---

۵۵ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۲ ۵۵ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۵۳

آپ بھیڑیان چراتے ہین | اب آپ اتنے بڑے تھے کہ اطراف مکہ مین جاکے چلے آئین۔ ان دنون پہلا مشغلہ معیشت آپ نے یہ شروع کیا کہ اجرت پر مکے والون کی بھیڑیان چرانے لگے۔ آپ اور نوجوان چرواہون کے ساتھ مکے کے باہر رہتے۔ اراک یعنی پیلو کے جنگلی پھل توڑ توڑ کے کھاتے۔ اور اپنے گلے کی خبر گیری کرتے۔ آج کل کی دنیا اس پیشے کو ذلیل خیال کرتی ہے۔ مگر جب ہم دیکھین گے

اس پیشے سے نبوت کا تعلق | کہ تمام انبیاے مرسلؑ نے اس پیشے کو تھوڑا بہت ضرور اختیار کیا ہے تو بجاے تو ہین کے ہمین ایک حد تک اس برگزیدہ پیشے کا ادب کرنا پڑے گا۔ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس ذریعہ معیشت کو فخر کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ واقعی نبوت بھی ایک قسم کی گلہ بانی ہی ہے جس کے مناسب اگر دنیا کے کسی پیشے مین مشابہت مل سکتی ہے تو وہ بھیڑیون ہی کا چرانا ہے۔ بے زبان جانورون کی حمایت و نگہبانی کرتے کرتے انسان اس قابل ہوسکتا ہے کہ خدا آدمیون کی نگہبانی بھی اُس کے سپرد کردے۔

قصہ خوانی کی صحبت سے خدا آپ کو بچاتا ہے۔ | یہ گلہ بانی اور عنفوان شباب ہی کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپنے صحبت سمر مین شریک ہونے کا ارادہ کیا۔ اہل عرب کو قصہ خوانی اور کہانیان سننے کا بہت قدیم زمانے سے شوق چلا آتا تھا۔ ایسی داستان گوئی کی صحبتین اکثر راتون کو قریش مین مرتب ہوا کرتی تھین۔ جن مین زن و مرد بیٹھ کے گایا بھی کرتے تھے ان صحبتون کو عربی زبان مین سمر کہا کرتے تھے۔ عموماً نوجوانون کو ایسی بامذاق صحبتون مین شریک ہونے کا شوق ہوا کرتا ہے۔ آپکا بھی جی چاہا کہ دو گھڑی بیٹھ کے دلچسپی حاصل کرین۔ چنانچہ آپ نے اپنا گلہ کسی اور ہم عمر چرواہے کے سپرد کیا۔ اور صحبت سمر کے ارادے سے مکے کی طرف چلے۔

ع سمر کے معنے ہی قصہ خوانی کے ہین۔

آبادی مین داخل ہوتے ہی ایک مکان سے گانے بجانے کی آواز سُنی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسی کی شادی ہے۔ آپ نے بیٹھ کے گانا سننے کا ارادہ کیا تھا کہ فوراً آنکھ لگ گئی۔ اور سو گئے۔ صبح کو آنکھ کھلی تو آفتاب نکل چکا تھا۔ اگرچہ وہ گانا بجانا اب بھی ہو رہا تھا مگر خدا نے آپ کے کان اس پر معصیت آواز کی طرف سے ایسے بند کر دیے کہ کچھ نہ سُن سکتے تھے۔ آخر آفتاب کی حدت نے آپ کو زمین سے اُٹھایا۔ اور اپنے گلے کی طرف واپس روانہ ہوے۔ دوسری شام کو آپ پھر اسی نیت سے مکے مین آئے۔ اور اُس روز بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔

آپ ہمیشہ ہر معصیت خصوصاً شرک سے روکے گئے

خلاصہ یہ کہ خداوند جل و علا بچپن ہی سے آپ کی اتالیقی کر رہا تھا۔ آپ ہر معصیت سے روکے گئے۔ اور معمولی لہو و لعب کی باتون مین بھی نہ پڑنے پائے۔ با تخصیص بتون اور بت پرستی کی رسمون سے تو آپ بالکل متنفر تھے۔ آپ کی لونڈی اور کھلائی اُم ایمن کا بیان ہے کہ مکے سے باہر بُوانہ نام ایک بت تھا۔ جس کی قریش نہایت تعظیم کرتے تھے۔ ہر سال اُس کی زیارت

اطراف مکہ کا بت بوانہ

کو جا کے قربانیان کرتے۔ اور ایک رات اور دن اُس کے قریب مقیم رہتے۔ مکے والون کے لیے اس بت کی زیارت ایک سالانہ عید بن گئی تھی جس مین سب زن و مرد اپنے بال بچون کے ساتھ جا کے شریک ہوتے۔ اور ساری قوم کے سامنے اپنی خاندانی وجاہت و کثرت کو ظاہر کرتے۔ ابو طالب اپنے اہل و عیال کے ساتھ آپ کو بھی ہر سال لے جانا چاہتے اور آپ سے اصرار

آپ وہان زبردستی لیجاے گئے

کے ساتھ کہتے مگر آپ انکار کر دیا کرتے۔ یہان تک کہ آپکا بار بار انکار کرنا ابو طالب کو اور آپ کی پھوپھیون کو ناگوار گزرا۔ چنانچہ پھوپھیان بہت خفا اور برہم ہو کے کہنے لگین "یہ خوف کی بات ہے کہ تم ہمارے دیوتاؤن سے الگ

ع سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۲

رہتے ہو۔ کیا تمھین یہ بھی نہین پسند کہ عید مین شریک ہو کے ہمارے خاندانی گروہ کو بڑہاؤ؟ آخر بہت کچھ کہہ سُن کے اور ڈرا دھمکا کے آپ کو زبردستی ساتھ لے گئین اور شرک سے خدا نے بچایا۔ وہان پہونچ کے آپ تھوڑی دیر غائب رہے پھر ڈرے اور سہمے ہوے آئے۔ پھوپھیون نے گھبرائی ہوئی صورت دیکھ کے پوچھا کیا ہوا کیا؟ آپ نے فرمایا "مجھے کوئی آسیب کا خلل معلوم ہوتا ہے"۔ بھون نے کہا "تمھارے اخلاق و عادات ایسے نیک اور بے عیب ہین کہ تمھین کسی آسیب یا جن سے کوئی ضرر نہین پہونچ سکتا۔ مگر سچ سچ بتاؤ تم نے کیا دیکھا؟" آپ نے فرمایا "مین اُس بت کی طرف جاتا تھا ہنوز اُس کے پاس نہین پہونچنے پایا تھا اور اُن چھوٹے بتون کے قریب تھا جو اُس کے گرد قائم ہین کہ ایک گورا طویل القامت شخص سامنے نظر آیا۔ اور چلا کے کہنے لگا "اے محمد بس اد ہر ہی! یہ سُن کے آپ کی پھوپھیان خاموش ہو رہین۔ اور آپ گھر واپس آئے بس اس کے بعد پھر نہ آپ کبھی بتون کے سامنے گئے۔ اور نہ کوئی آپ کو لے گیا۔

جو چیز بتون پر چڑھائی جاتی آپ نہ کھاتے

آپ کی احتیاطون کا اثر یہین تک نہ تھا کہ بتون کی تعظیم نہ کرین بلکہ آپ نے کبھی بتون پر چڑھائی ہوئی کوئی چیز بھی نہین کھائی جاہلیت مین آپ سے پیشتر بھی بعض لوگون نے اس قسم کی احتیاطین

جاہلیت کے ایک موحد کا بیان آپ پر

شروع کر دی تھین۔ اور اُن کے دل مین بت پرستی کی لغویت و معصیت صاف ظاہر ہو گئی تھی۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین "مین نے زید بن عمرو بن نفیل کو یہ کہتے سنا کہ خدا کے سوا کسی اور کے نام پر جانورون کا ذبح کرنا بالکل معیوب ہے"۔ وہ قریش سے کہا کرتے "بکری کو خداوند جل و علا نے پیدا کیا۔ اُس نے آسمان سے پانی برسایا۔ زمین سے گھاس اُگائی۔ اور تم اُسے اُس کے سوا دوسرون کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ آپ کی

فطرۃ صحیحہ نے زید کی اس نصیحت کو فوراً تسلیم کرلیا۔ اور فرماتے ہین کہ "مین نے کبھی کسی ایسے جانور کا گوشت نہین چکھا جو بتون کے نام پر ذبح کیا گیا ہو"۔ آپ نے قبل نبوت اگرچہ دین عیسوی کو نہین قبول کیا۔ مگر آپ کے حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بت پرستی و رسوم شرک کو چھوڑ کے آپ ملت حنیفیۂ ابراہیمیہ کے پابند رہے اور سچے خدائے واحد ذوالجلال کے سوا اور کسی دنیاوی معبود کے سامنے سر نہین جھکایا۔ اس بارۂ خاص مین سب سے نازک وقت آپ کے لیے وہ ہوتا تھا

آپ کس وضع سے کعبہ مین جاتے تھے

جب آپ خانۂ کعبہ مین تشریف لے جاتے۔ اس لیے کہ ایک طرف تو آپ کعبے کو سچا معبد الٰہی جانتے تھے۔ دوسری طرف اس مین صدہا بت تھے جن کو ساری قوم پوج رہی تھی۔ مگر آپ نے وہان بھی کبھی کسی بت کی تعظیم نہ کی۔ بلکہ اس مقدس بیت اللہ مین جاتے وقت فرماتے "لبیک حقا تعبدا وصدقا عذت بما عاذ بہ ابراہیم" (یعنی تیری درگاہ مین مین حاضر ہون حق پسندی عبادت گذاری اور سچائی سے اور اسی سے پناہ مانگتا ہون جس سے ابراہیم نے پناہ مانگی تھی)

جو لڑکیان زندہ دفن کی جاتین انھین بچاتے

آپ کا یہ بھی معمول تھا کہ جب کوئی شخص حسب رواج جاہلیت اپنی لڑکی کو زندہ دفن کرنا چاہتا تو آپ حتی الامکان اس کی جان بچانے کی کوشش کرتے۔ یا تو اس کے باپ کو بجھا بجھا کے اس ظلم سے روکتے۔ یا اگر اپنے پاس کچھ سرمایہ ہوتا تو اس معصوم کو لے کے خود پال لیتے۔ انھین باتون پر منحصر نہین۔ ثابت ہوتا ہے کہ نبوت سے پیشتر

نبوت سے پیشتر آپ کا مذہب

آپ اور گناہون سے بھی بچے رہے۔ چنانچہ ایک دفعہ کسی نے پوچھا "یا رسول اللہ آپ نے کبھی بت کو پوجا ہے؟" آپ نے فرمایا "کبھی نہین"۔ پھر پوچھا "آپ نے کبھی شراب پی ہے؟" پھر وہی جواب دیا کہ "کبھی نہین"۔

اس کے بعد آپنے فرمایا پیغمبری سے پیشتر مین ہمیشہ سے جانتا تھا کہ لوگ جس دین پر ہین یہ کفر ہی"

باب چہارم

آغاز بلوغ سے جناب خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ عقد ہونے کے وقت تک

یوم فجار مین آپ کی شرکت - فجار کی وجہ تسمیہ - فجار اول - فجار ثانی - فجار ثالث - فجار رابع جس مین آپ شریک تھے حلف الفضول - یہ حلف بعد اسلام بھی پسند کی گئی - عہد اسلام مین اس کا اثر - حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا - آپ کا سفر یمن - ابو طالب آپ کو کسی کے ساتھ بھیجتے ڈرتے تھے - اب تجارت آپ کا پیشہ ہی - آپ کی ذاتی تجارت اور آپ کا شریک - آپ حباشہ کے بازار مین - حضرت خدیجۃ الکبریٰ - ان کی تجارت - وہ کاروبار تجارت مین آپ سے مدد لینے کی آرزومند ہین - ابو طالب آپ کو اس تعلق کے لیے آمادہ کرتے ہین - آنحضرت کی غیرت وخودداری - حضرت خدیجہ کی تجارت آپ کے ہاتھ مین - آپ کا دوسرا سفر شام - نسطورا راہب - وہ آپ کے رتبے کو پہچانتا ہی - اس کی پیشین گوئی - تجارت مین برکت - اس پر حضرت خدیجہ کی مسرت - وہ آپ کے معجزات دیکھ کے متحیر ہوتی ہین - حضرت خدیجہ کے لیے اور سفر تجارت - حضرت خدیجہؓ آپ کے حالات ورقہ سے بیان کرتی ہین ورقہ کی پیشین گوئی - نکاح کی تحریک - جناب خدیجہؓ کے پہلے شوہر اور اولاد - ان کے حاسن پیام نکاح - عقد نکاح - مہر - دعوت ولیمہ - حضرت خدیجہؓ سے آپ کی اولاد -

یوم فجار مین آپ کی شرکت

اب آپ چودہ[عہ] برس کے تھے - اور ایک نہایت ہی

عہ سیرۃ الحلبیہ - جلد ۱ صفحہ ۱۳۲-۱۳۳-۱۳۵ عہ عموماً ترتیب واقعات اور انکے لحاظ سے آپ کی عمر کے تعین مین بڑا اختلاف ہر اکثر اہل سیر اس زمانے مین آپ کی عمر بیس برس کی بتاتے ہین جنین ابن ہشام بھی ہی مگر سیرۃ الحلبیہ کے وسیع النظر مصنف نے اسی کو ارجح تسلیم کیا ہی کہ آپکی اندنون سن چودہ برس کا تھا -

توانا و تندرست اور خوش رو و خوش جمال نوجوان تھے کہ جاہلیت کی مشہور لڑائی جو فجار کے نام سے یاد کی جاتی ہے پیش آئی۔ اور آپ بھی اس کے بعض معرکون مین اپنے چچاؤن کے ساتھ تشریف لے گئے۔ خود لڑنے کی تو ابھی عمر نہ تھی مگر کمال شجاعت و استقلال سے میدان جنگ کا تماشا دیکھتے اور اپنے چچاؤن کو تیر اٹھا اٹھا کے لا دیتے تھے۔[۵]

فجار کی وجہ تسمیہ | لفظ فجار فجور سے نکلا ہے جس کے معنے عربی مین نافرمانی کرنے کے ہین۔ اس لڑائی کو یوم فجار اس لیے کہنے لگے کہ جس واقعے سے اس کی بنیاد پڑی وہ مقدس مہینون کی حرمت توڑ کے اور قوم و مذہب کے مسلمہ اصول پامال کر کے عمل مین لایا گیا تھا۔ عرب کی چار لڑائیان فجار کے نام سے مشہور ہین اور چار دن کی نزاع عرب کے انھین محترم مہینون سے شروع ہوئی۔ یہ چارون لڑائیان آپ کے سامنے پیش آئین مگر آپ کی شرکت سے اسی فجار کو عزت حاصل ہوئی جو فجار رابع کہلاتی ہے۔

فجار اول | پہلی فجار کے وقت آپ کی عمر دس برس کی تھی۔ اور اس کی بنا یون ہوئی کہ بدر بن معشر غفاری عرب کا ایک زبردست اور جری نبرد آزما تھا۔ بازار عکاظ مین اس کے خیمے کے سامنے ایک صحبت مرتب ہوا کرتی۔ اور وہ مجمع عام مین اپنے فخر بیان کیا کرتا۔ ایک دن خود پرستی کا جوش یہان تک بڑھا کہ بیٹھے بیٹھے اپنی برہنہ ٹانگ آگے بڑھا دی اور کہا مین سارے عربون سے زیادہ معزز ہون۔ اور جسے میرے مقابلے مین عزت کا دعوی ہو سامنے آکے میری اس ٹانگ پر وار کرے۔ اس نے یہ کہا ہی تھا کہ کسی شخص نے مجمع سے نکل کے تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ مارا۔ اور اس کے ساتھ لڑائی شروع ہو گئی۔

---

[۵] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۱۴ سطر ۱۱ ۔

چونکہ عکاظ کا میلا مقدس اور حرام مہینون مین ہوتا تھا جن مین کہ قتل وخون حرام تھا لہذا یہ لڑائی فجار کے نام سے نامزد ہوئی

فجار ثانی | فجار ثانی کا واقعہ یہ ہے کہ بنی عامر کی ایک جوان عورت اسی بازار عکاظ مین منہ کو گھونگھٹ مین چھپائے بیٹھی تھی۔ کوئی قریشی نوجوان اُس کے پاس آیا اور صورت دکھانے کی فرمایش کی۔ عورت کی طرف سے انکار ہوا تو تھوڑی دیر مال کے وہ چپکے سے اُس کے پیچھے گیا۔ اور اُس کی ازار کا نیچے کا سرا ایک کانٹے سے اوپر کی طرف اٹکا دیا۔ چند ساعت کے بعد جب وہ عورت کھڑی ہوئی تو ازار سمٹ کے اوپر آ رہی اور اس کے مُرین کھُل گئے۔ اور لوگون نے قہقہہ لگایا۔ عورت نے شرما کے اور اپنی بے بسی پر جھنجھلا کے اپنی قوم کی دوہائی دی اور پکاری "یا آل عامر بنی عامر کو ہتھیار نکالتے دیکھ کے نوجوان بھی چلا اٹھا "یا بنی کنانہ" پھر کیا تھا بنی کنانہ اور ان کے ساتھ قریش بھی جو اُن کے حلیف تھے دوڑ پڑے۔ اور سخت معرکہ ہوا جو فجار ثانی کے لقب سے مشہور ہے۔

فجار ثالث | فجار ثالث کا ہنگامہ یون برپا ہوا کہ بنی کنانہ کے کسی شخص پر کسی بنی عامر والے کا قرض آتا تھا۔ ادائی مین دیر ہوئی۔ اور قرض خواہ نے تقاضے مین سختی کی۔ اسی پر آتش فساد بھڑک اُٹھی۔ اور دونون قبیلے لڑ بیٹھے۔ آخر کار عبداللہ بن جدعان نے قرض کو اپنی طرف لے کے اور اپنے روپیے سے ادا کر کے فیصلہ کرایا۔

فجار رابع جس مین آپ شریک تھے | مگر سب سے سخت فجار رابع تھی جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے۔ اس لیے کہ اُس معرکے نے چار یا چھ دن تک خاص مکے مین میدان جنگ گرم رکھا۔ اور بنائے فساد یہ تھی کہ حیرہ کا فرمان روا نعمان بن منذر ہر سال مشک اور کپڑے وغیرہ فروخت کے لئے

بازار عکاظ مین بھیجتا۔ اور اس کی قیمت کے سرمایے سے طائف کے چمڑے خرید کے منگواتا تھا۔ مگر اس تاجرانہ قافلے کو ہمیشہ کسی عربی سردار وشہ سوار کی ذمہ داری حاصل کر لینے کے بعد کوچ کرنے کی جرأت ہوتی۔ اس لیے کہ ابنائے بادیہ کی دست بُرد سے بچنے کی بس یہی ایک تدبیر تھی۔ ایک سال یہ قافلہ حیرہ سے روانہ ہونے کو تھا اور نعمان کے دربار مین جو عمائد عرب موجود تھے اُن مین ایک تو بنی کنانہ کا نامی شہ سوار بَرّاض تھا۔ اور دوسرا قبیلۂ ہوازن کا نامور سردار عُروہ رحّال۔ نعمان نے جب ان عربی سردارون کی طرف دیکھ کے پوچھا کہ اب کی میرے قافلۂ تجارت کی حفاظت کا کون ذمہ دار ہوتا ہے تو بَرّاض نے کہا "بنی کنانہ (یعنی اپنی قوم) کے ہاتھ سے بچانے کا تو مین وعدہ کرتا ہون"۔ نعمان بولا "صرف بنی کنانہ سے بچایا بھی تو کیا؟ مین تو اُس شہسوار عرب کو چاہتا ہون جو تمام اہل نجد و تہامہ سے محفوظ رکھنے کا ذمہ لے"۔ یہ سنتے ہی عُروہ رحّال بولا "اس کے لیے مین موجود ہون"۔ یہ بات بَرّاض کو ناگوار ہوئی۔ پوچھا "تو کیا آپ بنی کنانہ سے بھی بچا لین گے؟" عُروہ نے کہا "ہان سب سے"۔ بَرّاض نے یہ بات دل مین رکھی۔ اور خاموش ہو رہا اس کے بعد جب عُروہ گھر کی طرف روانہ ہوا تو بَرّاض بھی اُس کے پیچھے چلا۔ ایک منزل مین عُروہ نے صحبت نشاط مرتب کی۔ گانے والیان سامنے کھڑی ہو کے مجرا کرنے لگین۔ اور وہ شراب کے جام پیتے پیتے لیٹ کے سو گیا۔ بدمست سو رہا تھا کہ بَرّاض نے پہونچ کے جگایا۔ عُروہ نے آنکھ کھولتے ہی معذرت خواہی شروع کی۔ مگر بَرّاض نے ایک نہ سنی اور اُس کا کام تمام کر دیا۔ عرب بازار عکاظ مین جمع تھے کہ کسی نے بنی کنانہ کو خبر کی کہ بَرّاض نے عُروہ رحّال کے خون سے اس مقدس و محترم مہینہ مین ہاتھ رنگے۔ یہ سنتے ہی بنی کنانہ ڈرے کہ کہین یہان عکاظ ہی مین خونریزی نہ ہو جائے۔ چپکے سے چل کھڑے ہوئے۔ اور حرم مکہ کی راہ لی

اُن کے جانے کے بعد ہوازن کو اپنے سردار کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا۔ برہم ہو کے اُن کے پیچھے اُنھوں نے بھی کوچ کر دیا۔ اور بنی کنانہ حرم مین نہین داخل ہونے پائے تھے کہ سر پر جا پہونچے۔ مگر اس روز خواہ کعبے کی حرمت کا خیال کر کے یا کسی اور خیال سے ہوازن نے حملہ نہین کیا لیکن دوسرے دن معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ قریش نے اس موقع پر بنی کنانہ کا ساتھ دیا اس لیے کہ اُنکے حلیف تھے اور بہت قریبی تعلقات رکھتے تھے۔ چھ دن کی سخت خونریزی کے بعد دونون قبیلے اپنے اپنے مستقر کی طرف روانہ ہوئے اور لڑائی آیندہ سال اُٹھا رکھی گئی کہتے ہین کہ اس لڑائی مین آپنے مشہور شہسوار عرب ابوبراء کو جو ملاعب الاسنہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا زخمی کیا۔ اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہ بھی ماننا پڑیگا جو سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ اس لڑائی کے وقت آپ کی عمر بیس برس کی تھی۔ مگر ظاہر روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ اتنے کمسن تھے کہ سوا اپنے چچاؤن کو تیر اُٹھا اُٹھا کے لا دینے کے کبھی خود پسگری دکھانے کا ارادہ نہین کیا۔ دوسرے سال پھر قبائل جمع ہوئے۔ مگر ہنوز تلوار نکلنے کی نوبت نہین آئی تھی کہ صلح ہو گئی۔

حلف الفضول فجار رابع کی لڑائی شوال کے مہینے مین ہوئی تھی لوگ تھکے ماندے اور خستہ و زخمی مکے مین پلٹے تھے کہ ایک اور واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے سرداران قریش اور مکے کے دیگر قبائل نے باہم مل کے ایک معاہدے پر قسم کھائی جو حلف الفضول کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہ واقعہ یہ تھا کہ زبید کا ایک سوداگر کچھ اسباب لے کے مکے مین آیا۔ عاص بن وائل نے جو مکے کے صاحب اثر لوگون مین تھا وہ اسباب مول لیا۔ اور قیمت دینے سے انکار کر دیا۔ زبیدی سوداگر نے خاندانہاے عبدالدار و مخزوم وغیرہ کے سامنے جا کے فریاد کی اور مدد مانگی مگر عاص کے خلاف مدد دینے کی کسی نے حامی

ع۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۷ و ۱۳۸ - و ۱۳۹ -

نہ بھری تب وہ عاجز آکے ایک صبح کو کوہ ابوقبیس کی بلندی پر چڑھا اور چلا کے چند اشعار پڑھے جن کے ذریعے سے قریش کو غیرت دلائی تھی۔ اور اپنی بیکسی کو ظاہر کرکے انھین اپنی مدد پر بلایا تھا۔ یہ مظلومی کی آواز سنتے ہی آپ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جدعان وغیرہ شرفاے مکہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہم عہد کیا کہ ہمیشہ مظلوم کی حمایت و مدد کیا کرین گے۔ اسی معاہدے کا نام حلف فضول ہے۔ معاہدے کے بعد ان سب لوگون نے فوراً جا کے عاص کو مجبور کیا۔ اور زبیدی کا مال واپس دلوا دیا۔

یہ حلف بعد اسلام بھی پسند کی گئی

اس حلف مین آپ بھی شریک تھے۔ اور آپ کو اس قدر پسند تھی کہ فرمایا کرتے تھے "عبداللہ بن جدعان کے مکان پر مین ایک ایسی حلف مین شریک ہوا ہون جو مجھے دنیا کی ہر بڑی سے بڑی نعمت سے زیادہ عزیز ہے" اور شاید آپ کے اس ارشاد فیض بنیاد ہی کا اثر تھا کہ

عہد اسلام مین بھی عہد اسلام مین اس کا اثر

اس حلف کا کسی حد تک ضرور لحاظ کیا جاتا تھا۔ اور جب کوئی ستم زدہ اس حلف کا نام لیتا شرفاے عرب اس کی حمایت کو اٹھ ہی کھڑے ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک خثعمی شخص اپنی بیٹی کو لے کے حج کے لیے آیا اُس کی بیٹی نہایت ہی حسین و خوبرو تھی نبیہ بن حجاج صورت دیکھ کے فریفتہ ہوگیا اور وہ لڑکی زبردستی چھین لی۔ خثعمی شخص حیران و پریشان مارا مارا پھرتا تھا۔ لوگون نے کہا سوا اس کے اور کوئی علاج نہین کہ تو حلف فضول کا نام لے یہ سنتے ہی اس نے کعبے کے پاس کھڑے ہوکے زور سے حلف فضول کی دہائی دی۔ اس کی آواز سنتے ہی لوگ برہنہ تلوارین لے لے کے دوڑے۔ اصل حقیقت دریافت کرکے نبیہ کے دروازے پر گئے۔ اور اُس نے ہزار خوشامد کی ایک نہ سنی خثعمی کی لڑکی اپنی آنکھون کے سامنے دلوا دی تو ٹلے۔[1]

[1] السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ - صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲

حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی اس سے فائدہ اُٹھایا

اسی طرح جناب معاویہؓ کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان والی مکہ تھا۔ اُس سے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے کسی جائداد کے متعلق جھگڑا ہوا۔ ولید حکومت کے زور مین جناب سبط اصغر کے ساتھ ناانصافی کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے فرمایا تمھین انصاف کرنا ہے تو کرو ورنہ اپنی تلوار لے کے مسجد نبوی مین کھڑا ہو جاؤن گا۔ اور لوگون کو حلف فضول یاد دلاؤن گا۔" عبداللہ بن زبیر کھڑے سُن رہے تھے بولے "اگر آپ اُس حلف کی طرف بلائین تو مین ابھی سے حاضر ہون۔" پھر مسور بن مخرمہ زہری اور عبدالرحمن بن عثمان بن عبداللہ التیمی نے بھی آمادگی ظاہر کی۔ یہ رنگ دیکھ کے ولید دب گیا۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خاطرخواہ فیصلہ کرا کے واپس آئے

آپ کا سفر یمن

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سترہ برس کو پہونچی تو زبیر بن عبدالمطلب اور بعض راویون کے نزدیک عباس بن عبدالمطلب نے بھی تجارت کے لیئے ارض یمن کا ارادہ کیا۔ اور چونکہ آپ کی برکتون کا اندازہ کر چکے تھے لہذا جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا ہم تجارت کے لیئے یمن جاتے ہین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی ہمارے ساتھ کر دیجئے تاکہ اُن کی نمایان و آزمودہ برکتون سے فائدہ اُٹھا سکین۔ ابوطالب کو بحیرا وغیرہ نے آپ کی نسبت کچھ ایسا ڈرا دیا تھا کہ آپ کے باہر جانے کے روادار نہ تھے۔ مگر بھائیون کے اصرار نے مجبور کیا۔ اور آپ کو اُن کے ہمراہ یمن جانے کی اجازت دے دی۔ یہ آپ کا دوسرا سفر تھا۔ جس مین آپ گئے۔ اور بخیر و خوبی واپس آئے۔ معلوم ہوتا ہے آپ نے کم سنی ہی مین اور اسی عمر تک جب تک انسان ہوشیاری کے کام نہین کر سکتا اجرت پر بھیڑیان چرائین۔ سن تمیز کو

ابوطالب آپ کو کسی کے ساتھ بھیجتے ڈرتے تھے

اب تجارت آپ کا پیشہ ہے

لہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴ و ۱۵ لہ روضۃ الاحباب صفحہ ۱۰۱

پہونچتے اور چچا ؤن کے ہمراہ سفر تجارت کرنے کے بعد آپ نے اس کام کو چھوڑ کے بطور خود تجارت شروع کی۔ تجارت آپ کا خاندانی اور آبائی پیشہ تھا۔ اسی تجارت کی گود مین آپ پلے تھے۔ اور غالبًا اسی برکت کا نتیجہ ہو کہ امانت دار اور دیانت دار تاجر کو یہ مرتبۂ عظیم حاصل ہوا کہ آپ فرماتے ہین "التاجر الامین یحشر مع الانبیا والصالحین" یعنی دیانت دار سوداگر کا حشر پیغمبرون اور نیکوکارون کے ساتھ ہوگا۔

آپ کی ذاتی تجارت اور آپ کا شریک

اس ابتدائی تجارت مین جو آپ نے بطور خود شروع کی سائب بن ابی سائب نام ایک شخص آپ کے شریک تھے جن کے ساتھ معاملت کے آخر زمانے تک آپ نے ایسا اچھا دیانت داری اور برادرانہ محبت کا برتاؤ کیا کہ آپ سے ہمیشہ خوش رہے۔ اور فتح مکہ کے وقت جب آپ حکومت وسطوت کے ساتھ اپنے چھوڑے ہوئے وطن مین داخل ہوئے ہین تو سائب بن ابی سائب بڑے فخر وتمکنت کے ساتھ آئے اور اپنا بھائی اور شریک بتا کے آپ کا خیر مقدم ادا کیا۔ اس ذاتی تجارت کی غرض سے بھی آپ نے کئی سفر کئے جن کا مفصل حال علما سے سیر کو نہین معلوم ہوسکا۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہو کہ حکیم بن خزام نے جاشہ کے بازار مین جو یمن کے راستہ پر تھا آپ سے تہامہ کا

آپ جاشہ کے بازار مین

کچھ کپڑا خریدا تھا۔ اور اسے لے کے مکے مین آئے تھے جناب خدیجہ کو حکیم ہی کے ذریعے سے معلوم ہوا تھا کہ آپ نے جاشہ کی تجارت مین کامیابی حاصل کی۔ جس کے بعد انھین شوق ہوا کہ اپنی تجارت بھی آپ ہی کے سپرد کردین

حضرت خدیجۃ الکبری

جناب خدیجہ رضؓ جو اسلام مین اپنے فضائل کے لحاظ سے خدیجۃ الکبری کے واجب التعظیم نام سے یاد کی جاتی ہین قریش کی ایک نہایت ہی معزز عالی خاندان اور مکے کی سب سے زیادہ صاحب دولت وثروت خاتون تھین۔ وہ

---

۵ سیرۃ انجلیہ جلد ۱۔ صفحہ ۱۴۷ و ۱۴۸

خویلد نام ایک بڑے محترم رئیس مکہ کی بیٹی تھین جو قصی کے پوتے تھے - اُن کا نسب یون ہی کہ خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی - عبدالعزی حضرت عبداللہ صاحب کے دادا عبد مناف بن قصی کے بھائی تھے - لہذا قصی تک پہونچنے کے بعد خدیجہ کا نسب آنحضرت کے نسب سے مل جاتا ہی - یون تو قریب قریب ساری قوم قریش تجارت پیشہ تھے مگر حضرت خدیجہ کی تجارت باوجود اُن کی بیوگی و بے مائی کے بڑی اور دور دور تک پھیلی ہوئی تھی - وہ اپنی تجارت یون جاری رکھتی تھین

اُن کی تجارت

کہ قابل اعتبار اور تجربہ کار کارندون کو مکے کے قافلون کے ساتھ سفر تجارت پر بھیجتین اور معاوضۂ خدمت مین نفع مین سے کوئی خاص حصہ اُن کا مقرر کر دیتین[۵]

وہ کاروبار تجارت مین آپ سے مدد لینے کی آرزو مند ہین

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری و دیانت کا شہرہ تمام قریش مین ہوا تو انھون نے بھی سُنا - پھر جب حکیم بن حزام کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ آپ کو سوداگری کے کامون مین تجربہ بھی اچھا ہو گیا ہی تو اور زیادہ معترف ہوئین - مگر اس کی امید نہ تھی کہ آپ اُن کے تعلقات کو پسند فرمائین گے - اتفاقاً ان دنون ابوطالب نہایت ہی پریشان حال تھے

ابوطالب آپ کو اس تعلق کے لیے آمادہ کرتے ہین

اور گرانی و قحط نے اور زیادہ مایوس کر دیا تھا جب مکے کے قافلۂ تجارت کے روانہ ہونے کا وقت آیا تو آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور کہا "اے ابن اخ (بھتیجے) تم جانتے ہو کہ مین فی الحال مفلس و نادار ہو رہا ہون - اس پر ان متواتر خط سالیون نے اور توڑ دیا - اب نہ کچھ میرے پاس باقی رہا ہی جس سے بسر کی جائے اور نہ کوئی سرمایہ ہی کہ تجارت کرون - ہماری قوم کا قافلہ عن قریب مال تجارت لے کے ارض شام کی طرف روانہ ہونے والا ہی - اور خدیجہ نبت خویلد اپنے

[۵] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۱۹

مال کے ساتھ بعض قریشی لوگون کو بھیجنا چاہتی ہین جو نہایت کامیابی و مقصد دری کے ساتھ نفع اُٹھا کے واپس آئین گے - اس موقع پر اگر تم خدیجہؓ کے پاس جا کے اپنی مستعدی ظاہر کرو تو وہ تم کو اورون پر ترجیح دین گی - اور یہ نفع تمھارے ہی ہاتھ لگے گا - اگرچہ مین تمھارے باپ مین اہل کتاب کی طرف سے مطمئن نہین ہون - اور ہرگز نہین پسند کرتا کہ تمھارا قدم گھر سے باہر نکلے مگر کیا کیا جاے مجبوری ہے"

آنحضرت کی غیرت و خودداری | آنحضرت اگرچہ ابوطالب کے منشاء کے خلاف کرنا نہین چاہتے تھے مگر اس کے ساتھ یہ بھی نہ پسند تھا کہ خود ہی جا کے اپنی امیدواری ظاہر کرین - ٹالنے کے طور پر فرمایا "ایسا ہے تو غالباً خدیجہؓ مجھے بلوائین گی" ابوطالب بھی زیادہ

حضرت خدیجہ کی تجارت آپکے ہاتھ مین | اصرار کرنا مناسب نہ سمجھے صرف اتنا کہا "لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اور کو نہ مقرر کر لین" اور خاموش ہو گئے - اتفاقاً چچا بھتیجون کی یہ گفتگو خدیجہؓ کے گوش گزار ہو گئی - بولین "مجھے کیا خبر تھی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو میری ملازمت منظور ہے" پھر آپ کو بلوا کے کہا "آپ کی سچائی امانت داری اور خوش اطواری کا حال مین سُن چکی ہون اگر آپ میرے لیے سفر کی زحمت گوارا کرین تو اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے جتنا اور کسی کو دون اس کا دُونا آپ کو دون گی" آنحضرت نے منظور فرمایا - اور گھر آ کے اپنے اس تعلق کا حال ابوطالب سے بیان کیا - وہ سُن کے خوش ہوئے - اور بولے "یہ خدا کی عنایت ہے"

آپ کا تیسرا سفر شام | اس قرارداد کے مطابق آپ نے حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کے ارض شام کی راہ لی - اور جناب خدیجہؓ کا غلام میسرہ آپ کے ہمراہ ہوا - شہر بُصریٰ مین پہونچ کے آپ ایک درخت کے نیچے ٹھہرے - اُس کے پاس ہی ایک پرانے اور بوڑھے راہب کی خانقاہ تھی[1] - اکثر مورخین اسلام اس راہب کا

[1] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۹۱

نسطورا راہب نام نسطورا بتاتے ہین - بلکہ بعض نے تو یہ بھی لکھ دیا کہ یہ وہی نسطورا تھا جو نسطوری فرقہ نصارا کا بانی ہی مگر یہ صریح غلطی اور واقعیت ہی - نسطوری فرقے کا بانی نسطوریوس نام ایک شخص تھا جس نے جرمن مین پرورش پائی تھی - اور ۴۳۱ نبوی (۴۳۱ء) مین قسطنطنیہ کا سب سے بڑا اقتدار اعظم مقرر ہو گیا تھا - تثلیث کی اُلجھنون نے اُس کے خیالات ایسے پریشان کر دیے کہ اپنے ذاتی اجتہادات کی بنا پر شہر افسوس کی ہیکل کونسل مین جو ۴۳۱ نبوی (۴۳۱ء) مین ہوئی لامذہب و بدعقیدہ قرار دے کے چار برس کے بعد جلاوطن کیا گیا جلاوطنی مین پہلے تو چند روز انطاکیہ کی خانقاہ مین چھپا بیٹھا رہا - مگر جب نظر آیا کہ اس کے پیرو بڑھتے جاتے ہین تو وہان سے بھی نکالا گیا - اور آخر بلندی مصر مین بڑی مصیبتین اُٹھا کے مر گیا[۵] - اس سے صاف ظاہر ہی کہ نسطوری فرقے کا بانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریبًا ایک صدی پیشتر ہو چکا تھا - یہ خیال بھی غلط ہی کہ اس راہب کا نام نسطورا تھا جیسا کہ اکثر علماے سیرۃ بیان کر رہے ہین صحیح یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ کوئی نسطوری فرقے کا راہب تھا جو اپنے دیگر ہم مذہبون کی طرح اطراف شام مین سکونت پذیر ہو گیا ہوگا - ان دنون نسطوریون پر اضلاع روم مین بڑے بڑے ظلم ہو رہے تھے - اور اُنھین شمالی علاقہ عرب اور بلاد شام سے بہتر کوئی مامن نہ مل سکتا تھا - کہا جاتا ہی کہ شام کے عرب متنصرہ جو اسی حصہ ارض مین آباد تھے وہ بھی نسطوریوس ہی کے پیرو تھے -

وہ آپ کے رتبے کو پہچانتا ہی الغرض آپ کو دیکھ کے وہ راہب اپنے حجرے سے نکلا - اور میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہی جو اس درخت کے نیچے ٹھہرا ہوا ہی میسرہ نے بتایا یہ حرم مکہ کے رہنے والے ہین - اور نسل قریش سے ہین - راہب نے

---

[۵] گبن ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷

مذہب یہود اختیار کیا۔ اور جب وہ مذہب بھی مطمئن نہ کر سکا تو [illegible] اختیار کی
اور اسی دین پر مرے جو آپ کی بعثت سے پہلے دنیا کا واجب الاتباع مذہب
تھا۔ ورقہ نے اپنی چچازاد بہن سے تمام حالات سُن کے غور کیا اور بولے "اگر تم
سچ کہتی ہو تو یقین کر لو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس قوم کے پیغمبر
ہونے والے ہیں۔ اور یہ مجھے معلوم ہے کہ اِس امت عرب میں ایک پیمبر مبعوث
ہونے والا ہے جس کی نبوت کا زمانہ آگیا"۔ اس کے بعد چند اشعار پڑھے جو کتب
سیر میں مذکور ہیں۔ ان اشعار میں ورقہ بن نوفل نے آپ کی نبوت کا اعتراف
کیا ہے۔ چچازاد بھائی کی اس پیشین گوئی نے جناب خدیجہؓ کو اور مستعد کر دیا۔

ورقہ کی پیشینگوئی

نکاح کی تحریک

نکاح کی تحریک باتفاق اہل سیر جناب خدیجہؓ ہی کی طرف سے ہوئی
اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے تمام اعزا و اقارب کے
کبھی خیال میں بھی نہ آسکتا تھا کہ ایسی دولت مند اور معزز و ممتاز خاتون کہ آپ کے
نکاح میں آنا پسند کرے گی۔ خدیجہ کی عمر اس وقت چالیس برس کی تھی۔ اس سے

جناب خدیجہ کے پہلے شوہر اور اولاد

پیشتر وہ دو شخصوں کے نکاح میں آچکی تھیں۔ جن میں
پہلے عتیق بن عابد تھے ان کی آپ کے بطن سے ایک لڑکی ہوئی جس کا نام
ہند تھا اور اُم محمد بن صیفی مخزومی کی کنیت سے مشہور تھی۔ دوسرے شوہر کا نام
ہند تھا جو ابو ہالہ کہلاتے تھے۔ اُن کے آپ کے بطن سے دو لڑکے ہوئے
ہالہ بن ہند اور ہند بن ہند۔ یہ ہند آخر تک زندہ رہے۔ برکت اسلام سے شرفیاب

اُن کے محاسن

ہوئے۔ قرابت رسول اللہ پر ہمیشہ نازاں رہتے۔ اور آخر جنگ
جمل میں حضرت علیؓ کی طرف سے گئے۔ مگر باوجود اس دہری بیوگی کے
جناب خدیجہ [illegible] اور حسن صورت و سیرت میں شہرت رکھتی تھیں

اپنی عفت و پاکدامنی کی وجہ سے جاہلیت مین طاہرہ کے لقب سے مشہور تھین اور بعض لوگ سیدۂ قریش کہا کرتے تھے۔ حسن و جمال کی عربی صحبتون مین تعریف ہوتی تھی۔ اور آپ کی دولت و حشمت پر اکثر شرفاے مکہ کا دانت تھا۔ اکثر معززین کی طرف سے نکاح کی درخواستین بھی چلی آتی تھین مگر آپ نے ایسی ہر درخواست نامنظور کی۔ جب آنحضرت کی محبت دل مین پیدا ہوئی تو نفیسہ بنت منیہ نام ایک عورت کو چپکے سے آپ کی خدمت مین بھیجا کہ نکاح کے متعلق آپ کا منشا دریافت کرے۔

نفیسہ نے آپ کی خدمت مین حاضر ہوکے عرض کیا "آپ نکاح کیون نہین کرتے؟" آپ نے فرمایا "میرے پاس کیا رکھا ہے جو نکاح کرون؟" نفیسہ نے کہا "اچھا اگر اس کا سرانجام مین اپنے ذمے لے لون۔ اور نکاح کے ذریعہ سے آپ کو مال و دولت اور حسن و جمال دونون چیزین حاصل ہوجائین تو؟" آپ نے پوچھا "وہ ایسی کون سی خاتون ہے جس کی بدولت مجھے یہ فائدے حاصل ہونگے؟" نفیسہ نے جناب خدیجہ کا نام لیا۔ آپ نے تعجب سے کہا "بھلا یہ ممکن ہے؟" نفیسہ نے جواب دیا "آپ مطمئن رہئے۔ مین تو اس کا انتظام کردون گی" یہ کہکے نفیسہ جناب خدیجہ کے پاس آئین۔ اور آپ کی رضامندی ظاہر کی۔ تب جناب خدیجہ نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ فلان وقت اپنے اعزا کو لے کے آجایئے۔

عقد نکاح

آپ نے فوراً اس واقعے سے اپنے چچاؤن کو مطلع کیا اور وقت معینہ پر اُن کو لے کے جناب خدیجہ کے گھر پر پہونچے۔ ابن ہشام کی یہ روایت غلط معلوم ہوتی ہے کہ سید الشہدا حمزہؓ نے خدیجہ کے لیے اُن کے والد خویلد بن اسد کے

عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۱۴۸ عہ ابن ہشام نے آپ کے ساتھ آنے والون مین صرف حضرت حمزہؓ کا نام لیا ہے مگر صحیح روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نکاح مین آپ کے اور چچا بھی شریک تھے۔ اور خاصۃً ابو طالب نے تو خطبۂ نکاح پڑھا۔

سامنے درخواست پیش کی - اس لیے کہ خویلد بن اسد کا انتقال تو یوم فجار سے پہلے ہی ہو چکا تھا - اصل یہ ہے کہ یہ درخواست جناب خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد کے سامنے پیش ہوئی اور انھوں نے ہنسی خوشی منظور کی - نکاح کا ایجاب وقبول اس طریقے پر ہوا کہ پہلے ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کھڑے ہو کے فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک تقریر کی جس مین اپنی شرافت اور آنحضرت صلعم کے محامد بیان کیے پھر ظاہر کیا کہ وہی محمدؐ جو ایسے نیک ہین تم لوگون (یعنی لڑکی والون) کی شریف

مہر | و نیک خاتون خدیجہ کو بارہ اوقیہ اور دو نشا[1] مہر معجل و موجل پر اپنے عقد نکاح مین لانا چاہتے ہین - آپ کی طرف سے جب یہ خطبہ پڑھا جا چکا تو جناب خدیجہ کی طرف سے اُن کے چچا عمرو بن اسد اور بعض کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے اور ایک خطبہ پڑھا جس مین پہلے تو اپنی قومی شرافت ظاہر کی پھر بنی ہاشم کی عالی نسبی کا اعتراف کیا - اور کہا ہم تم سے تعلقات قرابت پیدا کرنا پسند کرتے ہین - پھر سب کو گواہ کر کے کہا کہ مینے خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبد اللہ کے عقد نکاح مین دیا - اور مذکورہ بالا تعداد مہر بھی تسلیم کی -

دعوت ولیمہ | اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت ولیمہ کی جس کے لیے ایک اونٹ اور بعض راویون کا بیان ہے کہ دو اونٹ ذبح کیے گئے - اور حضرت خدیجہ کے حکم سے اُن کی لونڈیون نے دف بجا کے گایا اور ناچین - اِس

---

[1] ایک اوقیہ چالیس درہم شرعی کے برابر ہوتا ہے - اور ایک نشا دس درہم کے برابر ہے - اس حساب سے کل مہر ۵۰۰ درہم ہوا - مگر ابن ہشام کا بیان ہے کہ حضرت خدیجہ کا مہر بیس اونٹنیان تھین - شاید اُن کی قیمت پانسو درہم ہو

[2] یہ دونون خطبے لفظہ سیرۃ الحلبیہ مین موجود ہین دیکھو جلد ۱ صفحہ ۱۵۰

نکاح سے ابو طالب اس قدر خوش ہوئے کہ بیان سے باہر ہے جناب باری عز اسمہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا الحمد للہ الذی اذھب عنا الکرب ودفع عنا الغموم (الحمد للہ کہ خدائے تعالی نے ہماری مصیبتین دور کین اور ہمارے غم دفع کردیے) یہی آپ کا پہلا نکاح ہے۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی۔ جس زندگی کو آپ نے ایک جوان صالح کی شان سے نہایت ہی عفت و پاکبازی کے ساتھ بسر کیا تھا

حضرت خدیجہ سے آپ کی اولاد

آپ نے جناب خدیجہ کے حقوق کا آخر تک لحاظ رکھا۔ جب تک زندہ رہین کوئی دوسرا عقد نہین کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولادین حضرت خدیجہ ہی کے بطن سے ہوئین۔ سوا ابراہیم کے جو آپ کی حرم محترم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ خدیجہ کبری کے بطن سے آپ کی سات اولادین ہوئین تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیان۔ صاحبزادے تو یہ ہین قاسم جن کے اعتبار سے آپ کی کنیت ابو القاسم قرار پائی۔ اور طاہر و طیب۔ اور صاحبزادیون کے اسماے گرامی یہ ہین کہ زینب رقیہ ام کلثوم اور فاطمہ تینون صاحبزادون نے تو ایام جاہلیت مین اور بعثت سے پہلے ہی سفر آخرت کیا۔ مگر چارون صاحبزادیان عہد رسالت تک موجود تھین۔ مگر افسوس سوا جناب سیدۃ النسا فاطمہ زہرا کے سب نے آپ کی زندگی ہی مین وفات پائی۔

باب پنجم

تعمیر کعبہ اور بعثت حضرت ختم المرسلین

تعمیر کعبہ۔ اُس کی وجہ۔ کعبے کی پرانی حالت۔ ایک سانپ جو خزانۂ کعبہ مین رہتا تھا

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۵۱

عہ سیرۃ ابن ہشام۔ ۱۲۱

تعمیر کا قدرتی سامان - دیوارین منہدم کرنے کی تیاری - تعمیر مین صرف پاک اور حلال آمدنی صرف ہوئی - دیوارین منہدم ہوئین - نیو کھودی گئی - آپ کی ہر ہنگی اور غش کا واقعہ حجر اسود کے اٹھانے کے لیے نزاع - حلف لعقۃ الدم - آپ کا عام پسند فیصلہ - خاص آپ کے ہاتھ سے حجر اسود اپنے مقام پر نصب ہوا - نئی اور پچھلی عمارت کعبہ مین فرق قرب نبوت مین آپ کی حالت - رؤیاے صادقہ - غار حرا مین چلہ کشی - بعثت آپ جبرئیل کو پہلے پہل بیداری مین دیکھتے ہین - حضرت خدیجہؓ کا حسن عقیدت - ورقہ بن نوفل کی حق شناسی - ورقہ سے اور آپ سے ملاقات - حضرت خدیجہ فرشتہ کا امتحان کرتی ہین - فرضیت و تعلیم نماز - آپ حضرت خدیجہ کو نماز پڑھاتے اور سکھاتے ہین -

تعمیر کعبہ اس عقد کے بعد دس برس تک آپ کی زندگی ایک ایسے سکوت مین گذری کہ اُس زمانے کا کوئی واقعہ اہل سیر کو نہین معلوم ہو سکا - مگر ہان جب آپ پینتیس برس کے ہوئے تو قریش نے کعبے کے از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا - اور اس تعمیر کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ مکے مین ایک سیلاب عظیم آیا - اور پانی اتنا بلند ہوا کہ قریش نے کعبے کے گرد جو پشتہ سا بنا رکھا تھا اُس سے گذر کے اندر داخل ہوا اور قدیم متبرک دیوارین بالکل کمزور کر دین - اس سیلاب سے پیشتر ایک اور واقعہ پیش آچکا تھا - وہ یہ کہ کوئی عورت عبادت کے طریقے سے خوشبو مین سلگا رہی تھی - اتفاقاً انگیٹھی سے ایک چنگاری اُڑ کے غلاف کعبہ مین جا لگی - فوراً آگ بھڑک اُٹھی اور حضرت ابراہیمؑ کے بنائے ہوئے مقدس خانۂ خدا پر دیر تک شعلے بلند ہوتے رہے - اس آگ ہی سے کیا کم ضرر پہونچا ہوگا کہ سیلاب آیا اور دیوارین بالکل قریب الانہدام ہو گئین[۵] -

---

[۵] سیرۃ الحلبیہ جلد - ۱ صفحہ ۱۵۲

کعبے کی پرانی حالت

قدیم سورخون کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ کعبہ اس وقت تک اپنی اُسی حضرت ابراہیمؑ اسمٰعیل کی بنائی ہوئی وضع وحالت پر تھا۔ ایک مدت سے لوگون کا خیال تھا کہ کسی طرح اس مبارک گھر کی تجدید کی جاے مگر کسی کو ہاتھ لگانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کسی کو اتنا حوصلہ ہی نہ ہوسکتا تھا کہ اس کا ایک پتھر بھی اپنی جگہ سے ہٹاوے۔ کعبہ اس وقت تک صرف ایک پست چار دیواری کا نام تھا۔ جس کی بلندی قد آدم سے صرف تھوڑی ہی زیادہ تھی۔ اور چھت بھی نہ پٹی تھی۔ حضرت ابراہیم نے عبادت کے لیے فقط دیوارون کا ایک مختصر احاطہ بنا کے بے چھت پاٹے چھوڑ دیا تھا جس مین پھر کبھی کسی قسم کی اصلاح وترمیم نہ ہوئی۔ اسی چار دیواری مین وہ بت رکھے ہوے تھے جو قریش کے دیوتا تھے۔ اور بڑے بت ہبل کے نیچے ایک بڑا گڑھا تھا جو خزانۂ کعبہ کا خزانہ قرار پا گیا تھا۔ جو قیمتی چیزین چڑھائی جاتین اسی گڑھے مین ڈال دی جاتین۔ چھت نہ ہونے کا اتفاقاً یہ نتیجہ ہوا کہ کسی مضبوط دل والے نے خزانۂ کعبہ مین سے بہت سی چیزین چُرا لین۔ اور چونکہ چوری کا مال ملیح بن عمرو کے غلام دُویک کے پاس سے برآمد ہوا لہذا وہی ملزم قرار پایا اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ تاہم قریش کو گمان تھا کہ خود دُویک نے چوری نہین کی۔ بلکہ چوری کرنے والون نے کعبے کا مال چُرا کے اُس کے پاس رکھوایا تھا۔ اس چوری کے واقعے نے قریش پر کعبے کی چھت پاٹنے کی ضرورت صاف عیان کردی تھی اس لیے کہ چوری چھت کے نہ ہونے ہی کی وجہ سے ہوئی تھی۔

ایک سانپ جو خزانۂ کعبہ مین رہتا تھا۔

اس کے ساتھ ایک اور نئی بات بھی ظاہر ہوئی جس نے قریش مین تعمیر بیت اللہ کا اور زیادہ حوصلہ پیدا کیا وہ یہ کہ خزانۂ کعبہ یعنی اسی مذکورہ گڑھے مین ایک بڑا زبردست سانپ رہنے لگا تھا جو روز نکل کے بے چھت کی دیوار پر بیٹھتا اور جہان کوئی قریب جانے کا ارادہ کرتا پھن

اُٹھا کے پھنکارین مارنے لگتا۔ بلکہ بعض اوقات منہ کھول کے دوڑ بھی پڑتا۔ قریش کے دلون پر اس سانپ کا ایسا خوف طاری ہوگیا تھا کہ کعبے مین جاتے ڈرتے اتفاقاً ایک دن یہ سانپ دیوار کعبہ پر بیٹھا تھا کہ کوئی شکاری چڑیا ایک آسمانی تیر کی طرح اوپر سے آئی اور اُسے جھپٹا مار کے اُڑا لے گئی۔ اس مہیب و موذی جانور سے بیت اللہ کے خالی ہونے کا حال سُن کے قریش بہت خوش ہوئے۔ بلکہ یقین ہوگیا کہ اب خدا ہم سے راضی ہے جس نے اپنے مقدس گھر کو ایسے ظالم موذی سے خالی کردیا۔

تیر کا قدرتی سامان

جہان کعبے کی تعمیر کی ضرورت تھی۔ اور خدا نے اس مین سانپ کا خوف نہین باقی رکھا تھا وہان اتفاقاً ان دنون کسی رومی سوداگر کا ایک جہاز مکے کے قدیم بندرگاہ شعیبہ پر جہان اب جدہ آباد ہے تباہ ہوگیا تھا۔ سمندر کی پُرجوش لہرون نے ایک تھپیڑہ دے کے اُسے خشکی پر پھینک دیا۔ یہ جہاز باقوم نام ایک رومی شخص کا تھا جو فن تعمیر سے خوب واقف تھا۔ اور سنگ مرمر لکڑی اور لوہا لاد کے یمن کو لیے جاتا تھا تاکہ وہان کے کینسے کو جسے فارسیون نے منہدم کردیا از سر نو تعمیر کرے۔ جب اس کا حال قریش کو معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے اس لیے کہ خانۂ کعبہ کی چھت پاٹنے کا اس سے بہتر سامان اور کسی طرح نہین فراہم ہوسکتا تھا شعیبہ مین پہونچے اس جہاز کی لکڑی مول لی۔ اور خود باقوم کو بھی ساتھ لائے تاکہ تعمیر مین مدد دے۔ ان دنون خاص مکے مین مصر کا ایک ہوشیار قبطی بڑھئی بھی موجود تھا الغرض ان سامانون کو دیکھ کے انہین بالکل یقین ہوگیا کہ واقعی خدا ہی کو اپنے گھر کی تعمیر منظور ہے جس نے ایسے ایسے سامان فراہم کردیے ہین۔

دیوارین منہدم کرنے کی تیاری

جب تعمیر کا سب سامان جمع ہوگیا تو قریش نے پُرانی

---

۵۱ ابن ہشام صفحہ ۱۲۲ ۵۲ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ - صفحہ ۱۵۴

دیوارون کے منہدم کرنے کا ارادہ کیا۔ اور چونکہ عربون مین یہ بہت بڑا قومی اور دینی کام تھا لہذا کعبے کے مختلف حصے مختلف قبائل مین تقسیم ہوگئے کہ ہر گروہ اپنے حصے کو کھود کے تعمیر کرے۔ اس تقسیم مین دروازے کا حصہ عبد مناف و زہرہ کی اولاد کو ملا جن مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تھے۔ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کا حصہ بنی مخزوم کو جن کے ساتھ قریش کے چند اور خاندان بھی شریک تھے۔ پچھواڑے کا حصہ بنی جمح اور بنی سہم کے سپرد ہوا۔ اور حجر کا حصہ جس سے عبارت حطیم یعنی کعبے کے گرد کا کٹہرہ ہے بنی عبدالدار بنی اسد اور بنی عدی کو ملا۔ یہ تقسیم بھی ہوچکی مگر کسی کو پھاوڑا چلانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ سب ڈرتے تھے کہ منہدم کرنے مین کوئی غضب الٰہی نہ نازل ہوجائے۔ اور دینی مصیبت و آفت نہ نازل ہوجائے جو ابرہہ کے حبشی لشکر پر نازل ہوئی تھی۔ آخر بنی مخزوم مین سے ابووہب بن عمرو نے دل مضبوط کرکے ایک پتھر اکھاڑا مگر اتفاقاً وہ پتھر اُن کے ہاتھ سے چھوٹ کے پھر اپنے مقام پر قائم ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ اس واقعے سے سب لوگ سہم گئے ہون گے۔ مگر ابووہب نے پھر اپنے دل کو اطمینان دلایا۔ اور سب لوگون کی طرف متوجہ ہوکے کہا "اے اہل قریش۔ یہ خیال رہے کہ اس کار خیر مین ہر شخص وہی روپیہ لگائے جو جائز طور پر اور حق حلال سے حاصل کیا گیا ہو۔ خانۂ خدا کی تعمیر مین نہ زنا کی آمدنی صرف ہو نہ سود کی اور نہ وہ رقم جو جبر و ظلم سے یا غصب کرکے لی گئی ہو" سب نے اس درخواست کو منظور کیا لیکن اب بھی کسی کو منہدم کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

تعمیر مین صرف پاک اور حلال آمدنی صرف ہوئی

دیوارین منہدم ہوئین

اب ولید بن مغیرہ بڑھا اور کہا اچھا دیکھو مین شروع کرتا ہون۔ یہ کہہ کے اُس نے پہلے درگاہ خداوندی مین دعا کرکے عرض کیا کہ

"بارالہا! ہم کسی بُری نیت سے تیرے گھر کو نہیں منہدم کرتے ہیں" اور کدال ہاتھ میں لے کے کھودنے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ حصۂ دیوار گرا دیا جو رکن یمانی و حجر اسود کے درمیان میں ہے۔ اتنا ہی کھودنے پائے تھے کہ شام ہوگئی۔ قریش نے دہشت سے یہ ساری رات جاگ کے کاٹی کہ اگر کسی امر سے خدا کی ناراضی ظاہر ہو تو جتنا حصہ کھودا ہے پھر بنا کے درست کر دیں۔ مگر رات بخیر و خوبی سے گذر گئی اور صبح کو سب قبائل اپنے اپنے حصے کے منہدم کرنے میں مشغول ہوئے۔

نیو کھودی گئی جب حضرت ابراہیمؑ کی قائم کی ہوئی اصل نیو تک کھود لے گئے تو ایسے سبز پتھر ملے جو چولین بنا کے ایک دوسرے میں پیوست کیے گئے تھے۔ کسی نے ایسے دو پتھروں میں کدال ڈال کے الگ کرنا چاہا تو وہ الگ نہ ہوئے اور اُن کی حرکت سے چاروں طرف کی ساری بنیاد ہل گئی۔ فوراً سب نے پھاوڑے روک لیے۔ اور معلوم ہوا کہ اب زیادہ کھودنے کی ضرورت نہیں۔

آپ کی برہنگی اور غش کا واقعہ اب اس کے بعد تمام قبائل قریش نے عمارت کے لیے پتھر لا کے جدا جدا ڈھیر کرنا شروع کیے۔ اسی موقع پر وہ واقعہ پیش آیا تھا جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت عباسؓ کے ساتھ پتھر لاتے وقت آپ برہنہ ہوگئے اور اس کے ساتھ ہی آپ کو غش آگیا۔ جب پتھر جمع ہوگئے تو تعمیر کا کام شروع ہوا

حجر اسود کے اٹھانے کے لئے نزاع اور ہر گروہ اپنے اپنے حصے کی دیوار بلند کرنے لگا مگر ان لوگوں نے کام کے مختصر کرنے کے لیے جدید رقبہ پہلے رقبے سے چھوٹا کر دیا۔ اب سب دیواریں اتنی بلند ہوگئیں کہ حجر اسود اپنے مقام پر رکھ کے نصب کیا جاوے۔ مگر یہ تعمیر بیت اللہ کا اتنا اہم کام تھا کہ ہر گروہ قریش بلکہ ہر شخص کو تمنا تھی کہ اس میں ضرور شریک ہو۔ عام اشتیاق اور جوش نے آخر کو ایک بڑا بھاری جھگڑا پیدا کر دیا۔ لوگ خون ریزی پر تیار ہوگئے۔ باہم قسمیں

حلف لعقۃ الدم

کھائی جانے لگیں۔ جو جس کا طرفدار تھا اُس کے ساتھ حلفاً ٹھانے کو مستعد ہوا۔ بنی عبد الدار نے ایک کٹھرے مین خون بھر کے رکھ دیا۔ اور بنی عدی نے اُن کے ساتھ اِس خون مین ہاتھ ڈال ڈال کے قسم کھائی کہ مرجائین گے مگر اپنا دعوی نہ چھوڑین گے۔ چونکہ ان لوگون نے تھوڑا تھوڑا خون چاٹا بھی تھا لہذا لعقۃ الدم کے نام سے مشہور ہوگئے۔

چار پانچ روز اسی نزاع مین گذر گئے۔ تعمیر کا کام رُکا ہوا تھا۔ اور کسی طرح فیصلہ نہ ہوچکتا تھا۔ آخر سب لوگ مسجد مکہ مین مشورے کے لیے جمع ہوئے کہ جس طرح بنے تصفیہ کرین۔ حضرت اُم المومنین اُم سلمہ کے والد ابو اُمیہ ابن مغیرہ نے جو تمام قریش مین محترم اور سن رسیدہ تھے اور اپنے جود وسخا کے لحاظ سے ساری قوم مین ضرب المثل ہو رہے تھے اُٹھ کے یون فیصلہ کر دیا کہ لڑنا بھڑنا بے سود ہے اسی مسجد کے اُس دروازے کا جو باب عبد شمس کہلاتا ہے خیال رکھو۔ اور جو پہلے آئے اُسی کو حکم قرار دے دو۔ مگر پہلے سے اقرار ہوجاے کہ وہ جو تصفیہ کردے اُس پر سب راضی ہوجائین گے۔ اس بات کو سب نے منظور کیا۔ اور منتظر ہوئے کہ دیکھین قدرت کس پر قرعہ ڈالتی ہے۔

آپ کا عام پسند فیصلہ

اب آپ کی نبوت کا زمانہ قریب تھا۔ اور خداوند عز اسمہ ہر حیثیت سے آپ کو ساری قوم مین معزز و ممتاز ثابت کر رہا تھا۔ اتفاقاً سب کے پہلے باب عبد شمس سے آپ ہی گذرے۔ آپ کی صورت دیکھتے ہی سب لوگ خوش ہوگئے۔ اور جوش و خروش سے چلائے "بس محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اچھا حکم کوئی نہین ہوسکتا۔ یہ امین ہین۔ اور ہمیشہ راستباز ثابت ہوئے ہین" آپ کو متحیر دیکھ کے سب نے اصل حقیقت بیان کی۔ اور آپ فوراً فیصلہ کرنے پر راضی ہوگئے۔ فرمایا "ایک کپڑا لے آؤ"

ع۵ سیرۃ ابن ہشام ۱۲۴ و ۱۲۵ ع۵ اس دروازے کو اب باب السلام کہتے ہین۔

فوراً ولید بن مغیرہ نے ایک سفید شامی کپڑا پیش کیا۔ آپ نے اُس کپڑے کو زمین پر بچھا کے حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے اُس کے درمیان مین رکھدیا۔ اور فرمایا وہ چارون جماعتین جن پر تعمیر کعبہ منقسم ہوئی ہے اُن کا ایک ایک وکیل ایک ایک کونے کو پکڑ کے اُٹھائے۔ آپ کے ارشاد کے مطابق ایک سرے کو عتبہ بن ربیعہ نے دوسرے کو زمعہ نام ایک معزز قریشی نے تیسرے کو ابو امیتہ بن مغیرہ نے اور چوتھے سرے کو قیس بن عدی نے پکڑا۔ یہ چارون ساری قوم کے وکیل تھے اس طرح قبائل قریش کے تمام وکلا حجر اسود کو اُٹھا کے لے چلے اور خاص اُس مقام تک پہونچا دیا جہان اُسے نصب کرنا تھا۔ تب آپ نے اُسے اپنے دست مبارک سے اُٹھا کے دیوار مین قائم کر دیا۔ اور اس خدمت مین حضرت عباسؓ آپ کے شریک ہوئے

خاص آپ کے ہاتھ سے حجر اسود اپنے مقام پر نصب ہوا

آپ کے اس فیصلے سے تمام قریش مطمئن اور خوش ہو گئے۔ اس لیے کہ ایک بڑا جھگڑا جس سے سخت خونریزی کا اندیشہ تھا بہت آسانی سے طے ہو گیا۔ اس نزاع کے دفع ہوتے ہی سب لوگ پھر تعمیر مین مشغول ہوئے۔ اور چند ہی روز مین کعبے کی پوری عمارت بن کے تیار ہو گئی۔ مگر اس جدید عمارت اور پہلی ابراہیمی عمارت مین فرق تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے صرف نو ہاتھ بلند دیوارون کا ایک مختصر احاطہ بنا دیا تھا جس مین چھت ہی نہ تھی اور صرف ایک دروازہ رکھا تھا جو زمین کے برابر تھا۔ اور پٹ نہ تھے ہر وقت کھلا پڑا رہتا

پہلی اور پچھلی عمارت کعبہ مین فرق

ایک قدیم حمیری فرمان روا نے جو تبابعہ مین سے تھا دروازے مین جوڑی چڑھائی اور غلاف ڈالنے کی رسم مروج کی۔ پھر دروازے کے اندر داہنی جانب ایک گڑھا کھدوا دیا گیا جس مین نذرین اور چڑھاوے کی چیزین ڈالی جاتی تھین اور خزانۂ کعبہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ عمالقہ اور

جرہم والون نے بھی اپنے زمانون مین خانۂ خدا کی مرمت کروائی تھی۔ مگر قریش نے از سر نو تعمیر کرتے وقت بہت سے تغیرات کردیے۔ دیوارین بجاے نو ہاتھ کے اٹھارہ ہاتھ بلند کردین۔ دروازہ زمین سے اُچھال کے بہت بلند کردیا جس مین سے بغیر سیڑھی کے کوئی داخل نہ ہوسکتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانۂ نبوت مین فرمایا کرتے تھے قریش نے تنگی معاش کی وجہ سے نئے کعبے کی بنیاد اصل ابراہیمی بنیاد سے چھوٹی کردی۔ اگر عہد جاہلیت کو تھوڑا ہی زمانہ نہ گذرا ہوتا۔ لوگون مین ابھی پُرانے خیالات نہ باقی ہوتے اور مجھے بھی استطاعت ہوتی تو دروازے کو نیچا کرکے زمین سے ملادیتا۔ اور بجاے ایک دروازے کے دو دروازے قائم کردیتا ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف۔ تاکہ ایک سے لوگ داخل ہون اور دوسرے سے باہر نکلین۔ اور حجر اسود کو اندر داخل کردیتا۔ آپ کے اس ارشاد پر عبداللہ بن زبیر نے اپنے زمانے مین عمل کیا تھا۔ مگر جب حجاج کی فوجون نے انھین حرم محترم کے اندر شہید کیا اور بنی امیہ کا دور دورہ ہوا تو حجاج نے عبدالملک بن مروان کے حکم سے ابن زبیر کی بنیاد منہدم کرکے کعبے کو پھر ویسا ہی بنادیا جیسا کہ قریش نے بنایا تھا[۱]

قرب نبوت مین آپ کی حالت

اب نبوت کا زمانہ قریب تھا۔ عالم علوی کے ساتھ آپ کے تعلقات بڑھتے جاتے تھے۔ تمام دنیاوی معاملات کی طرف سے بے پروائی اور اس کے ساتھ ساتھ ایک خاص کیفیت آپ کے مزاج مین پیدا ہونے لگی تھی۔ لوگون کے پاس اُٹھنے بیٹھنے۔ احباب واعزا کی صحبت بال بچون کی محبت غرض سب چیزون کی طرف سے دل پھرتا جاتا تھا۔ آپ خلوت و تنہائی کو ڈھونڈتے۔ اور سب سے الگ رہنے مین لطف ملتا۔ ان دنون چونکہ

---

[۱] سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۷۴-۱۷۵-۱۸۲ و ۱۸۷

آپ کی روح نے ایک بے انتہا اور غیر معمولی قوت حاصل کر لی تھی۔ اور اُس کا

رؤیائے صادقہ | وجدان صحیح بہت ترقی پر تھا لہذا نبوت کی سب سے پہلی علامت یہ نمایان ہوئی کہ آپ جو رائے دیتے بالکل صحیح اُترتی۔ اور جو خواب دیکھتے فوراً سچا ثابت ہو جاتا۔ سب سے زیادہ عجیب بات آپ کو یہ نظر آتی کہ آپ جدھر سے گذرتے آواز آتی کہ "السلام علیک یا رسول اللہ" آپ پھر پھر کے دیکھتے اور کوئی کہنے والا نہ دکھائی دیتا۔ آخر جذبات نبوت نے یہ شان پیدا کی کہ ہر سال ایک مہینے

غار حرا مین چلہ کشی | کے لیے اور معمولاً ماہ مبارک رمضان مین آپ شہر کے باہر چلے جاتے اور مکے کے مشہور پہاڑ حرا کے ایک غار مین جو آبادی سے باہر کسی قدر فاصلے پر تھا بیٹھ کے چلہ کشی کرتے۔ پورا مہینہ ختم ہو لیتا تو پہلے آ کے کعبے کے گرد سات بار طواف کرتے پھر گھر مین تشریف لے جاتے۔ اِن دنون آپ کی رقت قلبی بھی بڑھ گئی تھی۔ غربا و مساکین کو اکثر کھانا کھلاتے اور اُن کی خبر گیری کرتے۔ جس سال آپ خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے ہین یعنی اپنی عمر کے چالیسوین برس آپ حسب معمول غار حراء مین تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ جناب خدیجہ بھی تھین

بعثت | وہان ۱۷ تاریخ دوشنبہ کی صبح کو تڑکے پو پھٹنے کے وقت آپ کو سوتے سوتے معلوم ہوا کہ کوئی فرشتہ آیا ہے۔ یہ حضرت جبرئیل تھے جو خداوند جل و علا کے حکم سے حریر کے ایک مرصع ٹکڑے پر کچھ لکھا ہوا لے کے آئے۔ اور کہا "پڑھو"

عہ سیرۃ ابن ہشام۔ صفحہ ۱۵۲۔ عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۲۵۰۔ اس امر مین بڑا اختلاف ہے کہ پہلے پہل آپ کس مہینے مین شرف نبوت سے ممتاز ہوئے۔ ایک جماعت کثیر ربیع الاول بتاتی ہے۔ مگر صحیح اور قابل اطمینان یہی ہے کہ رمضان مبارک کی ۱۷ تھی

سہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۵۲ بعض ضعیف روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بیداری کا ہے مگر معتبر و مستند اہل سیر خواب مین بتاتے ہین محققین کا یہ خیال ہے کہ آپ کو پہلے سوتے مین نبوت حاصل ہوئی جسکی ابتدا ربیع الاول سے ہوئی اور اُسکی شان چھ مہینے تک قائم رہی پھر بیداری مین جسکی ابتدا رمضان سے ہوئی اور اُسکی شان آخر زندگی تک باقی تھی مذکورہ واقعہ اگرچہ رمضان کا ہے مگر خواب مین ہوا۔ اور بیداری مین اُسکے بعد آپ نے جبرئیل کو دیکھا جیسا کہ آگے آئیگا۔ للہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۵

آپ نے جواب دیا "مین تو پڑھنا جانتا ہی نہین" یہ سُن کے انھون نے آپ کو سینے سے لگایا اور بہت زور سے اور خوب بھینچ کے دبایا۔ اور کہا "پڑھو" آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ "مین پڑھنا کیا جانون" انھون نے آپ کو پھر سینے سے لگا کے دبایا۔ اور چھوڑ کے کہا "اب پڑھو" آپ نے پھر فرمایا "مین پڑھا نہین ہون" جبرئیل نے پھر دبایا۔ اور کہا "پڑھو" آپ نے پھر دبائے جانے کے اندیشے سے پوچھا "کیا پڑھون؟" کہا اقرا باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء وربك الاكرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالا یعلم (ترجمہ اُس پروردگار کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا ہو۔ انسان کو ایک مضغۂ گوشت سے پیدا کیا۔ پڑھو اور تمھارا بزرگ پروردگار وہ ہو جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی۔ انسان کو وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہین جانتا) الغرض یہی مبارک سورۃ ہو جو سب کے پہلے آپ پر نازل ہوئی۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فیض ترجمان ہو کہ یہ پڑھا کے جبرئیل تو چلے گئے۔ اور مین چونک کے اُٹھا تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ سورۃ میرے دل پر لکھی ہوئی ہو۔ گھبرا کے غار سے نکلا۔ اور کوہستان کے درمیان مین جا کھڑا ہوا۔ ناگہان آسمان سے میرے کان مین ایک آواز آئی "اے محمدؐ تم خدا کے رسول ہو۔ اور مین جبرئیل ہون" یہ سنتے ہی مین نے نظر اُٹھائی تو کیا دیکھتا ہون کہ جبرئیل انسان کی صورت مین کھڑے ہین۔ اُن کے پاؤن اُفق مین جمے ہوئے ہین۔ اور یہی جملہ کہہ رہے ہین مین گھبرایا۔ اور ٹھٹک کے جہان کھڑا تھا وہین کھڑا رہ گیا۔ دوسری طرف نظر پھیری تو اُدھر بھی وہی صورت نظر آئی اب مین جدھر رُخ کرتا ہون اُدھر جبرئیل سامنے نظر آتے ہین۔ اس حالت مین پہاڑ پر مین اتنی دیر تک کھڑا رہا کہ خدیجہ نے لوگون کو میری تلاش مین کے بھیجا۔ جو وہان گئے اور پلٹ کے واپس آگئے حضرت خدیجہ غار حرا مین آپ کے ہمراہ تھین آپ کے ناگہان نکل کے چلے جانے سے متردد ہوئین۔ اور آپ کے ڈھونڈھنے کو

آپ جبرئل کو پہلے پہل بیداری مین دیکھتے ہین

لوگ روانہ کیے کہ شاید اپنے چچاؤن سے ملنے کو شہر مین چلے گئے ہون۔

حضرت خدیجہ کا حسن عقیدت

اس کے بعد آپ فرماتے ہین کہ جبرئیل میری نظر کے سامنے سے غائب ہوگئے اور مین پلٹ کے اپنی بی بی (یعنی جناب خدیجہ) کے پاس آیا اور ایسا سہما ہوا تھا کہ اُن کے زانو کے پاس اُن سے بھڑ کے بیٹھ گیا۔ انھون نے پوچھا "ابوالقاسم کہان گئے تھے؟ مین نے مکے تک مین ڈھونڈھوایا۔ اور پتہ نہ لگا" تب مین نے ساری سرگذشت بیان کی۔ یہ سُن کے اُنھون نے تسلی دی۔ اور کہا "گھبرائیے نہین۔ مین آپ کو بشارت دیتی ہون کہ خدا کی قسم آپ اس قوم کے پیغمبر ہونے والے ہین"۔ اس کے بعد جناب خدیجہ کپڑے پہن کے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئین۔ اور یہ حالات بیان کئے وہ سنتے ہی بولے "اے خدیجہ اگر تم سچی ہو تو تمھارے شوہر کے پاس یہ وہی ناموس اکبر یعنی فرشتۂ اعظم آیا تھا جو جناب موسیٰ کے پاس آیا کرتا تھا۔ وہ بے شک اس قوم کے پیغمبر ہین۔ اور اُن سے کہہ دینا کہ ثابت قدم رہین"۔ یہ مژدہ لے کے جناب خدیجہ آپ کے پاس غار مین واپس آئین اور ورقہ سے جو کچھ سنا تھا آپ سے بیان کر دیا۔

ورقہ سے اور آپ سے ملاقات

پھر جب آپ نے چلّے کا زمانہ یعنی رمضان کا مہینہ پورا کر لیا۔ تو مع حضرت خدیجہ کے غار سے نکلے اور مکے کی راہ لی۔ وہان پہونچ کے حسب معمول طواف کعبہ مین مشغول ہوگئے۔ آپ طواف کر رہے تھے کہ ورقہ ملے اور پوچھنے لگے "آپ نے کیا دیکھا؟" آپ نے ساری کیفیت بلاکم وکاست بیان فرما دی ورقہ نے سن کے پھر آپ سے بھی وہی کہا جو جناب خدیجہ سے کہا تھا کہ "آپ اس اُمت کے پیغمبر ہین۔ اور آپ کے پاس وہی فرشتۂ اعظم آیا تھا جو حضرت موسیٰ پر آیا کرتا تھا۔ افسوس کہ لوگ آپ کو جھٹلائین گے۔ ستائین گے۔ گھر سے

مکالین گے۔ اور جنگ و پیکار پر آمادہ ہو جائین گے۔ اگر مین اُس وقت موجود ہوا تو آپ کی مدد کرون گا" یہ کہہ کے انھون نے آپ کے سر کا بوسہ لیا۔ اور آپ اُن سے رخصت ہو کے گھر مین تشریف لائے۔

حضرت خدیجہ فرشتے کا امتحان کرتی ہین

اس کے بعد ایک مرتبہ جناب خدیجہ نے اُس فرشتے کا امتحان بھی لیا جو آپ پر نازل ہوا کرتا تھا۔ بعض اہل سیر کا خیال ہے کہ یہ تدبیر اُس نیک بی بی کو ورقہ بن نوفل نے بتائی تھی۔ اور ہوا یہ۔ کہ ایک دن وہ آپ سے کہنے لگین" بھلا یہ ممکن ہے کہ اب کی مرتبہ جب وہ فرشتہ آئے تو آپ مجھے خبر کر دین؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بے شک" جبرئیل آئے تو آپ نے حضرت خدیجہ سے کہا" دیکھو یہ جبرئیل آئے ہین" خدیجہ نے کہا" آپ اُٹھ کے میرے بائین زانو پر بیٹھ جائیے" آپ بیٹھ گئے تو پوچھا اب بھی آپ جبرئیل کو دیکھ رہے ہین؟ آپ نے فرمایا" ہان" پھر اپنے داہنے زانو پر بٹھلا کے یہی سوال کیا۔ تب بھی معلوم ہوا کہ آپ جبرئیل کو دیکھ رہے تھے پھر اپنی گود مین بٹھا کے پوچھا تو اب بھی وہ فرشتۂ ربانی آپ کی نظر کے سامنے تھا۔ اس کے بعد جناب خدیجہ نے اپنی خمار اُتار ڈالی اور چادر کھول کے پوچھا تو آنحضرت نے فرمایا" نہین اب مین اُس فرشتے کو نہین دیکھتا" یہ سنتے ہی حضرت خدیجہ بولین" بس آپ مطمئن رہیئے۔ اور استقلال سے کام لیجئے۔ مین آپ کو مژدہ سناتی ہون کہ یہ شیطان نہین۔ فرشتۂ الٰہی ہی ہے" اس لیے کہ شیطان ہوتا تو عورت کی برہنگی سے نہ بھاگتا۔ الغرض اس طریقے سے سب کے پہلے جناب خدیجہ آپ پر ایمان لائین۔ اور تسلی دے دے کے آپ کا دل بڑھانے لگین۔

فرضیت و تعلیم نماز

اسی زمانے مین آپ پر نماز فرض ہوئی اور یہ فرضیت اُسی روز ہوئی

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۴۔

جس روز کہ آپ پر سورۂ "اقرا باسم ربك الذی خلق" نازل ہوئی تھی۔ اور یہ اُسی روز کا واقعہ ہے جب کہ غار مین حضرت جبرئیل نے آپ کو اپنے سینے سے لپٹا لپٹا کے پڑھایا تھا۔ نمازیون فرض ہوئی کہ جبرئیل دوبارہ ایک نہایت ہی خوش رو آدمی کی صورت مین آپ کے پاس آئے اور کہا "ای محمدؐ اللہ جل شانہ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ جن و انس پر پیغمبر مبعوث کیے گئے۔ اور آپ کا فرض ہے کہ اُن سب کو اس کلمۂ پاک "لا الہ الا اللہ" کی طرف مدعو کیجیے۔ یہ کہہ کے جبرئیل نے زمین پر ایک پاؤن مارا۔ فوراً وہان سے ایک چشمہ جاری ہوگیا۔ اس کے پانی سے جبرئیل نے وضو کیا۔ اور آپ کو بھی وضو کا حکم دیا۔ پھر وہ نماز پڑھنے لگے اور آپ سے کہا کہ جسطرح مین پڑھون اسی طرح میرے ساتھ آپ بھی پڑھیے۔ یہ نماز آپ نے کعبے ہی کی طرف رخ کر کے پڑھی۔ اس وقت تک بیت المقدس کو آپ نے قبلہ نہین قرار دیا تھا جبرئیل نے آپ کو پانچون وقت کی نمازین دو دو رکعتی یعنی دو دو مرتبہ پڑھائین پہلے دن ہر نماز اُسکے اول وقت دوسرے دن آخر وقت مین سوا مغرب کے کہ یہ نماز دونون روز ایک ہی وقت پڑھائی۔ اب یہ نماز سیکھ کے فوراً آپ حضرت خدیجہ کو نماز پڑھاتے اور سکھلاتے ہین | جناب خدیجہ کے پاس آئے۔ اور جسطرح جبرئیل نے آپ کو نماز پڑھائی تھی اُسی طرح آپنے جناب خدیجہ کو پڑھائی۔ اور بتا دیا کہ ان پانچون نمازون کو ان دونون وقتون کے درمیان مین ادا ہونا چاہیئے۔ ابتداً آپ پر ہر نماز کی دو ہی دو رکعتین فرض ہوئی تھین۔ پھر اللہ جل شانہ نے حضر مین یعنی جب گھر پر ہون یا کہین مقیم ہون چار رکعتین کر دین۔ اور سفر مین وہی دو ہی دو باقی رکھین

باب ششم

نبوت اور تبلیغ کی ابتدائی دشواریان

آپ پہلے پہل فرشتے کو دیکھتے ہین۔ ایمان قلب۔ سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ

عورت ہی۔ مردوں مین حضرت علیؓ پہلے مومن ہین۔ لوگ ابوبکر کو کیون سابق الاسلام کہتے ہین؟ پہلے ایمان لانے والون کی صحیح ترتیب۔ زید بن حارثہ۔ ابوبکر صدیق۔ ان کے ایمان لانے کی شان۔ ان کے ذریعے سے کس کس نے ایمان قبول کیا؟ دیگر قریش ایمان لاتے ہین۔ فترہ وحی۔ تاخیر وحی مین آپ کی بے صبری۔ خفیہ تبلیغ دین۔ ورقہ کا اسلام۔ انتہائے تبلیغ کے زمانے مین مسلمانون کی حالت۔ ظہور اسلام کے بعد پہلی لڑائی۔ علانیہ تبلیغ کا حکم ہوتا ہی۔ آپ اپنے اعزا کو دین کی طرف بلاتے ہین۔ ابولہب کی قساوت و بدتہذیبی۔ بنی ہاشم آپ کا ساتھ دیتے ہین۔ آواز مع بلند ہونے کا اثر۔ ابوطالب پر زور ڈالا جاتا ہی کہ آپ کی حمایت نہ کرین۔ وہ آپ کو بلا کے سمجھاتے ہین۔ آپ کا جوش نبوت۔ آپ کے عوض عمارہ ابوطالب کو دیا جاتا ہی۔ ابوطالب کا جواب۔ مسلمان ستائے جاتے ہین۔ پہلے شہدائے اسلام۔ دشمن بھی آپ کی سحر بیانی کے معترف ہین۔ مشورہ ہوتا ہی کہ آپ کو کیا الزام دیا جاے۔ آپ جادوگر قرار دیے جاتے ہین۔ آپ کی شہرت سارے عرب مین

آپ پہلے پہل فرشتہ کو دیکھتے ہین

سورۃ اقرا کے بعد ہی بلکہ اسی روز ایک یہ واقعہ گذرا کہ آپ فرشتۂ الٰہی کو دیکھ کے ایسے مرعوب ہوئے کہ گھبرائے ہوئے گھر مین آئے اور جناب خدیجہ سے فرمایا مجھے اڑھاؤ، مجھے اڑھاؤ مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ حالت اضطرار

اطمینان قلب

دفع ہوگئی۔ اور نور نبوت نے سینۂ پرنور مین اپنی شعاعین ڈال کے عجیب قسم کا لطف و سکون پیدا کر دیا۔ جس کی برکت سے آپ کو اطمینان کامل تھا کہ یہ امور خداوند جل و علا ہی کی طرف سے ہین۔ اور صاف طور پر سمجھ گئے کہ اللہ جل شانہ نے مجھے گناہگارون کو معاصی سے بچانے اور بے دینون کے دیندار بنانے کے لیے نامور کیا ہی اگرچہ بہ ظاہر اسباب اس خدمت مین بڑی بڑی

عہ ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۱ عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۵۵

دشوار یان نظر آتی تھین - اور ہزار ہا طرح کی مصیبتون کا خوف تھا - ساری قوم سے اُس کے آبائی مذہب اور خاندان کی مروجہ رسوم کا چھڑا دینا کوئی آسان کام نہ تھا! مگر آپ نہایت ہی ثابت قدمی و استقلال سے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے مین مصروف ہو گئے -

سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ عورت ہی

اس امر سے دنیا کبھی انکار نہ کر سکے گی کہ سب سے پہلے تعلیمات نبوت کا خیر مقدم ادا کرنے اور پیغمبر کی آواز کو بے عذر و حجت مرحبا و لبیک کہہ کے سننے والی عورت ہی - اس لیے کہ جس نے سب کے پہلے آپ کے بیان کی تصدیق کی اور آپ کا دین متین قبول کیا وہ آپ کی بی بی

مردون مین حضرت علی پہلے مومن ہین

جناب خدیجۃ الکبری ہین - مردون مین سب کے پہلے حضرت علی مرتضیٰ نے دین برحق کو قبول کیا - آپ کا شمار اُسوقت بچون مین تھا - ابھی سن بلوغ کو بھی نہ پہونچے تھے - اور دس برس سے زیادہ عمر نہ تھی - علاوہ برین ابوطالب کی غربت و ناداری کے خیال سے آنحضرت نے جناب علیؑ کی پرورش کا بار اپنے ذمے لے لیا تھا - لہذا آپ کے ساتھ حضرت علیؑ کو

لوگ ابوبکر کو کیون سابق الاسلام کہتے ہین ؟

وہی نسبت تھی جو باپ کے ساتھ بیٹے کو ہو سکتی ہی - ظاہر ہی کہ ایک نابالغ بچہ اپنے اتالیق پرورش کرنے والے اور متکفل کی تعلیمات سے کبھی انکار نہین کر سکتا - یہ سبب ہی کہ مورخین اسلام حضرت ابوبکر صدیق کو سابق الاسلام اور مردون مین سب سے پہلے ایمان لانے والا بتاتے ہین - ابوبکرؓ صدیق عمر مین آنحضرت صلعم سے دو ہی تین سال چھوٹے تھے - صاحب اثر لوگون مین تھے - انساب قریش کو جس قدر وہ جانتے تھے کوئی نہ جانتا تھا - تجارت پر زندگی بسر کرتے تھے - اور معزز لوگون کی اُن کے گھر پر آمد و رفت اور نشست و برخاست

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۵۰

رہتی تھی۔ یہ اسباب ہین جن کے لحاظ سے اُن کا ایمان لانا ایک امر اہم سمجھا گیا۔ اور آپ نے اُسے اورون کے مسلمان ہونے سے زیادہ با وقعت خیال کیا

ایمان لانے والون کی صحیح ترتیب

ورنہ صحیح یہی ہے کہ سب کے پہلے حضرت علی مرتضی نے اُن کے بعد زید بن حارثہ نے۔ پھر حضرت صدیق نے آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔ زید بن حارثہ کی اصلیت یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کے بھتیجے حکیم بن حزام بن خویلد ارض شام سے چند غلام مول لاے تھے۔ خدیجہ اُن کے گھر مین گئین اور اُن غلامون کو دیکھا تو بولے اِن مین سے ایک غلام کو آپ پسند کر لیجیے

زید بن حارثہ

جناب خدیجہ نے اُن کے اصرار پر زید بن حارثہ کو منتخب کر لیا جو ابھی نوعمر تھے گھر مین لائین تو آنحضرت نے زید کو پسند فرمایا۔ اور بی بی سے کہا یہ لڑکا مجھے دے دو۔ اُنھین عزیز شوہر کی درخواست قبول کرنے مین کیا عذر ہو سکتا تھا۔ نوراً زید کو آپ کے حوالے کر دیا۔ آپ نے اُنھین اپنے قبضے مین کر کے پہلے آزادی دی۔ پھر بیٹا بنا کے پالنا شروع کیا۔ لہذا زید نے بھی اگر اپنے محسن اور باپ کی دعوت کو بے عذر قبول کر لیا تو یہ بھی کوئی ایسی اہم بات نہ تھی کہ اس سے قوت اسلام کا ترقی کرنے کا زیادہ یقین کیا جا سکتا۔ یہ ترتیب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فیض ترجمان سے ظاہر ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہین "مین دوشنبے کے روز مبعوث ہوا۔ اُسی دن تیسرے پہر کو خدیجہ نے نماز پڑھی۔ دوسرے دن منگل کو علیؓ نے نماز پڑھی پھر زید بن حارثہ نے پھر ابوبکرؓ نے۔

ابوبکر صدیق

ابوبکر صدیق چونکہ خوش رُو اور وجیہ آدمی تھے لہذا عتیق کے لقب سے مشہور تھے۔ جس کے معنے خوش رُو کے ہین۔ اُن کا نام عبد اللہ تھا۔ اور ابو قحافہ نام ایک صاحب اثر قریشی نژاد کے بیٹے تھے۔ آپ سے اُن سے پہلے بھی

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱ ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۶۰ ع تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۲۳

بہت اُنس تھا۔ اور ہمیشہ سے آپ کی دوستی کا دم بھرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین نے جس کسی کو دین اسلام کی طرف بلایا اُس نے کسی نہ کسی قدر تامل و تردد ضرور کیا۔ سوا ابوبکر کے کہ وہ بلا تامل اور بغیر کسی پس و پیش کے مجھ پر ایمان لے آئے۔ اگر سچ پوچھیے تو ابوبکر کی یہ فضیلت سابق الاسلام ہونے سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ ابوبکر صدیق کے ایمان لانے کی شان یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوئ نبوت کا تذکرہ سُن کے آپ کے پاس آئے اور کہا کیا واقعی آپ نے آبا و اجداد کا دین چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا ہاں ابوبکر مجھے خدا نے پیغمبر بنا کے تمھارے اور ساری قوم کے پاس بھیجا ہے۔ اتنا سنتے ہی ابوبکر نے کہا۔ مین آپ کی نبوت کو تسلیم کرتا ہون۔ اور آپ ہی کے دین مین ہون۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر کے ایمان لانے کی بے انتہا خوشی ہوئی۔ اُن کی تصدیق نے آپ کا حوصلۂ تبلیغ بڑھا دیا۔ اور ابوبکر کی صورت مین آیندہ ہدایت و ترویج دین کے لیے آپ کو ایک بہت بڑا صاحب اثر مدد و معاون مل گیا۔ لہذا آپ کی یہ خوشی بالکل بجا تھی۔ اس لیے کہ ابوبکر اہل مکہ و معززین قریش سے ایسے تعلقات رکھتے تھے کہ اُنکے ذریعے سے دین کے پھیلنے کی جلد اور بآسانی امید کی جاسکتی تھی۔

اُن کے ایمان لانے کی شان

اُن کے ذریعے سے کس کس نے اسلام قبول کیا

چنانچہ تھوڑے ہی زمانے مین خاص ابوبکر کے ہاتھ پر پانچ ایسے شخص دین اسلام مین داخل ہوئے کہ اسلام کی جڑ مضبوط ہوگئی۔ عثمانؓ بن عفان جو خاندان بنی امیہ کے ایک دولت مند رکن تھے۔ زبیر بن عوام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے اور حضرت خدیجہ کے بھتیجے تھے۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد ابن ابی وقاص

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ ع تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۲۴

اور طلحہ بن عبید اللہ۔ ان لوگون کا مسلمان ہونا در اصل حضرت صدیق ہی کے اسلام کا ایک ضمیمہ تھا۔ جب یہ چھوٹی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئی۔ تو آپ اور زیادہ جوش و قوت کے ساتھ تبلیغ کرنے لگے۔ اور مومنین کی جماعت آہستہ آہستہ بڑھنا شروع ہوگئی۔ چند روز مین قریش کے اور متعدد لوگ خدا کے

دیگر قریش ایمان لاتے ہین

برگزیدہ دین مین داخل ہوئے جن مین ابو عبیدۃ بن الجراح۔ ابو سلمہ عثمان بن مظعون۔ عبیدۃ بن حارث بن عبد المطلب۔ سعید بن زید۔ اُن کی بیوی فاطمہ بنت خطاب یعنی عمر فاروقؓ کی بہن اسماء بنت ابی بکر۔ عبد اللہ بن مسعود۔ جعفر بن ابی طالب اُن کی بیوی اسماء بنت عمیس۔ اور عمار بن یاسر وغیرہ ہینؓ۔

فترۃ وحی

لیکن اس زمانے مین تبلیغ دین کی دشواریون کے علاوہ آپ ایک اور بہت بڑی روحانی تکلیف مین مبتلا تھی۔ وہ یہ کہ سورۃ اقرا باسم ربک الذی خلق یعنی ایک ہی سورۃ کے نازل ہوچکنے کے بعد نزول وحی کا سلسلہ رک گیا۔ وحی اگرچہ ایک ایسی چیز تھی جس کے نزول کے بار کو آپ بڑی دشواری سے برداشت کرسکے تھے اور واقعی اُس کے تحمل کے لیے انسانی ظرف سے بدرجہا زیادہ بڑے ظرف کی ضرورت تھی مگر پہلے ہی نزول نے آپ کے دل مین ایک ایسا ذوق وشوق پیدا کردیا تھا کہ کلام ربانی کے آنے مین جو جو دیر ہوتی آپ زیادہ بیتاب وبے صبر ہوئے جاتے تھے۔ اس تاخیر سے خداوند جل وعلا ایک طرف تو آپ کے دل مین نبوت کا ذوق وشوق پیدا کر رہا تھا۔ دوسری طرف اُس مین یہ مصلحت تھی

تاخیر وحی مین آپ کی بے صبری

کہ آپ بار نبوت اُٹھانے کی پوری پوری صلاحیت حاصل کرلین۔ مگر اس تاخیر مین آپ کی یہ حالت ہورہی تھی کہ انتہا سے زیادہ ملول و حزین اور پریشان ومضطرب ہورہے تھے۔ بعض اوقات آپ کی بے صبری

سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲

اس درجے کو پہونچ جاتی کہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاتے اور ارادہ کرتے کہ اپنے آپ کو گرا کے ہلاک کر ڈالین۔ ہر طرف پریشان و مغموم مارے مارے پھرتے۔ کبھی دشت پُرخطر مین ہوتے۔ اور کبھی پہاڑون کی گھاٹیون مین۔ لیکن کسی جگہ اور کسی حال مین چین نہ آتا۔ غنیمت یہ تھا کہ اس حالت مین جب کبھی آپ نے اپنے کو خطر پہونچانے کا ارادہ کیا فوراً جبرئیل سامنے آگئے۔ روکا اور کہا "گھبرائیے نہین آپ بے شک خداوند جل و علا کے پیغمبر ہین"۔ الغرض یہ حالت تقریباً تین سال تک رہی۔ جسے مسلمانون کی اصطلاح مین زمانۂ فترت وحی کہتے ہین۔ ان دنون وحی تو نہ آتی تھی۔ مگر جبرئیل برابر آیا کرتے۔ اور وقتاً فوقتاً آپ کو تسلی دے جاتے آخر یہ پہاڑ زمانہ منقضی ہوا۔ اور سورۂ یا ایہا المدثر نازل ہوئی جس کے ذریعے سے اللہ جل شانہ نے آپ کو خاص اپنے الفاظ مین تسلی دی ہے۔

خفیہ تبلیغ دین | اس زمانۂ فطرت مین بھی باوجود پریشانیون اور سخت روحانی تکلیف کے آپ تبلیغ اسلام سے غافل نہ تھے۔ برابر لوگون کو خدا کی طرف بلاتے۔ مگر خفیہ طریقے سے۔ ابھی آپ نے دعوت کو عام اور ظاہر نہین فرمایا تھا۔ فترہ کا دوسرا ہی سال تھا

ورقہ کا اسلام | کہ ورقہ بن نوفل نے انتقال کیا جن کی ذات سے آپ کو بہت کچھ امید تھی۔ اس لیے کہ آپ کی نبوت کی تصدیق کر کے انھون نے مصائب اور دشواریون مین پوری مدد دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ورقہ کے اسلام مین اکثر بلکہ قریب قریب تمام مورخین اسلام کو تامل ہے۔ مگر ہم حیرت کرتے ہین کہ جب

ف فترہ بالفتح اُس زمانے کو کہتے ہین جو دو پیغمبرون کے درمیان مین گذرتا ہے۔ یعنی جس زمانے مین کہ دنیا والون کے پاس خدا کا کوئی پیام نہ آتا ہو۔ چونکہ اس زمانے کی بھی یہی حالت تھی۔ لہذا یہی فترہ وحی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ ف السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۲۷۸ و ۲۷۹

ف تاریخ خمیس جلد ۱۔ صفحہ ۳۲۴

پہلے ہی مرتبہ سن کے اُنھون نے آپ کو پیغمبر اور فرشتۂ ربانی کو سچا ناموس الٰہی تسلیم کر لیا تو پھر اُن کے اسلام مین کیا شک کیا جا سکتا ہے؟ ممکن ہے کہ اپنی آخر عمر اور ضعف و ناتوانی کی وجہ سے وہ دیگر سابق الاسلام صحابہ کی طرح آپ کی خدمت مین زیادہ آمد و رفت نہ کرتے ہون۔ مگر اُن کے اسلام مین شک نہین کیا جا سکتا۔

اخفا تبلیغ کے زمانے مین مسلمانون کی حالت

زمانۂ فترت یعنی اُس وقت تک جب تک کہ آپ پوشیدہ طور پر لوگون کو دین اسلام کی طرف بلاتے تھے مسلمانون کی جماعت بہت کمزور اور مغلوب تھی۔ کسی کی یہ بھی مجال نہ تھی کہ سب لوگون کے سامنے خداوند جل و علا کی عبادت کر سکے۔ آپ زید بن ارقم کے مکان مین اپنے چند جان بازون کے ساتھ رہتے۔ اور چند مذکورۂ بالا لوگ جو ایمان لا چکے تھے

ظہور اسلام کے بعد پہلی لڑائی

اُن کا معمول تھا کہ نماز پڑھنا ہوتی تو مکے کی پتلی پتلی گلیون مین چلے جاتے اور وہان سب کی آنکھ بچا کے کسی جگہ فرض نماز ادا کر لیتے اسی معمول کے مطابق اتفاقاً ایک دن سعد بن ابی وقاص چند مسلمانون کے ساتھ ایک گلی مین نماز پڑھ رہے تھے کہ کچھ مشرکین آ گئے۔ اور اُنھین نئی قسم کی عبادت کرتے دیکھ کے برہم ہوئے اور بُرا بھلا کہنے لگے۔ اس پر مسلمان بھی بگڑے۔ پہلے تو زبانی ردوبدل ہوا۔ اور آخر مار پیٹ کی نوبت آ گئی۔ سعد بن ابی وقاص بہادر و جری آدمی تھے۔ غصے مین آ کے اونٹ کے جبڑے کی ایک ہڈی اُٹھائی اور اس زور سے ماری کہ کسی مشرک کا سر پھٹ گیا۔ یہی پہلا خون ہے جو اسلام کے حامیون نے بہایا۔ اس واقعے کے مشہور ہوتے ہی مشرکین مکہ برہم ہوئے۔ اور آپ کی مزاحمت مین سختیان ہونے لگین۔

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۶۹

علانیہ تبلیغ دین کا حکم ہوتا ہے

غالباً اس واقعے کے چند ہی روز بعد خداوند جل وعلا نے زمانۂ فترت ختم کرکے آپ کو علانیہ تبلیغ دین کا حکم دیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی کہ "وانذر عشیرتک الاقربین"۔ جناب احدیت کا یہ حکم بجالانے کے لیے آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کوہ صفا جو خاص مکے کی آبادی سے ملا ہوا تھا اُس کی چوٹی پر چڑھ کے بآواز بلند پکارا "یا صباحاہ" جس کا مطلب یہ تھا کہ لوگو ادھر آؤ۔ یہ ندا سنتے ہی تمام اہل مکہ دوڑے۔ اور سڑکون اور گھرون سے نکل نکل کے آپ کے سامنے جمع ہوگئے۔ جب ایک بڑا گروہ جمع ہوگیا تو آپ نے اُن کیطرف خطاب کرکے پوچھا "اگر مین تم کو اطلاع دون کہ اس پہاڑی کے پہلو سے چند سوار نکل کے آپڑین گے تو تم لوگ باور کروگے؟" سب نے کہا "بے شک اس لیے کہ ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہین سنا"۔ یہ جواب سُن کے آپنے فرمایا "تو سنو مین تمھین اُس عذاب شدید سے ڈراتا ہون جس مین تم مبتلا ہونے والے ہو"۔ اس پر اور سب لوگ تو خاموش ہورہے مگر ابولہب نے درشت زبانی کرکے کہا "واہ۔ ہمین اسی لیے بُلایا تھا؟"

آپ اپنے اعزا کو دین کی طرف بلاتے ہین

اسی موقع پر آپ نے کئی صحبتون مین اپنے اعزا و اقارب کو جمع کرکے خدا کا پیام پہونچا دیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ان فصیح و بلیغ اور معجز نما و موثر الفاظ مین دین کی تبلیغ کی "الحمد لله احمده واستعینه ونؤمن به وانتوکل علیه واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشریك له"۔ ساری ثنا و صفت خدا کے لیے ہے۔ مین اُس کی حمد کرتا ہون۔ اُس سے مدد مانگتا ہون۔ اُس پر ایمان رکھتا ہون۔ اُسی پر بھروسہ کرتا ہون۔ اور اقرار کرتا ہون کہ سوا اُس اکیلے ایک اور بے شریک خدا کے کوئی معبود نہین ہے۔ پھر فرمایا "سنو داتا پانی مانگنے والا اپنے لوگون کے سامنے

جھوٹ نہین بولتا - مین اُس اکیلے ایک ہی خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ تم پر خاصتہً اور عموماً تمام لوگون پر مین پیغمبر مبعوث کیا گیا ہون - خدا کی قسم جس طرح تم سوتے ہو اُسی طرح مرجاؤ گے - اور مر کے پھر اُسی طرح زندہ ہوگے جس طرح سوتے سے جاگ پڑا کرتے ہو - اُس وقت تمھین اپنے اعمال کا جواب دینا پڑیگا - پھر یا تو جنت مین جاؤ گے یا دوزخ مین"

اس ابتدائی تبلیغ مین آپ کا زیادہ تر خطاب خاص اپنے اعزا و اقارب بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ بنی ہاشم کی طرف تھا - اِس کے نتیجے مین کسی کا ایمان لانا تو نہین ثابت ہوتا مگر اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ سوا ابولہب کے اور تمام لوگون نے سکوت

ابولہب کی قساوت و بدتہذیبی

کیا - بلکہ ابولہب کسی قدر سختی پر آمادہ ہوا تو آپ کی پھوپھیون نے روکا - باقی سب لوگون نے یہ طرز عمل اختیار کرلیا کہ آپ کو اپنے فرائض نبوت ادا کرنے کی آزادی دی - علی الخصوص ابوطالب جنھین آپ سے بے انتہا

بنی ہاشم آپ کا ساتھ دیتے ہین

محبت تھی یہان تک ہمدردی پر آمادہ ہوگئے کہ آپ کو ہر مخالف کے ضرر سے بچاتے - اور وہ خاندانی اتحاد و تعلق جو عرب مین ہر شخص کو دوسرون کی دست بُرد سے بچایا کرتا تھا اُسے آپ کی حفاظت مین صرف کرتے - خلاصہ یہ کہ پہلی علانیہ تبلیغ مین خدا کی یہ مصلحت پوری ہوئی کہ بنی ہاشم اگرچہ ایمان نہین لائے مگر اپنی قومی و خاندانی عصبیت کو کام مین لاکے آپ کی تائید پر آمادہ ہوگئے -

آواز حق بلند ہونے کا اثر

یہ اطمینان حاصل کرکے آپ نے علانیہ اور زور و شور سے تبلیغ دین شروع کردی - جس کے ساتھ ہی قریش مین ہر طرف ایک تہلکہ سا پڑگیا جا بجا صحبتون مین آپ کا تذکرہ ہونے لگا - اور مخالفین اپنی قوت و وجاہت کے

---

[۱] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱ و ۲۲ [۲] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱

مطابق عداوت پر آمادہ ہوگئے۔ جب یہ حالت ہوئی تو آپ نے بتوں اور جھوٹے معبودوں کو بُرا کہنا شروع کر دیا اور اہل مکہ اور اُن تمام قبائل میں جن سے اہل مکہ سے تعلقات تھے ایک آگ سی لگ گئی۔ آپ کے جو چند دوست تھے وہ اپنی جان بچائے ہوئے کونوں میں چھپے بیٹھے تھے۔ اور دشمنوں کی ہر طرف سے آپ پر یورش ہو رہی تھی۔ مگر باوجود ہر طرح کی دشمنیوں کے ابوطالب اور بنی ہاشم کے خوف سے کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ آپ پر حملہ کر سکے۔

ابوطالب پر زور ڈالا جاتا ہے کہ آپ کی حمایت نہ کریں

آخر بڑے بڑے زبردست دشمن جن میں ابوسفیان بن حرب ابوجہل بن ہشام وغیرہ تھے ایک دن جمع ہو کے ابوطالب کے پاس آئے اور کہا "تمھارا بھتیجا ہمارے دیوتاؤں کی مذمت کرتا۔ ہمارے دین کو عیب لگاتا۔ ہمارے عقلا کے نام رکھتا۔ اور ہمارے آبا و اجداد کو گمراہ بتاتا ہے یا تو تم اُسے ان باتوں سے روکو یا ہمیں اجازت دو کہ ہم خود سمجھ لیں" ابوطالب نے اُنھیں نرمی کے ساتھ سمجھا بجھا کے ٹالا۔ اور جس طرح بنا واپس کیا۔ مگر چند روز بعد جب دشمنوں نے دیکھا کہ آپ اپنی توحید اور اُس کی تبلیغ سے نہیں باز آئے۔ اور آپ کی وضع و حالت میں کسی قسم کا فرق نہیں آیا تو پھر وہ لوگ ابوطالب کے پاس دوڑے آئے۔ اور کہا "اب ہم سے صبر نہیں ہو سکتا۔ اپنے بھتیجے کو روکو ورنہ ہم سے تم سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ دینی بے عزتی ہمیں اب اس کے بعد نہ گوارا ہوگی" ابوطالب نے کچھ معمولی ہاں ہوں کر کے پھر ٹالا۔ مگر اس مرتبہ اُن کے

وہ آپ کو بلا کے سمجھاتے ہیں

جانے کے بعد آنحضرتؐ کو بلا کے ساری سرگذشت بیان کی۔ اور کہا "مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے آپ کو ذرا روکو۔ اور ایسا تو نہ کرو کہ مجھ میں برداشت کی طاقت نہ رہے" آنحضرتؐ نے شفیق و مہربان چچا کے یہ جملے سُن کے خیال کیا کہ اب یہ بھی میرا ساتھ چھوڑتے ہیں۔ فوراً جوش نبوت کا زور ہوا۔

آپکا جوش نبوت

اور فرمایا "چچا اگر آفتاب کو میرے ہاتھ مین لاکے رکھ دین تو بھی خدا کی قسم مین اس تبلیغ دین کو نہ چھوڑون گا۔ یا تو خدا اس امر حق کو دنیا مین غالب کردے گا اور یا مین اپنے فرض رسالت کو پورا کرتا ہوا مارا جاؤن گا" کہنے کو تو آپ نے یہ کہہ دیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب خیال آیا کہ اب مربی ومہربان چچا کا بھی ساتھ چھٹتا ہے تو دل بھر آیا۔ اور زار وقطار رونے لگے۔ عزیز بھتیجے کو اس طرح روتے دیکھ کے ابوطالب مین بھی ضبط کی تاب نہ رہی۔ آپ شکستہ دلی کے ساتھ روتے ہوئے واپس چلے تھے کہ اُنھون نے پھر بولایا اور کہا "جاؤ تمھارا جو جی چاہے کرو۔ مین خدا کی قسم تمھین اُن لوگون کے حوالے نہ کرون گا"

آپ کے عوض عمارہ ابوطالب کو دیا جاتا ہے

اس کے بعد جب قریش کو معلوم ہوا کہ اب بھی ابوطالب اپنے بھتیجے کو نہین روکتے تو عمارۃ بن ولید نام ایک نوجوان شخص کو ساتھ لیے ہوئے پھر اُن کے پاس آئے اور کہا "سنو ابوطالب ہم جانتے ہین کہ تم سے اپنا بھتیجا نہین چھوڑا جاتا۔ اچھا تو اس کے عوض اِس نوجوان عمارۃ بن ولید کو لو۔ اور اپنا بیٹا بناؤ۔ یہ ویسا ہی تمھارے کام آئے گا جیسے کہ محمدؐ کام آتے ہین۔ بس اس کو لو اور اس کے عوض مین محمدؐ کو ہمارے حوالے کرو تاکہ پکڑ کے قتل کرڈالین۔ اور یہ جھگڑا مٹا دین۔ اس مین تمھارا ہی بھلا ہے۔ آخر تمھین فکر نہین کہ تمھارے دین کی توہین ہو رہی ہے؟ تمھاری جماعت مین پھوٹ پڑی جاتی ہے؟" اور تمھارے باپ دادا بدنام ہو رہے ہین؟"

ابوطالب کا جواب

ابوطالب نے قریش کا یہ بیان سُن کے حیرت اور ناگواری کے ساتھ جواب دیا "یہ تو خوب ہوئی کہ ہمارے بیٹے کو لو پالو۔ اور اپنے بیٹے کو لاؤ قتل کرین! خدا کی قسم یہ کبھی نہ ہوگا" الغرض یہ صحبت بے لطفی پر ختم ہوئی۔ جھگڑا ہوتے ہوتے رہ گیا۔ اور ابوطالب نے چند اشعار کہے جن مین قوم کی بے حمیتی ظاہر

کرکے خاندان بنی ہاشم کو اپنی تائید پر ابھارا ہے

مسلمان ستائے جاتے ہین

اب قریش نے جو دیکھا کہ خود آپ کی ذات پر کوئی زور نہین چلتا تو مسلمانون کو ستانے لگے۔ خصوص غریب اور کم مایہ لوگون کو۔ اس امر مین یہان تک شدت اختیار کی کہ تمام قبائل حجاز کو آمادہ کرنے لگے کہ اُن مین سے جو شخص آنحضرت کی پیروی اختیار کرے اُسے جہان تک بنے ستائین اور آزار پہونچائین اس کوشش کا چند ہی روز مین یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ غریب مسلمان بھوک پیاس کی مصیبت مین مبتلا رکھے جاتے۔ مار کھاتے۔ دوپہر کی جلتی اور تپتی بھوبل پر دھوپ مین لٹائے جاتے۔ آگ مین جلائے جاتے۔ اور بعض کی تو یہ حالت ہوئی کہ مصلوب کرکے لٹکا دیے گئے۔ ان مظلومون مین ایک بلال تھے جو ٹھیک دوپہر کو بالو پر چت اور پٹ لٹائے جاتے۔ اور اوپر سے ایک بڑا بھاری پتھر رکھ دیا جاتا۔ دوسرے عمار بن یاسر اور اُن کے ماں باپ تھے۔ یہ تینون بھی اسی طرح دھوپ کی گرمی کا عذاب سہتے اور اُف نہ کرتے اُن کے والد یاسر اس تکلیف مین مر گئے۔ اور مان نے ابوجہل سے کچھ سخت زبانی کی تھی جس پر اس ظالم نے اُس نیک اور صابر بی بی کی شرمگاہ پر کسی کاری ہتھیار سے ایسا حملہ کیا کہ تڑپ کے مر گئی۔ اور کہتے ہین کہ یہی پہلی جانین ہین جو ظہور اسلام کے بعد خدا کی راہ مین صرف ہوئین۔ اسی طرح اور بھی بہت سے لوگ تھے جنھون نے

پہلے شہدائے اسلام

خدا پرستی اور توحید اختیار کرنے کے صلے مین طرح طرح کے ظلم سہے۔ اور آخر تک ثابت قدم رہے۔

دشمن بھی آپ کی معجز بیانی کے معترف ہین

مشرکین مکہ باوجود اِن تمام دشمنیون کے اس کے ضرور معترف تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ ع ابن اثیر جلد ۲ - صفحہ ۲۴

زبان مین کوئی ایسی تاثیر ہو کہ بہت آسانی سے ہر شخص کو قائل کر کے اپنا مطیع بنا لیتے ہین - اور اُس کے دل پر آپ کی باتین نقش ہو جاتی ہین - لہذا جہان غریب و شکستہ حال مسلمانون کو ستاتے وہان یہ بھی کوشش کرتے کہ لوگون کو بھڑکا بھڑکا کے آپکے خلاف کرین - اس غرض کے لیے روز ایک نئی تہمت لگاتے جو ہمیشہ جھوٹی ثابت ہو جاتی - موسم حج قریب آیا تو بہت گھبرائے کہ اب باہر کے قبائل مکے کے گرد آکے اُتریں گے - اور ایک خلقت کو جمع دیکھ کے آپ پند و نصائح کا سلسلہ جاری کر دین گے

مشورہ ہوتا ہے کہ آپ کو کیا الزام دیا جائے

کون سی ایسی تدبیر کی جائے کہ لوگون پر آپ کا اثر نہ پڑ سکے - ولید بن مغیرہ تمام کافرون مین مُسن تھا اور تجربہ کار سمجھا جاتا تھا سب لوگ اُس کے پاس جمع ہوئے اور اس امر مین مشورہ ہونے لگا - ولید نے پوچھا "اچھا بتاؤ تم باہر والون کے سامنے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیا ظاہر کرو گے - اس وقت ایک امر قرار دے لیا جائے تاکہ ہم مین خلاف بیانی نہو - اور سب کی زبان سے ایک ہی بات نکلے" ایک نے کہا "ہم کہین گے کہ یہ کاہن ہے" ولید بولا "واہ کیا کاہن دیکھے نہین ہین؟ کہانت کی کوئی بات بھی اس شخص مین نہین" لوگون نے کہا "اچھا کہنا یہ مجنون ہے" ولید نے پھر اعتراض کیا کہ "سیکڑون مجنون دیکھ ڈالے ہین جنون کی جب کوئی بات ہو گی تب تو لوگون کو یقین آئے گا؟ نہین یہ بھی نہین" سب بولے "اچھا تو ساحر کہنا چاہیئے" ولید نے اس کی بھی مخالفت کی تو

آپ جادوگر قرار دیے جاتے ہین

قریش بولے "یہ بھی نہین تو شاعر کہین؟" ولید بولا یہ بات بھی لگتی ہوئی نہین ہے - میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ اس شخص کو کیا کہا جائے - مگر خیر ساحر و جادوگر بتانا - اور کہدینا کہ "ایسا جادو بھرا کلام سناتا ہے کہ انسان قوم سے چھوٹ جاتا ہے - اور بھائی بھائی - اور میان

بیوی تک مین تفرقہ پڑجاتا ہی" اس قرار داد کے مطابق یہ سب لوگ مکے کے گرد پھیل گئے - اور باہر سے آنے والے حاجیون اور قبائل عرب کو آپ کے خلاف بھڑکانا شروع کردیا - عام گذرگاہون پر بیٹھ جاتے - اور ہر آنے جانے والے سے کہتے "دیکھو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بچے رہنا وہ جادوگر ہی" مگر مشیت ایزدی مین تو لکھا ہوا تھا کہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون - عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد کا مضمون صادق آیا - یعنی دشمنون کی اِن معاندانہ کوششون سے خود آپ کو فائدہ پہونچا - ہر قبیلے مین آپ کی شہرت ہوگئی - فطرت انسانی کے تقاضے کے مطابق نام سُن کے ہر شخص آپ کے دیکھنے اور آپ سے ملنے کا مشتاق ہوا - اور اپنے بادیہ آپ کے واقعات کوے کے اطراف عرب مین پھیلے - اور ہر شہر اور ہر بدوی خیمے مین آپ کا تذکرہ ہونے لگا"[۵]

آپ کی شہرت سارے عرب مین

باب ہفتم

پہلے سے زیادہ جور و تشدد

ہر جگہ آپ جھٹلائے جاتے ہین - ابولہب کی قساوتین - پہلا معجزہ - ام جمیل ابولہب کی جورو - اُس کے ستم سے آپ کا بچنا - آپ کی صاحبزادیون کو طلاق دی جاتی ہی عتیبہ کے حق مین آپ کی بددعا - اور اس کا ظہور - کعبے مین نماز پڑھنے کی ممانعت - توہین و تذلیل - اونٹ کی اوجھڑی آپ کی پیٹھ پر - معجزہ نما رعب نبوت - کفار کی یورش - ابوبکر صدیق آپ کو بچاتے ہین - آپ کے بیباک دشمن - ابوجہل توہین کرتا ہی - حضرت حمزہؓ - اُن کا جوش خون - وہ ایمان لاتے ہین

[۵] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۷۱ و ۱۷۲

آپ ارقم کے گھر مین ہین ابوبکر کا علانیہ تبلیغ پر اصرار - اُن کا خطبہ اور خدا پرستی کی سزا
آپ کو ہر طرح کا لالچ دلایا جاتا ہو - کلام ربانی کا اثر - پھر آپ کے سامنے دنیاوی
لطف پیش کیے جاتے ہین - آپ کا جواب - معجزہ طلب کیا جاتا ہو - اور آپ
انکار کرتے ہین - طعن و تشنیع - معجزہ دلیل نبوت نہین - عبداللہ بن مسعود کی
کعبے مین قرآن خوانی - اہل کتاب کی نسبت مشرکین کا عقیدہ - آپ کی مخالفت
کے لیے یہود سے مدد لی جاتی ہو - یہود کے سوال - آیات قرآنی کا مضحکہ

ہر جگہ آپ جھٹلائے جاتے ہین | اب قریش آپ کو انتہا سے زیادہ ستا رہے تھے۔ کسی کو جان لینے کی تو جرأت نہ ہوتی مگر اور کسی قسم کی تکلیف و توہین نہ تھی جو مشرکین مکہ نے آپ کے لیے اُٹھا رکھی ہو - آپ جدھر تشریف لے جاتے کوئی دشمن پیچھے لگا رہتا اور لوگون کو آپ کی مخالفت پر آمادہ کرتا - مگر باوجود اس کے آپ اپنے فرض تبلیغ سے باز نہ آتے - جہان لوگون کا مجمع سنتے پہونچتے - اور توحید کی صدا بلند کرتے - ایک مرتبہ آپ ذی المجاز کے بازار مین گئے - ایک سُرخ حلہ آپ کے جسم مبارک پر تھا - اور چلّا چلّا کے کہتے جاتے تھے "لوگو کہو لا الہ الا اللہ" مگر آپ کا نامہربان چچا ابولہب ایک پتھر لیے پیچھے پیچھے تھا - اور پکارتا جاتا "لوگو خبردار ان کی بات نہ سننا - یہ جھوٹے ہین"

ابولہب کی قساوت | آپ کو سب سے زیادہ آزار دینے والا یہی ابولہب تھا آپ کے دروازے پر محض ستانے کے لیے ناپاک و متعفن چیزین ڈال جاتا - ایک دن وہ تمام نتائج سے بے پروا ہو کے اس بات پر آمادہ ہو گیا کہ آپ کی زندگی ختم کر کے شمع رسالت ہی کو خاموش کر دے - اور وجہ یہ ہوئی کہ آپ معمولاً کعبے مین حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان مین بیت المقدس کی طرف

ع تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۳۲۵

رخ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے۔ ابوجہل نے اپنے ہم خیال کفار سے کہا "کل جب محمدؐ آکے نماز پڑھین تو عین اُس وقت جبکہ وہ سجدے مین ہون مین اُن کا سر کچل دون گا۔ پھر اس کے بعد بنی عبد مناف میرے ساتھ جیسا سلوک چاہین کرین مگر مین اس امر سے باز نہ آؤن گا"۔ دوسرے دن صبح سے اِس انتظار مین بیٹھ گیا۔ آپ آئے۔ نماز شروع کی اور سجدے مین گئے۔ کسی نے پکار کے اُسے بتا دیا کہ آپ سجدے مین ہین۔ اتنا سنتے ہی ایک بڑا بھاری پتھر لے کے چلا۔ اور قریب پہونچ کے پتھر پھینکنے کو تھا کہ ناگہان کسی چیز سے

پہلا معجزہ

بدحواس ہو کے بھاگا۔ اور اس قدر گھبرایا ہوا کہ ہوش بجا نہ تھے لوگون نے تعجب سے "پوچھا کیا ہوا کیا ہے"۔ بولا "مین نے پتھر پھینکنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ایک نہایت مہیب اونٹ ڈراؤنے دانت نکال کے میری طرف دوڑا۔ اور اگر بھاگ نہ آؤن تو مجھے کھا ہی جائے"

آپ نے جب اپنے اعزا و اقربا کو سب کے پہلے جمع کرکے دین اسلام کی طرف بلایا ہے اُس وقت ابوجہل نے کہا تھا "تبالک"، یہ ایک عربی زبان کی

ام جمیل ابولہب کی جورو

گالی ہے۔ جس کے معنے ہین کہ "تو ہلاکت مین مبتلا ہو"۔ اسی بنا پر سورۂ "تبت یدا ابی لہب وتب" نازل ہوئی جس مین اس کی بھی مذمت کی گئی ہے اور اُس کی جورو ام جمیل کی بھی جو ابوسفیان بن حرب کی بہن تھی۔ اور سوکام چھوڑ کے خاردار جھاڑیون کا ایک بوجھ پیٹھ پر لاد کے لاتی اور آپ کے راستے مین کانٹے بچھاتی۔ اُم جمیل ایک نہایت ہی بدزبان۔ دریدہ دہن اور درشت مزاج عورت تھی۔ اس سورۃ کا حال سنتے ہی نہایت برہمی کے ساتھ ایک بڑا سا پتھر لے کے آپ کو ڈھونڈھتی ہوئی نکلی۔ اور آپ کے پاس

ع۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۳۰۶ و ۳۰۷ ع۶ تاریخ الخمیس جلد ۱۔ صفحہ ۳۲۵

اُسکے تم سے آپکا بچنا | آپہونچی۔ اُسوقت ابُوبکر آپکے قریب بیٹھے ہوئے تھے خدا کی قدرت کہ اُم جمیل سر پر آکے کھڑی ہوگئی مگر آنکھون پر کچھ ایسے پردے پڑگئے کہ آپ کو نہ دیکھ سکی۔ حضرت ابُوبکر کی طرف متوجہ ہوکے بولی تمھارے دوست محمد کہان ہین۔ مین نے سنا ہی انھون نے میری ہجو کہی ہی" ابُوبکر صدیق نے جواب دیا۔ نہین اُن سے شاعری سے کیا علاقہ؟" یہ سُن کے خاموش ہورہی اور ابُوبکر کے قول پر اطمینان کرکے واپس چلی گئی[1]

آپ کی صاحبزادیون کو طلاق دی جاتی ہے | ابولہب سے آپ سے بہت قریب کی عزیزداری تھی اول تو آپ کا چچا تھا۔ پھر قبل بعثت یہ سب سے زیادہ نازک تعلقات قائم ہوچکے تھے کہ آپ کی دو صاحبزادیان رقیہ اور اُم کلثوم اُس کے دو بیٹون عتبہ اور عتیبہ کے عقد نکاح مین تھین۔ اس مذہبی اختلاف وعداوت کا یہ نتیجہ ہوا کہ دونون معصوم صفت لڑکیون کو اُن کے اُن کافر و مشرک شوہرون نے طلاق دے دی۔ بلکہ عتیبہ نے تو یہ غضب کیا کہ آپ کے سامنے آکے چہرۂ مبارک پر تھوک مارا۔ اور اُم کلثوم کو طلاق دے کے آپ کے پاس چھوڑ گیا۔ ظاہر ہی کہ ان باتون اور دونون بے گناہ لڑکیون پر ظلم وستم ہونے کا کتنا بڑا صدمہ آپ کے دل پر ہوا ہوگا؟ مگر صبر کیا۔ درگاہ خداوندی سے دادخواہ ہوئے۔ اور فرمایا" بارالہا اپنے کتون مین سے

عتیبہ کے حق مین آپ کی بددعا | کسی کو اس پر مسلط کر" اس واقعے کے تھوڑے ہی زمانے بعد وہ اپنے باپ کے ساتھ ملک شام کی منزلین قطع کر رہا تھا کہ ایک

اور اُس کا ظہور | منزل مین سُنا یہان شیرون کا بہت خوف ہی۔ ابولہب کو فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا یاد آئی۔ سب قافلے والون کو بیٹے کے

[1] السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۸

گرد سلایا اور ساتھیون کو ہوشیار کر کے اگرچہ نگہبانی کا پورا اور قابل اطمینان سامان کر لیا تھا۔ مگر شیر آیا۔ سب کے بیچ مین سے ہو کے خاص عتیبہ کے سر پر پہونچا۔ اور ایک ہی تھپڑ مین اُس کا کام تمام کر دیا۔

کعبے مین نماز پڑھنے کی ممانعت | اب عداوت پورے زور و شور پر تھی۔ ہر طرف سے آپ پر اور آپ کی پیروی کرنے والون پر حملے ہو رہے تھے مشرکین کا یہان تک نرغہ ہوا کہ آپ کعبے مین نماز پڑھنے سے بھی روک دیے گئے۔ آپ جدھر جاتے وہ لوگ آپ کے پیچھے پیچھے رہتے۔ آپ کو یا کسی مسلمان کو جہان نماز پڑھتے دیکھتے کپڑون پر نجس اور ناپاک چیزین ڈال دیتے۔ بچون اور آوارہ گرد بدمعاشون نے چڑھانا اور آوازے کسنا شروع کر دیا۔ آپ کے راستے مین کانٹے بچھائے جاتے۔ آپ کی ہجوین کہی جاتین۔ طرح طرح کے نام رکھے جاتے۔ کوئی طعن

توہین و تذلیل | و تشنیع کرتا۔ کوئی پھبتیان کہتا۔ قرآن کی آیتون اور آپ کی نصیحتون پر خوب خوب قہقہے اُڑائے جاتے۔ الغرض ایسی ایسی باتین عمل مین آتی تھین کہ آپ کو زندگی دشوار ہو گئی تھی۔ ایک طرف آپ غریب مسلمانون کی مصیبتون کو دیکھتے دوسری طرف خود اپنی شان مین عجیب عجیب قسم کی گستاخیان سنتے۔ مگر خدا ہی نے اس کے مناسب صبر بھی عطا کیا تھا کہ خاموش تھے۔ اور جو مصیبت آتی اُسے تحمل و بردباری کے ساتھ برداشت کرتے۔

اونٹ کی اوجھڑی آپ کی پیٹھ پر | ایک مرتبہ کچھ اونٹ ذبح کیے گئے تھے۔ اور اُن کی اوجھڑیان پڑی ہوئی تھین۔ ابوجہل نے دلگی کی راہ سے کہا "بھلا اس اوجھڑی کو کون لے جا کے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ڈال دیگا عقبہ بن معیط

عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۳۰۹ و ۳۱۰

عہ اسپرٹ آف اسلام مصنفہ مولوی سید امیر علی صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ مطبوعہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۹۳

کمال قساوت سے بولا" اس کام کو مین حاضر ہون" یہ کہہ کے اُس نے اوجھڑی اُٹھالی - اور آپ سجدے مین پڑے خداوند جل و علا کی تسبیح کر رہے تھے کہ لاکے آپ کی پیٹھ پر دونون شانون کے درمیان مین رکھ دی - اور سب دیکھ دیکھ کے ہنسنے اور قہقہے لگانے لگے مگر آپ اُسی طرح ساکت و صامت سجدے مین پڑے رہے - کسی نے جاکے جناب سیدۃ النساء فاطمۂ زہرا کو خبر کی - آپ ابھی کم سن تھین - مگر باپ کی مصیبت سُن کے دوڑی آئین - اور وہ اوجھڑی دونون ہاتھون سے ڈھکیل کے گرائی تب آپ نے سجدے سے سر اُٹھایا -

معجزہ نمائی عجب نبوت

اسی طرح ایک مرتبہ کعبے کے پاس مشرکین مکہ جمع تھے - اور آپ کا تذکرہ ہو رہا تھا - کہا جاتا تھا" اس شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھون ہمارا دین بدنام ہو رہا ہے - ہمارے آبا و اجداد پر گالیان پڑ رہی ہین - اور ہمارے بنائے کچھ نہین بنتی" اتفاقاً آپ بھی آگئے اور حجر اسود کو بوسہ دے کے خموشی کے ساتھ طواف کعبہ کرنے لگے - ہر طواف مین آپ کو اُن کے قریب سے ہو کے گذرنا پڑتا اور وہ کوئی نہ کوئی آوازہ ضرور کس دیتے - دو دفعہ تو آپ چپکے سے سر جھکائے چلے گئے - مگر تیسری دفعہ طیش مین آکے اپنی تیز آنکھین اُٹھائین - اور اُن کی طرف دیکھ کے فرمایا" مین تمھارے لیے ذبح لے کے آیا ہون" یہ سننا تھا کہ سب پر ایک عجیب حالت طاری ہوگئی - نظرین اوپر اُٹھ گئین - بہوت دیر تک ششدر رہ گئے - اور گھبرا گھبرا کے بولے" اے ابوالقاسم جاؤ خدا کی قسم تم جاہل نہین ہو" آپ کے اس جملے مین اِن لوگون کی آیندہ حالت کی طرف اشارہ تھا - جس کا حال اُسوقت کھلا جب یہ سب لوگ واقعہ بدر مین قتل ہوئے - خیر اِن لوگون کی یہ حالت

ع السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۰

دیکھ کے آپ چلے گئے آپ کے جانے کے بعد کسی نے کافرون کو پھر
کفار کی یورش | جوش دلایا - اور کہا - واہ یون تو بیٹھے سب ہی کچھ منصوبے
کیا کرتے ہو مگر جب سامنا ہوتا ہو تو کچھ بنائے نہین بنتی!" چنانچہ دوسرے دن
پھر ایسا ہی اتفاق ہوا - آج سب نے ارادہ کر لیا تھا کہ جس طرح بنے آپ کو
شہید کر ڈالین - اور اسی غرض سے آپ کی صورت دیکھتے ہی جھپٹے - اور
ہر طرف سے گھیر کے کہنے لگے" تم نے ہمارے بزرگون کی توہین کی - دیوتاؤن
کو بُرا کہا - اور یہ کیا - اور وہ کیا" اتنے مین کسی نے آپ کی چادر پکڑ کے کھینچی
ابوبکر صدیق آپ کو بچاتے ہین | اور قریب تھا کہ سب کا فرغہ ہو جائے ناگہان ابوبکرؓ
صدیق درمیان مین آگئے - اور رو رو کے کہنے لگے" ارے کیا اُس شخص کو
مار ڈالو گے جو پروردگار عالم کو اپنا خدا بتاتا ہو؟" ابوبکر کی کوشش سے آپ کو
تو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچ سکا - مگر بچارے ابوبکر کو کسی نے ڈاڑھی پکڑ کے
اس زور سے کھینچ لیا کہ گرے - اور سر مین چوٹ آگئی[1]
آپ کے بیباک دشمن | آپ کو ستانے والون مین زیادہ سنگدل اور سخت اسود بن
عبد یغوث حرث بن قیس - ولید بن مغیرہ - امیہ بن خلف ابی بن خلف
عاص بن وائل - نضر بن حارث - ابوجہل بن ہشام - زہیر بن ابی امیہ
(حضرت بی بی ام سلمہ کا بھائی) اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ تھے - جن مین سے
ہر شخص خاص قسم کی دشمنی ان کرتا - اور آپ کی توہین و تحقیر اور حق کی آواز دبانے
مین کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھتا -
ابوجہل توہین کرتا ہو | ابوجہل نے بھی آپ کو انتہا سے زیادہ عاجز کر رکھا تھا - ایک دن
آپ کوہ صفا پر چلے جاتے تھے کہ اُس کا سامنا ہو گیا - آپ کی صورت دیکھتے ہی

[1] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۸۴ - ۱۸۶ [2] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۵ - ۲۶ و ۲۷ و ۲۸

وہ طرح طرح کی گالیان دینے لگا۔ انتہا سے زیادہ چھیڑا اور ستایا۔ آپ چپکے سر جھکائے چلے گئے۔ اور زبان سے اُف بھی نہ کی۔ مگر سچ یہ ہے کہ مظلومانہ بے زبانی کی آواز سب سے زیادہ بلند اور موثر ہوتی ہے۔ اتفاقاً عبداللہ بن جدعان کی کوئی لونڈی ایک پوشیدہ مقام سے کھڑی اس واقعے کو دیکھ رہی تھی ابوجہل کی درشتی اور آپ کی بیچارگی پر اُسے بڑا ترس آیا۔ کھڑی کف افسوس مل رہی تھی کہ ابوجہل اور آپ کے چلے جانے کے بعد اُدھر سے حمزہؓ بن عبدالمطلب گذرے جو کے مین اول درجے کے زور آزما۔ بہادر۔ اور سورما سمجھے جاتے

حضرت حمزہ

تھے۔ وہ شکار کے بڑے شوقین تھے۔ اور شکار ہی سے واپس آرہے تھے کہ اُس لونڈی نے اُنھین دیکھا۔ پاس آئی۔ اور بولی "اے ابوعمارہ (یہ حضرت حمزہ کی کنیت ہے) کاش آپ تھوڑی دیر پہلے آئے ہوتے اور دیکھا ہوتا کہ ابوجہل نے آپ کے بھتیجے محمدؐ کو کیسا ستایا ہے اور کیسی کیسی گالیان دی ہین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیچارے خاموش ہو رہے جس کا مجھے بڑا صدمہ ہے"

اُن کا جوش خون

حمزہؓ کو یہ واقعہ سُن کے غصہ آگیا پیچ و تاب کھاتے ہوئے مکے مین گئے۔ اور چونکہ معمول تھا کہ شکار سے واپس آکے پہلے طواف کعبہ کر لیتے تب گھر جاتے لہذا سیدھے کعبے مین پہونچے۔ وہان ابوجہل قریش کی ایک جماعت مین بیٹھا ہوا تھا حمزہؓ دور ہی سے پہچان گئے اُس کے سر پر جا پہونچے۔ اور اس زور سے کمان ماری کہ اُس کے سر سے خون جاری ہو گیا۔ پھر بولے "تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گالیان دیتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ مین بھی اُسی کے دین مین ہون؟ اگر بہادری کا دعوی ہے تو آسامنے آجا!" بعض لوگ ابوجہل کی مدد کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر وہ خود کچھ ایسا دب کے مرعوب ہو گیا تھا کہ سب کو روک کے بولا "نہین ابوعمارہ سے نہ بولو۔ یہ جو کرین کر لینے دو۔

بے شک میں نے اِن کے بھتیجے کو بہت بُری طرح سے گالیاں دی تھیں"

وہ ایمان لاتے ہیں

اس کے بعد حمزہؓ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کے ایمان لائے۔ اور اسلام کو ایک زبردست پشت پناہ مل گیا۔ اُن کے ایمان لانے کی خبر سنتے ہی قریش کے دل دہل گئے۔ آپ کے غلبے کا یقین آگیا۔ اور آپ کی ایذا رسانی میں بھی کسی قدر کمی ہونے لگی۔[۹]

آپ ارقم کے گھر میں ہیں

آپ پر ایمان لانے اور ہر موقع پر ہمدردی کرنے کی وجہ سے ابوبکر صدیقؓ نے بھی اکثر سخت مصیبتیں برداشت کیں۔ اور سوا اس کے کہ صبر کریں کوئی بات نہ بن پڑتی تھی۔ جب آپ عبادت کرنے کے لیے اپنے اڑتیس ہمراہیوں کے ساتھ ارقم کے گھر میں جا کے بیٹھے اور پناہ گزین ہوئے تو قریش کی چاروں طرف سے بڑی یورش تھی۔ ابوبکر نے اصرار کیا کہ یا رسول اللہ

ابوبکر کا علانیہ تبلیغ پر اصرار

باہر نکل کے لوگوں کو دین حق کی طرف بلائیے۔ آپ نے پہلے تو فرمایا کہ "ہماری جماعت کم ہے"۔ مگر بعد جب زیادہ اصرار ہوا تو سب رفقا کو ساتھ لے کے کعبے میں پہونچے۔ وہاں آپ اور آپ کے ہمراہی ٹھہر گئے اور ابوبکر نے عام لوگوں کی طرف متوجہ ہو کے ایک خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

اُن کا خطبہ اور خدا پرستی کی سزا

بس کیا تھا، مشرکین چاروں طرف سے جھپٹ پڑے اور ابوبکرؓ کو مارنا شروع کر دیا۔ عتبہ بن ربیعہ دونوں جوتیوں سے اُن کو منھ ہی منھ مارتا تھا۔ اور نہ مار چکتا تھا۔ آخر سب نے بیچارے کو مار کے گرا دیا۔ اور برابر پیٹے جاتے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ کے خاندان والے یعنی تیمی لوگ آپہونچے۔ اور انتقام پر آمادہ ہو گئے۔ تب اُن کی جان بچی۔ لوگ اُنھیں اٹھا کے گھر لے گئے۔ اُنھیں اس مار سے اتنا صدمہ پہونچ گیا تھا کہ تیسرے پہر کو ہوش آیا۔ آنکھ کھولتے ہی پوچھا "رسول اللہ کیسے ہیں؟" عزیزوں نے

[۹] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۵

لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے یہ حالت ہوگئی اور اب بھی اُن کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ مگر ابوبکر ان باتوں کا خیال بھی نہ کرتے اور آپ ہی کی خیر و عافیت پوچھے جاتے تھے۔ تب اُن کی ماں بولیں خدا کی قسم ہمیں نہیں خبر کہ وہ کہاں ہیں اور کیسے ہیں"۔ یہ سن کے ابوبکر صدیق نے کہا" اچھا تو آپ عمر بن خطاب کی بہن فاطمہ کے پاس چلی جائیے اور اُن سے پوچھ آئیے"۔ فاطمہ بنت خطاب اس زمانے میں ایمان لا چکی تھیں۔ مگر عزیزوں اور دشمنوں کے ڈر سے چھپاتی تھیں۔ جب ابوبکر صدیق کی والدہ نے اُن کے پاس جا کے کہا کہ" ابوبکر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حال پوچھتے ہیں"، تو وہ دل میں ڈریں اور کہا" میں نہ محمدؐ کو جانتی ہوں اور نہ ابوبکر کو"۔ پھر آپ ہی کچھ سوچ کے کہا" اچھا مجھے اُن کے پاس لے چلو"۔ ابوبکر صدیق کی والدہ راضی ہوئیں اور اُن کو اپنے ساتھ گھر لائیں۔ یہاں بھی وہ حضرت صدیق کی والدہ کے سامنے کچھ کہتے ڈرتی تھیں۔ مگر ابوبکر صدیق نے اطمینان دلایا۔ اور کہا" میری ماں کی طرف سے اطمینان رکھو۔ یہ تمھاری رازداری کریں گی"، تب اُنھوں نے بتایا کہ" آپ خیریت سے ہیں۔ اور ارقم کے گھر میں ہیں"۔

آپ کو ہر طرح کا لالچ دلایا جاتا ہے

اب قریش اپنی ظالمانہ اور ذلیل کوششوں میں تھک گئے تھے۔ اور علی الخصوص جناب حمزہؓ کے مسلمان ہو جانے سے اُن کے دل پر اسلام کا ایک رعب سا پڑ گیا تھا۔ آخر عاجز آ کے عتبہ بن ربیعہ نے اپنے ہم خیالوں کے مشورے سے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کے کہا" تم نے ہماری قومی جماعت اور ہمارے آبائی مذہب کی عجیب حالت کر رکھی ہے۔ اور اب ہم تمھاری باتوں سے تنگ آ گئے ہیں سچ بتاؤ

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۴

آخر اِن خیالات سے تمھاری کیا غرض ہی؟ دولت چاہتے ہو تو ہم سب چندہ کرکے اور ساری قوم سے روپیہ وصول کرکے تمھین دینے کو تیار ہین۔ اور وعدہ کرتے ہین کہ دولت مند بنا دین گے۔ اگر سرداری اور قوم کی سرگروہی چاہتے ہو تو ہم تمھین اپنا سردار بنانے کو بھی موجود ہین۔ اگر ملک چاہتے ہو تو وہ بھی لو۔ اور اس صوبے مین ہمارے بادشاہ نبو۔ یہ جو تم پر آتا ہی اگر کوئی جن یا کسی قسم کا مرض ہی تو صاف صاف کہو کہ ہم اس کا تدارک کرین۔ اور جہان سے بنے تمھارے لیے دوا مہیا کروین۔ لیکن اس سے تو باز آؤ جو کر رہے ہو کہ قوم مین تفرقہ ڈالے دیتے ہو۔ دیوتاؤن کی توہین کرتے ہو۔ بزرگون کو گالیان دیتے ہو۔" یہ تقریر سُن کے آپ نے پہلے تو فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم" پھر آیات حم تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت آیاتہ قرانا عربیًا لقوم یعلمون۔ بشیرا و نذیرا فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون" آخر سورۃ تک پڑھین۔ عتبہ اِن آیتون کو آگے جھک کے کان لگا کے اور بہت توجہ سے سننے لگا۔ ساعت بہ ساعت زیادہ مبہوت ہوتا جاتا تھا۔ اور جب سُن چکا تو خاموش ہوکے اپنے ساتھیون کے پاس واپس گیا۔ اور کہا "بھئی خدا کی قسم مین نے تو آج تک کبھی ایسا کلام نہین سُنا تھا۔ نہ شاعری ہی۔ نہ جادو ہی۔ اور نہ اِسے کاہنون کا کلام کہہ سکتے ہین مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اب درگذر کرو۔ اور یہ جو کرے کرنے دو اگر اہل عرب نے مخالفت کرکے اس شخص کا کام تمام کردیا تو تمھارا مطلب برآئے گا اور خون کی ذمے داری سے بچے رہوگے۔ اور اگر سب پر غالب آگیا تو اس کے ملک و عزت سے تم بھی فائدہ اُٹھانا" عتبہ کا یہ بیان سُن کے سب بولے "معلوم ہوتا ہی تم پر اُس کا جادو اثر کرگیا"۔ اگر سچ پوچھو تو یہ آپ کی آخری اور

کلام ربانی کا اثر

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۸۵ و ۱۸۶

سب سے زیادہ سخت آزمایش تھی - واقعی کسی ریاکار دنیا طلب کا قدم اس موقع پر ضرور لغزش کھا جاتا - مگر آپ اپنے فرض رسالت کو کچھ ایسی بے جگری کی شان سے پورا کر رہے تھے کہ دنیاوی طمع اور کوئی بڑی سے بڑی نعمت آپ کو غافل نہ کر سکی -

پھر آپ کے سامنے دنیاوی لطف پیش کیے جاتے ہین

اس امتحان نے اب دوسرا رُخ بدلا - پھر ایک دفعہ عمائد قریش صحن کعبہ مین جمع ہوئے - اور آپ کو بُلوایا آپ کو خیال گذرا کہ شاید یہ لوگ راہ راست پر آ گئے - اور اب ایمان لے آئین گے خوش خوش دشمنون کے مجمع عام مین گئے - آپ کی صورت دیکھتے ہی انھون نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جیسی مصیبت ہماری قوم پر تمھارے ہاتھ سے پڑی ہے کبھی نہ پڑی تھی - دینی و دنیاوی غرض ہر طرح کی ذلت و رسوائی ہو چکی اب پھر تم سے کہتے ہین کہ دولت و ثروت حکمرانی و سلطنت جو چاہو لو مگر ان باتون سے باز آؤ - یا کوئی مرض ہے تو کہو تمھارا علاج کرین " آپ نے فرمایا اُن مین سے کوئی چیز نہین چاہیے - خدا نے مجھے اپنا پیغمبر بنا کے تمھارے پاس بھیجا ہے - اور ایک کتاب مجھ پر اُتاری ہے جسے سُناتا ہون - مین صرف اپنا فرض ادا کرتا ہون - ماننا نہ ماننا تمھارا کام ہے - تاہم اتنا ضرور کہون گا کہ مانو گے تو دین و دنیا مین کامیاب و کامران رہو گے - نہ مانو گے تو مین صبر کرون گا -

آپ کا جواب

معجزہ طلب کیا جاتا ہے

اور خدا کو جو منظور ہو گا عمل مین لائے گا " یہ سُن کے اُن لوگون نے اپنی گفتگو کا رنگ بدلا - اور بولے " اچھا تم نہین مانتے تو سنو - تم جانتے ہو کہ با عتبار پیداوار اور سرسبزی کے ہمارے شہر سے ناقص کوئی مقام نہین ہے - اگر سچے پیغمبر ہو تو اُس خدا سے جس نے تمھین بھیجا ہے کہو کہ ان برہنہ و سنگلاخ پہاڑون کو دور کر کے ہماری زمین کو سرسبز و شاداب بنا دے - اِن

اُجاڑا اور چھوٹے چھوٹے شہرون کو وسعت دے۔ اور شام وعراق کی سی لہراتی ہوئی نہرین یہان بھی جاری کردے۔ پھر ہمارے تمام آبا واجداد علی الخصوص قصی بن کلاب کو جو بڑے راستباز مشہور تھے زندہ کرکے بٹھادے۔ ہم سب اُن سے پوچھین گے اگر انھون نے تمھاری تصدیق کی تو ہمارے ایمان لانے مین کوئی شک نہین اور یہ نہین کرتے تو اپنے اِن دعوون سے باز آؤ۔" آپ نے فرمایا مین "ایسے کامون کے لیے نہین مبعوث کیا گیا ہون۔ میرا تو فقط اتنا کام ہے کہ خدا جو پیام دے اُسے تم تک پہونچا دون۔" یہ جواب سُن کے سب نے کہا "اچھا ہمارے لیے کچھ نہین مانگتے تو اپنے ہی لیے مانگو۔ خدا سے کہو کہ ایک فرشتہ تمھارے ساتھ کردے۔ جو ہمیشہ تمھارے ساتھ ساتھ رہا کرے۔ اُس کا کام ہو کہ ضرورت کے موقعون پر تمھارے دعوون کی تصدیق کرے۔ ہمارے حملون سے تمھین بچائے۔ اور تمھارے لیے سونے چاندی کے باغ اور محل بنادے۔"

طعن وتشنیع

آپ نے فرمایا "یہ خدا کے اختیار مین ہے۔ اگر اُسے منظور ہوگا تو ایسا ہی کردیگا۔" ان جوابون سے قریش نے خیال کیا کہ آپ اپنے دعوون مین عاجز آگئے۔ بس چارون طرف سے آوازے کسے جانے لگے۔ اور طعن آمیز باتین شروع ہوگئین۔ ایک بولا "اِن کا رحمن خدا تھوڑے ہی ہے وہ تو ایک شخص ہے جو شہر یمامہ مین رہتا ہے۔ اُس پر تو ہم ایمان لاچکے۔" دوسرا بولا "فرشتے تو خدا کی بیٹیان ہین۔" تیسرا بولا "وہ چاہے جو ہون مگر جب تک فرشتہ آکے نہ کہے۔ ہم تو ایمان نہ لائین گے۔" آخر آپ شکستہ دل و برخاستہ خاطر ہوکے واپس چلے۔ کفار مین سے عبداللہ بن ابی اُمیہ اُٹھ کے آپ کے ساتھ ہولیا۔ اور راستے مین چلتے چلتے بولا "تمھین سب طرح سمجھایا۔ اور جو کچھ کہہ سکتے تھے کہا

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰

اگر تم ایک نہین مانتے - لہذا اب ہم مجبور ہو کے صاف صاف کہے دیتے ہین جبتک یہ نہ ہو کہ تم سیڑھی لگا کے آسمان پر چڑھ جاؤ اور پھر وہان سے چار فرشتے ساتھ لاؤ جو تمھاری ہر بات کی تصدیق کیا کرین ہم ایمان نہ لائین گے" آپ یہ سُن کے خاموش ہو رہے - اور وہ یہ کہہ سُن کے واپس گیا[1]

معجزہ دلیل نبوت نہین

اس مقام پر معجز سے کے متعلق ایک نازک بحث کی ضرورت ہے اکثر لوگون اور اسلام کے بہت سے اگلے پچھلے علما کی یہ راے ہے کہ معجزہ نبوت ورسالت کی دلیل ہے - لیکن اگر ایسا ہے تو مذکورۂ بالا واقعہ دیکھنے کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ معجزہ واقعی نبوت کی دلیل تھا تو آپ نے کفار مکہ کی خواہش کے مطابق ایسے امور کیون نہ ظاہر کر دیئے تاکہ انھین اطمینان ہو جاتا - اور آپ پر ایمان لے آتے - آنحضرت ہی کی تخصیص نہین تمام انبیا کی تاریخ مین اس امر کا پتہ چلے گا کہ دشمنان خدا اور مخالفین اُن سے معجزے کے خواستگار ہوتے تھے اور اُن کی طرف سے انکار ہوتا تھا - حضرت مسیح کو جس وقت یہودی گرفتار کر کے رومی والی اور یہودی صوبہ دار کے سامنے لے گئے ہین اُس وقت اُن سے بھی ایسی ہی فرمایش کی گئی تھی - اور باوجودیکہ اُسی صبح کو مصلوبیت کا واقعہ پیش آیا مگر آپ نے یہ نہین کہا کہ مین ایسے مافوق الفطرۃ تماشے دکھا سکتا ہون - حالانکہ معجزات کو ثبوت نبوت مین اگر کچھ بھی دخل ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ حضرت مسیح اُن کی واجبی درخواست پوری کرنے مین تامل کرتے -

ہمارا یہ منشا نہین کہ پیمبرون سے معجزات ظاہر ہی نہین ہوتے - بیشک وقتاً فوقتاً اُن کا ظہور ہوتا رہا - مگر دلیل کے طور پر نہین بلکہ خدا کی مرضی کے مطابق کوئی وقتی دشواری یا مصیبت دفع کرنے کے لیے - حضرت موسیٰ نے

[1] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰

قوم کو پیاس مین مبتلا اور تشنگی سے مرتے دیکھ کے پہاڑ سے پانی کا چشمہ جاری کردیا یا اور کسی طرف معجزہ پاکے بحر قلزم مین راستہ بنالیا۔ حضرت عیسٰی نے تھوڑی روٹی سے ایک بڑی جماعت کو کھانا کھلادیا۔ یا کسی بیمار اور مُردے کو اپنی وقتی ضرورت یا جوش کے لحاظ سے اُٹھا کے بٹھادیا۔ اسی طرح نبی آخرالزمان علیہ السلام نے ایک کٹورے پانی سے ساری فوج کی پیاس بُجھادی۔ ایک ناتوان اور ایسی بکری سے جس کے ابھی بچہ نہین ہوا تھا دودھ دوہ لیا۔ یہ سب باتین دلیل نبوت کی حیثیت سے نہین بلکہ وقتی ضرورت رفع کرنے کے لیے یہ ظاہر ہوئین لہذا ان کی نسبت یہ خیال کرلینا کہ نبوت کی دلیلین تھین غلطی ہے۔ اور ایسی غلطی کی بدولت بہت سے اعتراضات پیدا ہون گے اور اُنکا جواب نہ بن پڑیگا۔

غریب مسلمانون پر اب بھی اگرچہ سخت سخت ظلم ہو رہے تھے مگر اب اُن کا دینی جوش بہت بڑھ گیا تھا۔ اخفاے حق نے اُن کے دلون مین ایک ایسا ہیجان پیدا کردیا تھا کہ چاہے کیسی ہی آفت کا سامنا ہو مگر اپنا جوش ایمانی ظاہر کرنے پر آمادہ ہوجاتے۔ ایک دن آپ کے تمام اصحاب جمع تھے کہ

عبداللہ بن مسعود کی کعبے مین قرآن خوانی

عبداللہ بن مسعود نے کہا "مشرکین نے اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان سے قرآن سُنا ہے کسی اور کی زبان سے نہین سُنا"۔ لوگون نے جواب دیا "بھلا اس کی کسے جرأت ہوسکتی ہے؟" ابن مسعود نے کہا "اس کے لیے مین حاضر ہون"۔ یہ بیچارے کم زور و ناتوان آدمی تھے خاندان والون مین بھی اتنی قوت نہ تھی کہ اپنا دباؤ ڈال کے اُن کی جان بچالیتے۔ اسی خیال سے سب نے کہا "اس کام کے لیے تو کوئی ایسا آدمی چاہیے جس کے کچھ حامی بھی ہون اور مشرکین کو اُس پر حملہ کرتے ہوئے تھوڑا بہت تامل ہو"۔ ابن مسعود نے کہا

"مجھے جانے تو دو - دیکھو کیا ہوتا ہے" یہ کہہ کے وہ کچھ دور چڑھے خانۂ کعبہ کے پاس پہونچے - اور باآواز بلند بسم اللہ کہہ کے سورۂ الرحمن پڑھنا شروع کر دی - قریش نے حیرت و تامل سے اُن کی صورت دیکھی اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کے بولے "یہ کیا پڑھ رہا ہے؟" کوئی بولا "وہی جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اُترا ہے" - اتنا سننا تھا کہ سب دوڑ پڑے اور اُن غریب کے منھ پر چاروں طرف سے تھپڑ پڑنے لگے - مگر ابن مسعود کی یہ حالت تھی کہ پٹتے جاتے تھے اور قرأت قرآن سے زبان نہ رکتی تھی - یہاں تک کہ مذکورۂ بالا سورۃ کا زیادہ حصہ پڑھ لیا تو اپنی جگہ سے ہٹے - لیکن اتنی ہی دیر میں سارا چہرہ لہولہان ہو گیا تھا - مسلمانوں نے یہ حالت دیکھ کے کہا "اسی بات کو ہم ڈرتے تھے" ابن مسعود نہایت جرأت سے بولے "اس کا تو خیال بھی نہ کرو - خدا کی قسم مشرکین کے حلقے آج سے زیادہ گوارا مجھے کبھی نہیں معلوم ہوئے تھے - کہو تو کل پھر جا کے قرآن سناؤں" سب نے کہا "اب اس کی ضرورت نہیں"[ع]

اہل کتاب کی نسبت مشرکین کا عقیدہ اہل مکہ جاہلیت میں مدت سے اس امر کے معترف چلے آتے تھے کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصارا قدیم تاریخ اور گذشتہ واقعات سے خوب واقف ہیں اور اُن کا مذہب ایسا یا اصول ہے کہ ہر جھوٹے سچے دعوے دار مذہب کا اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں اور یہی سبب تھا کہ آپ کے ظہور سے پیشتر عرب میں قدیم مذہب مغلوب ہوتا جاتا تھا اور نصرانیت غلبہ حاصل کر رہی تھی - جب آپ کا دعوائے نبوت اصول توحید سے مضبوط ثابت ہوا - اور بتوں کی حمایت میں مشرکین کے بنائے کچھ نہ بنی - تو بجائے اس کے کہ خدائے واحد ذوالجلال پر ایمان لائیں محض تعصب کے سبب سے اہل کتاب

ع السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۵

کی طرف متوجہ ہوئے اور ارادہ کیا کہ غیرون سے مدد لے کے آپ کو قائل کرین
آپ کی مخالفت کے لیے یہود سے مدد لی جاتی ہے
اور دیگر مذاہب سے قرض لی ہوئی دلیلین آپ کے مقابلے مین پیش کرین - اسی غرض کے لیے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط مدینۂ طیبہ مین جو اُن دنون یثرب کے نام سے مشہور تھا بھیجے گئے تاکہ یہود سے مل کے آپ کی مخالفت کا سامان فراہم کرین احبار یہود نے تین سوال بتائے جن کا جواب اُن کے خیال مین سوا وحی آسمانی کے اور کسی طرح نہ دیا جا سکتا تھا - اُن سوالون مین سے ایک تو یہ تھا
یہود کے سوال
کہ اصحاب کہف کون لوگ تھے اور اُن کی سرگذشت کیا ہے - دوسرے یہ کہ ذوالقرنین کون شخص تھا - اور اس کے کیا حالات ہین - تیسرے یہ کہ روح کیا چیز ہے - مشرکین نے مدینے سے واپس آکے جب یہ سوال آپ کے سامنے پیش کیے تو آپ نے فرمایا کہ کل جواب دون گا - اور جلدی مین اِن شاء اللہ کہنا بھول گئے - اس غفلت کا یہ نتیجہ ہوا کہ پندرہ دن تک نہ جبریل آئے اور نہ وحی نازل ہوئی - آپ انتہا سے زیادہ ملول واندوہگین تھے - اور سب سے زیادہ ستم یہ تھا کہ مشرکین نے طعنہ بازیان شروع کر دین - آخر پندرہ دن بعد خداوند جل و علا مہربان ہوا - اور آپ کو مذکورہ سوالون کے جواب وحی کے ذریعے سے بتائے گئے - اگرچہ یہ امر اہل مکہ کے ایمان لانے کے لیے
آیات قرآنی کا مضحکہ
کافی تھا - مگر اب بھی اسی طرح تمرد وعداوت پر آمادہ رہے بلکہ اب پہلے سے زیادہ عداوت پر کمر باندھ لی - باہم یہ تجویز قرار پائی کہ آیات قرآنی کا مضحکہ اُڑائین - اور جب آپ تلاوت کرین تو ایسا شور غل مچائین کہ آپ کی آواز کسی کے کان تک نہ پہونچنے دین - چنانچہ اب اُن کا معمول ہو گیا تھا کہ ادھر آپ نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور اُدھر

وہ مسخرہ پن کرنے لگے - اور ہر طرف سے ایک ہنگامہ بپا ہو گیا"

باب ہشتم

ہجرت حبشہ تا اسلام فاروق اعظم

ہجرت حبشہ کا آغاز - مہاجرین حبشہ حضرت عثمانؓ اور آپ کی صاحبزادی رقیہ بھی حبشہ جاتی ہین - نجاشی - کفار کی عجیب غلط فہمی - حبشہ کی دوسری ہجرت - اُن غریب الوطنون کی تعداد ارض حبشہ مین اُن کی آزادی - نجاشی کے دربار مین کفار مکہ کی سفارت سفیرون کی سازش - نجاشی کی عدالت پروری - دربار مین حضرت جعفرؓ کی فصیح و بلیغ تقریر - نجاشی کے دل مین بھی فوراً ایمان چمکتا ہے - جعفر طیار وکلاے مکہ کو قائل کرتے ہین وکلاے مکہ کی دوسری ذلیل کوششین - اور پھر ناکامی - نجاشی کی سرگذشت - وہ چھ سو درہم پر بکتا ہے - تخت نشینی - اُس کے مسلمان ہونے پر اہل دربار کی بغاوت اُس کا حیلۂ شرعی - آنحضرت پر دشمنون کی زیادتیان - آپ کی عزلت گزینی - عمر بن الخطاب - آپ اُن کے ایمان لانے کی دعا مانگتے ہین - اُن کے اسلام قبول کرنے کی شان - وہ آنحضرت کے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہین - عمر فاروقؓ اپنی مسلمان بہن کے گھر مین - اُن کے دل پر نور اسلام کی پہلی شعاع - کلام ربانی کا اثر - عمر فاروقؓ آنحضرت کے دروازے پر - اُن کا ایمان لانا - اُن کی آزادی کا پہلا نمونہ - مشرکین کی یورش عمرؓ فاروق اور ابوجہل ابن ہشام کا سامنا -

ہجرت حبشہ کا آغاز اب مکے مین یہ حالت ہو رہی تھی کہ آپ نہایت پریشان تھے - مشرکین کی اس قدر یورش تھی کہ ابوطالب کی حمایت بھی بعض اوقات اور بعض حالتون مین آپ کے لیے کافی نہ نظر آتی - تاہم آپ تو جو کچھ سختیان

ف سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۹۳ تا ۲۰۰

پیش آتین خدا پر نظر کر کے جھیل لیتے مگر آپ پر ایمان لانے والون پر ایسا جور و ستم ہو رہا تھا کہ وہ غریب پسے جاتے تھے۔ بعض غلامون پر جو زیادتیان ہوتی تھین اُن کا تو نہیر یہ علاج ہوا کہ ابوبکر صدیق نے اپنا روپیہ صرف کر کے اُن کو آزادی دلائی۔ مگر اب آزاد اور معزز درجے کے مسلمانون کو بھی آزار پہونچ رہا تھا اور وہ روز بروز زندگی سے تنگ آتے جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کے آپ نے مسلمانون سے فرمادیا کہ "بہتر ہو اگر تم یہان سے نکل کے ارض حبشہ مین چلے جاؤ۔ وہان کا فرمان روا عدل پرور ہی۔ امید ہی کہ اس کی قلمرو مین تم پر کوئی جبر و تشدد نہ ہوگا" مسلمان عاجز تو ہو ہی رہے تھے۔ آپ کا اشارہ پاتے ہی اکثرون نے ترک وطن کا سامان کر دیا۔ سب کے پہلے حضرت عثمان ذی النورین اور آن کی بی بی یعنی آپ کی صاحبزادی رقیہ نے سفر کی تیاریان کر دین پھر ابو حذیفہ اور زبیر بن عوام کے سے چند اور سابق الایمان لوگون نے وطن کو خیرباد کہی۔ الغرض بعثت کے پانچوین سال رجب کے مہینے مین مسلمان مفرورین کا پہلا مختصر گروہ مکے سے بحر قلزم کے سواحل کی طرف روانہ ہوا۔ جس مین دس گیارہ مرد اور چار عورتین تھین ان مین سے بعض لوگ پا پیادہ گئے۔ اور بعض سواریون پر حضرت رقیہ کے ساتھ آپ کی دائی اور کھلائی اُم ایمن بھی تھین۔ جناب رقیہ کے مین نہایت ہی حسین و صاحب جمال مشہور تھین اور اُن کے شوہر حضرت عثمانؓ کی خوش روئی اور خوبصورتی کا بھی چرچا تھا۔ چنانچہ اکثر عورتین یہ شعر گایا کرتی تھین کہ

احسن شئی قد یری انسان رقیۃ وبعلہا عثمان

مہاجرین حبشہ

حضرت عثمان اور آپ کی صاحبزادی رقیہ بھی حبشہ جاتی ہین

ع ابن اثیر۔ جلد ۲ صفحہ ۲۸

بہترین چیز جسے انسان دیکھے رقیہ ہین اور اُن کے بعد عثمانؓ) آپ کا رقیہ اور عثمانؓ مین دل لگا ہوا تھا۔ لہذا کسی کو بھیجا کہ اُن کے روانہ ہو جانے کی خبر لاکے سنائے اس شخص کو آنے مین دیر ہوئی۔ اور آپ کا تعلق خاطر بڑھتا جاتا تھا۔ آخر دیر کے بعد جب وہ آیا۔ اور دونون کی خیریت سے روانہ ہو جانے کی خبر سنائی تو بولا مین عرض کرون کہ مجھے دیر کیون ہوئی۔ اصل یہ ہے کہ مین اُن کے حسن وجمال مین ایسا محو ہوا کہ واپسی کی فکر ہی نہ رہی۔ یہ لوگ چونکہ مشرکین سے چھپ کے روانہ ہوئے تھے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ مکے سے متفرق طور پر نکلے پھر آگے جا کے مل گئے۔ اور اس پہلے گروہ کے بعد اور بہت سے مسلمانون نے بھی وہین جا کے پناہ لینی شروع کی۔

ارض حبشہ مین قریش لوگ معمولاً تجارت کو جایا کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے سمندر پار ہونے کے لیے سواحل جدہ پر جہاز اکثر تیار ملتے۔ اسی سبب سے مشرکین قریش جو مفرورین کے تعاقب مین روانہ ہوئے تھے اُنھین نہ پا سکے اور وہ نصف دینار کرایہ ادا کر کے سمندر سے پار ہو گئے[۱]۔ وہان کا فرمان روا نجاشی | نجاشی کے لقب سے مشہور تھا۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہایت ہی نیک اور انصاف پرور تھا۔ اس کی مملکت مین یہ غریب الوطن مسلمان نہایت آزادی اور امن وامان سے زندگی بسر کرنے لگے۔ مگر سب کا دل گھر مین لگا ہوا تھا۔ اور منتظر تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تبلیغ مین کب آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اور اُنھین وطن کی صورت دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ رجب کے مہینے مین یہ لوگ گئے تھے۔ شعبان اور رمضان دو مہینے

---

[۱] السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۲۳

[۲] تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۳۲۶

رہنے پائے تھے کہ خبر آئی اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین قبول کرلیا۔ اتنا سننا تھا کہ سب نے خوش ہوکے گھر کی طرف کوچ کر دیا۔ اور واقعہ یہ ہوا کہ ماہ مبارک رمضان مین آپ پر سورۂ والنجم نازل ہوئی۔

کفار کی عجب غلط فہمی

اُسکے سناتے وقت جب آپ اس آیت پر پہونچے کہ "افرائیتم اللات والعزّی و مناۃ الثالثۃ الاخری" تو مشرکین غلط فہمی سے سمجھے کہ آپ نے ان بتون کی تعریف کی۔ اور اس قدر خوش ہوئے کہ سورۃ کے آخر مین جب آپ نے سجدہ کیا تو اپنے بتون کی تعظیم کے خیال سے وہ بھی سجدے مین گر پڑے۔ اس کے بعد آپ گھر مین تشریف لے گئے اور اہل مکہ مین مشہور ہوگیا کہ آپ نے معاذ اللہ بتون کی عظمت مان لی۔ جب اس واقعے کی آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے تردید کی۔ مگر مکے مین جو افواہ اڑی تھی وہ ارض حبشہ تک پہونچی۔ اور وہان کے غریب الوطن مسلمانون کو خیال گذرا کہ معلوم ہوتا ہے آپ مین اور مشرکین مین صلح ہوگئی۔ لہذا شوال کے مہینے مین سمندر سے اُتر کے وہ مکہ کی طرف آتے تھے کہ راستے مین سنا وہ افواہ غلط تھی۔ اور مشرکین کی آزار دہی و ایذا رسانی بدستور جاری ہے۔ مگر اب گھر کے قریب آچکے تھے اپنے اپنے دوستون کی ذمے داری و کفالت پر مکے مین آئے۔ اور پھر انھین مصیبتون مین

عہ اس قصے کو اکثر مفسرین بیان کر رہے ہین۔ اور اس طریقے پر کہ آپ وحی کی دو آیتین بھول گئے تھے اُن کی جگہ جو جملے آپ نے ادا کیے اُن سے بتون کی تعریف نکلتی تھی۔ رات کو جبرئیلؑ نے آکے بتایا تو آپنے صحیح آیتین پڑھکین اور اپنی غلطی پر نادم ہوئے اور ڈرے۔ مگر محققین کو اس واقعے سے قطعاً انکار ہے۔ محدثانہ اصول پر کسی صحیح حدیث سے اسکی تصدیق نہین ہوتی۔ اسی وجہ سے محدثین زور و شور سے انکار کر رہے ہین۔ اور واقعی یہ بالکل بے سروپا ہے۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ مشرکین سے کوئی ایسی غلط فہمی بیشک ہوئی تھی۔ آپنے کچھ فرمایا اور وہ کچھ سمجھے۔ جسکی وجہ سے یہ خبر اڑ گئی کہ مشرکین

مین اور آپ مین موافقت ہوگئی۔ عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۴۸ و ۳۴۷

جبشہ کی دوسری ہجرت | مبتلا ہو گئے۔ آخر چند روز بعد پھر آپ نے اُنھیں جبشہ جانے کی اجازت دے دی اور چونکہ ان لوگون کی زبانی وہان کی آزادیون کا حال تمام مظلوم مسلمانان مکہ کو معلوم ہو چکا تھا لہذا اب بہتون نے سفر کا سامان شروع کر دیا۔ اور جس سے بنی سیدھا نجاشی کی قلمرو کی طرف چل کھڑا ہوا۔ چند روز مین آگے پیچھے سفر کر کے کل بیاسی مسلمان اُس امن و امان کی سرزمین مین جا کے مقیم ہو گئے۔ اور آنحضرت

اُن غریب الوطنون کی تعداد | صلعم مکے مین اُسی طرح تبلیغ دین کیے جاتے تھے۔ کبھی مجبور ہو کے خفیہ طور پر ہدایت کرتے اور کبھی موقع پا کے علانیہ۔ مگر جو مسلمان مکے مین تھے ان مین سے اکثر اپنے ایمان لانے کو ظاہر نہ کرتے تھے۔

ارض جبشہ مین اُن کی آزادی | مگر مسلمان مہاجر جو ارض جبشہ مین تھے وہ علانیہ اپنا دین ظاہر کرتے۔ بآزادی خدا کی عبادت بجالاتے۔ اور سوائے بارگاہ رسالت سے جدا ہونے کے اُنھین اور کسی بات کی تکلیف نہ تھی۔ اُن کا حال سُن کے وہ غریب اہل مکہ جو آپ پر ایمان لانا چاہتے تھے مگر کفار کے خوف سے جرأت نہ کر سکتے اب بے تکلف مسلمان ہونے پر آمادہ ہو گئے۔ اس لیے کہ جانتے تھے اگر کوئی زیادتی ستائے گا تو ارض جبشہ مین چلے جائین گے۔ یہ رنگ دیکھ کے کفار مکہ بہت گھبرائے اور ڈرے کہ جب مسلمان ہماری گرفت سے باہر ہین تو یقینا اسلام کی جڑ بھی مضبوط

نجاشی کے دربار مین کفار مکہ کی سفارت | ہو جائے گی۔ چنانچہ اس کا تدارک یہ کیا کہ عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص بہت سے تحف و ہدایا کے ساتھ گویا قریش اور اہل مکہ کے

سفیرونکی سازش | وکیل بن کے نجاشی کے دربار مین پہونچے۔ وہان پہونچ کے انھون نے پہلے تو بہت کچھ روپیہ صرف کر کے اور مختلف ہدیے اور تحفے پیش کر کے تمام معززین جبشہ اور نجاشی کے کل اہل دربار کو موافق و ہمزبان بنا لیا۔ پھر نجاشی کے سامنے

---

۵۴ تاریخ الخمیس جلد ۱ - صفحہ ۳۲۷ ۵۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۹

ان الفاظ مین اپنی درخواست پیش کی کہ "ہمارے شہر مین چند نالائق نوجوان پیدا ہو گئے ہین جنھون نے دین مین تفرقہ ڈال رکھا ہے۔ نہ اپنے ہی دین پر قائم رہے اور نہ بادشاہ کا دین قبول کیا۔ ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جس سے نہ ہم واقف ہین نہ حضور۔ چند روز سے اُن لوگون نے حضور کی قلمرو مین آ آ کے پناہ لینی شروع کی ہے۔ لہذا وہان کے سن رسیدہ اور معزز لوگون نے ہمین اس دربار مین بھیجا ہے کہ ہمارے شہر اور ہماری قوم کے جو مفرور یہان آئین ہمارے سپرد کر دیے جائین"۔

نجاشی کی عدالت پروری

نجاشی نے یہ درخواست سُن کے اہل دربار سے مشورہ کیا وہان تو پہلے ہی سے کہی بدی تھی سب نے بالاتفاق تائید کی۔ نجاشی اپنے ارکان دولت کی یہ یک طرفہ رائے سُن کے بگڑا اور کہا "یہ تو کسی طرح نہین ممکن ہے کہ جن لوگون نے میرے دامن مین پناہ لی ہے وہ اپنے دشمنون کے حوالے کر دیے جائین" پھر بولا "اچھا اُن لوگون کو بھی سامنے بلاؤ۔ دیکھون وہ کیا کہتے ہین؟" حسب الحکم وہ غریب الوطن مسلمان بھی حاضر دربار کیے گئے جن مین سب سے ممتاز اور فصاحت سے گفتگو کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابن عم جعفرؓ ابن ابی طالب تھے جو اپنی آیندہ شہادت کے بعد جعفر طیار کے لقب سے یاد کیے جاتے ہین۔ یہ لوگ جیسے ہی سامنے گئے نجاشی نے پوچھا "وہ کون سا مذہب ہے جس کے لیے تم نے اپنا آبائی دین بھی چھوڑا اور

دربار مین حضرت جعفر کی فصیح و بلیغ تقریر

ہمارے مذہب کی طرف بھی توجہ نہ کی" جعفرؓ نے ادب و شایستگی سے اس شاہی دربار مین یون تقریر کی کہ "اے بادشاہ ہم جاہل لوگ تھے۔ بُت پوجتے مُردار کھاتے۔ بدکاریون مین مبتلا رہتے۔ تعلقات قرابت کو قطع کرتے پڑوسیون کا کوئی حق نہ سمجھتے۔ اور ہمارا زبردست ضعیفون اور ناتوانون کو کھائے جاتا تھا۔ یہ خراب حالت ہو رہی تھی کہ اللہ جل شانہ نے

ہمارے پاس ایک پیغمبر بھیجا جس کی شرافت سچائی۔ دیانت اور پرہیزگاری سے ہم سب واقف ہین۔ اُس نے ہمین توحید وخدا پرستی کی طرف بلایا۔ اور کہا پتھرون اور بتون کو جو باپ دادا کے وقت سے پُجتے آتے ہین چھوڑ دو سچ بولو۔ امانت داری کرو۔ اس کے علاوہ اُس نے ہمین تعلقات قرابت مضبوط کرنے۔ پڑوسیون پر مہربان رہنے۔ بدکاری وخونریزی سے بچنے۔ فحش وریاکاری کے پاس نہ جانے۔ اور نماز روزے اور زکوۃ کی پابندی کرنے کا حکم دیا۔ اُس کی نصیحت ہم نے مانی۔ جن باتون کو بُرا کہا بُرا سمجھے۔ اور جنھین اچھا بتایا اچھا خیال کیا۔ اس پر ہماری قوم والے بگڑے۔ ہمین طرح طرح کی تکلیفین دینے لگے۔ اور ہر قسم کی دشواریان پیدا کرکے چاہتے ہین کہ ہم پھر بت پرستی شروع کردین جب انھون نے بہت ستایا تو ہم نے مجبوراً وطن چھوڑ دیا اور آپ کی قلمرو مین آکے پناہ لی۔ اور اُمید ہے کہ آپ کے دامن عافیت مین آنے کے بعد ہم پر کوئی ظلم نہ کرسکے گا"۔ یہ ایسی موثر اور دل کو مغلوب کردینے والی تقریر تھی کہ نجاشی کے دل مین بھی ایک ذوق وشوق پیدا ہوا۔ بے اختیار بولا" بھلا تمھارے پاس اس وحی کا بھی کوئی حصہ ہے جو تمھارے پیمبر پر نازل ہوتی ہے؟" جعفر طیار نے کہا" جی ہان" اور سورہ مریم کی چند ابتدائی آیتین پڑھ کے سنائین۔ جن کا مطلب معلوم ہوتے ہی نجاشی کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور بولا" خدا کی قسم یہ نور اور وہ نور جسے موسیٰ لائے تھے دونون ایک ہی قندیل سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہین"۔

نجاشی کے دل مین بھی نور ایمان چمکتا ہے

جعفر طیار وکلائے کفار کو قائل کرتے ہین

اب بادشاہ کو ہم درد پاکے جعفر طیار نے کہا" ان لوگون سے پوچھا جائے کہ ہم غلام ہین یا آزاد۔ اگر غلام ہین اور

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰

اپنے آقا سے بھاگے ہین تو حضور بلا تامل ہمین اِن کے حوالے کر دین۔" عمرو بن عاص نے کہا۔" نہین غلام نہین۔ تم آزاد لوگ ہو۔" پھر جعفر نے پوچھا تو کیا ہمنے ناحق کسی کا خون بہایا ہے اور تم قصاص کے طالب ہو؟ یا ہم نے کسی کا مال چھین لیا اور تم اُسکی واپسی کے دعوے دار ہو؟" عمرو نے کہا" یہ بھی نہین۔" اب نجاشی نے خود متوجہ ہو کے عمرو سے پوچھا" یہ بھی نہین تو کیا اِن پر تمھارا کچھ قرض آتا ہے عمرو بولا" نہین۔" تب نجاشی نے صاف طور پر کہدیا کہ" جاؤ۔ مین خدا کی قسم ان لوگون کو کبھی تمھارے سپرد نہ کرونگا۔"

دوسرا کہ کی دوسری دلیل کوشش

اس وقت تو یہ لوگ حبشی دربار سے بے نیل مرام واپس آئے۔ مگر باہر نکل کے عمرو نے کہا اچھا دیکھو مین کل بادشاہ سے کہہ دونگا کہ یہ لوگ مسیح کو بھی خدا کا بندہ کہتے ہین۔ یہ سُن کے ممکن نہین کہ اُسے ان پر غصہ نہ آئے۔" اور ایسا ہی ہوا۔ دوسرے دن عمرو نے حبشی دربار مین آکے نجاشی کو مسلمانون کے اس عقیدے کی طرف متوجہ کیا۔ نجاشی نے جلاوطن مسلمانون کو پھر بلوایا اور پوچھا تو جعفر طیار نے اپنی اُسی سحر نما فصاحت سے کہا" حضرت مسیح کی نسبت ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ خدا کے بندے۔ پیغمبر اور اُس کی روح تھے۔ اور وہ کلمہ تھے جسے خدا نے کنواری مریم کے بطن مین

اور پھر ناکامی

ڈال دیا تھا۔" اتنا سنتے ہی نجاشی بے اختیار بول اُٹھا" بیشک تم سچ کہتے ہو ورواقعی مسیح کی یہی شان تھی" اب وہ مشرکین مکہ اور خاصتہً اُنکے وکیلون سے نہایت ہی ناراض تھا اُسکی برہمی آخر اس درجے کو پہونچ گئی کہ اُن کے تمام ہدیے واپس کر دیے اور کہا" مجھے اس کی حاجت نہین۔ خدا نے بھی سلطنت عطا کرتے وقت مجھ سے رشوت نہین لی تھی۔" بہرتقدیر اہل مکہ کی اس سفارت کا ایسا نتیجہ ہوا کہ مشرکین اپنی اغراض مین

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۲

نہایت ہی ناکام و نامراد ہی۔ اور مسلمان اس قدر گرویدہ اور شکر گذار ہو کے اُسکے دربار سے نکلے کہ ہمیشہ اُس کے لیے ترقی اقبال و دولت کی دعا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی حریف نے اُس پر حملہ کر دیا۔ اور اُس کی حالت نازک ہو چلی تھی مگر اُس کی تمام فکر مین مسلمانون سے زیادہ کوئی اُس کا ہم درد نہ تھا۔ اُس لڑائی سے مسلمانون کو یہان تک تعلق خاطر تھا کہ زبیر بن عوام خاص اس غرض کے لیے عین معرکۂ جنگ مین کھڑے رہے کہ جس قدر جلد ہو سکے اُسکی فتح کی خبر مسلمانون کو سُنا کے خوش کرین۔

نجاشی کی سرگذشت اس نجاشی کی داستان بھی دلچسپی سے خالی نہین۔ بچہ تھا کہ لوگون نے اُس کے باپ کو قتل کر کے چچا کو تخت پر بٹھا دیا۔ اور صرف اس لیے کہ اُس کے چچا کی اولاد زیادہ تھی۔ مگر جب وہ چچا کے دامن مین پرورش پا کے بڑا ہوا تو اُس کے سب بیٹون سے زیادہ لائق ہوشیار اور مدبر تھا یہ حالت دیکھ کے وہی لوگ جنھون نے اُس کے باپ کو قتل کیا تھا ڈرے کہ کہین یہی چچا کا جانشین بن کے باپ کے خون کا بدلہ نہ لے۔ اس خیال سے اُس کے تخت نشین چچا کو مجبور کر کے اُسے خارج البلد کرایا۔ اور اس ذلت کے ساتھ

وہ چھ سو درہم پر بکتا ہی کہ ایک سوداگر کے ہاتھ چھ سو درہم پر بیچ ڈالا۔ سوداگر اپنے شاہی خاندان کے غلام کو لے کے چلا تھا کہ چچا پر بجلی گری۔ اور اُس کے بیٹون مین سے کوئی اس قابل نہ ملا کہ سلطنت کی باگ اُسکے ہاتھ مین دی جائے مجبوراً وہی امرائے دولت جنھون نے اُسے بیچا تھا سوداگر کی تلاش مین نکلے اور اُسے پاتے ہی نجاشی کو چھین کے تخت پر بٹھا دیا۔ خدا کی قدرت کہ اُس

تخت نشینی سوداگر نے نجاشی ہی کے دربار مین آ کے فریاد کی کہ ان لوگون نے غلام کو تو چھین لیا۔ اور وہ قیمت نہین واپس دیتے جو مجھ سے لی تھی۔ ممکن تھا

کہ نجاشی اپنی قیمت شاہی خزانے سے ادا کر دیتا۔ مگر اُس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اُنھیں لوگوں سے قیمت دلوائی۔ نجاشی نے جو کہا تھا کہ خدا نے سلطنت دیتے وقت مجھ سے رشوت نہیں لی اس میں اسی واقعے کی طرف اشارہ تھا۔

اُس کے مسلمان ہونے پر اہل دربار کی بغاوت

لیکن اب نجاشی نے جب علانیہ اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کے ہر عقیدے کی تصدیق کی تو ساری مسیحی رعایا بگڑ گئی۔ ملک دولت میں ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اور خود اُس کی فوج والے مقابلے کو تیار ہو گئے۔ نجاشی نے یہ حالت دیکھ کے اُسی وقت جعفر طیار کے پاس کہلا بھیجا "میں نے جہازوں کا انتظام کر دیا ہے۔ اُن پر سوار ہو کے آپ سواحل سے ذرا فاصلے پر ٹھہریئے۔ اگر اس مہم میں میں غالب آؤں تو فوراً واپس چلے آیئے گا۔ اور اگر معاملہ دگرگوں ہو تو جدھر جی چاہے چلے جایئے۔ پھر یہ کلمات کہ اشہد ان لا الہ

اُس کا جملہ شرعی

الا اللہ۔ اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ واشہد ان عیسیٰ عبدہ ورسولہ وروحہ وکلمتہ القاہا الی مریم" ایک کاغذ پر لکھ کے اپنی قبا کے اندر رکھ لیے۔ اور مقابلے کو روانہ ہوا۔ مگر لڑائی بے سود تھی۔ اس لیے کہ وہ اکیلا اور ساری خدائی مقابلے پر آمادہ تھی۔ ولندی فوجوں کا سامنا ہوتے ہی اُس نے پوچھا "تم لوگ کیوں بغاوت پر آمادہ ہو؟" جواب ملا "اس لیے کہ آپ نے اپنا مذہب بدل دیا۔ اور کہتے ہیں کہ مسیح خدا کے بندے تھے" پوچھا "اور تم مسیح کے بارے میں کیا کہتے ہو؟" سب لوگ بولے "ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ خدا کے بیٹے تھے" یہ سُن کے نجاشی نے کہا "اور میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ مسیح" یہ کہہ کے اپنا ہاتھ اُس مقام پر رکھ لیا جہاں قبا کے نیچے وہ کاغذ رکھا ہوا تھا۔ لوگ سمجھے کہ نجاشی اپنے اُسی قدیم عقیدے پر قایم ہے۔ فوراً سر اطاعت جھکا دیا۔ اور نجاشی پھر آزادی سے حکومت کرنے لگا۔

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۱۹ تا ۲۲۳۔

آنحضرت پر دشمنون کی زیادتیان

اب مکے والون کی یہ حالت تھی کہ جب بہت سے مسلمانون کو ارض حبشہ مین جاکے پناہ مل گئی اور اُن کی مخالفت مین اُن کا کوئی زور نہ چل سکا تو آنحضرتؐ کی ایذارسانی مین اور سرگرمی دکھانے لگے۔ یہ بعثت کا چھٹا سال تھا۔ اور اسی زمانے مین دشمنون نے آپ کو یہان تک تنگ کردیا تھا کہ آپ نے سب جگہ کا آنا جانا بھی چھوڑا۔ اور کوہ صفا پر ارقم بن ابی ارقم کے گھر مین چھپ کے بیٹھ رہے۔ اور اسی سے پتا لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی اور دیگر مسلمانون کی مصیبتون کے جو واقعات ہم پیشتر بیان کرچکے ہین اُن مین سے اکثر اسی زمانے مین گذرے سید الشہدا حمزہؓ کا ایمان لانا۔ ابوبکر صدیقؓ کا بُری طرح سے پیٹا جانا۔ یہ سب واقعات قریب قریب انھین دنون کے ہین۔ ارقم کے گھر مین آپ ایک

آپ کی عزلت گزینی

مہینے تک مقیم رہے اور انتالیس مسلمان جو مکے مین تھے وہ بھی آپ کے ساتھ اُسی گھر مین جا بیٹھے۔ مگر سچ یہ ہے کہ اب مظلومی انتہا درجے کو پہونچ گئی تھی۔ اور خدا کو منظور تھا کہ اس خانہ نشینی کے بعد اس قوت سے باہر نکلین کہ اسلام کی جڑ ہمیشہ کے لیے مضبوط ہوجائے۔ حمزہؓ جو مکے کے ایک زبردست اور شجاع

عمر بن الخطاب

مرد میدان تھے وہ پہلے ایمان لاچکے تھے۔ اب اُن کے تھوڑے ہی زمانے بعد حضرت عمرؓ ایمان لائے جو مکے کے بڑے صاحب اثر اور زبردست رُکن تھے اور جن سے مخالفون کی قوت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اس لیے کہ عمرؓ بن الخطاب اِس سے پیشتر آپ کے سخت مخالف تھے اور آپ کو ایذا پہونچانے مین بہت کچھ مستعدی دکھاتے تھے۔ عمرؓ بن الخطاب اور ابوجہل بن ہشام یہی دو شخص چونکہ مشرکین مین سب سے زیادہ زبردست اور آپ کی مخالفت کا جوش بڑھانے والے تھے لہذا آپ نے

۵۷ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۰۳۔

آپ اُن کے ایمان لانے کی دعا مانگتے ہین

دعا مانگی کہ "بارالہا اسلام کو ان دونون مین سے کسی ایک کے ہاتھ سے قوت دے۔ یعنی ان مین سے کسی کو ہدایت دے کہ اسلام کا حامی و مددگار بنے۔ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی۔ اور عمرؓ بن خطاب خود حاضر ہو کے ایمان لائے۔ یہ واقعہ غالبًا دوسری ہجرت حبشہ کے ابتدائی زمانے کا ہی۔ اس لیے کہ عمرؓ فاروق کے ایمان لانے تک تقریبًا چالیس ہی آدمی ایمان لائے تھے۔ اور حبشہ مین آخر وقت تک بیاسی مسلمان پہونچ چکے تھے۔

اُن کے اسلام قبول کرنے کی شان

عمرؓ بن الخطاب کے ایمان لانے کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہین۔ ایک دن کفار قریش باہم بیٹھ کے آپ کا اثر مٹانے کی تدبیرین سوچ رہے تھے۔ جب اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی تو بولے "اچھا بتاؤ کس مین اتنی جرأت ہی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر ڈالے"۔ عمرؓ جوش مین آ کے بولے "اس کام کو مین اپنے ذمے لیتا ہون"۔ سب نے مستعد دیکھ کے اور اُبھارا۔ اور وہ تلوار باندھ کے آپ کی

وہ آنحضرت کے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہین

تلاش مین نکلے۔ جب معلوم ہوا کہ آپ ارقم کے گھر مین ہین تو اُسی طرف رُخ کر کے چل کھڑے ہوئے۔ راستے مین نعیم بن عبداللہ نام ایک صحابی ملے جو اسلام قبول کر چکے تھے مگر اہل مکہ کے خوف سے چھپاتے تھے۔ پوچھا "کہان جاتے ہو؟"۔ عمرؓ نے جواب دیا "جاتا ہون آج اس صابی شخص کا کام بھی تمام کر دون گا"۔ مشرکین عمومًا آپ کو اور اُن تمام لوگون کو جو مسلمان ہو جاتے صابی کہا کرتے تھے۔ جس کے معنے اُن کی اصطلاح مین لامذہب یا بے دین کے تھے۔ نعیم نے یہ سُن کے سمجھایا اور کہا "کیون بے وقوف ہوئے ہو؟ بھلا

ع۵ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۰۳

عمر فاروق اپنی مسلمان بہن کے گھر مین

ممکن ہی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مارو اور بنی عبد مناف تمھاری جان چھوڑ دین؟ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ خاص تمھاری بہن فاطمہ بنت خطاب اور تمھارے بہنوئی سعید بن زید مسلمان ہو چکے ہین" اتنا سننا تھا کہ آپ کی طرف جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اور اپنی بہن کے گھر کی طرف پلٹ پڑے وہان اس وقت خبّاب بن ارت نام ایک صحابی بیٹھے دونون کو قرآن پڑھا رہے تھے عمرؓ کی آہٹ پاتے ہی انھون نے تو قرآن چھپا دیا۔ مگر عمرؓ گھر مین گھسے تو یہ کہتے ہوئے "بتاؤ تم کیا پڑھ رہے تھے؟" جواب "کچھ نہین" بس پھر کیا تھا بگڑ گئے اور بولے "مین سن چکا ہون کہ تم دونون محمد پر ایمان لے آئے ہو" یہ کہہ کے بہنوئی کو پکڑ لیا۔ اور مارنے لگے فاطمہ سے شوہر کی یہ مصیبت نہ دیکھی گئی دوڑ کے بیچ بچاؤ کرنے لگین۔ عمرؓ نے جھنجھلا کے بہن کو ایک ایسا تھپڑ مارا کہ اُنکا منھ لہولہان ہو گیا جب یہان تک نوبت پہونچ گئی تو دونون میان بیویون نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہان

اُن کے دل پر نور اسلام کی پہلی شعاع

ہم مسلمان ہو گئے ہین۔ تمھارا جو جی چاہے کرو" عمرؓ یہ حالت دیکھ کے ایک سناٹے مین آ گئے۔ اور جن کے چہرے کو خون آلود دیکھا تو دل مین ایک غیرت بھی پیدا ہوئی جو کسی مظلوم اور کمزور پر جور کر کے ہر شریف بہادر کے دل مین پیدا ہوا کرتی ہی۔ آخر تھوڑی دیر کے توقف کے بعد نرمی اور متانت سے بولے "اچھا وہ کتاب تو لاؤ جو تم پڑھ رہی تھین۔ دیکھون تو سہی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کیا اُترا ہی" بہن نے جواب دیا "قصہ جان پر کھیل گئی تھین کہا "ایسا نہین ہو سکتا۔ تم خدا کے کلام کو تلف کر دو گے" عمرؓ نے قسم کھائی کہ نہین مین پڑھ کے پھیر دون گا" تب وہ بولین "تو تم ابھی نجاست شرک مین مبتلا ہو۔ اور اس کلام کو وہی شخص چھو سکتا ہی جو پاک و صاف ہو" اتنی ہی باتون نے عمر فاروق کے دل پر نور ایمان کا اتنا اثر ڈال دیا تھا کہ بلا عذر و حجت جا کے غسل کیا۔ اور پھر آ کے قرآن کو مانگا۔

کلام ربانی کا اثر

فاطمہؓ نے یہان تک مستعد دیکھ کے وہ اجزائے قرآن نکال کے اُن کے ہاتھ مین دے دیئے۔ اُن مین سورۂ طٰہٰ لکھی تھی۔ عمرؓ نے چند ہی آیتین پڑھی ہون گی کہ متاثر ہوکے بولے "کیا اچھا کلام ہے!" اُن کی زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی خبابؓ نکل آئے جو کونے مین چھپے بیٹھے تھے۔ اور بولے "اے عمر مجھے خدا کی قسم امید ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے پیغمبرؐ کی دعا مین تم کو منتخب کیا کل ہی آنحضرتؐ نے یہ دعا کی تھی کہ خداوندا ابوجہل کے ہاتھ سے اسلام کو مدد دے یا عمرؓ بن خطاب کے ہاتھ سے" یہ سُن کے عمرؓ بولے "تو اچھا مجھے اُن کے پاس لے چلو" خبابؓ نے کہا میرے چلنے کی ضرورت نہین۔ آپ کوہ صفا پر ارقم کے گھر مین ہین تم خود چلے جاؤ" یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے تلوار اُٹھا لی اور کوہ صفا کی طرف چلے۔ وہان ارقم کے دروازے پر پہونچ کے دستک دی تو لوگون نے دروازے کی درزون سے جھانک کے دیکھا اور آنحضرتؐ کی خدمت مین جاکے عرض کیا "یارسول اللہ عمرؓ بن الخطاب آئے ہین اور تلوار باندھے ہوئے ہین" مسلمانون پر اُن کی اتنی ہیبت تھی کہ کسی کو دروازہ کھولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آپ کے تمام ہمراہیون مین حمزہؓ البتہ بڑے بہادر تھے۔ بولے "کیا مضائقہ ہے۔ آنے دو اگر اچھی نیت سے آئے ہین تو ہم اخلاق سے پیش آئین گے۔ ورنہ اُنھین کی تلوار سے اُن کی جان لین گے" حمزہؓ کے اطمینان دلانے کے بعد دروازہ کھولا گیا۔ اور عمرؓ اندر داخل ہوئے۔ سب انھین گھبرا گھبرا کے اور سہمی ہوئی نگاہون سے دیکھ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے ایک حجرے مین جاکے تنہا ملے۔ اور ملتے ہی اُن کی چادر کا کونا کھینچ کے کہا "اے عمرؓ سچ سچ بتاؤ کس ارادے سے آئے ہو؟" عمرؓ نے کہا۔ "اُس لیے کہ خدا اور اس کے

عمر فاروق آنحضرت کے دروازے پر

اُن کا ایمان لانا | رسولؐ پر ایمان لاؤن" یہ خلاف امید جواب سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی بے انتہا خوشی ہوئی کہ زور سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا" بعض روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر تمام مسلمانون نے اس زور سے تکبیر کہی کہ مسجد حرم مین جو کفار بیٹھے تھے وہ بھی سُن کے چونک پڑے[1]

اُن کی آزادی کا پہلا نمونہ | عمرؓ فاروق عجب مضبوط - بے ریا - اور نڈر طبیعت کے آدمی تھے - اُن کی فطرت کسی طرح اس امر کی متقاضی نہ ہوسکتی تھی کہ توحید اور دین حق کو اختیار کرنے کے بعد کسی سے چھپائین - اپنی مضبوطی کی پہلی یہ شان دکھائی کہ ایمان لاتے ہی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس سے نکلے تو راستے مین پوچھتے چلے کہ "مکے مین سب سے زیادہ پیٹ کا ہلکا کون شخص ہے؟" کسی نے کہا "جمیل بن معمر" سیدھے اُس کے پاس گئے اور کہا تم نے کچھ اور بھی سنا؟ مین مسلمان ہوگیا - اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیرون مین ہوں" حضرت عمرؓ یہ کہہ کے اچھی طرح پلٹے نہ ہون گے کہ وہ کعبہ کی طرف روانہ ہوا - عمرؓ تو جانتے ہی تھے کہ وہ کہان اور کس لیے جاتا ہے - خود بھی اُس کے پیچھے ہولیے جمیل نے خاص مسجد حرم کے پاس آ کے موذنون کی شان سے پکارا "اے اہل قریش عمرؓ بن الخطاب صابی ہوگئے" حضرت عمرؓ اُس کے پیچھے موجود تھے بولے "جھوٹا ہے کم بخت - صابی کیسا؟ مین تو اس بات پر ایمان لایا ہون کہ لا الہ الا اللہ و محمد عبدہ و رسولہ" اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ لوگ چارون طرف سے جھپٹ پڑے

مشرکین کی یورش | اور حضرت عمرؓ پر ہر جانب سے مشرکین کے حملے ہونے لگے آپ بہت دیر تک اُن سب کا جواب دیتے اور مقابلہ کرتے رہے - یہان تک کہ آفتاب سر پر آگیا - اور دھوپ کی حدت بڑھ گئی - اُس وقت تھکن اور

[1] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۲۴ تا ۲۲۷ [2] تاریخ الخمیس جلد ۱ - صفحہ ۳۲۴

اشتعال سے آپ زمین پر بیٹھ گئے۔ مگر لوگ اُسی طرح چارون طرف سے گھیرے ہوے تھے۔ اتنے مین عاص بن وائل سہمی آگیا۔ اور بھیڑ دیکھ کے پوچھنے لگا کیا ہے؟" لوگون نے کہا "عمرؓ صابی ہو گئے" یہ سُن کے عاص بولا "ہو گئے تو ہو جانے دو۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس مذہب کی چاہے پیروی کرے۔ کیا تم جانتے ہو کہ بنی عدی عمرؓ کے خون کا انتقام نہ لین گے؟" اس جملے نے عجیب اثر کیا جتنے لوگ گھیرے کھڑے تھے سب اِدھر اُدھر غائب ہو گئے۔ اور آپ اُٹھ کے گھر آئے۔

عمر فاروق اور ابوجہل ابن ہشام کا سامنا

اسی زمانے مین ایک دفعہ یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ عمرؓ بن الخطاب طواف کعبہ کر رہے تھے کہ ابوجہل بن ہشام کا سامنا ہو گیا اُس نے دیکھتے ہی کہا "مین نے سنا ہے تم صابی ہو گئے؟" عمرؓ نے اس کے جواب مین کلمہ شہادت پڑھا کہ "اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ" یہ الفاظ سنتے ہی مشرکین نے دوبارہ یورش کی۔ عمرؓ نے اس کی بالکل پروانہ کی۔ اور پوری دلاوری سے مقابلہ کرتے رہے۔ اور جب دیکھا کہ اکیلے سب کا جواب نہین دے سکتے تو حملہ آورون مین سے عتبہ بن ربیعہ کو پکڑ کے دے مارا اُس پر چڑھ بیٹھے۔ اور اس زور سے اُسکی آنکھون مین انگلیان گھسیڑین کہ وہ بیتاب ہو کے چیخنے لگا۔ اُس کی یہ حالت دیکھ کے سب علیحدہ ہو گئے۔ تب آپ اُسکو چھوڑ کے اُٹھے[1]

باب نہم

عہد اعلان تبلیغ تا وفات ابوطالب

آپ کعبے مین نماز پڑھتے ہین۔ بنی ہاشم سے تعلقات قطع کرنے پر قریش کا معاہدہ۔

[1] سیرت ابن ہشام صفحہ ۳۲۹ [2] تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۲۵

یا دوٹ آف سنشیور - ابوطالب کا احاطہ - نگرانی اور روک ٹوک - اس محصوری مین
بنی ہاشم کی مصیبت - مدد دینے والون پر سختی - اندنون آپ کی جان کا بھی اندیشہ تھا -
اب بھی آپ تبلیغ سے غافل نہ تھے - اس زمانے مین ابوبکر صدیق کی حالت - وہ بھی
ہجرت حبشہ کا سامان کرتے ہین - ابن دغنہ ان کی کفالت کرتا ہے - اب وہ تلاوت
قرآن سے روکے جاتے ہین - ابن دغنہ اپنی کفالت فسخ کرتا ہے - ابوبکر صدیق پھر آزار
پاتے ہین - قریش کے معاہدے کو دیمک کھا گئی - ابوطالب اپنے احاطے سے
نکلتے ہین - کفار سے گفتگو - مگر وہ اپنی قساوت نہین چھوڑتے - انھین مین لوگ
عہد شکنی پر آمادہ ہوتے ہین - وہ معاہدہ کالعدم ہوتا ہے - بنی ہاشم کو آزادی حاصل
ہوئی - طفیل بن عمرو کا ورود مکہ مین - قریش انھین آپ کی طرف سے بھڑکاتے ہین
مگر وہ ایمان لاتے ہین - اراش کے ایک سوداگر پر ابوجہل کا ظلم - وہ آپ کے
سامنے فریاد کرتا ہے - ابوجہل پر آپ کا معجزہ نما رعب - نصارائے نجران آکے ایمان
لاتے ہین - ضماد نام ایک عامل مکے مین آتا ہے - وہ بھی ایمان لاتا ہے - ابوطالب کی
وفات - کفار صلح کی کوشش کرتے ہین - مگر توحید کو کسی طرح نہین پسند کرتے -
خود ابوطالب پر تبلیغ اسلام - اور ان کا انکار مرتے وقت ان کی کلمہ خوانی -
ابوطالب کے ایمان مین اختلاف - ان کے مسلمان ہونے کے ثبوت -

آپ کعبے مین نماز پڑھتے ہین | حضرت عمرؓ نے اسلام لانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور دیگر مسلمانون کو جو اس وقت تک کونون مین چھپے اور مشرکین کے
خوف سے دبے بیٹھے تھے اس امر پر آمادہ کیا کہ اسلام کو علانیہ ظاہر کرین
اور خاص خانۂ کعبہ کے پاس جاکے بالاعلان نماز ادا کرین - چنانچہ آپ
اپنے تمام رفقا کے ساتھ ارقم کے گھر سے نکل کے کعبے مین تشریف لے گئے
اور مشرکین کے سامنے بآزادی نماز ادا کی - بس یہی وقت ہے جب سے اسلام کو

قوت حاصل ہوئی۔ اور آپ کو خانۂ خدا کے گرد نماز پڑھنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ سمجھنا چاہیے کہ اس دن سے تبلیغ کی آواز بھی قوی ہوگئی۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمزہؓ کے ایمان لانے سے بھی بڑی تقویت ہوگئی تھی۔ مگر یہ بات خدا نے حضرت عمرؓ ہی کے لیے مخصوص کردی تھی کہ اُن کے قوت بازو سے اسلام ایک بند گھر سے نکل کے شان وشوکت کے ساتھ عرب مین پھیلنے لگے۔

جب مشرکین قریش نے یہ حالت دیکھی کہ اب آپ ارقم کے گھر سے آکے خاص شہر مکہ مین آزادی رہنے لگے۔ حمزہؓ اور عمرؓ کے سے بہادر اور نبرد آزما جان باز آپ کے قوت بازو اور ممد ومعاون ہین۔ غریب اور کمزور مسلمانون کو بھی نجاشی کی قلمرو مین بہ امن وامان زندگی بسر کرنے کا موقع مل گیا ہے تو

بنی ہاشم سے تعلقات قطع کرنے پر قریش کا معاہدہ یا ووٹ آف سنشور

تو بھون نے جمع ہوکے باہم ایک تحریری معاہدہ کیا کہ بنی ہاشم وبنی مطلب سے شادی بیاہ۔ بیع وشرا۔ ربط وضبط مجالست ومواسات یک قلم موقوف کردین۔ اس معاہدے کو منصور بن عکرمہ نے جو بنی عبدالدار مین سے تھا اپنے ہاتھ سے لکھا۔ اور بعد تکمیل وہ خانۂ کعبہ مین لٹکا دیا گیا۔[۱] یہ معاہدہ بعثت کے ساتوین برس محرم کے مہینے مین لٹکایا گیا تھا۔[۲] تمام بنی ہاشم اس وقت تک باوجود اپنے قدیم مذہب پر قائم ہونے کے صرف تعلقات قرابت کی وجہ سے آپ کا ساتھ دے رہے تھے۔ قریش کا یہ رنگ دیکھ کے ابوطالب کے پاس جمع ہوے۔ اور چونکہ سارا شہر خلاف نظر آتا تھا اور وہ کسی صحبت مین جانے کے قابل نہین رہے تھے لہذا سب کے سب ابوطالب کی گلی

ابوطالب کا احاطہ

[۱] ابن خلدون تتمہ جلد دوم صفحہ ۹ [۲] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۳۱ [۳] تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۳۶

یا اُن کے مکانون کے احاطے مین آکے سکونت پذیر ہو گئے۔ ایک صرف ابولہب نے تو ان لوگون کا ساتھ نہین دیا اس لیے کہ وہ دشمنون کے مشورے مین شریک تھا باقی سبھون نے خود ہی باہر کی آمد و رفت چھوڑ دی۔

نگرانی اور روک ٹوک | لیکن کفار باہر سے بڑی نگرانی رکھتے اور کوشش کرتے کہ حتی الامکان کسی کو ان لوگون سے ملنے نہ دین تاکہ یہ لوگ عاجز آکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دین۔ اس امر مین ابوجہل کو سب سے زیادہ اہتمام تھا۔ چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کے پاس آئے تھے جو آنحضرتؐ کے ہمراہ ابوطالب کے احاطے مین تھین۔ اُن کے ساتھ ایک غلام تھا جو کچھ کھانا لیے آتا تھا۔ ابوجہل نے دیکھ کے ٹوکا کہ تم بنی ہاشم کے لیے کھانا لیے جاتے ہو؟ سارے مکے مین بدنام کردون گا۔ اتفاقاً اسی وقت ابوالبختری آگئے جو حضرت خدیجہ کے عزیزدارون مین تھے اور اصل ماجرا سُن کے ابوجہل سے کہا "تمھین کیا؟ وہ اپنی پھوپھی کے لیے کھانا لیے جاتے ہین۔ جس کے روکنے کا کسی کو حق نہین"۔ ابوجہل اس پر بگڑا۔ اور ابوالبختری اور اُس مین یہان تک مخالفت ہوئی کہ ابوالبختری نے اونٹ کے جبڑے کی ایک ہڈی اُٹھا کے اس زور سے ماری کہ ابوجہل کے خون جاری ہو گیا۔[۵]

اس محصوری مین بنی ہاشم کی مصیبت | یہ تو خیر ایک معمولی واقعہ تھا۔ سچ یہ ہے کہ بنی ہاشم نے ابوطالب کے محلے مین محصور ہو کے آپ کے ساتھ بڑی بڑی مصیبتین اٹھائین آپ نے کفار کا ایسا رعب دیکھ کے تمام مسلمانان مکہ کو ارض حبشہ مین چلے جانے کا حکم دیا اور خود درد مند چچا اور ہمدرد اہل خاندان کی حمایت مین بیٹھ رہے۔ تمام محصورین کو کھانے پینے اور ہر قسم کی تکلیفین تھین۔ کھانے کو کبھی صرف

[۵] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲۔

درختون کے پتے ہی ملتے اور صبر و شکر سے کھائے جاتے۔ مکے مین جو غلہ لانے والے تاجرون کا قافلہ آتا تو بنی ہاشم مین سے کوئی شخص خریدنے کو چلا جاتا۔ اور اُسے بھی یہ مصیبت پیش آتی کہ ابولہب سوداگرون کو بہکا کے بھاؤ بڑھوا دیتا۔ اکثر دونی جمع دینی پڑتی۔ بلکہ کبھی اس پر بھی کچھ نہ ملتا۔ اور وہ خالی ہاتھ گھر مین آکے بچون کو بھوکون مرتے دیکھتا۔ اور اُن کا بلکنا دیکھ کے کلیجا شق ہوتا۔ ہاشم بن عمرو بن حرث نے جو بعد مین مسلمان ہو گئے ایک رات کو موقع پا کے غلہ کے تین اونٹ پہونچا دیے تھے۔ قریش کو خبر ہوئی تو صبح ہی کو جا کے دھمکایا۔ اُنھون نے کہا اچھا پھر ایسا نہ ہوگا۔ مگر بنی ہاشم کی مصیبت پر ترس کھا کے ایک بار اُنھون نے ایک اور اونٹ پہونچا دیا۔ اتفاقاً پھر قریش کو پتہ لگ گیا۔ اب کی سب اُن بیچارے کی آبروریزی کے درپے ہو گئے تھے کہ خدا نے ابوسفیان کے دل مین کچھ نیکی ڈال دی۔ اور اُن کے بچانے سے بچ گئے۔

غلہ دینے والون پر سختی

یہ محصوری کا زمانہ تین سال تک رہا۔ اور اس پورے زمانے مین صرف یہی نہ تھا کہ بنی ہاشم کو کھانے کی تکلیف تھی بلکہ ہمیشہ آپ کی جان کا بھی اندیشہ لگا رہتا۔ ابوطالب کا معمول تھا کہ ابتدائے شب مین آپ کو ایک بچھونے پر سُلاتے مگر جب زیادہ رات آلیتی اور سب سو چکتے تو اُٹھا کے کہین اور لٹا دیتے اور اُس بچھونے پر اپنے کسی لڑکے یا کسی اور عزیز کو سُلا دیتے تاکہ اگر دشمن رات کو یورش کر کے آئین بھی تو آپ کو نہ پاسکین۔ تاہم آپ اپنے فرض تبلیغ سے غافل نہ تھے۔ وہ مہینے جو جاہلیت مین متبرک سمجھے جاتے تھے اور جن مین خون ریزی حرام تھی اُن کے شروع ہوتے ہی آپ ابوطالب کے احاطہ سے باہر نکل آتے اور لوگون کو خدا کی

ان دنون آپ کی جان کا بھی اندیشہ تھا

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۵۸ عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۴

کی طرف بلانے لگتے - مگر ابولہب اکثر ساتھ ساتھ رہتا اور جس کے سامنے آپ توحید کی آواز بلند کرتے وہ کہتا "یہ جھوٹا اور صابی ہی"

اُس زمانے مین ابوبکر صدیق کی حالت

ظاہر ہی کہ ان دنون جب خود حضرت سرور کائنات کی یہ حالت تھی تو دیگر مسلمانون پر کیا کچھ سختیان نہ ہوتی ہونگی - سب لوگ جان بچا بچا کے یوسی سے حبشہ کی طرف بھاگے جاتے - آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ ابوبکر صدیق جو اپنی قوم والون کی حمایت کی امید پر اس وقت تک آپ کا ساتھ دیتے رہے تھے اُن کا قدم بھی مکے مین نہ ٹک سکا - مجبوراً آنحضرت سے اجازت لے کے

وہ بھی ہجرت حبشہ کا سامان کرتے ہین

نجاشی کی قلمرو مین جانے کے لیے مکے سے روانہ ہوگئے - دو ہی تین منزلین قطع کی تھین کہ ابن دغنہ نام ایک معزز شخص ملا - پوچھا "کہان جاتے ہو؟" ابوبکر نے جواب دیا "قوم والون نے مجھے نکال دیا" ابن دغنہ نے

ابن دغنہ اُن کی کفالت کرتا ہی

یہ سُن کے تعجب کیا اور کہا "تم سے نیک نفس فیاض اور رحمدل شخص کے ساتھ تو ایسا سلوک نہونا چاہیئے تم اُن کی پروا نکرو اور چلو مین تمھاری کفالت کیے لیتا ہون" یہ کہہ کے اپنی دغنہ ابوبکر کو مکے مین پلٹا لایا - اور سب سے کہہ دیا کہ "یہ میری ضمانت پر یہان رہین گے - خبردار کوئی ان سے متعرض نہ ہو" اس طرح انھون نے پھر مکے کی سکونت اختیار کی - مگر اب اُن بیچارے کے لیے ایک نئی دشواری پیش آئی وہ نبی جمح کے محلے مین رہتے تھے - اور اپنے مکان کے دروازے پر ایک چھوٹی سی مسجد بنالی تھی جس مین عبادت کرتے - اور اکثر اوقات نہایت ہی خضوع وخشوع اور رقت قلب سے تلاوت قرآن کیا کرتے تھے - اُن کی آواز مین کچھ ایسا اثر اور ایسی دلکشی تھی کہ قرآن پڑھتے وقت اُن کے گرد عورتون اور بچون کی بھیڑ لگ جاتی

ابوبکر تلاوت قرآن سے روکے جاتے ہین

اور اُن کی آواز جس کے کان تک پہونچتی اُس کے دل پر پورا اثر کر جاتی - یہ حالت دیکھ کے مشرکین ڈرے کہ کہین ہماری عورتین اور ہمارے بچے

ان کے معتقد نہ ہو جائین۔ سب کے سب دوڑے ہوئے ابن دغنہ کے پاس گئے۔ اور کہا "تمھاری وجہ سے ہم نے ابوبکر سے کبھی تعرض نہین کیا۔ لیکن اُنھون نے ایسی وضع اختیار کر رکھی ہے کہ ہمین اپنے بال بچون کی نسبت مسلمان ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اگر تم نے اپنی کفالت مین لیا ہے تو اُنھین اس بات سے روکو"۔ ابن دغنہ ابن دغنہ اپنی کفالت فسخ کرتا ہے یہ سُن کے ابوبکر کے پاس آیا۔ اور کہا "مین نے اس لیے تمھاری کفالت نہین کی تھی کہ اپنی قوم کو ستاؤ۔ تمھاری یہ وضع اُنھین ناگوار ہے۔ قرآن پڑھنا ہے تو گھر کے اندر بیٹھ کے پڑھا کرو"۔ ابوبکر کو یہ امر ناگوار ہوا۔ بولے "مین تمھاری کفالت ہی سے باز آیا۔ تمھاری ذمے داری نکال کے مین اپنے تئین خدا کی ذمے داری مین دیتا ہون"۔ ابن دغنہ نے کہا "بہتر"۔ اور جا کے قریش مین پکار دیا۔ کہ اب ابن ابوبکر صدیق پھر آزار پاتے ہین ابی قحافہ (یعنی ابوبکر) میری کفالت مین نہین۔ آیندہ تمھارا جو جی چاہے کرو"۔ پھر کیا تھا بیچارے ہر جگہ اور ہر شخص کے ہاتھ سے آزار پانے لگے ایک دن کعبے کو جاتے تھے کسی نے سر پر خاک ڈال دی۔ اُدھر سے ولید بن مغیرہ گذرا اُس کی طرف دیکھ کے اُنھون نے کہا "دیکھتے نہین کہ اس کمبخت نے کیا کیا؟" ولید بولا "اُس کی خطا نہین۔ جو کچھ کیا خود تم نے کیا ہے"۔ سو اس کے کیا علاج تھا بیچارے نے آسمان کی طرف دیکھ کے کہا "خداوندا تو کتنا بڑا حلیم ہے؟" اور خاموش ہو رہے تھے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام بنی ہاشم کو ابی طالب کے احاطے مین محصور ہوئے پورے تین سال گذر گئے تھے۔ یا یون کہنا چاہیئے کہ خداوند جل و علا اپنے پیغمبر کا پورا امتحان کر چکا۔ اور وقت آگیا تھا کہ آپ پھر گھر سے نکل کے مکے کی گلیون مین قریش کے معاہدے کو دیمک کھا گئی

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۴۵ و ۲۴۶۔

دین برحق کی تبلیغ کرین جس کی ابتدا یون ہوئی کہ جبرئیل نے آپ کو آکے بتایا کہ قریش نے جس معاہدے کو خانۂ کعبہ مین لٹکایا تھا اُسے دیمک کھا گئی صرف خدا کا نام جہان لکھا تھا وہ تو باقی ہی باقی کوئی لفظ نہین بچا"۔

آپ نے خبر پاتے ہی ابوطالب کو مطلع کیا۔ ابوطالب نے اُسی وقت اپنے چند اور بھائی بندیون کو بلا کے خبر کی۔ اور کہا "تم سب پُرتکلف کپڑے پہن لو۔ اور چلو قریش سے مل کے کچھ گفتگو کرین"۔ فوراً سب تیار ہو گئے۔ اور ابوطالب اُن کو لے کے کعبے کے پاس مسجد حرم مین پہونچے۔ قریش نے جیسے ہی دُور سے ان کی صورت دیکھی دل مین خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہی اب یہ لوگ عاجز آکے اس امر پر آمادہ ہو گئے ہین کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالے کر دین۔ مگر یہ بات ہنوز اُن کے خیال مین تھی کہ ابوطالب نے اُن کی طرف متوجہ ہو کے کہا "ہم تم مین بہت کچھ جھگڑا ہو چکا۔ اچھا اپنا وہ معاہدہ لا کے پیش کرو شاید صلح کی کوئی صورت نکل آئے"۔ اس پر وہ لوگ راضی ہوئے اور اُس معاہدے کو کعبے سے اُتار کے لے آئے۔ مگر ہنوز پیش کرنے اور کھولنے نہین پائے تھے کہ ابوطالب نے کہا "سنو میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہی کہ اس معاہدے مین سوا خدا کے نام کے اور تمام الفاظ کو دیمک کھا گئی۔ بس اب اسی بات پر فیصلہ ہی۔ اسے کھول کے دیکھو۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بیان صحیح نکلے تو اپنی ان بدگمانیون اور دشمنیون سے باز آجاؤ۔ اور اگر غلط نکلے تو مین محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو لا کے تمھارے سپرد کر دون گا۔ جیسا سلوک چاہنا کرنا"۔ سب نے کہا "بہتر ہم اس پر راضی ہین۔ لیکن اگر یہ بیان جھوٹ نکلا تو تمھین اپنا اقرار پورا کرنا پڑے گا"۔

ابوطالب کے احاطے سے نکلتے ہین

کفار سے گفتگو

مگر وہ اپنی قساوت نہین چھوڑتے

ابوطالب نے کہا "بے شک" اب اس کے بعد اُس معاہدے کو جو کھول کے دیکھتے ہین تو وہی بات نظر آئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔ سو اخدا کے نام کے کوئی لفظ نہین باقی تھا۔ یہ دیکھ کے قریش پہلے تو گھبرا اُٹھے۔ پھر طرح طرح کی تاویلین کرنے لگے اور بولے "تمھارے بھتیجے نے جادو کر دیا ہے" اس واقعے سے بجائے اس کے کہ مشرکین نرمی اختیار کرین الٹے اور سختی پر آمادہ ہو گئے۔ اور پہلے سے بھی زیادہ مخالفت اور دشمنی ظاہر کرنے لگے۔

انھین مین لوگ عہد شکنی پر آمادہ ہوتے ہین

یہ واقعہ معاہدے کے غارت ہونے کا نبوت کے دسوین سال پیش آیا۔ مگر انھین دنون خداوند جل و علا نے ایک اور طریقہ سے بھی دشمنون کی جماعت توڑ دی۔ اور ہوا یہ کہ آپ کی اور تمام بنی ہاشم کی اسیری و مظلومی دیکھ کے بعض غیر متعصب اور رحم دل قریش کو ترس آیا۔ اور خود ہی آمادہ ہو گئے کہ جس طرح بنے اُس معاہدے کی پابندی چھوڑ دین۔ سب کے پہلے یہ خیال ہشام بن عمرو کے دل مین آیا جنھین بعض مورخین ہاشم بن عمرو کے نام سے یاد کرتے ہین۔ یہی ہین جو اکثر راتون کو چھپا کے بنی ہاشم کے پاس غلہ پہونچا دیا کرتے۔ اور بعض اوقات دیکھ بھی لئے گئے۔ جس پر لوگون نے یورشین کین۔ آخر

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۴ و ۳۶۵ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۳۶۔ واسپرٹ آف اسلام صفحہ ۱۱۴۔ عہ اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایسے اختلاف عربی ناموں مین بہت ہین۔ جس کی بنا زیادہ تر رسم خط کے نقصان سے پڑی ہے۔ قدیم تحریرون مین الف کے مقام پر اکثر کھڑا زبر دیا جاتا تھا۔ حرات لکھتے تھے اور حارث پڑھتے تھے۔ اسی طرح ہشام اور ہاشم مین بھی کثرت سے اشتباہ پڑ گیا ہے۔

جب اُنھون نے دیکھا کہ اب خفیہ مدد سے بھی کام نہین چل سکتا تو کوشش کرنے لگے کہ لوگون کو اس معاہدے کے توڑنے پر آمادہ کرین۔ اُٹھ کے زہیر بن ابی اُمیہ کے پاس پہونچے۔ اس سے زیادہ امید اس لیے تھی کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھوپھی زاد بھائی اور بنی ہاشم کا قریبی رشتے دار تھا۔ اسی خیال سے ہشام نے اس سے مل کے کہا تمھین یہ پسند ہی کہ ہم تم کھائین پئین مزے اڑائین اور بنی ہاشم یون ادنی ادنی چیزون کو ترسا کرین؟" زہیر نے کہا "یہ تو سب کچھ ہی۔ مگر مین اکیلا کیسا کر سکتا ہون؟" ہشام بولے "اگر تم مستعد ہو تو مین بھی تمھارا ساتھ دینے کو تیار ہون۔" تب زہیر نے سونچ کے کہا "اچھا کوئی تیسرا شخص بھی ساتھ لے لو" یہ سن کے ہشام مطعم بن عدی سے جا کے ملے اور اُن سے بھی یہی خواہش کی انھون نے بھی تنہائی کا عذر کیا تو اپنا اور زہیر کا نام لے دیا۔ مطعم نے کہا "کسی ایک شخص کو اور ملا لو۔" تب ابوالبختری کے پاس گئے جنھون نے حضرت خدیجہ کے پاس کھانا لاتے وقت حکیم بن حزام کی مدد کی تھی۔ ابوالبختری نے بھی اپنی مستعدی ظاہر کی مگر وہی تنہائی کا عذر کیا۔ اور جب تین اور آدمیون کے نام بتا دیے گئے تو کہا "ایک اور پانچوان شخص بھی ہونا چاہیے۔" یہ سن کے ہشام زمعہ ابن اسود کے پاس دوڑے گئے۔ اپنے سوا اور چار آدمیون کو آمادہ دیکھ کے وہ بھی ساتھ دینے پر راضی ہوا۔ الغرض اس طرح ہشام کی کوشش سے پانچ آدمی قریش کا معاہدہ توڑنے پر آمادہ ہوئے۔ اسی رات کو وہ سب ایک مقام مین ملے۔ باہم عہد و پیمان کیا کہ آخر تک ساتھ دین گے اور زہیر نے کہا "صبح کو قریش کے مجمع مین مین ہی اس معاملے کو چھیڑون گا۔ مگر تم سب کو بھی اسوقت موجود ہونا چاہیے۔ لیکن اتنا خیال رہے کہ ہم سب

ایک ساتھ نہ جائین - بلکہ ہر شخص جدا جدا جاکے وہان کھڑا ہوجائے" صبح کو اس
وہ معاہدہ کالعدم ہوتا ہے | تجویز کے مطابق زبیر پر تکلف لباس پہنے ہوئے خانۂ کعبہ کے
گرد پہونچا - اور جب دیکھ لیا کہ سب ساتھی آگئے تو قریش کی طرف مخاطب
ہو کے بولا" اے اہل قریش - اب یہ کب تک رہے گا کہ ہم سب تو کھائین
پئین اور پہنین اوڑھین اور ہمارے عزیز بنی ہاشم مصیبت و ہلاکت مین
مبتلا رہین؟ مین جب تک اس کمبخت معاہدے کو توڑ نہ لون گا دم نہ لون گا"
ابوجہل کسی طرف کھڑا سن رہا تھا لپک کے سامنے آیا - اور جھنجھلا کے بولا
تم جھوٹے ہو - ہمارا عہد نامہ نہین ٹوٹ سکتا" زمعہ بن اسود پاس ہی کھڑا
تھا بولا" تو خود جھوٹا ہے - ہم اس معاہدے سے پہلے ہی ناراض تھے" اس
کے بعد ابوالبختری نے بڑھ کے کہا" زمعہ سچ کہتے ہین مجھے بھی اس
معاہدے سے اتفاق نہ تھا" یہ سن کے مطعم بن عدی نے کہا" بے شک
ایسا ہی ہے - اور جو اس کے خلاف کہے وہ خود بالکل جھوٹ کہتا ہے" اتنا
کہہ کے مطعم نے بڑھ کے اس معاہدے کو کعبے سے اتار لیا - اور ارادہ کیا
کہ پھاڑ ڈالے - مگر دیکھا تو اسے دیمک بے کار کر چکی تھی - معلوم ہوتا ہے
کہ قریش نے ابوطالب سے شرط کرنے کے بعد جب معاہدے کو دیکھا ہے تو
اس سے کسی قدر پشیمان تھا - اس لیے کہ اس وقت تک عام مشرکین کو دیمک
کی خبر نہ تھی -

بنی ہاشم کو آزادی حاصل ہوئی | اس گفتگو کے بعد ان پانچون آدمیون نے ہتھیار لگائے - اور
ابوطالب کے احاطے مین پہونچ کے بنی ہاشم اور بنی مطلب سے کہا اس قید کو
چھوڑ کے بے تکلف نکلو - اور اپنے گھرون مین چل کے آباد ہو" یہ سنتے ہی

سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹

آنحضرتؐ اور آپ کے خاندان والے ابوطالب کے احاطے سے نکل کے باہر آئے۔ اور پھر بہ آزادی و باعلان تبلیغ دین ہونے لگی۔

طفیل بن عمرو کا ورود مکے مین

اسی زمانے مین طفیل بن عمرو ایمان لائے جو اس عہد کے نامی گرامی شاعر۔ صاحب مرتبہ شریف۔ اور معزز و مشہور یمنی قبیلہ دوس کے صاحب اثر رکن تھے۔ اس سے پیشتر اُنھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بھی نہ معلوم تھا۔ اتفاقاً کسی ضرورت سے مکے مین آگئے۔ مگر ہنوز کہین آنے جانے بھی نہ پائے تھے کہ چند معززین قریش نے مل کے کہا "یہان آئے ہو تو

قریش اُنھین آپ کی طرف سے بھڑکاتے ہین

اتنا خیال رکھنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نام ایک شخص سے نہ ملنا۔ جو بڑا جادوگر ہے۔ اور باپ بیٹے۔ بھائی۔ اور میان بیوی مین تفرقہ ڈال دیتا ہے" طفیل نے اُن کے مشورے پر عمل کرنیکا وعدہ کیا۔ بلکہ کانون مین ٹھیٹھیان لگالین کہ آنحضرتؐ کی آواز کبھی اتفاقاً بھی کان مین نہ جاسکے۔ مگر جو بات خدا کو منظور ہوتی ہی ہے۔ آپ کی قرأت کی معجز نما آواز کسی نہ کسی طرح اُن کے کان تک پہونچ ہی گئی۔ اور کچھ ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ زیادہ شوق ہوا۔ دل مین کہا "یہ تو بالکل حماقت ہے کہ کسی کی آواز نہ سنون آخر خدا نے عقل دی ہے۔ اگر بُری بات ہوگی تو نہ مانون گا" یہ خیال آتے ہی کانون سے روئی نکال لی۔ اور عجب ذوق و شوق سے آیات قرآنی کو اور خاص پیغمبرؐ کی زبان سے سُننے لگے۔ تھوڑی ہی دیر مین اس قدر متاثر ہوئے کہ جب رسول اللہ گھر کی طرف پلٹے تو پیچھے پیچھے یہ بھی ساتھ ہولیئے۔ اور گھر پر جاکے

طفیل و ایمان لاتے ہین

تنہائی مین ملے۔ اپنی ساری سرگذشت بیان کی۔ پھر آپ کے ہاتھ پر ایمان لاکے تبلیغ دین کی اجازت حاصل کی۔ اور اپنے وطن کو واپس گئے

ح السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۷

وہان پہونچتے ہی تمام عزیزون سے کہہ دیا کہ "مین مسلمان ہوچکا ہون - لہذا جو اسلام قبول کرے وہ میرا ہی اور مین اُس کا ہون - اور جو نہ مانے اُس سے مجھ سے کوئی علاقہ نہین" - اس طریقے سے اپنے باپ اور بیوی کو دین حق کا پیرو بنایا - اور بڑی مستعدی سے ساری قوم کو اسلام کی طرف مدعو کرنے لگے"۔

ارائش کے ایک سوداگر پر ابوجہل کا ظلم

انھین دنون جبکہ آپ حصار سے نکل کے علانیہ دعوت اسلام کر رہے تھے ایک اور واقعہ پیش آیا جسے آپ کا معجزہ یا نبوت کا رعب وجلال جو کہئے بجا اور زیبا ہے - اور ہوا یہ کہ مقام ارائش کا کوئی سوداگر اپنے چند اُونٹ بیچنے کو مکے مین آیا تھا - ابوجہل نے اونٹ تو خریداری کے نام سے لے لیئے مگر اُسے یکہ وتنہا اور بے حامی ومددگار دیکھ کے قیمت دینے سے انکار کر دیا وہ غریب ہر جگہ مارا مارا پھرتا تھا اور ایک ایک کے سامنے جا کے روتا تھا مگر ابوجہل کے تعلقات کے خیال سے کوئی مدد دینے کی حامی نہ بھرتا - اتفاقاً ایک دن کعبے کے گرد مسجد حرم مین آیا - جہان ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے - اور قریب ہی چند معزز مشرکین قریش بیٹھے باتین کر رہے تھے - وہ اُن لوگون کے سامنے گیا - اور کہنے لگا "صاحبو - مین غریب الوطن اور مسافر ہون - کوئی صاحب اتنا احسان کرین کہ مجھے ابوجہل کے ظلم سے بچا لین" - لوگون نے تمسخر اور مضحکہ کی راہ سے آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا "ابوجہل کے ظلم سے تو تمھین یہی بچا سکتے ہین" - مطلب یہ تھا کہ ابوجہل سے بڑا آپ کا کوئی دشمن نہین اُس سے آپ سے خوب نپٹے گی - مگر وہ بیچارہ مصیبت زدہ اس رمز کو کیا سمجھ سکتا تھا؟ - سیدھا آپ کی خدمت مین حاضر ہوا - اور عرض کیا کہ "لوگ کہتے ہین آپ ہی مجھے ابوجہل کے پنجۂ ستم سے

وہ آپ کے سامنے فریاد کرتا ہو

سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴

نجات دلائین گے" بظاہر لوگون کا خیال تھا کہ یہ درخواست سنتے ہی آپ نادم ہو کے سر جھکا لین گے۔ مگر اُن کی امید کے خلاف جلال نبوت جوش مین آیا آپ "اچھا چلو" کہہ کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اُسے ساتھ لے جا کے ابوجہل کے دروازے پر دستک دی۔ اُس نے اندر سے پوچھا "کون ہے؟" آپ نے فرمایا "محمد"

ابوجہل پر آپ کا معجزہ نما رعب

ابوجہل باہر نکل کے آپ کی کچھ نہ کچھ توہین ضرور کرے گا۔ مگر سب نے نہایت ہی حیرت سے دیکھا کہ وہ سہما ہوا باہر نکلا۔ چہرہ بالکل اُترا ہوا تھا۔ اور سر سے پاؤن تک کانپ رہا تھا۔ ابوجہل اُسوقت تک اس قدر بدحواس تھا کہ کوئی لفظ زبان سے بھی نہ نکال سکا۔ آپ نے اُس کی صورت دیکھ کے فرمایا "اس شخص کے اونٹون کی قیمت ادا کرو" اتنا سنتے ہی انتہا سے زیادہ بدحواسی سے بولا "بہت خوب" اور فوراً اندر جا کے قیمت لا دی۔ یہ ایسا واقعہ تھا کہ سب لوگ دیکھ کے سناٹے مین آگئے بعضون نے ابوجہل سے پوچھا بھی کہ "یہ کیا تھا؟" اُس نے کہا "کیا بتاؤن کہ کیا تھا؟ محمد کا نام سنتے ہی جیسے میرا دل کانپ گیا۔ اور باہر آیا تو کیا دیکھتا ہون کہ اُن کے سر کے برابر ہی ایک ایسے مہیب اونٹ کا سر ہے کہ ڈرتا ہون مجھے کھا جائے" ایسی حالت مین سوا اس کے اور کیا کر سکتا تھا کہ چپکے سے جا کے دام لا دیئے۔

نصاریٰ نجران آکے ایمان لاتے ہین

اسی واقعے کے قریب کا تذکرہ ہے کہ شہر نجران سے جو مکے سے سات منزل یمن کے راستے پر ہے تقریباً ۶۰ نصرانی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۵۰ و ۲۵۱ عہ اکثر اہل سیر لکھتے ہین کہ ان لوگون نے اُن مسلمانون سے آپ کا تذکرہ سنا تھا جنھون نے مکے سے بھاگ کے ارض حبشہ مین پناہ لی تھی۔ مگر یہ غلطی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ نجران کو ارض حبشہ یا اُدھر کے راستے سے کوئی تعلق نہین۔ یہ دھوکا صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ اس سے پیشتر یمن پر حبشہ والون کا قبضہ ہو گیا تھا۔ اصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ غالباً ان لوگون نے خود مکے کے تاجرون سے آپ کا تذکرہ سنا ہوگا۔

سُن کے مکے مین آئے۔ اور مسجد حرم مین آپ کی زیارت سے شرفیاب ہوئے آپ نے حسب معمول آیات قرآنی سنائین جن پر اُن کے آنسو جاری ہوگئے۔ پھر آپ کی ہدایت کے مطابق اُنھون نے دین اسلام قبول کیا۔ اور رخصت ہوکے چلے تھے کہ ابوجہل نے راستے مین ٹوک کے کہا "تم عجب بے وقوف لوگ ہو! لوگون نے بھیجا کہ محمدؐ کا حال دریافت کرو۔ اور تم صورت دیکھتے ہی ایسے دیوانے ہوئے کہ بلا تامل اپنا دین چھوڑ دیا"۔ انھون نے کہا "تمھین اس سے کیا؟ تمھین جو مناسب معلوم ہو تم کرو۔ اور جو ہمین مناسب معلوم ہوگا ہم کرین گے"۔

ضماد نام ایک عامل کے مین آنا ہے | نجران والون کے آنے کے قریب ہی کا ذکر ہے کہ اتفاقاً ضماد نام اہل ازد شنوءہ کا ایک شخص مکے مین آیا۔ یہ عامل تھا۔ اور جنون اور بھوتون کے اُتارنے مین بڑا کامل خیال کیا جاتا تھا۔ مکے مین چند بدمعاشون کی زبان سے یہ سُن کے کہ آپ پر بھی کوئی جن آیا کرتا ہے آپ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور بولا "مین ایک عامل ہون اور بہتون کو اچھا کرچکا ہون۔ اگر آپ کو کوئی اس قسم کی شکایت ہو تو بتائیے"۔ آپ نے اس کے جواب مین یہ مبارک اور الہامی الفاظ فرمائے کہ "الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ۔ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ

(سب تعریفین خدا کے لیے ہین۔ ہم اُس کی حمد کرتے ہین۔ اُس سے مدد مانگتے ہین۔ جسے اللہ ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ نہین کرسکتا۔ اور جسے گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت نہین کرسکتا۔ اور مین گواہی دیتا ہون کہ اُس اکیلے اور لاشریک خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد اُس کا بندہ اور پیغمبر ہے۔)

ضماد نے یہ کلمات حیرت سے سُنے۔ اور کہا "ذرا پھر تو فرمائیے"۔ آپ نے پھر | وہ بھی ایمان لاتا ہے فرمایا۔ مگر ابھی اُس کی سیری نہین ہوئی تھی۔ تیسری دفعہ پھر سُنا۔ اور وجد مین آکے بولا "مین نے کاہنون کا جادوگرون کا۔ اور شاعرون کا

غرض سب کا کلام سنا ہے مگر یہ بات کسی مین نہین پائی - اپنا ہاتھ بڑھایئے کہ بیعت کرکے مسلمان ہون" جب وہ اسلام قبول کرچکا تو آپ نے فرمایا" اپنی قوم مین بھی تبلیغ کرنا - اُس نے اس کا اقرار کیا - اور رخصت ہو کے چلا گیا"

ابھی تک ہم نبوت کے دسوین ہی برس کے حالات بیان کر رہے ہین - جو واقعی آپ کے لیئے بڑی سخت اور روح فرسا مصیبتون کا زمانہ تھا - آپ اس سال کو "عام الحزن" کے نام سے یاد کیا کرتے تھے - اس سال ماہ ذی قعدہ کی ابتدا ہی مین مذکورہ بالا محصوری سے

ابوطالب کی وفات

نجات پانے کے آٹھ مہینے اور اکیس دن بعد ابوطالب نے کچھ اوپر اسی برس کی عمر پاکے اس دنیاے فانی کو رخصت کیا - اُن کی بیماری کی خبر جیسے ہی مشہور ہوئی - اور لوگون کو خیال ہوا کہ مرض موت مین مبتلا ہین تو عتبہ بن

کفار صلح کی کوشش کرتے ہین

ربیعہ ابوجہل بن ہشام امیہ بن خلف - اور ابوسفیان بن حرب اور دیگر عمائد قریش آکے اُن کے گرد بیٹھے - اور کہا "ابوطالب بہتر ہو کہ اس وقت تم ہمارے اور اپنے بھتیجے کے معاملات کا تصفیہ کردو" ابوطالب نے اُن کی خواہش کے مطابق آپ کو بلوایا - اور کہا "یہ معززین قریش ہین - اور اب آمادہ ہین کہ باہم کوئی تصفیہ ہوجاے - اِن کی شرطون کا تم لحاظ کرو - اور تمھاری شرطون کا یہ لحاظ کرین" آپ نے فرمایا "مین تو صرف ایک بات چاہتا ہون - باقی ان کی تمام باتون کے ماننے کو تیار ہین - لیکن اے اہل قریش - اگر میری اُس ایک بات کو مان لوگے تو سارے عرب کے مالک ہوجاؤگے - اور اہل عجم تمھارے دین کی پیروی کرین گے" ابوجہل گویا نہایت صلاحیت پر آکے بولا "تم ایک بات کہتے ہو ہم تمھاری دس باتین ماننے کو تیار ہین" اُس کو مستعد دیکھ کے آپ نے کہا "تو سنو - میرا بس اتنا ہی سوال ہے کہ کہو لا الہ الا اللہ - اور اُس

مگر توحید کو کسی طرح نہین پسند کرتے

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۷ و ۳۶۸ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۳۸ و ۳۴۱

خداوند جل وعلا کے سوا جس کسی کو پوجتے ہو چھوڑ دو" آپ کی یہ درخواست سنتے ہی سب بدحواس سے ہو گئے - اور جیسے لاجواب ہو کے بولے "محمدؐ کتنی بڑی غضب کی بات ہے کہ بہت سے خداؤن اور دیوتاؤن کو تم ایک ہی خدا بنائے دیتے ہو!" اور اُنھین مین سے کسی نے کہا "بس جانے بھی دو - یہ کوئی بات نہ مانین گے" اِس کے بعد بغیر اس کے کہ کوئی امر قرار پائے سب کے سب اُٹھ کے چلے گئے[1]۔

جب وہ لوگ جا چکے تو ابوطالب نے آنحضرتؐ کی طرف دیکھ کے کہا "تم نے کسی ایسے بہت بڑے یا بعید از عقل امر کی درخواست نہین کی تھی" یہ سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال گذرا کہ شاید ابوطالب دین اسلام کو قبول کرلین - اور فرمایا "چچا - اگر اُنھون نے نہین کہا تو آپ ہی اپنی زبان سے قبول کرلیجے - تاکہ مین قیامت کے دن آپ کی شفاعت کرنے کا مجاز ہو جاؤن" ابوطالب نے کہا "لوگ کہین گے کہ موت کے ڈر سے قبول کر لیا نہین ایسا نہین ہوسکتا - مین اپنے آبا واجداد ہی کے دین پر مرون گا" مگر تمام بنی ہاشم کو یہی نصیحت کی کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرنا - ان کی بات کو سچ جاننا - اِن کی پیروی سے تمھین نجات حاصل ہوگی - اور راہ راست پر رہو گے" آنحضرتؐ نے فرمایا "چچا آپ دوسرون کو تو نصیحت کرتے ہین اور خود نہین مانتے" جواب دیا "جانتا ہون کہ تم اپنے دعوے مین سچے ہو مرتے وقت ان کی کلمہ خوانی | لیکن جب روح کے پرواز کرنے کا وقت آیا تو اُن کے ہونٹ ہلے - حضرت عباس نے جو اس وقت تک مسلمان نہین ہوئے تھے مگر آنحضرتؐ کی دوستی کا دم بھرتے تھے جھک کے سُنا اور آنحضرتؐ سے کہا "اب تو یہ وہی کلمہ کہہ رہے ہین جس کے کہنے کی

[1] سیرۃ ابن ہشام - صفحہ ۲۷۷

آپ نے درخواست کی تھی" آپ نے فرمایا" مگر میں نے نہیں سُنا"

ابوطالب کے ایمان میں اختلاف

ابوطالب کے ایمان میں اہل اسلام بہت مختلف ہیں۔ ابن ہشام کے ظاہری بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایمان پر مرے۔ اور مرتے وقت کلمۂ شہادت زبان سے ادا کر دیا۔ علماے شیعہ بڑے زور کے ساتھ دعوی کرتے ہیں کہ وہ مسلمان مرے۔ مگر اہل سنت میں سے قریب قریب کل مورخین و اہل حدیث کی راے ہے کہ نہیں انھوں نے آخر وقت تک انکار کیا۔ جو آخری جملہ اُن کی زبان سے نکلا وہ یہی تھا کہ میں عبدالمطلب کے مذہب پر ہوں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے مسلمان کرنے کی تمنا رہ گئی۔ محدثین کثرت سے ایسی روایتیں پیش کرتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اُن کے دوزخ میں ہونے اور

اُنکے مسلمان ہونے کے ثبوت

مبتلاے عذاب ہونے کو بھی صاف الفاظ میں بیان کر دیا مگر ابوطالب نے اپنے مختلف اشعار میں آپ کی اس قدر اور ایسے الفاظ میں تعریف کی ہے کہ آپ کی رسالت کے مقر و معترف معلوم ہوتے ہیں۔ پھر اس کے بعد جب یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حضرت عباسؓ نے اُنھیں کلمہ پڑھتے سُن لیا تو ہمیں اُن کے مومن تسلیم کرنے میں کوئی شک نہیں باقی رہتا۔ اُن کے کلمہ پڑھنے کی ایک معتبر شہادت موجود ہونے کے بعد کسی کے انکار کی وقعت نہیں باقی رہتی اس لیے کہ ممکن ہے سوا حضرت عباسؓ کے اور کسی نے اُن کو توحید کا اقرار کرتے سُنا ہو۔ درحقیقت آنحضرتؐ پر بلکہ سارے اسلام پر ابوطالب کے اتنے بڑے حقوق ہیں کہ اُن کا آتش دوزخ میں رہنا شاید کسی مسلمان کو گوارا نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے ہمیں امید ہے کہ خدا نے انھیں اُس سے ضرور بچا دیا ہوگا۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر دین کے کسی عقیدے کا دارومدار ہو۔ لہٰذا اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اس پر زیادہ بحث کی جائے۔ یہ امر کہ حضرت عباسؓ نے اسلام لانے کے

ع السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۲

بعد اس واقعے کو کسی کے سامنے نہین بیان کیا اِس سے یہ نہین ثابت کیا جا سکتا کہ انھون نے غلط سُنا تھا یا جھوٹ بیان کر دیا۔

باب دہم

نہایت بیکسی کی حالت مین تبلیغ کی سخت ترین دشواریان

چچا کی وفات پر آپ کا صدمہ۔ جناب خدیجہؓ کی وفات۔ ابوطالب کے بعد آپ کی مظلومی و بیکسی۔ کفار کا رغبہ۔ ابولہب حمایت پر آمادہ ہوتا ہے۔ مگر پھر بگڑ گیا اور سخت دشمن ہے۔ آپ کے دوسرے نکاح۔ اُن کی ضرورت۔ حضرت اُم المومنین سودہ بنت زمعہ۔ اُم المومنین عایشہ صدیقہ۔ اور ابوبکرؓ کے عذر۔ عذر رفع ہونے پر خود ابوبکرؓ درخواست کرتے ہین۔ نکاح کے وقت عایشہ صدیقہ کی عمر۔ آپ کے حامی و کفیل ہین مکہ چھوڑ کے طائف تشریف لے جاتے ہین۔ تبلیغ و ناکامی۔ طائفہ والون کی قساوت و سنگدلی۔ شریرون سے بچنے کے لیے آپ ایک باغ مین پناہ لیتے ہین۔ ارض نینوی کا عیسائی غلام عداس۔ وہ آپ کے ہاتھ پاؤن چومتا ہے۔ طائف سے واپسی۔ آخر مطعم بن عدی کی کفالت سے آپ مکے مین داخل ہوتے ہین۔ مطعم کی کفالت کی شان۔ مسلمانون کی کفالت نہین قبول کی جاتی تھی۔ آپ قبائل عرب پر اسلام پیش کرتے ہین۔ بنی کندہ بنی کلب۔ بنی حنیفہ۔ بنی عامر۔ آپ کی وراثت کا ایک آرزومند

چچا کی وفات پر آپ کا صدمہ ابوطالب کے انتقال کا آپ کو بے حد صدمہ ہوا جب حضرت علیؓ نے اُن کے مرنے کی خبر دی تو آپ روئے اور فرمایا "جاؤ نہلا کے اور کفن پہنا کے خاک مین دبا دو۔ خدا اُن کی مغفرت کرے اور اُن پر اپنی رحمت نازل کرے"

جناب خدیجہ کی وفات ابوطالب کی وفات کے تیسرے ہی دن ہنوز آپ کو

ع اس مین بھی بڑا اختلاف ہے کہ ابوطالب کی وفات کے کتنے دنون بعد (باقی صفحہ آیندہ مین)

چچا کی دائمی جدائی کا صدمہ کم نہ ہونے پایا تھا کہ پچیس برس کی رفیق اور عاشق و مہربان بی بی حضرت خدیجہؓ نے انتقال کیا۔ وہ جیسے ہی مرض موت مین مبتلا ہوئین آپ نے اُن کے سامنے جاکے کہا "خدیجہؓ تمھین معلوم ہی کہ خداوند جل و علا نے تمھارے ساتھ مجھے اور بیویان بھی دی ہین؟۔ اور جنت مین مریم بنت عمران حضرت موسیٰؑ کی بہن کلثوم اور فرعون کی بیوی آسیہ کو میرے عقد نکاح مین دیا؟" حضرت خدیجہؓ نے پوچھا "واقعی؟" آپ نے فرمایا "ہاں" تب انھون نے دعا دی اور بولین "آپ اپنی بیویون کے ساتھ پھلیے پھولیے"۔ اِن امور کے اس موقع پر بیان کرنے سے آپ کا یہ منشا تھا کہ حضرت خدیجہؓ سے آیندہ شادی کرنے کی اجازت حاصل کرین۔ مشیت ایزدی یہ تھی کہ آپ کی متعدد بیویان ہون تاکہ اخلاقی امور مین اُن کی تعلیم سے شریعت اسلامیہ کی تکمیل ہو۔ مگر حضرت خدیجہ کی زندگی تک آپ نے کوئی اور عقد نہین کیا تھا۔ اب اُن کے بعد ضرورت تھی کہ یہ منشا قدرت پورا ہو۔ اسی وجہ سے آپ نے نہایت تہذیب کے ساتھ دوسرے عقدون کے لیے اُن سے اجازت حاصل کرلی۔

ابو طالب کے بعد آپ کی مظلومی و بیکسی

آپ اِن دو عظیم الشان اور سخت غمون مین مبتلا تھے کہ قریش اور مشرکین مکہ نے اور زیادہ ستانا شروع کر دیا۔ اس سے پیشتر ابو طالب کا دباؤ تھا۔ ایک طرف تو اُن کے خوف سے کسی کو ستانے کی جرأت ہی کم ہوتی تھی۔ دوسری طرف وہ ہمیشہ آپ کی حفاظت کرتے۔ اور جہان تک امکان ہین

(بقیہ صفحہ سابق) حضرت خدیجہ نے انتقال کیا۔ لیکن سب مین قوی اور مستند یہی قول ہی کہ اُس نیک اور برگزیدہ خاتون نے ابو طالب کے مرنے کے تیسرے ہی دن دنیا کو رخصت کیا اور شوہر کے دل کو داغ دے گئین۔

تاریخ خمیس جلد ۱ - صفحہ ۳۰۴

ہوتا آپ کو ہر ضرر سے بچاتے۔ علاوہ برین حضرت خدیجہ تھین جو اس قدر مہربان تھین کہ آپ باہر سے چاہے کیسی ہی مصیبت اُٹھا کے آئین اپنی دلچسپ باتون سے آپ کے دل کو تسلی دے دیتین۔ اب نہ باہر کوئی بچانے والا تھا اور نہ اندر کوئی تسلی دینے والا۔ دشمن آپ کو بے کس و تنہا دیکھ کے چارون طرف سے دبانے لگے۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہین کہ جب تک ابوطالب زندہ رہے کسی کو اتنی زیادتیان کرنے کا موقع نہ ملا تھا جتنا کہ بعد مین مل گیا۔ آپ کعبے مین نماز پڑھتے ہوتے اور لوگ بھیڑون کی اوجھڑیان پھینک پھینک کے آپ کے کپڑے خراب کر دیتے۔ آخر عاجز آ کے آپ نے ایک بڑے پتھر کی آڑ مین نماز پڑھنا شروع کی کہ شاید اس طرح اُن کے شر سے بچین۔ ایک دن کسی بدمعاش نے آپ کے سر پر خاک ڈال دی۔ آپ اُسی طرح خاک مین نہائے ہوئے گھر مین گئے۔ کسی صاحبزادی نے آپ کا جسم مبارک دھو کے صاف کیا۔ مگر دھوتی جاتی تھین اور مظلوم باپ کی مصیبت پر روتی جاتی تھین۔ آپ نے اُنھین اس طرح زار و قطار روتے دیکھ کے فرمایا "بیٹی رو نہین۔ خدا تمھارے باپ کو بچائے گا"۔

کفار کا زور ایک مرتبہ آپ راستے راستے چلے جاتے تھے کہ قریش نے چارون طرف سے گھیر لیا۔ اور ہر جانب سے آپ کو پکڑ پکڑ کے کھینچنے لگے اور کہتے جاتے تھے کہ تم نے بہت سے خداؤن کو ایک بنا دیا۔ اس وقت آپ پر مشرکین کی ایسی یورش تھی کہ کسی کو پاس جانے اور بچانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ مگر ابوبکر صدیق جان پر کھیل کے گھستے پلتے ہوئے گئے اور لوگون کو ڈھکیل ڈھکال کے آپ کو بچا لائے۔ آخر آپ نے کچھ تو اپنے دلی صدمات اور کچھ ان یورشون سے

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۵۔ عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۷۶ و ۲۷۷۔

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۶

پریشان ہوکے باہر کی آمد و رفت کم کر دی۔ اکثر گھر ہی مین بیٹھے رہتے۔ اور باہر نکلنے کو جی نہ چاہتا۔

ابولہب حمایت پر آمادہ ہوتا ہے

آپ کی یہ مایوسانہ حالت دیکھ کے آپ کے سب سے بڑے دشمن اور نامہربان چچا ابولہب کو بھی ایک دفعہ ترس آگیا۔ اُس نے آپ کے پاس آکے کہا "محمدؐ اب تمھین اختیار ہے جو چاہے کرو۔ جو باتین ابوطالب کی زندگی مین کرتے تھے اُسی طرح اب بھی عمل مین لاؤ۔ قسم ہے لات و عزی کی جب تک مین زندہ ہون کسی کا دست ستم تم تک نہ پہونچ سکے گا" اتفاقاً ابولہب نے آپ سے یہ وعدہ کیا ہی تھا کہ ابن عیطلہ نام ایک شخص نے جو پیغمبر کی باتون کا تمسخر کیا کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ سخت سست کہا۔ ابولہب یہ حال سنتے ہی اُس کے سر پر جا پہونچا۔ اور گستاخی کی پوری سزا دی۔ ابن عیطلہ نے ابولہب کو خلاف امید آپ کا حامی دیکھ کے تمام قریش مین مشہور کر دیا کہ ابولہب بھی صابئی (مسلمان) ہوگیا۔ اس خبر کو سنتے ہی قریش نے ابولہب سے آکے پوچھا "کیا تم نے عبدالمطلب کا دین چھوڑ دیا؟" اُس نے کہا "نہین ایسا نہین ہے۔ مگر ہان اب مین نے اپنے بھتیجے کی حمایت اپنے ذمے لی ہے" اس پر سب نے اُس کی تعریف کی اور کہا "بہت اچھا کام کیا۔ صلۂ رحم یعنی تعلقات قرابت مضبوط کرنے یا حقوق قرابت ادا کرنے سے زیادہ نیک کام کون ہوسکتا ہے؟" اُس کی توجہ سے آپ کے چند روز آرام سے گذر گئے۔ ابولہب کے خوف سے کسی کو آپ کے چھیڑنے کی جرأت نہ ہوتی۔ آخر

مگر پھر بگڑ گیا اور سخت دشمن ہے

لوگون نے اُسے بھکا کے پھر آپ کا دشمن بنایا۔ اور بات یہ ہوئی کہ ابوجہل اور عقبہ بن معیط نے ایک دن اس سے آکے پوچھا "بھلا تمھارے بھتیجے نے یہ بھی بتایا کہ تمھارے والد (عبدالمطلب) کہان ہون گے؟ ہم نے

عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۰۴

سُنا ہی وہ اُنھین بھی دوزخ مین بتاتے ہین" ابولہب نے آ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ "کیا عبدالمطلب دوزخ مین ہون گے؟" آپ نے فرمایا "بے شک - اور اُن پر کیا منحصر ہی جو اُس طریقے اور اُس حالت پر مرے گا اُس کا یہی حشر ہوگا" اتنا سننا تھا کہ ابولہب پھر بگڑ گیا اور بولا "جبکہ تم عبدالمطلب کو دوزخ مین بتاتے ہو تو مین ہمیشہ تمھارا دشمن ہی رہون گا" بس اس وقت سے وہ پھر آپ پر نکتہچان کرنے لگا - اور تمام قریش اُس کے ساتھ ہو گئے اور یکایک ایسا انقلاب ہوا کہ آپ کو مکے مین رہنا دشوار نظر آتا تھا -

آپ کے دوسرے نکاح | اور اسی "عام الحزن" یعنی دسوین سال نبوت کے ماہ شوال مین آپ نے سودہ بنت زمعہ اور ابوبکر صدیق کی بیٹی عائشہ صدیقہ سے نکاح کیا -

اُن کی ضرورت | اِن نکاحون پر آپ آمادہ یون اور اس لیے ہوے کہ اول تو آپ ضرورت سمجھتے تھے کہ رہبانیت کی زندگی کو عملاً غیر مسنون ثابت کرین - دوسرے شرفاے عرب مین جو خاندانی کثرت کو موجب عزت خیال کرتے تھے تجرد ایک حد تک معیوب سمجھا جاتا تھا - لہذا حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ہی مسلمان متوجہ ہوے کہ آپ کے لیے کسی نیک بیوی اور ہمدرد انیس زندگی کو فراہم کرین - اسی خیال سے اور نیز متواتر صدمات کے باعث آپ کو زیادہ ملول واندوہگین دیکھ کے عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم آپ کی خدمت مین حاضر ہوئین اور عرض کیا "آپ نکاح کیون نہین کر لیتے؟" آپ نے فرمایا "کس سے نکاح کرون؟" خولہ نے کہا "اس کی کیا کمی ہی؟ کنواری لڑکی چاہتے ہون تو کنواری موجود ہی - اور اگر بیوہ عورت پسند ہو تو وہ بھی حاضر ہی" آپ نے پوچھا "کون"

حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ | "کون؟" خولہ نے ایک تو حضرت ابوبکر صدیق کی

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۵ و ۳۷۶ -

بیٹی عائشہؓ کا نام لیا جو کنواری کیا معنی ابھی بہت ہی کم سن تھین۔ اور دوسرا سودہ بنت زمعہ کا نام لیا جو ابتدا سے زمانۂ بعثت مین اپنے چچازاد بھائی اور شوہر سکران بن عمرو کے ساتھ ایمان لائی تھین۔ دونون میان بیوی مشرکین مکہ کی تکلیفون سے تنگ آکے ارض حبشہ مین چلے گئے تھے۔ سکران نے وہان پہونچ کے انتقال کیا جس کے بعد جناب سودہ شوہر کی مفارقت کا داغ سینہ لے کے مکے مین آئین۔ اور یہان اندوہگین رہتی تھین۔

خولہ نے جب یہ دو نام پیش کیے تو آپ نے ان دونون کو اپنے عقد

ام المومنین عائشہ صدیقہ نکاح مین لانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ سودہ تو بیوہ ہی تھین

اور ابوبکر کے عذر اور بغیر کسی والی وارث کے بیکسی کی زندگی بسر کر رہی تھین

فوراً راضی ہوگئین۔ مگر عائشہؓ کا معاملہ اُن کے مان باپ کے ہاتھ مین تھا۔ ابوبکر صدیق نے آپ کی درخواست سُن کے یہ شبہ پیش کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھائی کہہ چکے ہین۔ اس رشتے سے تو عائشہؓ اُن کی بھتیجی ہوئی نکاح کیونکر ہوسکے گا؟ اُن کے اس شبہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون رفع کیا کہ اس قسم کے زبانی تعلقات اخوت سے رشتہ نہین قائم ہوتا۔ اور نہ ایسے زبانی رشتون کا اثر احکام شرعی پر پڑتا ہے۔ اب ابوبکر کو اطمینان ہوگیا تھا مگر انھین ایک اور بات یاد آئی۔ وہ یہ کہ عائشہؓ کی نسبت مطعم بن عدی کے بیٹے کے ساتھ ٹھہر چکی تھی۔ اور ابوبکر اُن سے وعدہ کر چکے تھے یہ عذر پیش کرتے وقت حضرت عائشہ کی والدہ اُم رومان نے یہ الفاظ بھی زبان سے نکالے کہ ابوبکر نے آج تک کبھی بدعہدی اور خلاف وعدگی نہین کی ہے مگر یہ ایسی بات تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاموش ہو جانا پڑا۔ مگر معلوم ہوتا ہے اس مبارک تعلق سے محروم رہ جانے کا خود ابوبکر کو بڑا صدمہ تھا۔ مگر خدا کو منظور تھا کہ عائشہ

آپ کی سب سے زیادہ عزیز بیوی اور سارے مسلمانون کی مقدس و واجب التعظیم مان نہین۔ آنحضرتؐ کی خدمت مین یہ عذر پیش کرنیکے بعد جب وہ مطعم بن عدی سے ملے تو اُن کی بیوی اُم الفتی نے کہا "اے ابن ابی قحافہ اگر تمھاری لڑکی کا نکاح اُنکے (مطعم کے) بیٹے سے ہو گیا تو تم اُنھین بھی صابی بنا لوگے" ابوبکرؓ نے مطعم سے پوچھا کیا تم بھی یہ کہتے ہو؟ وہ بولا "ہان یہ کہتی ہی ہین"۔ اتنا سنتے ہی ابوبکرؓ کو اطمینان ہو گیا۔ دل مین کہا کہ یہ خود ہی نسبت چھڑاتے ہین تو مجھے کون الزام دے سکے گا۔ فوراً اُن سے نسبت چھڑا لی۔ اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین خود ہی درخواست پیش کر کے عائشہ کو آپ کے عقد مین دے دیا۔ ابوبکر کے دوسرے عذر کا یہ نہایت معقول جواب ہو سکتا تھا کہ مومنہ لڑکی مشرک کے عقد مین نہین دی جا سکتی۔ جو مسئلہ کہ چند روز بعد وحی ربانی کے ذریعے سے آپ کو بتایا گیا مگر اس وقت چونکہ یہ مسئلہ خدا نے نہین منظور کیا تھا لہذا آپ نے بھی اپنے ذاتی فائدے کے لیے اُسے نہین پیش کیا جس سے زیادہ ثبوت آپ کی نیک نفسی اور پاکبازی کا کیا ہو سکتا ہے؟

عذر رفع ہونے پر خود ابوبکر درخواست کرتے ہین

نکاح کے وقت عائشہ صدیقہ کی عمر

جناب عائشہؓ کی عمر اور تاریخ نکاح و رخصت مین عجب پیچیدگیان پڑ گئی ہین۔ یہ عام روایت قریب قریب ہر مورخ کی زبان پر ہے کہ نکاح کے وقت آپ چھ سات برس کی اور رخصت کے وقت نو دس برس کی تھین۔ لیکن یہ امور جس زمانے مین واقع ہوئے ہین۔ اُسکے حساب سے دیکھا جائے تو بہت فرق پڑتا ہے۔ اکثر اور مسلم روایت ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے آپ کا عقد ہوا۔ اور یہ بھی غالب روایت ہے کہ اُس وقت آپ سات برس کی تھین اب اس کے بعد رخصت کا زمانہ یہ بتایا جاتا ہے کہ بعض کہتے ہین ہجرت کے ایک سال بعد اور بعض کہتے ہین دو سال بعد۔ ان روایتون کا اگر اعتبار کیا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ گیارہ یا بارہ برس کی عمر مین رخصت ہوئین۔ اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۴۴ و ۳۴۵ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۴۴ عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۰۰ و الثغر الجلیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۰ للعہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۱۔ صہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۴۴

آپ بے حامی و کفیل ہین ابوطالب کی وفات اور ابولہب کے دوبارہ دشمن ہوجانے کے بعد آپ اس قدر ستائے جانے لگے کہ اب مکے کی سکونت قریب قریب غیر ممکن نظر آتی تھی نہ کوئی تسلی و دلدہی کرنے والا باقی رہا تھا اور نہ کوئی زبردست حامی اور دشمنون کے دست ستم سے بچانے والا۔ عرب مین کسی کی جان کے بچنے کا اطمینان صرف اسی طریقے سے ہوسکتا تھا کہ یا تو اُس کا قبیلہ اتنا زبردست ہو کہ اُسکے خون کا انتقام لے سکے۔ یا کوئی شجاع اور صاحب اثر شخص اُس کا کفیل ہوجاے۔ ابوطالب کے مرتے ہی بنی ہاشم کی قوت ٹوٹ گئی تھی اور اس خاندان مین اب سب سے بڑا شخص ابولہب تھا جو خود ہی بلکہ اورون سے زیادہ آپ کے خون کا پیاسا تھا۔ ایسی حالت مین آپ کو ضرورت ہوئی کہ کسی نامی گرامی سردار عرب کو اپنا کفیل بنا کے تبلیغ دین کے لیے آزادی حاصل کرین۔ مگر ایسا کوئی شخص نہ ملتا تھا۔ جب خاص مکے والون سے اس امر مین مایوسی ہوگئی تو آپ گھر کے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ اور ارادہ کیا کہ طائف مین جاکے توحید کی آواز بھی بلند کرین اور کسی رئیس کو اپنا کفیل بنانے کی بھی کوشش کرین۔

مکہ چھوڑ کے طائف تشریف لے جاتے ہین شہر طائف قبیلۂ ثقیف والون سے آباد تھا۔ اور اُن دنون اس قبیلے کے سردار تین شخص عبد یالیل مسعود۔ اور حبیب تھے۔ جو بھائی بھائی اور سردار قوم عمرو بن عمیر کے بیٹے تھے۔ اس زرخیز شہر مین پہونچتے ہی آپ اُن تینون بھائیون سے ملے۔ دین تبلیغ و اسلام کی تبلیغ کی۔ اور آخر مین یہ بھی خواہش کی آپ مین سے کوئی مجھے اپنی کفالت مین لے لے۔ اسکے جواب مین تینون بھائیون نے نہایت ہی بے رحمی و کج ادائی ظاہر کی۔ ایک بولا "تین غلاف کعبہ کو نوچون اگر تم پیغمبر ہو" (یعنی تم ہرگز سچے پیغمبر نہین) دوسرا بولا "اللہ کو پیغمبر بنانے کے لیے تمھارے سوا اور کوئی نہ ملا؟" تیسرے نے گویا زیادہ متانت و تہذیب کو کام مین لاکے جواب دیا "اگر آپ واقعی رسول اللہ ہین تو آپ سے ہم کلام ہونا بھی اتنی بڑی بے ادبی ہے کہ اندیشہ سے خالی نہین۔ اور اگر آپ بنے ہوئے پیغمبر ہین تو مجھے آپکی بات کا جواب ہی نہ دینا چاہیے"۔

ع سیرۃ ابن ہشام کی ظاہر روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طائف مین آپ تنہا تشریف لے گئے تھے۔ مگر دیگر اہل سیر کہتے ہین کہ زید بن حارثہ بھی ہمراہ رکاب تھے۔

یہ ایسی باتین تھین کہ آپنے دل شکستہ ہوکے کہا "اچھا جانے دو۔ مگر اور کسی سے اسکا تذکرہ نکرنا"۔

طائف والون کی قساوت و سنگدلی

پھر اُٹھکے واپس روانہ ہوئے۔ مگر اُن سنگدل اور خلاف مزاج رئیس زادون نے بجاے اس کے کہ آپ کی خواہش کے موافق سکوت اختیار کرین طائف کے بدمعاشون اور اپنے شریر غلامون کو اُبھار دیا جو شور غل مچاتے گالیان دیتے اور ڈھیلے مارتے ہوے آپ کے پیچھے ہولیے۔ اِن بازاری اور عام لوگون نے اتنے ڈھیلے مارے کہ آپ کے پاؤن سے خون جاری ہوگیا۔ اور جوتے خون سے تر ہوگئے۔ جب پتھر پاؤن مین لگتا آپ درد کی شدت سے زمین پر بیٹھ جاتے۔ آپ کو بیٹھا دیکھ کے لوگ فوراً دونون شانے پکڑکے آپ کو کھڑا کر دیتے اور پھر ڈھیلے مارنے لگتے۔ اس جسمانی درد و الم کے ساتھ یہ روحانی تکلیف بھی آپ کو پہونچ رہی تھی کہ اس مصیبت کے چارون طرف سے قہقہے اُٹھتے اور کوئی نہ تھا جسے ذرا ترس بھی آتا ہو آخر اُن لوگون سے بچنے کے لیے آپنے قریب کے ایک باغ مین پناہ لی جس کے گرد احاطہ کھنچا ہوا تھا۔ آپنے باغ کے اندر جاکے دیکھا تو انگور کی بیلین پھیلی ہوئی تھین۔ اُنکا سایہ بھلا معلوم ہوا اور آپ ایک تاک انگور کے سایے مین جاکے بیٹھ گئے کمزوری دم لے لین یہان بیٹھکے حضرت باری کی درگاہ مین دعا کرنا شروع کی کہ خداوندا مجھ پر رحم کر۔ اور ان مصیبتون کی فریاد تیری ہی درگاہ مین ہے دعا فرما رہے تھے کہ ربیعہ نام ایک رئیس طائف کے بیٹون عتبہ اور شیبہ کی نظر پڑگئی جو اس باغ کے مالک تھے۔ اور اپنے باغ کے مکان مین بیٹھے سیر کر رہے تھے۔ اُنھین آپ کی بیکسی پر ترس آگیا۔ فوراً ایک تشتری مین تھوڑے سے انگور رکھکے اپنے ایک

اہل نینوی کا عیسائی غلام عداس

عیسائی غلام عداس کو دیئے کہ "جا یہ اس مصیبت زدہ شخص کو لیجاکے کھلا دے"۔ عداس نے وہ تشتری لاکے آپکے سامنے رکھی۔ اور کھانے کو کہا تو آپنے بسم اللہ کرکے ہاتھ بڑھایا "بسم اللہ" کے الفاظ سُن کے عداس چونکا۔ آپ کی صورت دیکھی اور پوچھا "اس سرزمین مین تو یہ الفاظ کسی کی زبان سے نہین سنے جاتے"۔ آپنے پوچھا "اور تم کس ملک کے رہنے والے ہو؟ اور کس دین کے پابند ہو؟" عداس نے کہا "ایک نصرانی شخص ہون اور ارض نینوی میرا وطن ہے" آپنے شہر نینوی کا نام سُنکے فرمایا "نینوی! وہی جسکی خاک سے مرونیک یونس بن متی پیدا ہوئے تھے"۔ جواب

عہ سیرۃ ابن ہشام ص ۲۷۹، ۲۸۰

سُن کے عداس سراپا حیرت بن کے بولا خود نینوی مین بھی مجھے ایسے آدمی نہین ملے جو یونس بن متی کو جانتے ہون۔ آپ کو باوجود اُمی اور بے پڑھے لکھے ہونیکے اُنکا حال کہان سے معلوم ہوگیا؟ آپنے

وہ آپکے ہاتھ پاؤن چومتا ہے

جواب دیا "وہ میرے بھائی تھے۔ اس لیے کہ وہ بھی پیغمبر تھے اور خدا نے مجھے بھی پیغمبر بنایا ہے"۔ اتنا سنتے ہی عداس ایسا گرویدہ ہوا کہ جھک جھک کے آپکے سر ہاتھون اور پاؤن کو چومنے لگا۔ اُسے اس حالت مین پاکے عتبہ اور شیبہ نے ایک دُوسرے کی صورت دیکھی اور بولے "اس شخص نے تو ہمارے غلام ہی کو غارت کردیا"۔ پھر جب عداس واپس گیا تو پوچھنے لگے "یہ کیا تھا کہ تو اس اجنبی شخص کے ہاتھ پاؤن چوم رہا تھا؟" اُسنے کہا "حضور اس شخص نے مجھے وہ بات بتادی جو سوا پیغمبر کے اور کسی کو معلوم نہین ہوسکتی"۔ غلام کے اس جواب پر آقا بولے "مگر یہ خوب سمجھ لے کہ تیرا دین اُس کے دین سے اچھا ہے۔ کہین اپنے مذہب سے نہ پھر جانا"۔

طائف سے واپسی

ہجرت کے دسوین سال شوال کے آخر مہینے مین آپ طائف تشریف لے گئے تھے مگر وہان والے خلاف امید کچھ ایسی بدسلوکی سے پیش آئے کہ چندہی روز بعد واپس آئے۔ مگر ابھی تک کفالت کا کوئی انتظام نہین ہوا تھا اور بغیر اسکے مکہ مین داخل ہونا جان سے ہاتھ دھونا تھا۔ مجبوراً راستے مین نخلہ نام ایک مقام مین ٹھہر گئے۔ جہان قرآنی بیان کے مطابق چند جنون نے آپکی قرأت سُنی ایمان لائے۔ اور اور جنون کو بھی دین اسلام مین شامل کرنے لگے۔ نخلہ مین چند روز قیام کرکے آپنے مکے کا رُخ کیا۔ وہان پہونچ کے باہر ہی کوہ حرا پر ٹھہر گئے۔ اور کوشش فرمانے لگے کہ کسی کو اپنا کفیل و حامی بنالین تو سواد وطن مین داخل ہون۔ اتفاقاً یہان آپ کو عبد یمد بن اریقط مل گئے۔ جنھین آپنے اخنس بن شریق کے پاس بھیجا اور کفالت کی درخواست کی۔ اخنس اس وقت تک ایمان نہین لائے تھے۔ جواب مین کہلا بھیجا "مین اہل مکہ کا حلیف ہون۔ اور حلیف کو کفالت کا حق نہین ہوتا"۔ ناچار آپنے سہیل بن عمرو کی طرف رجوع کیا۔ انھون نے یہ عذر پیش کیا کہ مین بنی عامر سے ہون۔ اور بنی عامر بنی کعب (یعنی آپکے

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۰ و ۳۷۹ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۱۴ عہ السیرۃ النبویہ ۳۹

قبیلے والوں) کے خلاف کسی کو اپنی پناہ مین نہین لے سکتے" ادہر سے بھی مایوسی ہوئی

آخر مطعم بن عدی کی کفالت سے آپ مکے مین داخل ہوتے ہین

تو مجبوراً آپنے مطعم بن عدی کے پاس پیام بھیجا مطعم اگرچہ کافرون مین تھے مگر آپ کے ساتھ تھوڑی بہت ہمدردی ضرور رکھتے تھے جن لوگون نے آپ سے ملنا جلنا چھوڑنے کے متعلق قریش کا معاہدہ توڑا تھا اُن مین ایک یہ بھی تھے - انھون نے پہلے بھی ہمدردی کی تھی اور اس موقع پر بھی کام آئے - فوراً کہلا بھیجا کہ آپ بلا تامل مکے مین داخل ہوجیے مین کفالت کو حاضر ہون" الغرض اس طرح ہجرت کے دسوین سال ذی قعدہ کی ۲۳ - تاریخ آپ مکے مین داخل ہوئے -

طعم کی کفالت کی شان

اُس روز آپ مطعم ہی کے گھر مین رہے - دوسرے دن مطعم نے اور اُن کے چند اور عزیزون نے ہتھیار لگائے - اور گھر سے باہر نکلتے ہی مطعم نے پکار کے کہہ دیا "اے اہل قریش مین نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی پناہ مین لیا ہے - خبردار کوئی اُنھین نہ ستائے" اِس طریقے سے اپنی کفالت کا اعلان کرکے آپ کو بلوا بھیجا - اور جب آپ تشریف لے گئے تو وہ آپ کو خانۂ کعبہ مین لے گئے - جہان آپ نے طواف کیا - اللہ جل شانہ کی نماز ادا کی اور وہ سب اُسی طرح ہتھیار بند چارون طرف سے گھیرے کھڑے رہے - آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوسفیان بن حرب آگئے - یہان یہ رنگ دیکھا تو مطعم پر حیرت کی ایک نظر ڈال کے پوچھا "پناہ دی ہے یا اطاعت قبول کرلی ہے" مطعم نے کہا "نہین پناہ دی ہے" یہ سن کے ابوسفیان نے گویا کمال اطمینان سے کہا "تو تمھاری کفالت نہین توڑی جاسکتی"

مسلمانون کی کفالت نہین قبول کی جاتی

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ آپ پر ایمان لا چکتے تھے اُن کی کفالت کا اعتبار نہین کیا جاتا تھا - اور یہی سبب تھا کہ سید الشہداء حمزہؓ - ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ - اور عثمانؓ بن عفان وغیرہ باوجودیکہ جاہلیت مین بڑے صاحب اثر لوگ تھے اور یہ حیثیت رکھتے تھے کہ جسے چاہتے اپنی کفالت مین لے لیتے - مگر اسلام لانے کے بعد ایسے

عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۳ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۳۲ عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۳ و ۳۰۴

بے دست و پا ہو گئے تھے کہ دوسرون کی کفالت کرنا درکنار خود اپنے لیے کفیل ڈھونڈھتے پھرتے تھے۔ اور مجبور ہوتے جاتے تھے کہ بجاے آپ کا ساتھ دینے کے مکہ چھوڑ کے کسی طرف نکل جائین اور خود اپنی جان بچانے کی تدبیر کرین۔

مطعم بن عدی کی کفالت حاصل کرنے کے بعد آپ کو پھر موقع ملا کہ تبلیغ دین مین آزادی و سرگرمی دکھائین۔ اگرچہ کفالت آپ کو توہین آمیز کلمات۔ کفار کی مزاحمتون اور مشرکین کی ایذا رسانیون سے نہین بچا سکتی تھی۔ مگر ہان اتنا اطمینان البتہ ہو گیا تھا کہ قومی خونریزی کے خوف سے کوئی جان نہ لے گا۔ اور صرف اتنی ہی امید پر موسم حج کے آتے ہی آپ ہر گروہ اور ہر قبیلہ کے سامنے جا کے اپنے آپ کو پیش کرتے اور چلا چلا کے اور جوش و خروش سے

آپ قبائل عرب پر اسلام پیش کرتے ہین

پکارتے "توحید اختیار کرو۔ اور شرک سے بچو" مگر افسوس بہت کم تھے جو سننے کی بھی زحمت گوارا کرتے ہون۔ ان اوقات مین اکثر ابولہب ساتھ ساتھ رہتا اور جسے آپ توحید کی طرف بلاتے اُسے بھکاتا کہ خبردار انکا کہنا نہ ماننا۔ لیکن آپ نے کبھی اسکی بھی پروا نہ کی اور اپنا فرض تبلیغ اُسی مستعدی و جوش سے ادا کرتے رہے کہتے ہین کہ عرب کا کوئی

بنی کندہ

قبیلہ نہ تھا جس کے سامنے آپ نہ گئے ہون اور اپنا فرض رسالت نہ ادا کر دیا ہو۔ بنی کندہ مین گئے۔ اور دین کی طرف بلایا۔ مگر صاف الفاظ مین جواب انکاری ملا۔ بنی کلب کے

بنی کلب

خیمون مین تشریف لے گئے۔ مگر حق کی آواز پر اُن مین سے بھی کسی کا دل نہ پسیجا۔

بنی حنیفہ

بنی حنیفہ مین جا کے توحید کی آواز بلند کی لیکن افسوس کہ انھون نے سب سے زیادہ تمرد ظاہر کیا۔ بنی عامر مین جا کے دین الٰہی کی برکتین بیان کین۔ مگر اُنکے دل

بنی عامر

بھی دیگر قبائل عرب سے کچھ کم سنگدل نہ ثابت ہوئے۔ بلکہ اُن مین سے بحیرہ نام ایک شخص آپ کی وضع و حالت دیکھ کے اپنے ہم قومون سے کہنے لگا "اگر اس قریشی نوجوان کو اپنے ساتھ لے لون تو حد اکی قسم سارے عرب کو ہضم کر جاؤن"۔ یعنی پورے جزیرہ نما کو اپنا تابع فرمان بنا لون۔ پھر آپ کی طرف متوجہ ہو کے بولا "اچھا اگر ہم

تمھارے ہاتھ پر بیعت کریں۔ تمھارا دین مان لیں۔ اور پھر یہ تمھارا مذہب غالب آپ کی وراثت کا ایک آرزومند آجائے تو وعدہ کرتے ہو کہ اپنے بعد ہمیں اپنا وارث بناؤ گے؟" آپ نے فرمایا اُس بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ یہ تو خدا کے اختیار میں ہے" یہ سُن کے اُس نے کہا "خوب۔ عربوں کے مقابلے میں اپنا سینہ سپر تو ہم کریں۔ اور جب کامیابی کا وقت آئے تو حکومت دوسروں کے ہاتھ میں جائے۔ جاؤ۔ ہمیں اس دین کی ضرورت نہیں ہے" الغرض اس ساری دوڑ دھوپ اور محنت و مشقت کا نتیجہ ناکامی ہی ناکامی ثابت ہوا۔ نہ کسی نے آپ کی بات مانی اور نہ کوئی آپ کی مدد پر آمادہ ہوا۔ بلکہ جس کے پاس گئے بہت بُری طرح پیش آیا۔ اور اُلٹے ذلیل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اکثر قبائل سے آپ کو یہی جواب ملا کہ "تمھیں تمھاری قوم سے زیادہ کون جان سکتا ہے؟"

باب یازدہم

عقبۂ اولی و عقبۂ ثانیہ

وہی دُھن اور وہی جوش تبلیغ۔ سویدبن صامت کا ایمان لانا۔ خوش نصیب ارض یثرب۔ اوس و خزرج۔ انھیں یہودیوں کی دھمکی۔ اہل یثرب پر آپکا پہلا اثر۔ اُنکا ایمان لانا۔ جس زمانے میں آپ قبائل کو توحید کیطرف بلاتے اُس میں اختلاف۔ معراج۔ عقبۂ اولی۔ اُسکی بیعت۔ اہل یثرب کے ساتھ معلم دین مصعب بن عمیر مدینے میں۔ ایک مدنی بزرگ آپ ہی کے پاس رہ گئے۔ مدینے میں تبلیغ اسلام۔ اُسید بن حضیر ایمان لاتے ہیں۔ سعدبن معاذ بھی ایمان لاتے ہیں ان دونوں کے اثر سے دو بہت بڑے خاندانوں کا اسلام لانا۔ بنی خزرج کا کوئی گھر مسلمانوں سے خالی نہیں۔ فرضیت جمعہ۔ یوم جمعہ کا تقرر جاہلیت میں جمعے کا کچھ اور نام تھا۔ پھر اہل مدینہ کے میں۔ براء بن معرور۔ وہ کعبہ چھوڑ کے بیت المقدس کیطرف نماز نہیں پڑھتے۔ کعب و برا دربار رسالت میں۔ کعبے ہی کیطرف نماز پڑھنے پر آپ کا فیصلہ۔ عقبۂ ثانیہ۔ اہل مدینہ کا شمار۔ آپکا تشریف لانا حضرت عباس کی تقریر خود آپکے کلمات ہدایت۔ بیعت۔ اہل مدینہ آپ سے بھی اقرار لیتے ہیں

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۸۲ و ۲۸۳ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۴۵

یہ مہاجرہ دینی اور دنیاوی دونون زندگیون پر حاوی تھا بیعت کی شان۔ بارہ نقیبون کا انتخاب۔ اُنکے فضائل
مشرکین کو خبر ہوگئی مشرکین یثرب کی لاعلمی کام آئی۔ سعد بن عبادہ پر قریش کا ظلم۔ بیعۃ النساء اور بیعۃ الحرب کا فرق
اہل مدینہ کا جوش توحید۔ معاذ بن عمرو۔ اُن کے والد کا چوبیس بت منات۔ اُس بت کے ساتھ معاذ کا برتاؤ۔
اُن کے والد عمرو بن جموح اسلام قبول کرتے ہین۔

وہی دھن اور وہی جوش تبلیغ | مگر باوجود اِن تمام مزاحمتون کے آپ ہی کی پیمبرانہ اور نہ تھکنے والی ہمت تھی جس نے اُسی جوش سے آپ کو تبلیغ پر آمادہ رکھا۔ اور آخر تک یہ حالت تھی کہ جہان آپ کسی سردار قوم یا معزز شخص کے آنے کا حال سُنتے بے تکلف اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور سامنے جاکے اتمام حجت کردیتے۔ اتفاقاً سُوید بن صامت نام مدینے کے ایک بڑے رئیس حج کرنے کو

سوید بن صامت کا ایمان لانا | آئے۔ آپ خبر سنتے ہی حسب معمول تشریف لے گئے اسلام پیش کیا اور قرآن کا ذکر فرمایا۔ سوید نے کہا "غالباً تمھارے پاس کوئی ویسی ہی چیز ہوگی جیسی کہ میرے پاس ہے"؟ آپ نے دریافت فرمایا "تمھارے پاس کیا ہے؟" سوید نے فخر و مباہات کے ساتھ کہا "لقمان کی حکمتین"۔ آپ نے فرمایا "اچھا مجھے سناؤ تو۔ دیکھوں کیسی ہین"۔ سوید نے آپکی خواہش کے موافق جب وہ نصیحتین سنائین تو آپ نے تعریف کی اور فرمایا بیشک یہ اچھی نصیحتین ہین۔ مگر میرے پاس جو کچھ ہے وہ اس سے افضل و اعلی ہے اور خداوند جل و علا کا کلام ہے۔ بلکہ اُسے کلام نہ کہنا چاہیے اس لیے کہ سراسر ہدایت و نور ہے" پھر چند آیات قرآنی پڑھ کے سُنا بھی دین۔ سوید نے اُنکو بہت پسند کیا۔ متاثر ہوا اور آپکے دعوے نبوت کی مخالفت نہین کی۔ بلکہ یون کہنا چاہیے کہ دین الٰہی کا شوق دل مین لیے ہوئے مدینے واپس گئے۔ شاید دوسرے سال آپ کی زیارت سے مشرف ہوکے ایمان لاتے۔ مگر اُسکی نوبت نہین آنے پائی تھی کہ قبائل اوس و خزرج مین لڑائی ہوئی اور وہ اپنی قوم کی رفاقت مین بنی جذیحہ کے ہاتھ سے مارے گئے۔

خوش نصیب اہل یثرب | یثرب جس شہر سے کہ سوید آئے تھے یہ خوش نصیبی اُسی کی قسمت مین تھی کہ آنحضرت صلعم کا مرکز نبوت اور بعد کی اسلامی خلافت راشدہ کا مستقر و دار السلطنت قرار پائے جس کا ابتدائی

ظہور یہ تھا کہ وہان کا جو سب سے پہلا شخص ہمارا اگر آپ پر ایمان نہین لایا تو آپ سے دشمنی و

اوس وخزرج | مخالفت بھی نہین کی۔ یثرب کے قبائل اوس وخزرج کا حال ہم کتاب "عرب قبل از اسلام" مین بیان کر چکے ہین اور وہین یہ بھی بتا دیا ہے کہ اُن کے قرب و جوار مین کثرت سے یہودی آباد تھے۔ جو بہت قدیم زمانے سے یہان آ کے سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ اور جن سے اوس وخزرج سے پُرانی رقابت چلی آتی تھی۔ اوس وخزرج والون کا مذہب عموماً بُت پرستی تھا۔ یہودی اُن کے مذہب کو ذلیل سمجھتے تھے اور باوجود اپنے قومی ضعف کے تعصب وعناد سے پیش آتے تھے۔ اُن کے اُنھین معمولی تعصبات کا ایک نمونہ یہ بھی تھا کہ اپنی کتابون اور قدیم پیشین گوئیون سے مدد لے کے بت پرست

اُنھین یہودیون کی دھمکی | شرفاے اوس وخزرج کو دھمکی دی کہ "اِن دنون ایک پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے۔ ہم فوراً اس کی پیروی اختیار کر لین گے اور اسے ساتھ لے کے تمھارا قلع و قمع کر دین گے"۔ یہود کی اس پیشین گوئی کی اوس و خزرج مین شہرت ہوئی۔ اور سب اس فکر مین تھے کہ اگر یہود کا کہنا سچ ہو گیا تو ہم کیا کرین گے۔؟

اہل یثرب پر آپ کا پہلا اثر | اب گیارھوان سال نبوت تھا۔ اور آپ اپنی عادت کے موافق قبائل عرب کے مجمعون مین جا جا کے دین اسلام کو پیش کرتے پھرتے تھے کہ اتفاقاً مقام عقبہ مین اُس مقام سے متصل ہی جہان حاجی لوگ رمی جمار کیا کرتے ہین اور جہان ایک مسجد بنی ہوئی ہے جو اسی واقعے کی یادگار مین مسجد بیعت کہلاتی ہے آپ کو چھ آدمی ملے۔

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۸۶ و ۲۸۷ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۴۵۔

مہ السیرۃ النبویہ مصنفہ سید احمد دحلان بحاشیہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۲

اُن لوگون کی صورت دیکھ کے آپ نے پوچھا "تم کون لوگ ہو؟" انھون نے کہا "ہم بنی خزرج مین سے ہین۔ اور ارض یثرب سے آتے ہین۔" اُن کو متوجہ پاکے آپ نے فرمایا "اچھا یہان آئے ہو تو بیٹھ کے میری دو باتین بھی سُن لو۔" وہ بے تکلف بیٹھ گئے۔ اور آپ نے قرآن کی آیات بینات سُنا کے اُنھین دین اسلام کی طرف بُلایا۔ کلام ربانی سنتے ہی اُن لوگون نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کے کہا "کہین یہ وہی پیغمبر تو نہین جن کے بھروسے پر یہود ہمین دھمکی دیا کرتے ہین؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن سے پہلے ہم ہی ایمان لاکے اِن کو اپنا دوست بنالین۔" یہ بات سب کے دل مین جم گئی۔ فوراً ایمان لے آئے۔ اور آپ کی نبوت تسلیم کرلی۔ پھر وعدہ کیا کہ ہم اپنی قوم کو بھی اس دین کی طرف بلائین گے۔ اس کے بعد کہا "ہماری قوم مین جھگڑا پڑا ہوا ہے۔ اگر آپ کی برکت سے اُن مین اتفاق ہوگیا اور دونون گروہ آپ کی تائید پر آمادہ ہوگئے تو آپ کو اپنے اغراض نبوت مین پوری کامیابی ہوگی۔" یہ وعدہ کرکے وہ لوگ اپنے وطن کو واپس گئے۔ اور آپ کا حال بیان کرکے ساری قوم کو اس قدر مشتاق بنا دیا کہ اوس و خزرج کا کوئی گھر نہ تھا جس مین آپ کا تذکرہ نہ ہو رہا ہو۔ یہی صحبتین جن مین اہل یثرب آپ سے ملے اور ایمان لائے مورخین اسلام کی اصطلاح مین عقبہ کے نام سے یاد کی جاتی ہین۔ اور بعض نے اس مذکورہ صحبت کو عقبۂ اولی لکھ دیا ہے۔ حالانکہ دراصل عقبہ اولی اُس صحبت کا نام ہے جو اس کے بعد دوسرے سال واقع ہوئی تھی۔

اُن کا ایمان لانا

ع۵ اوس و خزرج مین کتے ہین ایک سو بیس برس سے نزاع چلی آتی تھی۔ اور بڑی بڑی خونریزیان ہوچکی تھین۔ آپ ہی کی برکت سے اُن مین صلح ہوئی۔ اور وہ پُرانا جھگڑا موقوف ہوا۔

ع۵ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۸۷ و ۲۸۸ ع۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۸ و ۱۰

اس امر مین بھی بڑا اختلاف ہی کہ آپ کس مہینے مین قبائل عرب کے سامنے جا جاکے دین اسلام کو پیش کرتے تھے اور اکثر محققین کہتے ہین کہ یہ واقعات ہر سال رجب کے مہینے مین پیش آتے تھے - مگر یہ بالکل خلاف قیاس معلوم ہوتا ہی - رجب اگرچہ جاہلیت کے محترم مہینون مین شمار کیا جاتا تھا مگر قبائل عرب سے ملنے کا موقع سوا ذی الحجہ کے اور کسی مہینے مین نہین مل سکتا تھا - اس لیے کہ مکے مین عام قبیلون کا مجمع صرف حج کی غرض سے ہوا کرتا تھا اور حج کی مذہبی رسم ذی الحجہ ہی کے مہینے مین ادا ہوتی تھی - ہمارے خیال مین یہ تمام واقعات لازمی طور پر ہر سال کے خاتمے پر اور ذی الحج ہی کے مہینے مین واقع ہوئے ہون گے -

جس زمانے مین آپ قبائل کو توحید کی طرف بلاتے اس مین اختلاف

دوسرے سال یعنی ہجرت کے بارھوین برس رجب کے مہینے مین آپ کو معراج ہوئی - پہلے حضرت جبریل براق پر سوار کراکے آپ کو مسجد اقصی یعنی بیت المقدس مین لے گئے - جہان آپ نے تمام پیمبرون کی امامت کی - اور نماز پڑھائی - پھر وہان سے آپ کو آسمانون اور جنت و دوزخ کی سیر کرائی گئی - اور وہ مرتبہ نصیب ہوا جو قرآن مین "دنی فتدلی" و "قاب قوسین او ادنی" کے مبارک الفاظ مین بیان کیا گیا ہی - معراج کے بارے مین بڑا اختلاف ہی کہ روحانی تھی یا جسمانی - یعنی آپ کا جسم بھی گیا تھا یا فقط روح کو یہ سیر لاہوتی نصیب ہوئی تھی - خود صحابہؓ مین سے متعدد صاحب اثر لوگ اور جناب عائشہ صدیقہؓ تک معراج کے روحانی ہونے کے قائل ہین - مگر تمام علما سے متاخرین کا معراج کے جسمانی ہونے پر اتفاق ہی -

معراج

تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۴۰

وہ اُم المومنین عایشہؓ اور دیگر صحابہؓ کے بیان کا یہ جواب دیتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت سی معراجین ہوئین جن مین سے ایک جسمانی تھی اور سب روحانی۔ لہذا حضرت عایشہؓ اور دیگر صحابیؓ جو معراج کو صرف روحانی بتاتے ہین اُن کا بیان بھی صحیح ہی اس لیے کہ ایک نہین بہت سی روحانی معراجین ہوئی تھین۔ مگر ظاہر ہی کہ یہ جواب ایک تاویل سے زیادہ وقعت نہین رکھتا۔

عقبۂ اولی اسی بارھوین سال نبوت کے آخر مین پھر قبائل عرب حسب معمول مکے مین جمع ہوے۔ اِس مرتبہ ارض یثرب کے بارہ آدمی خاص آپ کی زیارت سے شرفیاب ہونے کے لیے آئے جن مین پانچ یا چھ تو وہی تھے جو گذشتہ سال ایمان لاچکے تھے اور باقی اور لوگ تھے۔ دس آدمی تو قبیلۂ خزرج کے تھے اور دو قبیلۂ اوس کے۔ یہ لوگ خاص اُسی مقام عقبہ مین آپ سے ملے اسلام

اُس کی بیعت لائے۔ اور آپ کے ہاتھ مین ہاتھ دے کے اقرار کیا کہ ہم کسی شخص یا کسی چیز کو خدا کی خدائی مین نہ شریک کرین گے۔ چوری اور زناکاری سے باز رہین گے۔ لڑکیون[1] کی جانین نہ لین گے۔ کسی پر بہتان نہ لگائین گے۔ اور احکام الٰہی سے کبھی کسی امر مین سرتابی نہ کرین گے۔ اِن باتون پر بیعت لے کے آپ نے اُن لوگون سے فرمایا۔ اگر تم ان باتون کی پابندی کروگے تو تمھارے لیے جنت ہی۔ اور اگر مخالفت کی تو حد شرع جاری ہوگی جو ان گناہون کا کفارہ قرار دی گئی ہی۔ لیکن اگر گناہ کو چھپایا اور حد شرع کا عمل درآمد نہ ہوسکا تو تمھارا معاملہ خدا کے ہاتھ ہی۔ چاہے عذاب کرے اور چاہے معاف کردے[2] یہی بیعت عقبۂ اولی کے نام سے یاد کی جاتی ہی۔ جس مین اہل یثرب خاص ایمان لانے کی غرض سے آئے تھے

[1] تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۲۰۷ [2] عرب مین غیرت یا افلاس کی وجہ سے لڑکیون کے زندہ دفن کردینے کا رواج تھا جسکی اسلام نے بیخ کنی کی اور قوم عرب بڑے زور و شور سے اور بہت کچھ عبرت دلاکے روکی گئی [3] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۸۸ و ۲۸۹۔

اہل یثرب کے ساتھ آپکا حسن دین

یہ لوگ جب واپس جانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ مرحومہ کے مامون زاد بھائی ابن اُم مکتوم کو اُن کے ہمراہ کردیا تاکہ آپ کے نائب کی حیثیت سے اہل مدینہ یعنی یثرب والوں کو دین کی باتین سکھائین - پھر ان لوگون نے مدینے مین پہونچ کے آپ کو لکھا کہ کسی اور مسلمان کو بھی بھیجیے جو ہمین قرآن سکھائے - اور ہم پر اسلام کی خوبیان ظاہر کرے "

مصعب بن عمیر مدینے مین

اُن کی اس درخواست پر آپ نے مصعب بن عمیر کو روانہ کردیا - جن سے اسلام کو اہل مدینہ کے خداشناس بنانے مین بڑی مدد ملی

ایک مدنی بزرگ آپ ہی کے پاس رہ گئے

اہل یثرب کو آپ کی آواز توحید ایسی بھلی معلوم ہوئی تھی کہ اس عقبۂ اولی والون مین سے عباس بن نضلہ نام ایک صاحب نے وطن جانا بھی نہ پسند کیا اور آپ ہی کی خدمت مین رہ گئے اور انھین دوھری اسلامی فضیلت حاصل ہوئی - اس لیے کہ اُن کا شمار مہاجرین مین بھی ہوا اور انصارین مین بھی -

مدینے مین تبلیغ اسلام

مصعب بن عمیر کے پہونچتے ہی مدینے مین اسلام کو ترقی ہونے لگی - یہ وہان جاکے اسعد بن زرارہ کے مکان پر ٹھہرے اور قرآن کی آیتین سُنا سُنا کے لوگون کو دین اسلام کی طرف بُلانے لگے - اسعد بن زرارہ مصعب کے ورود کے ابتدائی ہی زمانے مین ایک دن انھین لیے ہوئے عبدالاشہل اور بنی ظفر کے گھرانون مین گئے جو مدینے کے بہت معزز خاندان تھے - اور بنی ظفر کے ایک باغ مین ٹھہر کے لوگون کو توحید کی طرف بلانے لگے عبدالاشہل مین سب سے معزز اور سردار قوم سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر تھے

---

۱ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ - صفحہ ۹ ۲ السیرۃ النبویہ - برحاشیہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۴ - ۳ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰

اور دونون ابھی تک مشرک تھے۔ جب اُنھین اِن نئے دین کے منادیون کی
کی خبر ہوئی تو سعد نے اُسید کی طرف دیکھ کے کہا "تم ذرا جا کے اِن دونون آدمیون
کو ڈانٹو تو جو ہمارے دونون گھرانون مین آ کے ٹھہرے ہین۔ اور کم عقلون کو بہکا
اُسید بن حضیر ایمان لاتے ہین | لے ہے ہین۔ مین خود جاتا مگر اسعد بن زرارہ میرے خالہ زاد بھائی ہین۔
اور مروت کی وجہ سے مین اُنسے دو بدو جھگڑا کرنا نہین پسند کرتا" اُسید نے کہا "بہتر"۔ اس کے
بعد اپنا گرز اُٹھا کے کندھے پر رکھا۔ اور بنی ظفر کے باغ مین پہونچے۔ ان کو دور سے
آتے دیکھ کے اسعد نے کہا "دیکھو یہ جو آتے ہین سردار قوم ہین۔ اِن کے راہ
راست پر لانے کی کوشش کرو"۔ اتنے مین اُسید سر پر آ پہونچے اور کھڑے ہی کھڑے
سخت و سست کہنے لگے۔ مصعب نے نہایت نرمی سے کہا "آپ ذرا تشریف تو
رکھیے۔ میرے دو کلمے سُن لیجیے۔ پسند آئین تو مانیئے گا ورنہ نہ سہی"۔ اُسید نے کہا کیا
مضائقہ ہے" یہ کہہ کے گرز زمین پر ٹیکا اور بیٹھ گئے۔ اب مصعب کو کافی موقع ملا۔ فوراً
پند و نصائح کا دروازہ کھول دیا۔ بہت ہی نرمی و شائستگی کے الفاظ مین توحید کی
خوبیان بیان کر کے قرآن پاک کی چند آیتین سنائین۔ مصعب کی تھوڑی ہی باتون
نے اُسید پر کچھ ایسا سحر نما اثر ڈال دیا کہ بے اختیار ہو کے بولے "اچھا اگر کوئی
تمھارے اس دین مین داخل ہونا چاہے تو کیونکر داخل ہو سکتا ہے؟"۔ جواب
ملا "غسل کیجیے۔ پاک و صاف کپڑے پہنیے۔ کلمۂ شہادت پڑھیے۔ اور نماز ادا کیجیے"۔
اُسید نے بلا تامل اِن باتون کی تعمیل کی۔ اور ایک پُرجوش مسلمان بن کے واپس
چلے۔ مگر جاتے وقت کہتے گئے "یہان ایک اور شخص ہین۔ اگر اُنھون نے تمھارا
دین قبول کر لیا تو یقین کر لو کہ اِن دونون خاندانون مین پھر کوئی شخص پُرانے
دین پر نہین باقی رہے گا۔ اور ٹھہرو مین خود اُنھین بھیجے دیتا ہون۔ اُسید کو یہ
مناسب نہین معلوم ہوا کہ اپنے مسلمان ہو جانے کا حال بے تکلف ظاہر کر دین

چنانچہ جب سعد بن معاذ کے پاس پہونچے اور انھون نے پوچھا کہ کیا کر آئے؟ اُن لوگون کو منع کیا یا نہین؟ تو جواب دیا ہان اُن لوگون سے گفتگو کی تھی۔ مجھے تو اُن منع کیا۔ اور وہ بولے کہ "ہم تو اس دین کے پابند ہو چکے تمھارا جی چاہے کرو" اتنے مین مین نے سنا کہ بنی حارثہ اس ارادے سے نکلے ہین کہ اسعد بن زرارہ کو قتل کر ڈالین۔ اور جرم بس اتنا کہ تمھاری خالہ کے لڑکے ہین" اس قومی نزاع کا حال سُن کے سعد کو کہان تاب رہ سکتی تھی؟ فوراً تیورون پر میل آگیا۔ اپنا گرز لے کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور غصے مین بھرے ہوئے بنی ظفر کے باغ کی طرف چلے۔ وہان جب دُور سے دیکھا کہ اسعد اور مصعب اطمینان سے بیٹھے ہین تو دل مین کہا معلوم ہوتا ہے اُسید نے مجھے فقرہ دیا۔ اور ان کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مین بھی ان لوگون کی زبان سے کچھ سنون۔ اچھا یون ہی سہی" یہ کہہ کے آگے بڑھے۔ ان کے جانے پر بھی بعینہ وہی اُسید کا سا واقعہ پیش آیا یعنی سر پر کھڑے ہو کے بُرا بھلا کہا۔ مصعب کے اصرار سے بیٹھے۔ توحید و حق پرستی کی آواز اور نیکوکاری کی نصیحتین سُنین اور مسلمان ہو گئے۔

سعد بن معاذ بھی ایمان لاتے ہین

اُن دونون کے اثر سے دو بہت بڑے خاندانون کا اسلام لانا

سعد کا ایمان لانا تھا کہ گویا اسلام نے مدینے کا ایک حصہ فتح کر لیا۔ دین اسلام قبول کرتے ہی اُنھون نے دونون خاندان والون کے تمام لوگون کو جمع کیا۔ اور پوچھا تُم لوگ مجھے کیا اور کیسا سمجھتے ہو؟ سب نے بالاتفاق جواب دیا "اپنا سردار اور سب سے افضل" یہ جواب پا کے کہا تو سنو تم مین سے ہر شخص مرد ہو یا عورت جب تک خدا اور اُس کے رسول پر ایمان نہ لائے گا اُس وقت تک مجھے اُس سے بات کرنا حرام ہے" سعد بن معاذ کے اس عہد کا یہ فوری نتیجہ ظاہر ہوا کہ شام

ہونے سے پیشتر ہی ان دونون گھرانون کے تمام مرد و زن دین اسلام قبول کر چکے تھے - اب اتنی جماعت کثیر نے جب مسلمان ہو کے تبلیغ اسلام شروع کی تو چند ہی روز مین پیغمبر آخر الزمان علیہ التحیۃ والثنا کا مبارک دین مدینے مین

بنی خزرج کا کوئی گھر مسلمانون سے خالی نہین

کثرت سے پھیلنے لگا - اور بنی خزرج مین کوئی گھرانہ نہ تھا جس مین مسلمان مرد اور مسلمان عورتین نہ موجود ہون - لیکن ہان ابھی قبائل اوس مین اسلام کو کامیابی نہین ہوئی تھی -

فرضیت جمعہ

اب نبوت کا تیرھوان سال شروع ہوا جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کو نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا - اور وجہ یہ ہوئی کہ یہودی یوم السبت یعنی ہفتے کے دن کی بہت وقعت کرتے تھے - اُس روز عبادت کرتے اور اُسے نہایت ہی مقدس و محترم سمجھتے - وہان کے مسلمانون کو بھی اُن کی یہ رسم بھلی معلوم ہوئی - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ "ہمارے لیے بھی کوئی دن مقرر فرمایئے تاکہ اُس روز باہم مل کے خدا کی عبادت کیا کرین" اُن کی اس درخواست کو منشاے نبوت و اغراض خدا پرستی کے

یوم جمعہ کا تقرر

موافق پاکے آپ نے مصعب بن عمیر کو لکھ بھیجا "اُس دن کا خیال کرو جس روز یہود یوم السبت کی رسوم ادا کرنے کے لیے اپنے صحیفہ آسمانی کو باہر نکالا کرتے ہین - بس اُسی دن کو تم اپنا روز عبادت سمجھو اور مسلمانون سے کہہ دو کہ اُس روز اپنی عورتون اور بچون کو جمع کریں اور جب آفتاب کو زوال شروع ہو جاے درگاہ الٰہی مین دو رکعت نماز ادا کرو دین" اس تحریر مین آپ کی مراد اس دن سے تھی جو ہفتے سے ایک دن پیشتر ہوتا ہے اور جس روز یہود یوم السبت کے استقبال کی تیاری کرتے تھے - مصعب نے آپ کے حکم کے مطابق تمام

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۳

لوگون کو جمع کر کے نماز جمعہ ادا کی اور اُس کے بعد برابر ادا کرتے رہے۔ اور واقعی مدینے کا یہ بہت بڑا شرف ہے کہ نماز جمعہ پہلے پہل اُسی مین ادا کی گئی۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین معذور تھے۔ اور قریش کے خوف سے کوئی ایسی دینی رسم نہین بجا لا سکتے تھے جو یون علانیہ ادا کی جاتی ہو

جاہلیت مین جمعے کا کچھ اور نام تھا | اس مبارک اسلامی دن کو جاہلیت مین یوم عروبہ کہتے تھے۔ جمعے کا لفظ اس نماز کے فرض ہونے کے بعد اور خاصتہً اہل مدینہ سے شروع ہو کے ساری دنیا مین پھیلا۔

پھر اہل مدینہ مکے مین | اس سال کے آخر مین جب قبائل عرب پھر ارض بطحا یعنی مکے مین جمع ہوئے تو اب کی مصعب بن عمیر کے ساتھ اہل مدینہ کی ایک بہت بڑی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے مکۂ معظمہ مین حاضر ہوئی۔ جس مین سب سے زیادہ نامی گرامی ایک تو کعب احبار تھے جو عرب کے مشہور و گران پایہ شاعر تھے اور دوسرے براء بن معرور جو تمام ہمراہیون مین

براء بن معرور | معزز سربرآوردہ اور سردار قوم تھے۔ اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے مگر براء نے

وہ کعبہ چھوڑ کے بیت المقدس کی طرف نماز نہین پڑھتے تھے | راستے مین ہمراہیون سے کہا "مین سب باتین مانتا ہون مگر یہ نہین گوارا ہوتا کہ یہ گھر (کعبہ) چھوڑ دیا جاے" اور اسی وجہ سے وہ پورے سفر مین کعبے ہی کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ مکۂ معظمہ مین داخل ہو کے براء نے کعب سے کہا "چلو مجھے ذرا حضرت رسالت سے ملاؤ تو دیکھون یہ جو مین نے سفر مین کعبے کی طرف نماز پڑھی ہے اس کے بارے مین کیا فرماتے ہین" اُن کی خواہش کے مطابق کعب اُنھین

---

۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۔

لے کے آپکی تلاش مین نکلے۔ راستے مین کسی شخص سے آپکا پتہ پوچھا اُسنے کہا "تم اُنھین پہچانتے بھی ہو" کعب نے جواب دیا "نہین ہم مین کوئی نہین پہچانتا تب وہ بولے "اچھا۔ عباس بن عبدالمطلب کو پہچانتے ہو؟" کعب نے کہا ہان اُنھین پہچانتے ہین" اور اس شناسائی کی وجہ یہ تھی کہ عباس اکثر تجارت کے سفرون مین مدینے سے ہو کے گذرا کرتے تھے۔ کعب کا یہ جواب سُن کے اُس شخص نے کہا بس تو مسجد کعبہ مین چلے جاؤ۔ وہان عباس کے برابر جو شخص بیٹھا ہو وہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہین"۔ اس پتے کے مطابق دونون رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔

کعب اور دربار رسالت مین

اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے عباس کی طرف دیکھ کے پوچھا "آپ اُن لوگون کو پہچانتے ہین؟ یہ دونون کون صاحب ہین؟" عباس نے کہا "ہان! مین خوب جانتا ہون۔ یہ تو براء بن معرور اپنی قوم کے سردار ہین اور یہ کعب بن مالک ہین"۔ آپ نے پوچھا "کعب کون؟ شاعر؟" عباس نے جواب دیا "ہان ہان وہی"

کعبے ہی کی طرف نماز پڑھنے پر آپ کا فیصلہ

اس تعارف کے بعد براء نے کہا "یا رسول اللہ مجھے یہ نہین پسند کہ کعبہ چھوڑ دیا جاے۔ لہذا مین نے تو اب تک بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز نہین پڑھی ہے" آپ نے اس کی چند ان مخالفت نہین کی۔ اور آپ کے ہمراہ براء نے شام ہی کی طرف نماز پڑھی۔

عقبۂ ثانیہ

اس ملاقات کے بعد انصار نے حج کیا۔ اور آپ سے باضابطہ طور پر ملنے اور باہم عہد و پیمان کرنے پر آمادہ ہوئے۔ اس صحبت کے لیے آپ کے ارشاد کے موافق ایام تشریق کا درمیانی روز یعنی ۱۲ ذی الحجہ کی تاریخ اور ہفتے کا مبارک دن قرار پایا۔ مگر مشرکین مکہ سے مخفی رکھنے اور ان کی بیہودہ خلل اندازیون سے بچنے کے لیے رات کا وقت قرار دیا گیا۔ معینہ شب یعنی ہفتے کی رات کے

ابتدائی حصے مین تو سب لوگ خاموش اور اپنی اپنی فرودگاہون مین ٹھہرے لہے جب ایک تہائی رات گذرلی یعنی دس بج گئے تو حسب قرارداد اہل مدینہ پوشیدہ پوشیدہ اور لوگون کی نظرون سے بچتے ہوئے اُسی مقام عقبہ کے قریب ایک گھاٹی مین آکے ٹھہرے۔ جہان گذشتہ سال اُن کے چند ہم وطنون نے آپ کا دین قبول کیا تھا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ یہ کل تہتر مرد تھے جن کے ساتھ دو خوش نصیب عورتین بھی تھین۔ ایک تو کعب کی بیٹی نسیبہ جن کی کنیت اُم عمارہ تھی اور دوسری اسماء بنت عمرو بن عدی۔

اہل مدینہ کا شمار

آپ کا تشریف لانا

جب یہ سب لوگ وادی عقبہ مین جمع ہوچکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمدرد مگر غیر مسلم چچا عباسؓ کو ساتھ لیے ہوئے تشریف لائے۔ اور سب سے ملاقات کی۔ ظاہر ہے کہ انصار مین یہ کس قدر جوش و خروش کا وقت ہوگا جن مین سے ہر ایک آپ کا مشتاق اور آپ کی تعلیمون پر عمل کرنے کو تیار تھا۔ سب کے پہلے جناب عباسؓ ہی نے گفتگو شروع کی۔ اور نہایت پُرجوش اور متانت کے الفاظ مین کہا "اے بنی نجار! (اس لیے کہ ان لوگون مین زیادہ لوگ بنی نجار ہی کے تھے جو قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے) تم جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم مین سے ہین۔ اور ہم جتنی اُن کی ان کی حمایت کو تیار رہتے ہین۔ مگر یہ تمہارا ساتھ دینا پسند کرتے ہین۔ تاہم اس موقع پر مین اتنا کہدینا ضروری سمجھتا ہون کہ تم لوگ ابھی سے بخوبی سوچ سمجھ لو کہ پوری طرح اور آخر تک ساتھ دے سکو گے۔ اور دشمنون سے بچا سکو گے یا نہین؟ اپنی حالت اپنی طبیعت۔ اور اپنی قوت کا خوب اندازہ کرلو۔ ایسا نہ ہو کہ آخر تک نہ نباہ سکو۔ اور تمہارے سلفے اور تم پر بھروسہ کرنے کا یہ نتیجہ ہو کہ بے وفائی کرکے انھین ان کے دشمنون کے سپرد کردو۔ اگر اس کا ذرا بھی اندیشہ ہو تو مین صاف

حضرت عباس کی تقریر

خود آپ کے کلمات ہدایت | کہے دیتا ہون کہ انھین اسی حال پر رہنے دو۔ ہم انھین اپنے پاس عزت سے رکھین گے۔ اور ہمیشہ دشمنون سے بچائین گے۔ جب عم رسول اللہ عباسؓ گفتگو کر چکے تو خود آپ نے زبان فیض ترجمان کھولی۔ چند آیات قرآنی پڑھ کے سنائین۔ اللہ جل شانہ کی طرف انھین بلایا۔ اسلام کا شوق دلایا۔ اور فرمایا "مین تم سے صرف اتنی بات پر بیعت لیتا ہون کہ جن مصیبتون سے تم اپنی عورتون اور اپنی اولاد کو بچاتے ہو انھین مصیبتون سے مجھے بھی بچاؤ"

بیعت | یہ جملہ سُن کے براء بن معرور نے جوش مین آکے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور کہا "قسم ہے اُس خداوند جل و علا کی جس نے آپ کو پیغمبر برحق بنایا جن آفتون کو ہم اپنے سر سے ٹالین گے آپ کے سر سے بھی ٹالین گے۔ اور جان لیجیے کہ ہم سب لوگ جنگ جو نبرد آزما ہین۔ اور ہماری جماعت مین پورا جتھا ہے"۔ براء کی بات

اہل مدینہ آپ سے بھی اقرار لیتے ہین | پوری نہین ہونے پائی تھی کہ ابو الہیثم نام ایک مدنی شخص نے بات کاٹ کے کہا "یا رسول اللہ! ہمارے وہان بہت سے یہودی رہتے ہین جن سے ہم تعلقات چلے آتے ہین۔ مگر اب ہم آپ کی وجہ سے اُن کے تعلقات کو قطع کر دین گے۔ ایسا تو نہ ہوگا کہ اِس وقت ہم آپ کا ساتھ دین۔ مگر جب اللہ جل شانہ آپ کو غالب کر دے آپ ہمین چھوڑ کے پھر اپنی قوم والون سے آملین۔ اور مکے مین واپس آئین؟" اس کے جواب مین آنحضرتؐ نے سکرا کے ایک مثل فرمائی جس کا مطلب یہ تھا کہ "میرا خون تمھارے خون کے ساتھ ہے اور میری تباہی تمھاری تباہی کے ساتھ۔ تم مجھ سے ہو اور مین تم سے۔ جس سے تم لڑو گے اُس سے مین لڑون گا اور جس سے تم صلح ہوگی مجھ سے صلح ہوگی۔"

اِن باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل مدینہ کے ساتھ آپ کا معاہدہ

ع سیرۃ ابن ہشام۔ صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۷

یہ معاہدہ دینی اور دنیاوی دونون زندگیون پر حاوی تھا

دینی تعلقات اور تعلیمات نبوت ہی تک محدود نہ تھا بلکہ دنیاوی معاشرت مین بھی آپ نے اُن کی شرکت اختیار کی تھی - بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اپنی قوم سے نکل کے آپ اہل مدینہ کی قوم مین شامل ہو گئے تھے - جاہلیت عرب مین محالفہ کے ذریعے سے جو یکجہتی اور ہمدردی کے تعلقات پیدا کئے جاتے تھے اُنسے بھی آپ کے اور اہل یثرب کے یہ تعلقات جو اس عقبۂ ثانیہ کی صحبت مین قائم ہوئے زیادہ مضبوط اور زیادہ یگانگت کے تھے

بیعت کی شان

اس عقبۂ ثانیہ مین سب کے پہلے براء بن معرور نے بیعت کی اُنکے بعد باقی ستر آدمیون نے پھر دونون عورتون نے جن کی بیعت بغیر ہاتھ ملائے عمل مین آئی - بیعت کرتے وقت ہر شخص نہایت ہی جوش اور عقیدت کے کلمات ظاہر کرتا تھا اور وعدہ کرتا تھا کہ مین آپکی اور دین کی حمایت مین ہر شخص اور ہر چیز کے تعلقات کو چھوڑ دونگا - اس کارروائی کے بعد آپ نے اُن مین سے بارہ آدمی منتخب کیے جن مین سے نو مندرجہ ذیل آدمی قبیلۂ خزرج کے تھے - اسعد بن زرارہ - رافع بن مالک - عبادۃ بن صامت سعد بن ربیع - عبداللہ بن رواحہ - براء بن معرور - عبداللہ بن عمرو بن حرام - سعد بن عبادہ - منذر بن عمرو - اور یہ تین آدمی اُسید بن حضیر - سعد بن خیثمہ اور

بارہ نقیبون کا انتخاب

اُن کے فضائل

ابوالہیثم بن تیہان بنی اوس کے پھر فرمایا یہ میرے نقیب ہین جو حضرت مسیح کے حواریین کی طرح میرے وکیل بن کے اپنی قوم مین جائینگے اور دین اسلام کو پھیلائینگے - ان منتخب معززین اور سرداران اوس وخزرج کی شان مین آپ نے یہ کلمات بھی فرمائے تھے کہ موسی بن عمران نے بنی اسرائیل مین سے بارہ نقیب منتخب کیے تھے - اُسی طرح یہ لوگ میرے

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹ - عہ ابن خلدون جلد ۲ حصہ ۲ صفحہ ۱۳

نقیب ہین - اور جن لوگون کو یہ عزت حاصل ہونی تھی ہو چکی - اس لیے کہ یہ انتخاب جبریل نے کیا ہے -

مشرکین کو خبر ہو گئی | اس بیعت کی کارروائی ختم ہوتے ہی آپ واپس تشریف لائے اور انھین بھی اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف واپس جانے کا حکم دیا - مگر اتفاقاً تھوڑی ہی دیر بعد مشرکین مکہ کو خبر ہو گئی - صبح ہوتے ہی یورش کر کے اہل یثرب پر جا پہونچے - اور کہا "ہم نے سنا ہے کہ تم اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملے تھے تاکہ اُسے ہم مین سے نکال لے جاؤ - اور ہمارے مقابلے کے لیے اُسکے ہاتھ پر بیعت کرو - اگر تمھاری ذات سے یہ جھگڑا پیدا ہوا تو خدا کی قسم بہت بُرا ہوگا"

مشرکین یثرب کی لاعلمی کام آئی | اہل یثرب مین سے جو لوگ مشرک تھے اور رات کے واقعے کو نہ جانتے تھے قسمین کھانے لگے کہ تم سے کسی نے غلط کہہ دیا - خصوص عبداللہ بن اُبی بن سلول جو آخر عمر تک منافقین کے زمرے مین شامل رہا اور خود حکومت یثرب کا دعوے دار تھا بولا "نہین میری قوم ہرگز ایسا فعل نہین کر سکتی - اور یہ لوگ بغیر مجھ سے مشورہ لیے کوئی کام نہین کرتے" یہ اطمینان دلانے والا جواب سُن کے قریش خاموش ہو کے واپس چلے گئے[عہ] - مگر اُن کے جاتے ہی مدینے والون نے اپنے شہر کی طرف کوچ کر دیا - اُن کے جا چکنے کے بعد جب قریش کو تحقیق طور پر معلوم ہوا کہ اہل یثرب کے آپ سے ملنے اور بیعت کرنے کی خبر بے اصل نہ تھی تو برہم ہو کے اور گھبرا کے تعاقب مین روانہ ہوئے اس تعاقب مین صرف سعد بن عبادہ اُن کے ہاتھ لگے جنھین پکڑ کے مکے مین

سعد بن عبادہ پر قریش کا ظلم | لائے اور طرح طرح کی تکلیفین دینے لگے - مارتے پیٹتے تھے اور بال پکڑ پکڑ کے کھینچتے تھے - سعد کا جب اور کوئی زور نہ چلا تو جبیر بن مطعم اور

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹ و ۲۱

حرث بن امیہ کا نام لے لے کے فریاد کرنے لگے یہ دونون معززین قریش مین سے تھے اور یثرب مین اکثر اہل مدینہ کے ہاتھ سے اُن کی جان سعد ہی کی کفالت سے بچا کرتی تھی۔ غرضکہ سعد کی فریاد کے مطابق جبیر و حرث نے آ کے انھین اہل مکہ کے ظلم سے بچایا۔ اور اُن کی کفالت مین اُن غریب کو گھر جانے کا موقع ملا

بیعۃ النساء اور بیعۃ الحرب کا فرق

جاہلیت عرب مین دو قسم کی بیعتین ہوا کرتی تھین۔ ایک تو بیعت النساء یعنی عورتون کی بیعت اور دوسری بیعۃ الحرب۔ یعنی لڑائی کی بیعت جس بیعت مین کہ صرف اخلاقی امور اور گناہون سے بچنے کا معاہدہ کیا جائے وہ تو بیعت النساء کہلاتی تھی۔ اور جس مین لڑنے مرنے بعد ایک دوسرے کی حمایت مین جان بازی کا اقرار کیا جائے وہ بیعت الحرب کے نام سے یاد کی جاتی تھی۔ اس اصطلاح کے مطابق عقبۂ اولی کی بیعت بیعۃ النساء تھی اور عقبۂ ثانیہ کی بیعت بیعۃ الحرب۔ چنانچہ اس بیعت کے ساتھ ہی آپ کو اللہ جل شانہ کی طرف سے لڑنے اور اسلحۂ جنگ سے کام لے کے اپنے دین کی حمایت و حفاظت کرنے کا حکم مل گیا۔

اہل مدینہ کا جوش توحید

اہل مدینہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف چند گھڑیون کے لیے ملے تھے۔ اور اُنھین دربار رسالت مین حاضری کی بہت ہی کم عزت حاصل ہوئی تھی مگر باوجود اس کے اُن مین توحید کا کچھ ایسا جوش پیدا ہو گیا تھا کہ بت پرستی کو نہایت ہی حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ یہان تک

معاذ بن عمر

کہ بعض لوگ خود اپنے بتون کی توہین پر آمادہ ہو جاتے۔ چنانچہ

معاذ بن عمرو نام بنی سلمہ کے ایک نوجوان رئیس زادے عقبۂ ثانیہ مین ایمان لائے اور انکے والد عمرو بن جموح ہنوز مشرک تھے۔ عمرو نے منات نام

انکے والد کا بتوں کو بت منات

ع۵ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۱۳ ع۶ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۰۴

لکڑی کا ایک بت بنا کے اپنے گھر مین رکھا تھا۔ روز اُسے پاک وصاف کرتے
اُس بُت کے ساتھ معاذ کا برتاؤ | نہلاتے دُھلاتے۔ اور اُس کے سامنے جانورون کو
ذبح کرتے۔ معاذ نے کیا کیا کہ رات کے وقت چپکے سے گھر مین گئے۔ باپ کی
نظر بچا کے اُس بُت کو اُٹھا لائے۔ اور ایک گڑھے مین جس مین نجاستین ڈالی
جاتی تھین لے جا کے پھینک دیا۔ دوسرے دن صبح کو عمرو ڈھونڈتے ہوئے
نکلے۔ اور اپنے چوبی معبود کو اُس ناپاک گڑھے مین پا کے نہایت متحیر ہوئے۔ آخر
اُسے اُٹھا کے گھر مین لائے۔ اور دھو دُھلا کے پھر اُس کے معینہ مقام پر رکھ دیا
خدا پرست بیٹے نے دوسری رات کو پھر یہی دل لگی کی۔ اور پھر عمرو بن جموح نے
صبح کو اُسے لا کے اور دھو کے اپنی عبادت گاہ مین رکھا۔ اب بیٹے نے روز یہی
کارروائی شروع کر دی۔ اور اس حالت کو متواتر کئی دن گذر گئے کہ رات کو وہ
بُت نجاستون مین پھینکا جاتا اور صبح کو پاک وصاف کر کے پُوجا جاتا۔ آخر ایک دن
عمرو بن جموح نے کچھ تو عاجز آ کے اور کچھ اپنی حماقت پر نادم ہو کے اپنی تلوار اس
بُت کے گلے مین ڈال دی اور کہا "مجھے تو نہین پتہ چلتا کہ یہ کس کی شرارت ہے
اب اگر خود تم مین کچھ قوت ہے تو اپنی حفاظت کرو" لکڑی کی مورت مین
بھلا کیا قوت ہو سکتی تھی؟ حسب معمول رات کو وہ بُت پھر نجاست کے
اُن کے والد عمرو بن جموح اسلام | گڑھے مین ڈالا گیا۔ اور صبح کو جب عمرو بن جموح
قبول کرتے ہین۔ | ڈھونڈھنے کو نکلے تو اِس شان سے ملا کہ تلوار
غائب تھی۔ اور اُس کی جگہ ایک مرا ہوا کتا اُس کے گلے مین بندھا ہوا تھا۔
یہ حالت دیکھ کے عمرو کو تنبہ ہوا۔ اُسی وقت بت پرستی سے توبہ کی اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اختیار کر کے موحدون مین شامل ہو گئے۔[ع]

ع السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱ و ۲۲

باب دوازدہم

ہجرت مدینہ

عقبہ ثانیہ کے بعد کفار کی یورش - مسلمان آپ سے ہجرت کی درخواست کرتے ہین ارض یثرب دارالہجرت قرار پائی - مسلمان مدینے جاتے ہین - پہلے مہاجر - ابو سلمہ کی ہجرت کا دردناک واقعہ - اُم سلمہ کے شوہر بھی چھوٹے اور بچہ بھی چھوٹا - اُن کی مصیبت اور بیٹھ بیٹھ کے رونا - بچھڑے ملتے ہین - عثمان بن طلحہ کی شریف النفسی عمر فاروقؓ بھی وطن چھوڑتے ہین - اُن کے جانے کی شان - حضرت عمرؓ کے ہم سفر عیاش بن ربیعہ - عیاش بن ربیعہ فریب ہین آکے مکے کا قصد کرتے ہین حضرت عمرؓ کا سمجھانا - عیاش کا سفر واپسی - اُن کی گرفتاری - اور مصیبت - عیاش کے چھڑانے کو ولید بن ولید کے جاتے ہین - اُن کی رہائی - مدینے والون کی اعلی مہمانداری - قریش آپ کے نکلنے کے مزاحم ہین - زمانۂ ہجرت - صرف تین مسلمان مکے مین باقی رہ گئے - آپ حکم خداوندی کے منتظر ہین - آپ کے متعلق مشرکین کا مشورہ آپ کے قتل کرنے کی تجویز - آپ کا مکان گھیرا گیا - علی مرتضیٰؓ کی جان نثاری آپ دشمنون ہی مین ہو کے نکل جاتے ہین - مشرکین کو معلوم ہوا کہ آپ چلے گئے - حضرت علیؓ سے کفار کا سلوک - ابو بکر صدیقؓ کی رفاقت - جناب اسماء پر مشرکین کا ظلم -

عقبۂ ثانیہ کے بعد کفار کی یورش

بیعۃ عقبۂ ثانیہ کے بعد جب قریش کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ اہل مدینہ آپ کی مدد پر تیار ہین - ایک زبردست اور جنگ جو قوم نئے دین مین داخل ہوتی جاتی ہے - اور بہت سے لوگ حمایت پر آمادہ ہین تو دل مین ڈرے کہ کہین آپ کی قوت بہت بڑھ نہ جاے - اور آپ اُن کی گرفت سے باہر ہو جائین - اِن خیالات نے اُن کو اس قدر خائف و پریشان کیا کہ اور

زیادہ دشمنی پر آمادہ ہوگئے۔ اور خاصۃً مکے کے مسلمانون پر تو گویا ایک بڑی بھاری بلا نازل ہوگئی۔ گھر مین بیٹھے اطمینان نہ تھا۔ اور باہر نکلتے تو طرح طرح کی تکلیفون اور ایذاؤن سے سابقہ پڑتا۔ سب نے آنحضرتؐ سے درخواست کرنی شروع کی کہ اجازت ہو تو ہم کسی طرف بھاگ جائین۔ اور کہین اور رہی جا کے جان بچائین۔ آپ کو مسلمانون کے جانے مین تو اختلاف نہ تھا مگر کسی ایسے مقام کا خیال نہ آتا تھا جہان جانے کی اجازت دین۔ اسی وجہ سے ابتداءً آپ خاموش تھے اور مسلمانون کی ان درخواستون کا کچھ جواب نہ دیتے تھے۔ آخر آپ نے خداوند جل و علا کے حکم سے ارض یثرب کو منتخب کیا۔ جہان مسلمانون کی جماعت بڑھتی جاتی تھی۔ اور بڑے بڑے معزز لوگ آپ پر جان فدا کرنے کو تیار تھے۔ چنانچہ اپنے وطنی پیروون اور مصیبت زدہ مومنون کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا "وہان (یثرب مین) خدا نے تمھارے بھائی پیدا کیے ہین اور تمھارا گھر قرار دیا ہے۔ جاؤ بس وہین تمھین پناہ ملے گی"[۵۶]

مسلمان آپ سے ہجرت کی درخواست کرتے ہین

ارض یثرب دارالہجرت قرار پائی

مسلمان مدینے جاتے ہین

بارگاہ نبوت کا اشارہ پاتے ہی تمام مسلمانون نے اُدھر کا رُخ کردیا۔ مگر دشمن ہم وطنون کے خوف سے کسی کو علانیہ اور مجمع کے ساتھ جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ سب الگ الگ ٹوٹ ٹوٹ۔ اور لوگون سے چھپا چھپا کے مکے سے نکلتے اور آبادی سے دُور جاتے ہی مدینے کا رُخ کرتے۔ چند لوگ عقبۂ ثانیہ سے پیشتر ہی جا چکے تھے جن مین سب سے پہلے مہاجر حضرت اُم المومنین اُم سلمہ کے پہلے شوہر ابوسلمہ اور ابن ام مکتوم عمار بن یاسر۔ بلال۔ اور سعد بن ابی وقاص تھے۔

پہلے مہاجر

۵۶ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۱۴ ۵۶ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۶۱

ابوسلمہ کی ہجرت کا دردناک واقعہ | ابوسلمہ اور اُم سلمہ کی ہجرت کا واقعہ اس قدر افسوسناک ہے کہ بیان کرنے سے آج بھی دل کو صدمہ ہوتا ہے۔ اونٹ کی مہار ابوسلمہ کے ہاتھ مین تھی۔ اور اُم سلمہ اپنے چھوٹے بچے سلمہ کو گود مین لیے محمل مین بیٹھی ہوئی

اُم سلمہ کے شوہر بھی چھوٹے اور بچہ بھی چھوٹا | مدینے کی طرف جا رہی تھین کہ اُم سلمہ کی قوم کے چند لوگ یعنی بنی مغیرہ کے گھرانے والے مل گئے۔ اور روک کے کہا "ہماری قوم کی لڑکی کو کہان لے چلے؟ ہم تو تمھین نہ لے جانے دین گے" یہ کہہ کے اونٹ کی مہار ابوسلمہ کے ہاتھ سے چھین لی۔ جب لوگون نے بیوی کو شوہر سے جدا کر دیا تو ابوسلمہ کے خاندان والے یعنی بنی اسد بگڑے اور کہا "واہ! اچھا اپنے قبیلے کی عورت کو تم لے جاؤ۔ مگر یہ ہماری قوم کا بچہ تو نہین لے جا سکتے" یہ

ان کی مصیبت اور بیٹھ بیٹھ کے رونا | کہہ کے اُنھون نے ننھے بچہ سلمہ کو چھین لیا۔ اس طرح حضرت اُم سلمہ بالکل تنہا رہ گئین۔ ایک طرف تو بیچاری شوہر سے چھوٹین دوسری طرف بچہ آغوش سے نکال کے چھینا گیا۔ اور خود بنی مغیرہ کے ہاتھ مین گرفتار ہوئین۔ وہ خود فرماتی ہین کہ اس غم واندوہ اور مصیبت کے زمانے مین مین روز مکے کے باہر آ کے اُس میدان مین بیٹھتی تھی جس مین چاردن طرف سنگریزون کا فرش ہے اور رویا کرتی تھی" اس غم واندوہ کی حالت کو ایک سال کے قریب زمانہ گذر گیا۔ ایک دن حسب معمول وہین بیٹھی

ع یسی زمین کو جس مین سنگریزے پھیلے ہون لغت عرب مین بطحا کہتے ہین۔ چونکہ مکے کے گرداگرد ایسی ہی زمین ہے لہذا خود شہر مکہ کو بھی لوگ تغلیبًا کبھی ارض بطحا کہہ دیا کرتے ہین۔ مگر اصل یہ ہے کہ مکے کی آبادی کے باہر ایک مقام یا میدان جس مین سنگریزے پھیلے ہوئے تھے بطحا کہلاتا تھا۔ فی الحال بعض لوگون سے اس لفظ کے متعلق بڑی غلط فہمیان ہوئی ہین۔ اور جو اصل حقیقت ہے اُس کو نہین سمجھ سکے۔

رو رہی تھین کہ کوئی ہم قوم گذرا جس نے ترس کھا کے نبی مغیرہ سے سفارش کی اور
بچھڑے ملتے ہین | شوہر کے پاس جانے کی اجازت دلوادی - اب دن پھرے تو
بنی اسد کو بھی رحم آگیا جنھون نے بچہ بھی لا کے حوالے کر دیا۔ اُسے پاتے ہی بغیر
اس کے کہ کسی ہمراہی کا انتظار کرین اپنی اسی اُونٹنی پر سوار ہو کے تن تنہا چل کھڑی
ہوئین - راستے مین تنعیم نام ایک مقام تک پہونچی تھین کہ عثمان بن طلحہ ملے جو قریش
عثمان بن طلحہ کی شریف النفسی | مین بنی عبد الدار کے ایک معزز شخص تھے - انھین تنہا
دیکھ کے قریب آئے اور پوچھا "کہان جاتی ہو؟" جواب دیا "مدینے مین اپنے
شوہر کے پاس" عثمان نے حیرت سے کہا "اور کوئی ساتھ نہین؟" بولین "سوا خدا کے
اور اس معصوم بچے کے کوئی نہین" یہ سُن کے اُن کے دل پر کچھ ایسا اثر پڑا کہ
فوراً مہار اپنے ہاتھ مین لے لی - اور کمال شرافت و نیک نفسی کے ساتھ مدینے مین
لا کے پہونچا دیا - ابو سلمہ مدینے کے باہر مقام قبا مین قریۂ بنی عمرو بن عوف مین مقیم
تھے - عثمان بن طلحہ جناب ام سلمہ کو وہین لے گئے - اُن کے شوہر کے سپرد کیا -
اور مکے کو واپس گئے

عمر فاروق بھی وطن چھوڑتے ہین | یہ تو عقبۂ ثانیہ کے پیشتر کا واقعہ تھا مگر اس کے بعد جب
مسلمانان مکہ پر عام مصیبت نازل ہو گئی تو آپ کی اجازت پا کے ہر ایک نے
ارض یثرب جانے کی تیاریان کر دین - یہان تک کہ عمر فاروق نے بھی اُدھر کا
اُن کے جانے کی شان | قصد کیا - حضرت عمر بہ خلاف اور لوگون کے اپنی آزاد و ضدی
طبیعت کے موافق علانیہ گئے - اور سب کو جتا کے مکے سے نکلے - جب وہ سفر کے لیے
کمر باندھ چکے تو تلوار گلے مین حمائل کی - چھوٹا نیزہ کر مین باندھا - کمان کندھے پر رکھی
اور تیر ہاتھون مین لیے اس طرح گھر سے نکل کے کعبے کے پاس آئے - جہان

ع سیرت ابن ہشام صفحہ ۳۱۵

مشرکین قریش کا مجمع تھا۔ کعبے کے قریب آکے سات بار طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کے دو رکعتین پڑھین۔ اور سب کی طرف متوجہ ہو کے کہا "جس کو دعوی ہو آئے اور مجھے روکے۔ اس لیے کہ مین مکے سے جاتا ہون۔ مگر کسی کو مزاحمت کی جرأت نہ ہوئی۔ اور وہ بے تکلف مکے سے نکلے چلے گئے"۔

حضرت عمرؓ کے ہم سفر عیاش بن ربیعہ

حضرت عمرؓ کے ہمراہ عیاش بن ربیعہ نے بھی ارض مکہ کو چھوڑا تھا۔ پیشتر کی قرارداد کے مطابق شہر کے باہر ایک مقررہ مقام پر وہ جناب فاروق سے ملے اور اطمینان کے ساتھ مدینے مین پہونچ کے قبا مین بنی عمرو بن عوف کے

عیاش بن ربیعہ فریب مین آکے مکے کا قصد کرتے ہین

مہمان ہوئے۔ یہان ٹھہرے ابھی چند ہی روز ہوئے تھے کہ ابوجہل اور حارث بن ہشام جو عیاش بن ابی ربیعہ کے چچازاد اور خالہ زاد بھائی تھے مدینے مین آئے اور اُن سے کہا "تمھاری ماں بہت حیران ہین۔ کہتی ہین کہ جب تک تمھین نہ دیکھین گی نہ بالون مین کنگھی کرین گی اور نہ دھوپ سے ہٹ کے سایے مین بیٹھین گی"۔ ماں کی یہ حالت سُن کے عیاش

حضرت عمرؓ کا سمجھانا

بہت پریشان ہوئے اور واپسی کا ارادہ کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے سمجھایا کہ دیکھو غلطی کرتے ہو۔ یہ لوگ دھوکا دیتے ہین۔ اور جہان تک بنے دل پر جبر کر کے ان کے فریب سے بچو۔ تمھاری ماں کی نسبت جو کچھ کہا جاتا ہے سب لغو ہے۔ جب جُوین کاٹین گی خواہ مخواہ کنگھی کرین گی۔ اور جب مکے کی تپش ستائے گی تو ممکن نہین کہ سایے مین نہ جائین"۔ عیاش نے جواب دیا "نہین مجھے جانے دو۔ اپنی ماں کی قسم بھی پوری کرون گا اور میرا وہان کچھ مال و اسباب ہے وہ بھی لیتا آؤن گا"۔ عمر فاروقؓ نے پھر منع کیا۔ بلکہ یہان تک کہا "تم جانتے ہو کہ میرا شمار قریش کے دولت مندون مین ہے۔ اپنی پوری آدھی دولت دینے کا وعدہ کرتا ہون۔ مگر دیکھو

ع السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۴

سنبھلو۔ اور اُن کے فریب مین آکے مکے نہ جاؤ۔" عیاش کے ارادے مین اب بھی فرق نہ آیا۔ تب حضرت عمرؓ نے مجبور ہو کے اُنھین اپنی ایک نہایت ہی تیز رو اونٹنی دی اور کہا "خبردار اس اونٹنی کو ہاتھ سے نہ کھونا۔ اگر تم سے بے وفائی کی جائے تو اسی پر سوار ہو کے بھاگنا۔ کوئی تمھاری گرد کو بھی نہ پائے گا۔" عیاش نے وہ اونٹنی

عیاش کا سفر واپسی

لے لی اور ابوجہل و حارث کے ساتھ مکے روانہ ہوئے۔ راستے مین چلتے چلتے ابوجہل نے ایک مقام پر ٹھہر کے کہا "ہزار مارتا ہون مگر میری اونٹنی پیچھے ہی رہی جاتی ہے۔ تم مجھے اپنے پیچھے نہ بٹھا لو۔" عیاش نے کمال سادگی سے کہا "آؤ۔" یہ کہہ کے اونٹنی کو بٹھایا اور ابوجہل کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ اس کے بعد

اُنکی گرفتاری

کیا تھا تھوڑی ہی دور آگے بڑھے تھے کہ دونون نے مل کے عیاش کی مشکین باندھ لین۔ اور انھین نہایت ذلت کے ساتھ لے کے مکے مین داخل ہوئے وہان پہونچ کے لوگون سے کہا "ہم مین سے جو لوگ نالائق کرین اُن کے ساتھ

اور مصیبت

یہ سلوک کرنا چاہیئے۔" کے مین لا کے عیاش قید کیے گئے روز سو کوڑے پڑتے۔ دھوپ مین بٹھائے جاتے۔ اور ہر طرح کی سختیان کی جاتین تاکہ دین اسلام سے پھر جائین۔ مگر وہ آخر تک مستقل رہے۔ اور توحید کو نہ چھوڑنا تھا نہ چھوڑا۔ یہ مصیبت عیاش نے مدت دراز تک جھیلی۔ عیاش دشمنون کے ہاتھ سے کسی طرح نجات نہ پاتے تھے یہان تک کہ ہجرت کے بعد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درگاہ خداوندی مین اُن کی نجات کے لیے دعا مانگنا شروع کی اور ایک دن مایوس ہو کے آپ نے فرمایا "میرا یہ کام کون کر دے گا کہ عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن عاص کو مشرکین کے ہاتھ سے چھڑا لائے؟ ولید بن ولید نے کہا "اس خدمت کے لیے مین حاضر ہون۔" یہ کہہ کے سب سے

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۱۹ - ۳۲۰ ع السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۵

عیاش کے پھڑلنے کو ولید بن ولید کے جاتے ہین

پوشیدہ مکے مین گئے - پہونچتے ہی اتفاقاً ایک عورت ملی جو کسی کے لیے کھانا لیئے جاتی تھی - پوچھا کہان جاتی ہو؟ بولی "ان دونون قیدیون کو کھلانے جاتی ہون" یہ سُن کے ولید اس کے پیچھے پیچھے گئے اور وہ گھر دیکھ لیا جس مین دونون مسلمان خدا پرستی کے جرم مین گرفتار بلا تھے - اُس وقت تو ولید صرف مکان دیکھ کے پلٹ آئے - مگر جب رات ہوئی تو تاریکی مین وہان پہونچے - خوش نصیبی سے اُس کی چھت نہین پٹی تھی - دیوار پر چڑھ کے اندر گئے - اور دیکھا تو دونون کے پیرون مین بیڑیان پڑی ہوئی تھین

اُن کی رہائی

فوراً ایک پتھر نیچے رکھ رکھ کے تلوار سے بیڑیان کاٹ ڈالین - پھر اُنھین مجلس سے باہر نکال کے اپنے اونٹ پر بٹھایا - اور ہنوز کسی کو خبر نہین ہونے پائی تھی کہ مدینے کا راستہ لیا -

اس طرح تمام مسلمان مکے سے نکل نکل کے ارض یثرب مین آ گئے -

مدینے والون کی اعلیٰ مہانداری

اور یہان والون نے جنھین گرم جوشی ہمدردی اور فیاضی کے ساتھ حق مہانی ادا کرنے کے صلے مین انصار کا معزز و محترم خطاب دیا گیا ہے ایسی خاطر مدارات کی اور اس خلوص و مروت کے ساتھ پیش آئے کہ اسلام ہمیشہ اہل مدینہ کا ممنون احسان رہے گا - الغرض تمام مسلمان مکے کو چھوڑ کے

قریش آپ کے نکلنے کے مزاحم ہین

نکل آئے - اب وہان صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دو ایک رفیقون کے ساتھ باقی تھے - اور قریش کی یہ حالت تھی کہ گویا کوئی چیز اُن کے ہاتھ سے نکلی جاتی تھی - اس حالت کو دیکھ کے وہ زیادہ سرگرمی سے کوشش کرنے لگے کہ آپ کو کسی طرح اپنے شہر سے نہ نکلنے دین - اس لیے کہ اگر آپ بھی صحیح و سالم نکل گئے اور مدینے مین پہونچ کے دین اسلام کو

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۲۰

آزادی سے پھیلانے کا آپ کو موقع مل گیا تو بہت ہی جلد ہمین ذلت سے سر جھکانا پڑے گا۔

زمانۂ ہجرت

اب ماہتاب نبوت پورے عروج کو پہونچ گیا ہے یعنی بعثت کا چودھوان سال ہے۔ خسرو پرویز کو تاج کیانی سر پر رکھے چونتیس برس گذر گئے ہین۔ قسطنطنیہ کے یونانی یا رومی شہنشاہ ہرقل کی سلطنت ابھی نو ہی برس کی ہے۔ اور وہ زمانہ آگیا ہے جس وقت سے کہ خدا نے ایک نیا اور ہمیشہ باقی رکھنے والا سنہ دنیا مین قائم کیا یعنی سنہ ہجری جاری ہوا۔ اس برس کو شروع ہوئے ابھی پورے دو مہینے بھی نہین گذرے تھے اور صفر کی ۲۸ تاریخ تھی کہ خود سرور کائنات نے بھی ناقدر وطن اور بے حمیت اہل وطن کو چھوڑ کے ہجرت کا ارادہ کر دیا۔

صرف تین مسلمان مکے مین باقی رہ گئے

تمام مسلمان مدینے جا چکے تھے۔ اور مکے مین آپ کے ہمراہ ایسے صرف تین ہی مسلمان رہ گئے تھے جو آپ کی خدمت مین آتے جاتے ہون اور اُن کا اثر ہو۔ ایک تو ابو بکر صدیق۔ دوسرے علیؑ بن ابی طالب۔ تیسرے صہیب۔ ان کے علاوہ جو لوگ تھے وہ یا تو مشرکین کے ہاتھ مین گرفتار تھے۔ یا معذور تھے۔ یا وہ جو مذکورہ لوگون کے لواحق مین ہون۔ مثلاً ابو بکر صدیقؓ کے بیٹے وغیرہ۔ کفار کی یورش اور چیرہ دستی کی یہ حالت تھی کہ یہ گنتی کے آدمی جو رہ گئے تھے وہ بھی پا برکاب نظر آتے تھے۔ اب ابو بکر صدیقؓ نے بھی تنگ آکے روانگی کی اجازت مانگنی شروع کی۔ مگر اُن کی درخواست سُن کے آپ نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ "ذرا صبر کرو شاید تمھین کوئی رفیق سفر مل جائے"۔ ظاہر ہے کہ سوا آپ کے اب کون باقی تھا جو رفیق سفر ہوتا۔ ابو بکرؓ دل مین سمجھے کہ شاید خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہجرت کا قصد رکھتے ہین۔ اسی خیال سے انھون نے چپکے

ع تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۶۳ و ۳۶۴

چکے سامان سفر درست کر لیا۔ اور آٹھ سو درہم صرف کر کے دو تیز رو اونٹنیاں بھی خرید لین

آپ حکم خداوندی کے منتظر ہین

اور واقعی آپ کے دل مین یہی تھا کہ مکہ چھوڑ کے ارض یثرب کو چلے جائین مگر ابھی تک حکم خداوندی نہین ملا تھا۔ اور آپ زبان سے نہ نکالتے تھے۔ اس مین کوئی شک نہین کہ بغیر خدا کی مرضی پائے اُس مقام اور اُس قوم کو چھوڑ کے چلا جانا جس پر مبعوث ہوئے اور جس کی طرف پیغمبر بنا کے بھیجے گئے شان نبوت و رسالت کے بالکل خلاف تھا۔ اسی خیال اور انھین مجبوریون سے آپ کا قدم نہ اُٹھتا تھا۔ مگر ابو بکر صدیقؓ دشمنون کی حالت اور زمانے کا رنگ دیکھ دیکھ کے گھبراتے تھے اور روز اجازت کے پہلو سے آپ کے ارادے کو دریافت کر لیتے تھے

آپ کے متعلق مشرکین کا مشورہ

ابو بکر صدیقؓ کے تقاضون کو آپ ٹال ہی رہے تھے کہ مشرکین مکہ مین ایک نئی کھچڑی پکنا شروع ہوئی۔ جب انھون نے اہل مدینہ کے ایمان لانے۔ مسلمانون کے وہان جا جا کے پناہ پانے۔ اور دینداردن کی جماعت کے روز بروز بڑھنے کے حالات سُنے تو گھبرائے۔ اور ڈرے کہ کہین معاملہ اُلٹ نہ جائے۔ اور آپ انصار کی مدد سے خاص مکے پر قبضہ نہ کر لین۔ اسی دشواری کے دفع کرنے اور اپنے مفید تدابیر سوچنے کے لیے تمام مشرک عمائد مکہ دار الندوہ مین جمع ہوئے۔ جسے ہم بیان کر آئے ہین کہ جاہلیت مین قریش کا ہوس آف کامنز تھا۔ وہان سب لوگ جمع ہو چکے تھے اور ہنوز کوئی مسئلہ نہین چھڑنے پایا تھا کہ دیکھا دروازے پر ایک اجنبی شخص کھڑا ہے جو بہ ظاہر صاحب وقار و متین معلوم ہوتا ہے۔ پوچھا "آپ کون ہین؟" اُس نے کہا "مین نجد کا ایک شیخ یعنی معزز شخص ہون تمھاری صورتین اور وضعین بھلی معلوم ہوئین یہان آ کے کھڑا ہو گیا کہ تمھاری کچھ باتین بھی سنون" جاہلیت کے مروجہ قواعد کے مطابق اجنبی کیا معنی کسی

غیر قوم والے کو بھی دار الندوہ مین آنے کی اجازت نہ دی جاتی تھی - مگر اس وقت قریش کچھ ایسے تردد مین مبتلا تھے کہ ایک نے دوسرے سے کہا "آنے بھی دو - کوئی مکے والا تو ہے نہین جس کی شرکت سے بدنامی کا اندیشہ ہو" سب نے اس رائے کو پسند کیا - اور وہ شیخ نجدی نہایت وقار و تمکنت کے ساتھ اندر آکے بیٹھا - اب یہ مسئلہ چھڑا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل یثرب کے تعلقات سے جو اندیشہ پیدا ہو گیا ہے اُس کا کیا علاج کیا جائے - ایک بولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زنجیرون مین جکڑ کے رکھو - اور کسی طرح اور کسی حال مین نہ چھوڑو یہان تک کہ ہماری قید ہی مین زندگی ختم ہو جائے" اس رائے پر وہ شیخ نجدی بولا "یہ تو کچھ بھی نہین - اہل مدینہ یورش کر کے آئین اور چھڑا لے جائین تو کیا کرو گے؟ کوئی اور بات سوچو" کوئی اور شخص بولا "میرے نزدیک تو انھین (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو خارج البلد کر دو - اور جب یہان سے چلے جائین گے تو پھر ہمین کیا غرض - جہان چاہین جائین اور جس جگہ پسند کرین رہین" شیخ نجدی بولا "یہ تو اُس سے بھی زیادہ لغو رائے ہے - اُن کے بیان کی خوبی - لہجے کی شیرینی دل کشی تم سب جانتے ہو - یہان سے نکلے اور کسی قبیلے کو اپنی باتون سے فریفتہ کر کے تم پر لا کے کھڑا کر دیا - تو کیا کرو گے؟ پھر اُس وقت تمھارے بنائے کچھ نہ بنے گی" ابو جہل بن ہشام جو آنحضرت کے حق مین سب سے زیادہ سنگدل تھا اس وقت تک خاموش بیٹھا تھا اب سر اٹھا کے بولا "ایک بات میرے دل مین آئی ہے جسے غالباً تم سب پسند کرو گے" لوگون نے پوچھا "وہ کیا؟" کہا - ایک کام کرو - اپنے ہر قبیلے اور ہر خاندان مین سے ایک زبردست نوجوان کو منتخب کرو - جو نسب مین اچھا اور صاحب عزت و اثر ہو - پھر اُن مین سے ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک سیف بران دو - یون تلوارین باندھ کے وہ سب جائین - اور محمد (صلعم) کو

آپ کے قتل کرنے کی تجویز

اس طرح مارین کہ ہر شخص کا وار برابر اور ایک ہی وقت مین پڑے۔ اس طریقے سے قتل کرنے مین یہ مصلحت ہے کہ خون تمام قبائل مین بٹ جائے گا۔ اور بنی عبد مناف کو یہ جرأت نہ ہوگی کہ خون کے انتقام مین جان لینے کی کوشش کرین کیونکہ تمام قبائل سے لڑائی مول لینی پڑے گی۔ اور مجبور ہون گے کہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائین جو فوراً ادا کر دی جائے گی یہ رائے سب کو پسند آئی اور شیخ نجدی سُن کے بولا "یہ البتہ رائے ہے"۔

بہر حال اُسی رات کو سو آدمی منتخب ہوئے جنھون نے آ کے آپ کا مکان گھیر لیا۔ اور منتظر ہوئے کہ آپ بچھونے پر لیٹ کے آرام فرمالین تو یورش کر کے اپنی غرض حاصل کرین۔ مگر خداوند جل و علا کی تو کچھ اور ہی مرضی تھی۔ فوراً جبریئل امین اللہ جل شانہ کا یہ حکم لے کے پہونچے کہ جس بچھونے پر آپ روز سوتے ہین آج نہ سوئیے گا"۔ یہ خبر پاتے ہی آپ نے دروازے کی درزون سے جھانک کے دیکھا تو دشمنون اور کافرون کا ہجوم نظر آیا جو تلوارین باندھے کھڑے تھے اور جان لینے کو تیار نظر آتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کے اور حکم ربانی کی مصلحت سمجھ کے آپ نے حضرت علیؓ مرتضی کو اپنے بچھونے پر سُلا دیا۔ اپنی شب خوابی کی سبز چادر انھین اُڑھائی۔ اور یہ تسلی آمیز کلمات فرمائے "تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرنا۔ یہ لوگ تمھارے خون کے پیاسے نہین ہین۔ اور تمھین ان کے ہاتھ سے ضرر نہین پہونچے گا"۔

آپ کا مکان گھیرا گیا

علی مرتضی کی جان نثاری

اس مین کوئی شک نہین کہ یہ بہت بڑی جان نثاری اور جرأت و دلیری کا کام تھا جو اس موقع پر حضرت علیؓ مرتضی سے ظاہر ہوا جس بچھونے پر

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۲۵

لیٹنا صدہا تلواروں کی زد پر آنا اور گویا چورنگ بننا تھا اُس پر بغیر کسی قسم کا تامل کیے بے عذر وحجت لیٹ جانا اور حضرت سرور کائناتؐ کے کلمات شفی پر یقین کر لینا جیسی شجاعت وجان بازی کو ظاہر کرتا ہو ویسی ہی راسخ الاعتقادی کو بھی۔ واقعی یہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؓ ہی کا حصہ تھا۔ اور آپ کے بہت اعلیٰ فضائل ہیں ہو

آپ دشمنوں ہی بین ہو کے نکل جاتے ہین

حضرت علیؓ کو اپنے بچھونے پر لٹا کے آپ چلے تو دروازے کے پاس پہونچ کے سُنا ابوجہل اپنے ہم خیال و ہم ارادہ رفقا سے کہہ رہا ہے "محمدؐ کا خیال ہو کہ اگر تم اُن کی پیروی کرو گے تو عرب وعجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے۔ پھر مرنے کے بعد زندہ ہو گے اور وہان شہر اُردن[1] کے سے باغ رہنے کو ملین گے۔ اور اگر اُن کی اطاعت نہ کرو گے تو قتل ہو گے۔ اور مرنے کے بعد جب اُٹھو گے تو آگ مین جاؤ گے" یہ جملہ اُس کی زبان سے ختم ہی ہوا تھا کہ آپ یہ کہتے ہوئے دروازے سے نکلے "ہان ہان بے شک مین یہ کہتا ہون" پھر ہاتھ مین تھوڑی سی خاک اُٹھالی۔ اور سورۂ یس پڑھنا شروع کی یہان تک کہ اس آیت تک پہونچے "فاغشینا ھم فھم لا یبصرون" (ہم نے ان کی آنکھون پر پردے ڈال دیے اور وہ نہین دیکھتے ہین) واقعی اس موقع پر اس آیت کے مضمون کے مطابق اللہ جل شانہ نے ان سب کی آنکھون پر پردے ڈال دیے۔ اور آپ کو اتنا موقع مل گیا کہ اُن مین سے ہر ایک کے سر پر تھوڑی تھوڑی مٹی ڈال دی اور انھین کے بیچ سے ہوتے ہوئے نکلے چلے گئے۔

مشرکین کو معلوم ہوا کہ آپ چلے گئے

تھوڑی دیر کے بعد کسی نے آکے پوچھا "تم لوگ یہان کیا کر رہے ہو؟" کہا "محمدؐ کے سونے کا انتظار ہے" اُس نے

[1] اُردُن بیت المقدس کے قریب ارض شام کا ایک شہر ہو جہان کے باغ اپنی نزہت وشادابی کے اعتبار سے اُن دنون مشہور تھے

اور اُن کا جو کچھ خیال اور ارادہ ہو اُس سے رات کو آ کے خبر کر دینا۔ اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو ہدایت کی کہ بیری بھیڑ بون وغیرہ کو لے جا کے دن بھر مکے کے باہر چرانا اور جب رات ہو تو اُن کو لے کے غار پر آ جانا۔ اور اپنی بیٹی اسماء کو اس خدمت پر مامور کیا کہ روز شام کو کھانا پہونچا جایا کریں۔ اور عبداللہ ابن اریقط کو اُجرت طے کر کے رہبر مقرر کیا کہ جب غار سے آگے بڑھیں تو یہ آسانی منزل مقصود پر پہونچا دے۔ یہ شخص اگرچہ مشرک تھا مگر اُس کی وفاداری پر اطمینان کر لیا گیا۔

غار ثور میں آپ کی زندگی غار ثور پر پہونچ کے پہلے ابوبکر صدیق اندر گئے۔ خوب دیکھ لیا کہ اندر کوئی درندہ یا سانپ وغیرہ تو نہیں ہے۔ اور جب بخوبی اطمینان ہو گیا تو آپ کو اندر بلایا۔ اور چپکے بیٹھ کے قسمت اور خدا کی مرضی کا انتظار کرنے لگے۔ آپ تین شبانہ روز اس غار میں رہے۔ اور روزانہ معمول تھا کہ عبداللہ بن ابی بکر دن بھر مشرکین مکہ میں رہتے۔ اُن کے مشورے اور اُن کی تجویزیں سنتے اور شام کو آ کے آپ کو اہل مکہ کے حالات سے مطلع کر جاتے۔ عامر بن فہیرہ گلہ لے کے آتا۔ پہر دن کا دودھ پلاتا۔ اُن میں سے ایک آدھ ذبح کی جاتی۔ اور اگرچہ یوں خداوند جل و علا روزی پہونچائے جاتا تھا مگر اسماء بھی بلا ناغہ کھانا لے کے آتیں اور آپ کو بخیریت دیکھ کے خوش خوش واپس جاتیں۔

سفر مدینہ کی تیاری تیسرے دن جب مشرکوں کے جوش میں کچھ سکون ہوا اور دیگر کاروبار میں مشغول ہوئے تو عبداللہ بن اریقط شام کے وقت دو اونٹ لیے ہوئے غار پر پہونچا۔ یہ دونوں اونٹ ابوبکرؓ کے تھے اور اگرچہ ابوبکرؓ یونہیں نذر کرنے پر اصرار کر رہے تھے مگر آنحضرتؐ نے جب تک ادائے قیمت کا وعدہ کر کے ایک اونٹ کو مول نہ لے لیا سوار نہیں ہوئے۔

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۳۹

جناب اسماء کی ہمدردی اور فضیلت

جناب اسماء بھی اس وقت زادراہ لیے ہوئے حاضر تھین - مگر جب دسترخوان کو کجاوے مین باندہنے کا ارادہ کیا تو کوئی چیز نہ تھی جس سے اُس کا دہانہ باندھین - فوراً اپنی پیٹی جسے تہمت پر باندھے ہوئے تھین کھول کے بیچ سے پھاڑ لی - ایک حصہ کر مین باندھا اور دوسرے حصے سے دسترخوان کو کسا - بعض مستند اہل حدیث کی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر مشکیزے کا دہانہ باندھنے کے لیے بھی کچھ نہ تھا چنانچہ جناب اسماء نے اُس ایک حصے کی بھی دو دھجیان کین - ایک دسترخوان کے لیے اور ایک مشکیزے کے لیے - بہرحال جو کچھ ہو اور جو حصے کیے ہون حضرت رسالتؐ کو اسماء کی یہ مستعدی و ہمدردی بہت پسند آئی - فرمایا اے اسماء خدا تمھین جنت مین دو پٹیان مرحمت کرے گا پٹی کو عربی نطاق کہتے ہین - چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد فیض بنیاد کے بعد اسماء کا لقب ذات النطاقین (دو پٹیون والی) ہوگیا - جو لقب کہ ہزار ہا شاہی خطابون سے زیادہ مقبول و باوقعت ہے -

روانگی

اس طرح جب سب سامان درست ہوگیا اور کوئی حالت منتظرہ نہ باقی رہی تو آپ اپنے اونٹ پر سوار ہوئے - ابوبکر صدیقؓ اپنے اونٹ پر ہوگئے - اُن کا غلام عامر بن فہیرہ اُن کے پیچھے بیٹھا - اور عبداللہ ابن اریقط اس چھوٹے خائف و خانمان برباد قافلے کو لے کے مدینے کی طرف روانہ ہوا -

رات کو غار ثور سے کوچ کیا تو دوسرے دن ظہر کے وقت تک برابر منزل مارتے چلے گئے - اُس وقت جو گرمی کی شدت ہوئی اور نظر آیا کہ اہل عرب کے مذاق کے مطابق قافلون کے ٹھہرنے کا بھی وقت آگیا تو آپ نے ارادہ کیا کہ تھوڑی دیر ٹھہر کے ستا لین - ابوبکر فوراً اونٹ سے اُترے ایک لمبی سی

عہ ابن ہشام صفحہ ۳۲۹ عہ صحیح بخاری عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳

چٹان جو درختون کے سایے مین تھی جھاڑ کے درست کی۔ آپ اُس پر جا کے لیٹے اور آرام فرمانے لگے۔ اور ابوبکر نے پاس بیٹھ کے نگہبانی شروع کی۔ جب آفتاب زیادہ لٹک آیا تو آپ بیدار ہو کے پھر سوار ہوئے۔ اور یہ قافلۂ نبوت اُسی پہلی شان سے آگے بڑھا

سراقہ بن مالک

چلے ہی جاتے تھے کہ پیچھے سے کسی کے پکارنے کی آواز آئی۔ ابوبکر صدیق نے پلٹ کے دیکھا تو سراقہ بن مالک مدلجی تھا اور گھوڑا روکے کھڑا آواز دے رہا تھا۔ سراقہ مشرکین مین سے تھا اور ایک بہادر سپاہی تھا۔ کسی نو وارد مسافر سے اُسے آپ کا پتہ لگ گیا تھا۔ اور اس لالچ مین کہ سو اونٹ ملین گے بغیر کسی سے کہے سنے سے روانہ ہوا تھا کہ تن تنہا آپ کو واپس لائے۔ اگرچہ چلتے وقت بہت سے آثار نحس نظر آئے تھے۔ ہُبل کے سامنے جا کے استخارہ کیا تھا اور وہ بھی منع آیا تھا۔ راستے مین کئی بار گھوڑے نے ایسی ٹھوکر لی تھی کہ پیٹھ سے جدا ہو گیا تھا مگر طمع و حرص کے جذبات ان تمام بدشگونیون پر غالب آئے۔ اور آخر آپ کے قریب پہونچ ہی گیا۔ آپ کے اونٹون کو دیکھ کے گھوڑا بڑھایا تھا کہ یکایک پھر گھوڑے نے ٹھوکر لی۔ اور اس کے اگلے پاؤن گھٹنون گھٹنون زمین مین دھنس گئے دل مین سمجھ گیا کہ خدا ہی محمدؐ کی حفاظت کر رہا ہے۔ بے اختیار چلّا چلّا کے پکارنے لگا۔ ابوبکر صدیقؓ نے پلٹ کے اُس کی صورت دیکھی تو گھبرا گئے اور کہا یا رسول اللہ کفار کو ہمارا سراغ لگ گیا۔ آپ نے اُنھین تسلی دی۔ اور فرمایا گھبراؤ نہین خداوند جل و علا ہمارے ساتھ ہے۔ اب سراقہ کی طرف متوجہ ہوئے تو سنا وہ کہہ رہا ہے مین آپ سے بات کرنا چاہتا ہون۔ اور خدا کی قسم آپ کے خلاف کوئی کارروائی

وہ آپ سے ایک سند لے کے واپس جاتا ہے

ف ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۳۹

نہ کرون گا۔" حضرت رسولؐ کے اشارے سے ابوبکرؓ نے پوچھا "تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟" سراقہ نے کہا "صرف اس قدر کہ آپ مجھے ایک تحریر دے دیجیے جو آیندہ کے لیے میرے پاس سند رہے گی۔" آنحضرتؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا "کوئی مضائقہ نہین لکھ دو۔" چنانچہ انھون نے ایک تحریر لکھ کے اُس کی طرف پھینک دی اور آگے روانہ ہوئے۔ اس تحریر کو بعض لوگ کہتے ہین کہ ہڈی پر تھی۔ بعض چمڑے پر بتلاتے ہین۔ اور بعض کا دعوی ہے کہ کاغذ پر تھی۔

سراقہ نے یہ تحریر اٹھا کے اپنے ترکش مین رکھ لی۔ اور مکے کی طرف واپس روانہ ہوا۔ فتح مکہ کے بعد جب آپ طائف سے واپس آرہے تھے تو سراقہ نے حاضر ہو کے یہ تحریر آپ کی خدمت مین پیش کی اور آپ نہایت لطف و کرم سے پیش آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریر مین کسی خاص چیز کا وعدہ نہ تھا بلکہ صرف یہ اقرار کیا گیا تھا کہ جب موقع ہوگا اُس کی رعایت کی جائے گی۔

راستے کی منزلین

سراقہ کے واپس آنے کے بعد پھر آپ کو راستے مین کوئی مزاحمت نہین پیش آئی۔ غالباً اُن دنون جو راستہ مکے سے مدینے کو گیا تھا سیدھا نہ تھا بلکہ یون تھا کہ مکے سے مغرب کی طرف جا کے سمندر کے ساحل پر ہو لیتے اور پھر ساحل ہی ساحل شمال کی طرف چلے جاتے یہان تک کہ موجودہ بندرگاہ ینبوع کے قریب کسی مقام پر پہونچ کے مدینے جانے کے لیے مشرق کی طرف مڑ جاتے۔ اسی راستے سے ابرہہ مکے پر حملہ کرنے کے لیے آیا تھا۔ اسی راستے سے غالباً اکثر مہاجرین گئے ہون گے۔ اور اسی راستے سے آپ نے بھی مدینے کا سفر کیا۔ آپ شہر عسفان سے آگے بڑھ کے بحر قلزم کے ساحل پر ہو لیے اسفل اَمَج (قدید کے قریب ایک مقام جہان اس سڑک نے ایک دوسری سڑک کو قطع کیا تھا)۔ خرار۔ ثنیۃ المرۃ۔ لقف۔ مدلجۃ لقف۔ مدلجۃ مجاج۔ مرج مجاج

مرجح ذی العضوین - بطن ذی کشد - جدا اجد - اجرد - ذی سلم - عبابید - فاجہ - عرج ثنیۃ العائر - بطن رئم - قبا، جو مدینہ طیبہ کی آبادی سے باہر اور قریب ہی تھا - یہ وہ مقدس اور خوش نصیب منازل ہین جن کو آپ کے ورود و قیام سے شرف حاصل ہوا

مدینے مین جوش استقبال

آپ کے پہونچنے سے پیشتر اہل مدینہ کو آپ کی روانگی کی خبر ہو چکی تھی - اور تمام انصار مین ایسا جوش و خروش تھا کہ پانچ پانچ سو آدمی روزانہ استقبال کے لیے باہر آتے اور قبا، کے قریب صبح سے دوپہر تک انتظار کرتے رہتے - مگر گرمیون کا موسم تھا جب دھوپ برداشت کے قابل نہ رہتی تو اپنے گھرون کو واپس جاتے - اہل مدینہ کے اس غیر معمولی جوش نے یہودین بھی ایک خاص برہمی پیدا کر دی تھی - مشرکین مدینہ دل مین دین موسوی کی وقعت کے معترف ہو چکے

یہود کی دشمنی اور اُس کی وجہ

تھے - اور یہود کو خیال پیدا ہو چلا تھا کہ عنقریب مدینے مین انھین کا مذہب ہوگا اور انھین کے ہاتھ مین وہان کی حکومت ہوگی - اب اہل مدینہ کو حضرت رسولؐ آخر الزمان کے جدید دین کا پیرو اور آپ کا اس قدر گرویدہ پایا تو حسد کرنے لگے - یہودیون کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص عداوت تھی - اور جس کی وجہ سے انھون نے منافقت تک کی ذلیل دنی شان اختیار کی اس کا اصلی سبب یہی تھا کہ وہ آپ کو اپنا رقیب اور اپنے حقوق کا چھیننے والا خیال کرتے تھے - اور یقین کرتے تھے کہ مدینے والون سے جو فائدہ اٹھانا چاہتے تھے انھین محروم کر کے حضرت رسولؐ نے اُٹھا لیا -

آپ مدینے کے قریب پہونچتے ہین

دوشنبہ کا روز اور ربیع الاول کی بارھوین تھی کہ حضرت سرور کائناتؐ کی سواری مدینے کے قریب نمودار ہوئی - اس وقت دوپہر ڈھل چکی تھی اور استقبال کرنے والے دھوپ کی شدت سے بیتاب

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۲۳ -

ہو کے واپس جا چکے تھے۔ اتفاقاً کوئی یہودی میدان مین کھڑا تھا۔ شتر مبارک کو دور سے دیکھتے ہی پہچان گیا۔ اور چلایا "اے اہل مدینہ تمھارا داماد آگیا" اُس نے تو یہ جملہ تعریفاً کہا تھا مگر لوگ سنتے ہی ہر طرف سے دوڑے۔ اور تھوڑی ہی دیر مین تقریباً پانچ سو آدمیون نے شتر مبارک کو ہر طرف سے گھیر لیا اور آپ کو راستے سے داہنی جانب موڑ کے قبا کی طرف لے چلے۔ اکثر نوجوان انصار جو ایمان لا چکے تھے اور ہنوز آپ کی صورت نہین دیکھی تھی اپنے دل مین ابوبکر صدیقؓ کو رسول اللہ خیال کرتے تھے۔ مگر جب راستے سے مڑتے ہی دھوپ کا رُخ پلٹا۔ اور آپ پر آفتاب کی تیز شعاعین پڑتے دیکھ کے ابوبکرؓ دھوپ کے رُخ پر ہو لیے اور اپنی چادر سے آپ پر سایہ کرنے لگے تو تمام لوگون نے آپکو پہچانا اور ادب سے سامنے آ آ کے سلام کرنے لگے۔

قبا الغرض اس شان سے اور اہل مدینہ کے اس جلوس کے ساتھ آپ قبا مین داخل ہوئے۔ یہان بنی عمرو بن عوف مین سے کلثوم بن ہدم کے مکان پر آپ فروکش ہوئے۔ اور آپ سے قریب ہی محلۂ سنح بنی جبیب بن اساف کے گھر پر ابوبکر صدیقؓ ٹھہرے۔ اس امر مین بڑا اختلاف ہے کہ قبا مین حضرت رسالتؐ کا کتنے دنون قیام رہا۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ دوشنبے کے روز فروکش ہوئے تھے۔ منگل، بدھ۔ اور جمعرات تین دن وہان مقیم رہے۔ اور چوتھے دن جمعے کو مدینۂ منورہ مین داخل ہوئے۔ لیکن بخاری و مسلم اور دیگر مستند اہل حدیث کی روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلسل چودہ دن تک آپ یہین مقیم رہے۔ اور یہی امر قابل وثوق معلوم ہوتا ہے

علی مرتضی مکے سے کیونکر آئے حضرت علیؓ کو آپ نے حکم دیا تھا کہ میرے پاس جو چیزین لوگون کی امانت ہین اُنھین واپس کر کے اور جن لوگون کا قرض ہے اُسے

ع۵ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۸۰ ع۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴

ادا کر کے مدینے کی راہ لین ان خدمات کو جب وہ بجا لا چکے تو سب سے چھپ کے مکے سے نکلے - اور دشمنون کا اس قدر خوف تھا کہ دن بھر کسی پوشیدہ مقام مین چھپے رہتے اور رات کو پا پیادہ سفر کرتے - پیادہ پائی کا یہ نتیجہ تھا کہ جب قبا مین آپ سے آ کے ملے تو پاؤن جا بجا سے پھٹ گئے تھے - اور زمین پر پاؤن نہ رکھا جاتا تھا - آنحضرتؐ نے جیسے ہی اُن کے آنے کی خبر سُنی اپنے پاس بلایا لوگون نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ اُن مین چلنے کی طاقت ہی نہین آئین تو کیونکر؟ آپ خود چلے گئے گلے سے لگایا اور زار و قطار رونے لگے - پھر اپنا لعاب دہن ہاتھ مین لے کے اُن کے پاؤن پر لگایا - خدا نے فوراً صحت دی - اور ایسی صحت کہ کہتے ہین پھر کبھی زندگی بھر آپ کو پاؤن کے متعلق کوئی شکایت نہین ہوئی -

مسجد قبا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا کے قیام کے زمانے مین وہان ایک مسجد بنوائی - جو نہایت ہی مقبول ہوئی - آج تک زیارت گاہ خلائق ہے اور خداوند جل و علا نے اُس کی شان مین فرمایا اُسس علی التقویٰ یعنی اتقا و پرہیزگاری سے اُس کی بنیاد پڑی - اور بے شک اسلام مین اولیت کا فخر اسی مقدس مسجد کو حاصل ہے قبا مین جتنے دنون ٹھہرنا تھا ٹھہر کے آپ نے خاص مدینے مین داخل ہونے کا

پہلی نماز جمعہ ارادہ کیا - اور ایک جمعہ کو اہل قبا سے رخصت ہو کے چلے - بنی سالم کی زمین مین پہونچے تھے کہ نماز جمعہ کا وقت آ گیا - وہان ٹھہر کے نماز جمعہ ادا کی اور تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی پہلی نماز جمعہ پڑھی - اور یہی پہلا خطبہ تھا جو اس موقع پر وقوع نماز جمعہ سے پیشتر آپ کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہوا -

مدینے مین آپ کا ورود جمعے کی نماز پڑھ کے آپ بنی سالم سے بھی رخصت ہوئے -

---

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۰ عہ ابن ہشام صفحہ ۳۳۵

اور خاص مدینۂ طیبہ کی آبادی مین داخل ہوئے - آپ کا یہ داخلہ عجب جوش و خروش اور انصار کے حیرت ناک جوش ایمانی کو ظاہر کر رہا تھا - ایک خلقت ہمراہ رکاب تھی - شتر مبارک اہل مدینہ یعنی انصار کے دروازون پر سے گذر رہا تھا خوش عقیدہ انصار کا شوق میزبانی | مہماندار قسمت پر نظر لگائے ہوئے تھے - اور ہر شخص اس امر کے ظہور کا منتظر تھا کہ وہ کون خوش نصیب شخص ہے جسے آپ کی میزبانی کی عزت حاصل ہوگی - آپ نے اونٹ کی مُہار چھوڑ دی تھی - اور اُسی کی مرضی پر چلے جاتے تھے جس دروازے سے گذرتے صاحب مکان آکے درخواست کرتا "یا رسول اللہ آپ میرے مہمان ہون" آپ فرما دیتے ہین اس امر مین دخل نہ دون گا - مین نے اونٹ کو خدا پر چھوڑ دیا جہان ٹھہرے گا وہین بھلون گا مجھے قیام کرنا چاہیئے -

آپ کے ٹھہرنے کی جگہ | آخر آپ کا اونٹ جاتے جاتے ایک افتادہ زمین پر پہونچا اور وہان پہونچتے ہی بیٹھ گیا - آپ اب بھی اُسی طرح اُس کی پیٹھ پر سوار رہے اور اس کی مُہار بھی چھوٹی رہی - آخر وہ اُٹھا - چند قدم چلا اور پلٹ کے پھر اسی جگہ

اُس کی تاریخ | آکے بیٹھ گیا - یہ حالت دیکھ کے آپ اُتر پڑے اور اس زمین کا حال دریافت کیا - اس مین مشرکون کی کچھ قبرین تھین - اور محلے والون نے کوڑا ڈال ڈال کے اُسے گھورا بنا دیا تھا - آپ کے دریافت کرنے پر معاذ بن عفراء نام ایک شخص جو بنی نجار مین سے تھے آگے بڑھے اور عرض کیا "یا رسول اللہ یہ زمین دو یتیم نابالغ لڑکون کی ہے جن کا نام سہل بن عمرو اور سہیل بن عمرو ہے - یہ دونون بچے بنی نجار مین سے ہین - اور میری تولیت مین ہین - اگر آپ فرمائین تو مین اُنھین اس قطعۂ زمین کے بیچنے پر راضی کر سکتا ہون -

جب اُن لڑکون کو خبر ہوئی کہ اُن کی اس افتادہ زمین کو جناب

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴

ابو بکر صدیق کے روپئے سے وہ جگہ لی گئی

رسالت مآب نے پسند فرمایا ہی تو بڑی خوشی سے یہ نہین نذر کر دینے پر راضی ہو گئے - مگر آنحضرت نے انکار کیا - آخر ابو بکر صدیق نے اپنے پاس سے دس دینار دے کے یہ زمین مول لی اور آنحضرت نے اس پر مسجد بنانے کا ارادہ کیا[۵]

آپ ابو ایوب انصاری کے مہمان ہین

اب یہ امر تو قرار پا گیا کہ مدینہ طیبہ مین حضرت رسالت کا قیام اس زمین پر ہو گا - لیکن چند روز کے لیے جب تک مسجد بنے - اور رہنے کے قابل جگہ ہو آپ ابو ایوب انصاری کے مہمان ہوئے جن کی تربت پاک پر اس وقت قسطنطنیہ فخر کر رہا ہی - آپ کے قیام پذیر ہونے

مسجد نبوی کی پہلی تعمیر اور وضع

کے ساتھ ہی یہ زمین مسطح کی جانے لگی - خود آپ اور مہاجرین و انصار صدق دل اور جوش ایمان سے متوجہ ہوئے - درخت کاٹے گئے - قبرین کھود کے برابر کی گئین - برسات کا پانی اسی زمین پر سے ہو کے گذرتا تھا اس کا نکاس دوسری طرف سے کیا گیا - اور مسجد کی نیو دی گئی مسجد سو ہاتھ لمبی اور سو ہاتھ چوڑی رکھی گئی - زمین سے اوپر تین ہاتھ تک گارے اور پتھر کی جڑائی تھی پھر اس کے اوپر کچی اینٹون کی دیوار - قبلہ بیت المقدس کی طرف یعنی شمال کی جانب قائم کیا گیا - اس لیے کہ اس وقت تک کعبہ مسلمانون کا قبلہ نہین قرار پایا تھا - چارون طرف کی دیوارین صرف ایک قد آدم اونچی کی گئین - پھر جب دھوپ کی تکلیف ہوئی اور سایے کی ضرورت ثابت ہوئی تو دیوار کسی قدر اور اونچی کی گئی کھجورون کے تنے کاٹ کاٹ کے ستون قائم کیے گئے اور انھین پر کھجورون کی ٹہنیان ڈال ڈال کے سایہ کیا گیا - یہ چھت اتنی بلند تھی کہ انسان کھڑا ہو کے ہاتھ اٹھاتا تو چھت مین لگ جاتے - اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ زمین سے سات ہاتھ

[۵] تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۰۶ عمدہ ابن ہشام صفحہ ۳۲۷

اونچی تھی۔ چند روز بعد جب پانی برسا مسجد مین کیچڑ ہوئی اور نمازیون کے کپڑے بھیگے تو تھوڑی تھوڑی مٹی ڈال کے چھت پاٹ دی گئی۔ اس مسجد مین تین جانب تین دروازے رکھے گئے۔ شمال کی طرف تو قبلہ تھا لہذا اُدھر کوئی راستہ نہ تھا۔ باقی ہر طرف ایک ایک دروازہ رکھا گیا شرقی و غربی دروازون مین سے ایک تو وہ تھا جو اب باب الرحمۃ کہلاتا ہے اور ایک وہ جسے باب جبریل کہتے ہین۔ تحویل قبلہ یعنی کعبے کے قبلہ قرار دیے جانے کے بعد مسجد کا رُخ بالکل بدل گیا۔ اس لیے کہ پہلے شام یعنی شمال کی طرف نماز پڑھتے تھے اور اب جنوب کی طرف نہ پڑھنے لگے جدھر مکہ معظمہ واقع ہے۔ لہذا اس وقت سے وہ جنوبی دروازہ بند کرکے اُس کے محاذی شمال کی جانب جدید دروازہ کھولا گیا۔

ازواج رسول اللہ کے حجرے مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی مشرقی دیوار کے برابر اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ اور اُم المومنین سودہؓ کے لیے دو حجرے بنائے گئے جن کا راستہ مسجد کے اندر تھا۔ اس کے بعد جب آپ نے اور نکاح کیے تو اور بی بیون کے لیے بھی اُسی ذیل مین برابر حجرے بنتے چلے گئے۔ یہان تک کہ آپ کے آخر عمر مین مسجد کے پہلو مین ازواج مطہرات کے شمار کے مطابق نو حجرون کی ایک قطار قائم تھی۔

صُفہ یہ سب حجرے مشرقی دیوار سے ملے ہوئے تھے۔ اور شمالی دیوار کی طرف جدھر پہلے قبلہ تھا تحویل قبلہ کے بعد وہ عام مکان بن گیا جسے صُفہ کہتے ہین یہ غریبون اور مفلوک الحال و بے خانمان مسلمانون کا مہمان خانہ تھا جن کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ مشہور صحابی ابوہریرہ کی زیادہ زندگی اسی مکان مین گذری تھی۔ مسجد اُمہات مومنین کے حجرون اور صفے کی چھتین برابر اور ایک ہی قسم کی تھین[۵۵]

اس مسجد کی وقعت و فضیلت الغرض یہ شان تھی اُس مسجد کی جو مسجد قبا کے بعد سب سے پہلی مسجد۔ حضرت رسولؐ کی تعلیمات کا سرچشمہ۔ اور ابتدائی خلافت راشدہ کی مرکز

۵۵ تاریخ الخمیس جلد۔ صفحہ ۳۸۷

ومرجع تھی اور جس کا مرتبہ اہل اسلام مین خانہ کعبہ اور مسجد اقصیٰ کے بعد رکھا گیا ہی اس کی تعمیر کے وقت اپنے جان نثار صحابیون کے ساتھ خود حضرت رسالتؐ کا پتھر اور اینٹین ڈھونا اور اشعار رجز پڑھ پڑھکے محنت کرنا ایسی یادگار چیزین ہین جن کو مسلمان ہمیشہ ذوق وشوق اور عبرت وحسرت کے ساتھ یاد کرتے ہین۔

تعمیر فاروقی مسجد نبوی کی سب سے پہلی تعمیر تو یہی تھی جس سے کہ سنہ ہجری کا آغاز ہوا ہی۔ پھر ۱۷ھ مین جبکہ خلافت فاروقی کا زمانہ تھا مدینے مین مسلمانون کا اس قدر اژدحام ہوا کہ مسجد نمازیون کے لیے کافی نہ ہوسکتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے از سر نو تعمیر کیا۔ اور اگرچہ زمین بڑھالی مگر اتباع سنت کا یہان تک خیال تھا کہ باوجود ہر طرح کی استطاعت کے عمارت اُسی قدیم وضع کی رکھی یعنی وہی کچی اینٹین تھین وہی تنہ کھجور کے ستون تھے۔ اور وہی کھجور کی ٹہنیون پر پٹی ہوئی چھت تھی بس حدت تھی تو اتنی کہ دروازے تین کی جگہ چھ رکھے گئے۔ یہ وقت بھی گذر گیا۔ اور

تعمیر عثمانی جناب ذی النورین کی خلافت کا زمانہ آیا۔ مسجد کے وسیع کرنے کی ضرورت پھر پیش آئی۔ انھون نے ۲۹ھ مین اپنے مذاق کے موافق نہایت شان وشوکت سے تعمیر کیا۔ اس تعمیر مین مسجد نبوی ایک سو ساٹھ ہاتھ لمبی اور ایک سو پچاس ہاتھ چوڑی قائم کی گئی۔ گچ کی پختہ دیوارین بنین۔ منقش پتھر دیوارون مین لگائے گئے۔ کھجور کے تنون کے عوض سنگی ستون قائم ہوئے ساگون کی لکڑی جو اُن ممالک مین سب سے عمدہ اور قیمتی لکڑی ہی اُس کے پٹرون پر چھت پائی گئی۔ اور گویا یہ کوئی اور ہی مسجد تھی۔ اب خلافت راشدہ کا دور بھی گذر گیا۔ اور بنی

ولید بن عبدالملک کے عہد کی تعمیر امیہ مین سے ولید بن عبدالملک کا زمانہ آیا۔ اُس کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز جس نے اپنی نیکوکاری و دینداری کی بدولت فقہا و محدثین اسلام سے

ع ابن ہشام صفحہ ۳۳۷

بہت اچھا سرٹیفکٹ حاصل کیا ہے۔ اور جسے مورخین اسلام نے نہایت ہی وقعت دی ہے سنہ ۹۱ھ مین جبکہ وہ مدینہ طیبہ کا والی یا گورنر تھا مسجد نبوی کے از سر نو اور بڑی شان و شوکت سے بنانے پر آمادہ ہوا۔ اب اور زیادہ وسیع بنیاد ڈالی گئی۔ طول پورے دو سو ہاتھ کو پہونچ گیا اور عرض قبلہ رُخ دیوار کی طرف تو اتنا ہی یعنی دو سو ہاتھ تھا مگر دوسری جانب ایک سو اسی ہاتھ اس تعمیر کے وقت ازواج رسول اللہ کے تمام حجرے بھی مسجد مین شامل کر لیے گئے۔ اور تعمیر عثمانی کی طرح اب بھی منقش پتھر دیوارون مین لگائے گئے تھے۔ اس طرح تین سال مین یہ مسجد نبوی بن کے تیار ہوئی۔ پھر سنہ ۱۶۱ھ مین خلفاے بنی عباس مین سے مہدی نے شمال کی جانب سو ہاتھ زمین اور داخل کر دی۔ مہدی کے بعد پھر مامون رشید نے سنہ ۲۰۲ھ مین اس مقدس عبادت گاہ کی طرف توجہ کی۔ از سر نو تعمیر کرایا۔ اور کہتے ہین کہ اگرچہ ترمیم وغیرہ کی حیثیت سے بہت سے امرا و سلاطین کا ہاتھ لگا ہوگا مگر اصل مین آج تک دنیا مین وہی مامون کی بنائی ہوئی مسجد نبوی قائم ہے[1]

خلیفہ مہدی عباسی کی تعمیر

مامون رشید کی تعمیر

آپ مسجد کے حجرون مین سکونت اختیار کرتے ہین

مدینے مین پہونچ کے آنحضرتؐ کو زیادہ زمانے تک ابو ایوب انصاری کا مہمان نہین رہنا پڑا۔ اس لیے کہ مسجد نبوی اور ازواج مطہرات کے حجرے اس سادگی سے بنائے گئے کہ بہت ہی جلد بن کے تیار ہو گئے۔ آپ ربیع الاول کے مہینے مین رونق افروز مدینہ ہوئے تھے اور صفر مین مسجد نبوی تیار تھی۔ جس وقت آپ نے مسجد کے حجرون مین رہنا شروع کیا ہے اُس وقت تک تمام صاحب اثر قبائل مدینہ دین اسلام مین داخل ہو چکے تھے۔ بجز خاندان بنی خطمہ۔ واقف۔ وائل اور اوس کے

[1] تاریخ الخمیس جلد ۱۔ صفحہ ۳۹۱ و ۳۹۲

جو بدستور اپنے مذہب شرک پر قائم تھے

باب چہاردہم

ہجرت کے پہلے دو سال

اب آپ کو اطمینان حاصل ہے - آپ کے ساتھ انصار کا جوش محبت - آپ بنی نجار کے نقیب بنتے ہین - باقی ماندہ مسلمان بھی مکے سے چلے آئے - یہود کی عداوت - یہود اور مسلمانون مین معاہدہ - مہاجرین و انصار مین بھائی چارہ - کون کس کا بھائی بنا - اس دینی اخوت کا جوش - اذان اور اس کی ابتدا - مدینے کی آب و ہوا خراب تھی خصوص مہاجرین کے لیے - آپ کی دعا سے مدینے کی آب و ہوا اچھی ہوگئی - یہود کی فتنہ پردازی - آپ اصلاح فرماتے ہین - جنگ و پیکار کی ابتدا - اور اس کی ضرورت قریش کے قافلے پر آپ کا پہلا حملہ - سریۂ حمزہ - سریۂ عبیدہ ابن حارث - سریۂ سعد ابن ابی وقاص - بنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا - ولادت عبداللہ بن زبیر سنہ ۲ ہجری - غزوہ ابواء - غزوہ بواط - غزوہ عشیرہ - غزوہ بدر اولی - سریۂ عبداللہ بن جحش - آنحضرتؐ کی عبداللہ سے ناراضی - اللہ جل شانہ بذریعہ وحی ان کی خطا معاف کرتا ہے -

اب آپ کو اطمینان حاصل ہے واقعی اب خداوند جل و علا آپ کے حال پر بہت ہی مہربان تھا - یا تو یہ حالت تھی کہ ہدایت خلق اللہ کے متعلق ایک جملہ بھی زبان سے نکالنا اندیشے سے خالی نہ تھا - ہر طرف سے کفار کا نرغہ تھا - باہر نکلنا کیسا گھر بیٹھے بھی جان کا خوف تھا - یا خدا نے ایک ایسے امن و امان کے مقام مین پہونچا دیا جہان آپ جس طرف جاتے لوگ قدمون کے نیچے آنکھین بچھانے کو موجود تھے - گھر گھر مین آپ کی رونق افروزی پر خوشی کے چھپے تھے - بنی نجار یعنی

عہ ابن ہشام صفحہ ۳۳۹ و ۳۴۰

آپ کے ساتھ انصار کا جوش محبت خاص معماندار قبیلے کی لڑکیان خوشی مین آ آ کے اور دف بجا بجا کے گاتین

نَحْنُ بَنَاتٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ یَا حَبَّذَا الْمُحَمَّدٍ مِنْ جَارٍ

(ہم بنی نجار کی لڑکیان ہین۔ اور ہین محمد (صلعم) کا ساکیا اچھا پڑوسی ملا ہی)

بعض گھرون سے یہ نغمہ سنا جاتا کہ

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ

(ثنیات وداع (مدینے سے باہر چند پہاڑیان) کی طرف سے ہم پر چودھوین کے چاند نے طلوع کیا اور جب تک دنیا مین کوئی خدا کا پکارنے والا موجود ہو ہمین اس بات کا شکر کرنا چاہیئے)

آپ بنی نجار کے نقیب بنتے ہین آپ کے ورود کے چند ہی روز بعد سعد بن زرارہ نے انتقال کیا۔ جو بنی نجار کے سردار اور نقیب تھے۔ اور جن کے ایمان لانے کا حال ہم گذشتہ باب مین بیان کر چکے ہین۔ اُن کی وفات کے بعد تمام بنی نجار آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ اسعد کا انتقال ہو گیا۔ اور اب ہمارا کوئی نقیب نہین۔ اس خدمت کے لیے آپ ہم مین سے کسی کو منتخب فرما دیجیئے آپ نے کمال شفقت سے فرمایا "تم سب میرے بھائی بند ہو اور مین خود تمھارا نقیب بننے کو موجود ہون" اس کو سب نے خوشی سے قبول کیا۔ اور یہ ایسا فخر تھا جس پر بنی نجار ہمیشہ ناز کرتے رہے۔

باقی ماندہ مسلمان بھی مکے سے چلے آئے چند روز بعد مکے مین جتنے مسلمان باقی تھے وہ بھی ہجرت کر کے اور ہم وطن دشمنون سے چھپ چھپ کے مدینے مین آ گئے۔ اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ ابوبکر صدیق کا خاندان بھی آیا جن کے ہمراہ مردون مین بجز حضرت زینبؓ کے آپ کی تمام صاحبزادیان بھی وارد مدینہ ہوئین۔ ام المومنین سودہؓ بنت زمعہ بھی موقع پا کے اپنے مقدس و محترم

تہ تاریخ انیس جلد ۱ صفحہ ۳۸۵

شوہر سے آملین اور حضرت صدیقؓ کے صاحبزادے عبداللہ کے ہمراہ جناب عائشہ صدیقہؓ کے قدوم سے بھی خاک مدینہ کو عزت حاصل ہوئی

یہود کی عداوت

لیکن یہاں اب یہود کی عداوت شورش پکڑتی جاتی تھی ۔ وہ لوگ ہر طرح آپ کی قوت توڑنے اور آپ کا اثر مٹانے کی کوشش کرتے رہتے تھے ۔ ان اسرائیلی لوگوں پر تقریباً پانچ سو برس سے ایسی ذلت طاری تھی کہ دناءت اور خفیف الحرکات ہونا قریب قریب اُن کی فطرت میں داخل ہوگیا تھا ۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ مخالفت و عداوت کی کوئی ذلیل سے ذلیل حرکت نہ تھی جو اُنھوں نے اٹھا رکھی ہو ۔ اس امر کو آپ پیشتر ہی سے سمجھ چکے تھے ۔ چنانچہ مدینہ میں آنے کے بعد جب مہاجرین و انصار کے جوش و استقبال کا آپ نے اندازہ کرلیا

یہود اور مسلمانوں میں معاہدہ

اور دیندارون کی ایک کافی جماعت گرد جمع ہوگئی تو آپ نے یہود اور مسلمانوں کے فی مابین ایک اقرار نامہ لکھوایا جس میں اول تو یہ امر کھول کے ظاہر کردیا گیا تھا کہ مسلمان چاہے مکے کے ہوں یا مدینے کے یا کسی اور شہر کے سب ایک قوم ہیں ۔ پھر اس قوم کا ایک دستور العمل بنایا گیا تھا کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے کیسا برتاؤ کرنا کیونکر ملنا جلنا اور اُس کے کیا حقوق سمجھنا چاہیے ۔ اس کے بعد اس امر پر زور دیا گیا تھا کہ یہود جب تک خلاف وعدگی نہ کریں امن و امان اور آزادی کے ساتھ رہیں گے جس طرح مسلمانوں کے حقوق ہیں بجائے خود اُن کے بھی حقوق ہوں گے ۔ غیر حملہ آوروں کے مقابلے میں یہود کو مسلمانوں کا ساتھ دینا ہوگا ۔ اور اسی طرح کے اور بھی بہت سے امور تھے ۔

اس اقرار نامے کے بعد ہی آنحضرتؐ کو ایک دوسری دشواری پیش

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۱

مہاجرین و انصارین بھائی چارہ

وہ یہ کہ مہاجرین کا ایک گروہ کا گروہ مدینے مین چلا آتا تھا جن مین سے اکثر اپنے وطن مین نہایت ہی معزز حیثیت رکھتے تھے اور یہان اپنے آپ کو خانمان برباد اور غیر لوگون مین پاتے۔ اہل مدینہ اگرچہ نہایت ہی خلوص دلی سے اور اپنے بچون کو بھوکا رکھ کے اُنھین کھلاتے تھے۔ مگر اندیشہ تھا کہ کوئی بے لطفی نہ پیدا ہو جائے۔ ایک طرف اہل مکہ اور خاصۃً قریش کو اپنے نسب اور اپنی شرافت پر فخر تھا۔ دوسری طرف اہل مدینہ اپنے وطن اور اپنی زمین کے مالک اور گھر بار والے ہونے پر نازان تھے۔ یہود کوشش کر رہے تھے کہ جس طرح بنے مسلمانون مین کوئی جھگڑا پیدا کرین الغرض یہ دشواریان دیکھ کے آپ نے ارادہ کیا کہ دونون گروہون مین ایک خاص قسم کا بھائی چارہ قائم کرین۔ اس کی ابتدا یون ہوئی کہ آپ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا۔ اور فرمایا "یہ میرے بھائی ہین" یہ ایسا فخر تھا جس پر حضرت علیؓ کو جس قدر ناز ہوتا زیبا تھا۔ پھر اپنے چچا سید الشہداء حمزہؓ اور اپنے غلام زید بن حارثہ کو بھائی بھائی قرار دیا اس سے ظاہر ہے کہ اس جدید قسم کے بھائی چارے مین یہ غرض بھی ملحوظ رکھی گئی تھی کہ عربون کا جاہلیت

کون کس کا بھائی تھا

کا غرور اور نسبی فخر ٹوٹے۔ اور ہر شریف سے شریف مسلمان ادنی سے ادنی مومن کو اپنا کفو سمجھ سکے۔ اس کے بعد جعفرؓ طیار کو جو ابھی ارض حبشہ سے واپس نہین آئے تھے معاذ بن جبل کا بھائی بنایا۔ پھر ابو بکر صدیقؓ اور خارجہ ابن زید۔ عمرؓ بن الخطاب اور عتبان بن مالک۔ ابو عبیدۃ بن الجراح اور سعد بن معاذ۔ عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع۔ زبیر بن عوام اور سلمۃ بن سلامۃ۔ عثمان بن عفان اور اوس بن ثابت۔ طلحۃ بن عبید اللہ اور کعب بن مالک۔ سعید بن زید اور ابی بن کعب عمار بن یاسر اور حذیفۃ بن الیمان۔ ابو ذر غفاری اور منذر بن عمرو۔ سلمان فارسی اور ابو الدرداء اور اسی طرح اور بہت سے مہاجر و انصار باہم بھائی بھائی قرار دیئے گئے

اس دینی اخوت کا جوش! اور یہ امر حضرت رسول اللہ آخر الزمان کا معجزہ نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے کہ ان لوگون نے جس خلوص و جوش سے اس ایمانی اخوت کو نباہا ہے کبھی حقیقی اور ماں جائے بھائی بھائیون مین بھی کم دیکھا گیا ہوگا۔

اذان اور اس کی ابتدا اب مسجد نبوی کی جماعت بڑھتی جاتی تھی۔ اور ضرورت تھی کہ لوگون کے بلانے کا کوئی ذریعہ قرار دیا جائے۔ اور تجویز ہو رہی تھی کہ یا تو کوئی ترہی لاکے رکھی جائے یا گھنٹہ ہوایا جائے۔ اتفاقاً عبداللہ بن زید بن حارثہ کو خواب مین ایک بشارت کے ذریعے سے اذان کا موجودہ طریقہ معلوم ہوگیا۔ آپ نے اس طریقے کو پسند فرمایا۔ اور بلال نے حکم پاتے ہی عبداللہ بن زید سے سیکھ کے اذان دی۔ آواز سنتے ہی حضرت عمرؓ دوڑے آئے اور عرض کیا "ای نبیؐ اللہ مین نے بھی یہی خواب دیکھا جو عبداللہ بن زید نے دیکھا ہے" الغرض اس وقت سے اسلام مین اذان کا دستور جاری ہوا۔

مدینے کی آب و ہوا خراب تھی مدینے مین آکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سب باتون کا آرام اور جملہ امور مین اطمینان تھا مگر یہ بڑی مصیبت تھی کہ مدینے کی آب و ہوا نہایت ہی ناقص تھی۔ ہمیشہ امراض وبائی اور بخار کی شدت رہتی تھی اور جاہلیت مین سارے عرب مین مشہور تھا کہ مدینہ وبا کا گھر ہے۔ خصوص وہان کی

خصوص مہاجرین کے لیے آب و ہوا مہاجرین کے تو بالکل خلاف تھی۔ غریب الوطن اہل مکہ دین داری کے جوش مین آنے کو تو چلے آئے مگر یہان آتے ہی قریب قریب سب بیمار پڑ گئے۔ اس بیماری نے مہاجرین کے دل مین یاد وطن کی جو بیقراری پیدا کردی تھی اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ حضرت بلال بخار کی شدت مین بار بار یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

ع۵ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۴۱ تا ۳۴۸۔

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ ھَلْ اَبِیْتَنْ لَیْلَۃً بِوَادٍ وَحَوْلِیْ اِذْخِرٌ وَجَلِیْلٌ

اے کاش کبھی ایسی رات نصیب ہوتی کہ مین ایک وادی مین سوتا ہوتا اور چارون طرف اذخر اور جلیل اُگی ہوئی ہوتی۔ اذخر اور جلیل دو قسم کی گھاسین ہین جو خاص مکہ اور ارض بطحا مین اُگا کرتی ہین۔

وَھَلْ اَرِدَنْ یَوْمًا مِیَاہَ مَجَنَّۃٍ وَھَلْ یَبْدُوَنْ لِیْ شَامَۃٌ وَطَفِیْلٌ

اور مین کسی دن مجنہ کے تالاب پر اترتا اور وہان کی پہاڑیان شامہ اور طفیل نظر کے سامنے ہوتین مجنہ مکے کے پاس ایک تالاب تھا جس کے کنارے بازار لگا کرتا تھا۔

بلال ہی پر منحصر نہین تمام بیمار مہاجرون کی زبان پر حسرت کے کلمات جاری تھے جب آنحضرت کو خبر ہوئی تو آپ متردد ہوئے۔ فرمایا ان مشرکین مکہ سے خدا

آپ کی دعا سے مدینے کی آب وہوا اچھی ہوگئی

سمجھے جیساکہ ہمین اُنھون نے ہمارے گھرون سے نکالا ہے۔ پھر آپ نے درگاہ رب العزت مین دعا مانگی کہ خداوندا یہان کی آب وہوا درست کر۔ بیمارون کو یہان سے دور کردے۔ اور ان لوگون کے دلون مین اس شہر کی محبت پیدا کر۔ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی۔ مدینے کی آب وہوا اُس کے بعد سے بہت اچھی تھی۔ اور مہاجرین کا وہان ایسا دل لگ گیا کہ پھر کبھی مکے مین جاکے رہنے کا نام بھی نہ لیا۔

یہود کی فتنہ پردازی

مہاجرین کو بیمار دیکھ دیکھ کے مدینے کے یہودی خوش ہوتے تھے لیکن اب آپ کی دعا سے جب سب اچھے ہوگئے۔ اور وہ آب وہوا کی شکایت بھی جاتی رہی تو اُن کے دلون مین آتش حسد نے اور جوش مارا اور درپے ہوئے کہ کوئی نیا فتنہ اٹھاکے کھڑا کرین۔ چنانچہ مدینے کے حریف قبائل اوس وخزرج کے لوگون کو باہم اُٹھتے بیٹھتے اور شیر وشکر دیکھ کے اُنھون نے تدبیر کی کہ ان مین خاندانی عداوت پھر تازہ کردی جائے۔ یہ دونون قبیلے مدت ہائے

ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۳۹۵

دراز سے ایک دوسرے کے دشمن چلے آتے تھے اور ہمیشہ لڑتے بھڑتے رہے تھے۔
ان کی مختلف لڑائیون اور خاصۃً معرکۂ یوم بعاث کا حال ہم گذشتہ ابواب مین بیان
کر آئے ہین۔ یہ جدید فتنہ پیدا کرنے کے لیے یہود نے ایک نوعمر لڑکے کو منافقون
کی شان سے بھیجا کہ انصار کی صحبت مین بیٹھے اور اوس وخزرج والون کو اُن کی
قدیم عداوت یاد دلائے۔ یہ لڑکا آیا۔ اور موقع پاکے وہ پُرجوش اشعار رجز
اور مرثیے سنانے لگا جو یوم بعاث کے متعلق کہے گئے تھے۔ اور اپنی غرض مین
پورا کامیاب ہوا۔ اس لیے کہ پہلے تو اوس وخزرج کے نامورون نے اپنے
قومی و تاریخی اشعار کو نہایت دلچسپی سے سُنا۔ پھر دونون جانب دلون مین ایک
جوش پیدا ہوا۔ چند منٹ گذرے ہون گے کہ پیشانیون پر بل پڑ گئے۔ تھوڑی دیر
کے بعد۔ تیورون کے ساتھ آواز اور الفاظ مین بھی سختی نمایان ہوئی۔ اور اب جو
دیکھتے ہین تو تلوارین کھینچ رہی ہین۔ اور دونون فریق اپنے اپنے طرفدارون
آپ اصلاح فرماتے ہین | اور حامیون کو بلا رہے ہین۔ جب یہان تک نوبت پہونچ چکی
تو حضرت سرور کائنات علیہ السلام کو خبر ہوئی۔ آپ سنتے ہی چند رفقاے
مہاجرین کو ساتھ لیے ہوئے آئے اور دونون متخاصم گروہون کی طرف دیکھ کے
نہایت ہی جوش کے الفاظ مین فرمایا "اے جماعت مسلمانان! اللہ! اللہ! ہدایت
پانے۔ تازہ بزرگی حاصل ہونے۔ اور جاہلیت کے منقطع ہو جانے۔ کفر سے
نجات ملنے۔ اور دلون مین رابطہ محبت کے مضبوط ہونے کے بعد اور خصوص
اُس حالت مین جبکہ مین خود تم مین موجود ہون یہ جاہلیت اور کفر کے زمانے کی
پکار!" آپ کے یہ الفاظ فیض ترجمان سننا تھا کہ سب خاموش ہو گئے۔ اور گویا
آگ پر پانی پڑ گیا۔ سب نے یقین کر لیا کہ بے شک اس وقت ہمارے دلون پر
شیطان غالب آ گیا تھا۔ سب کو ایک تنبہ ہوا۔ آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے

اور بڑے جوش و خروش کے ساتھ ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے۔

جنگ و پیکار کی ابتدا اور اُسکی ضرورت

ہجرت کا سال اول ہنوز ختم نہین ہونے پایا تھا کہ مسلمانون اور اور اُن کی مخالف جماعتون سے لڑائیان شروع ہوگئین اور واقعی اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پرجوش جان نثار اسلام کی حمایت اور اپنی جان و مال کی حفاظت کے لیے تلوار ہاتھ مین نہ لیتے اور خدا کے لیے لڑنے مرنے پر آمادہ نہ ہوجاتے تو بہ ظاہر اسباب دین الٰہی کا دنیا مین باقی رہنا مشکل تھا۔ اسلیے کہ اول تو سرزمین عرب مین شجاعت ہی کا نام شرافت تھا۔ لہذا بغیر جوہر شجاعت ظاہر کیے اہل عرب کے دل پر کوئی اثر ڈالنا اور اُنھین موحد و حق پرست بنانا غیر ممکن تھا۔ دوسرے اپنا دین اور اپنی جان بچانے کے لیے اگر وہ خود اپنی قوت بازو سے کام نہ لیتے تو ایک طرف سے مشرکین مکہ یورش کرتے۔ دوسری طرف سے یہود مدینہ سر اُٹھاتے۔ اور اسلام کی آواز چند روز مین خاص مدینے کے اندر بھی فنا ہوجاتی۔ بہرتقدیر خدا نے اجازت دی اور مسلمان اُس کی راہ مین جانین فدا کرنے پر آمادہ ہوگئے۔

قریش کے قافلے پر آپ کا پہلا حملہ

آپ کو وارد مدینہ ہوئے سات ہی مہینے گذرے تھے کہ آپ کو خبر ملی تین سو قریش کا ایک قافلہ قریب سے گذر رہا ہے۔ اور ابوجہل ابن ہشام اُن پر سردار ہے۔ اُن لوگون نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیون کو طرح طرح کے آزار دے کے وطن سے نکالا تھا۔ سب کے مکانون اور جائدادون پر قابض ہوگئے تھے۔ اور سب سے زیادہ ظلم یہ تھا کہ بعض غریب و بیکس مسلمانون کو اب تک قید کیے ہوے تھے اور کسی طرح رہائی نہین دیتے تھے۔ لہذا جب تک اُن پر سختی نہ کی جاتی ممکن نہ تھا کہ مسلمان اُن کے دست ستم سے نجات پاسکتے۔

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۸۵ و ۳۸۶

سریۂ حمزہ | چنانچہ آپ نے اپنے بہادر چچا حمزہؓ کو ایک سفید جھنڈا بنا کے دیا۔ تیس جان باز مہاجرین ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ اس قافلے والون پر حملہ کرکے انھین شکست دو۔ اور جو کچھ اُن کے پاس ہو چھین لو۔ حمزہؓ یہ پہلا علم اسلام نے کے سمندر کے ساحل پر پہونچے۔ اور قریش پر حملہ کرنے کو تھے کہ مجدی بن عمرو جہنی جو دونون حریفون کا حلیف تھا درمیان مین آگیا۔ اور لڑائی موقوف رہی

سریۂ عبیدہ ابن حارث | اس کے ایک ہی مہینے بعد ماہ شوال مین آپ نے عبیدہ ابن حارث ابن مطلب کو ایک اور جھنڈا بنا کے دیا۔ ساٹھ مہاجرین ہمراہ کیے اور بطن رابغ کی طرف روانہ کیا جو مقام ودان کے نام سے مشہور تھا۔ اس موقع پر بھی قریش ہی کی ایک جماعت عظیم سے مقابلہ منظور تھا۔ جن پر ابو سفیان بن حرب سردار تھا۔ یہ بہادر حملہ آور دشمنون پر جا پہونچے۔ اور سامنا ہوتے ہی تیراندازی شروع ہوگئی مسلمانون کی طرف سے سب سے پہلا تیر سعد بن ابی وقاص کی کمان سے چھوٹا۔ لیکن تلوار تک نوبت نہین پہونچنے پائی تھی بلکہ اچھی طرح تیراندازی بھی نہین ہوئی تھی کہ قریش سے کسی نے کہہ دیا مسلمانون کی اور کمک آتی ہے۔ یہ سنتے ہی گھبرا کے بھاگے اور مسلمانون نے بھی تعاقب کرنا ضروری نہین سمجھا۔

سریۂ سعد ابن ابی وقاص | چند روز بعد قریش کے ایک اور تاجرانہ قافلے کی خبر آئی۔ آپ نے فوراً سعد بن ابی وقاص کو بیس آدمیون کے ساتھ روانہ کیا اور حساب یہ لگایا گیا تھا کہ وہ قافلہ روانگی کے پانچوین دن مقام خرار مین ملے گا۔ سعدؓ دن کو چھپ چھپ کے اور راتون کو کوچ کرتے ہوئے۔ خرار مین پہونچے تو معلوم ہوا کہ قریش کا قافلہ ایک دن پیشتر نکل جا چکا تھا۔ مجبوراً ناکام واپس آئے۔

بناء عائشہ صدیقہ | اسی سنہ اول ہجری کے اہم واقعات مین ایک یہ بھی ہے کہ

---

[۱] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۱ [۲] تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۰۲ و ۴۰۴

حضرت عائشہ صدیقہ جن کا عقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت سے تین سال پیشتر کے مین ہوچکا تھا اپنے ماں باپ کے گھر سے رخصت ہوئین - اور مسجد نبوی کے اُس حجرے مین آکے مقیم ہوئین - جو اُنھین کے لیے بنایا گیا تھا - اور

ولادت عبداللہ بن زبیر اسی سال اُن کی بڑی بہن جناب اسماء ذات النطاقین کے بطن سے عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے - اور یہ واقعہ صحابہ اور خاصۃً مہاجرین مین اس لیے زیادہ باوقعت خیال کیا گیا کہ اشرار یہود نے مشہور کر رکھا تھا ہم نے مسلمانون پر جادو کر دیا ہے - اب ان مین سے کسی کے اولاد نہ ہوگی - یہ خبر مشہور کی جارہی تھی کہ عبداللہ پیدا ہوے - اور تمام مسلمانون کو ایسی خوشی ہوئی کہ سب نے زور و شور سے نعرۂ "اللہ اکبر" بلند کیا[۵]

سنہ ۲ ہجری اب ہجرت کا دوسرا سال ہے - یعنی جس سال مین واقعہ ہجرت پیش آیا تھا ختم ہوا - اور دوسرے سال قمری کا آغاز ہے - اس لیے کہ اصل مین آپ کو مدینے مین تشریف لائے ابھی پورا برس نہین ہوا - آپ ۱۲ - ربیع الاول کو وارد مدینا

غزوۂ ابواء ہوے تھے - اور اب محرم کا مہینہ شروع ہوا ہے - جس حساب سے ہجرت کو ابھی فقط ساڑھے سات مہینے گذرے ہین - اس سال کے اہم واقعات مین پہلا تو یہی ہے کہ صفر کے مہینے مین غزوۂ ابواء پیش آیا - اس سے پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ضرورت پیش آتی کسی معزز صحابی کو کچھ آدمی ہمراہ کر کے روانہ فرما دیتے - لیکن اب ابتداے سنہ ۲ ہجری سے آپ خود سفر جہاد کے لیے مدینے سے باہر قدم نکالتے ہین - ساٹھ جان نثار مسلمان ہمراہ رکاب ہین - اور ارادہ یہ ہے کہ قریش اور بنی ضمرہ پر حملہ کیا جاے - مقام ابواء مین پہونچے تھے کہ بنی ضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو نے حاضر ہو کے ان شرائط پر صلح

---

[۵] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۰ [۶] السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ

کرلی کہ بنی ضمرہ آپ کے خلاف کبھی ہتھیار نہ اٹھائین گے۔ آپ کے خلاف فوج نہ جمع کرین گے۔ الغرض اس سفر کا خاتمہ صلح پر ہوا۔ اور آپ بامن و امان و باطمینان کامل مدینۂ طیبہ مین واپس تشریف لائے۔

غزوۂ بواط | اس سفر جہاد کو ایک ہی مہینہ گذرا تھا کہ ربیع الاول مین آپ کو دوبارہ فوج کشی کی ضرورت پیش آئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ قریش کے دوسو آدمیون کا ایک قافلہ گذر رہا تھا جو ڈھائی ہزار اونٹ مال تجارت سے لدے ہوئے لیے جاتے تھے۔ یہ خبر پاتے ہی آپ دوسو جان نثار صحابیون کو لے کے چل کھڑے ہوئے۔ مقام بواط مین پہونچ کے معلوم ہوا کہ قافلہ جاچکا اور اب بھی آپ بغیر مقابلے کے مدینے مین واپس آئے۔

غزوۂ عشیرہ | دو مہینے بعد جمادی الاول مین پھر اپنے جان نثارون کو ساتھ لے کے آپ نے سفر جہاد کیا۔ اور کئی منزلین قطع کرکے مقام عشیرہ مین پہونچ کے پڑاؤ ڈال دیا۔ جمادی الاول مین پہونچے تھے وہ پورا مہینہ اور چند روز جمادی الآخر کے یہین مقیم رہے۔ اور بنی مدلج اور بنی ضمرہ سے ایک تازہ صلح کرکے واپس تشریف لائے۔ اس غزوے کی ضرورت بھی یہی تھی کہ معلوم ہوا قریش کا ایک قافلۂ تجارت ارض شام کو جارہا ہے۔ آپ کے ہمراہ ڈیڑھ سو مسلمانون کا گروہ تھا۔ جن کے لیے کل تیس اونٹ تھے۔ اور لوگ باری باری اُن پر سوار ہوتے ہوئے جارہے تھے اور آپ کا سفید علم اسلام سید الشہدا حمزہؓ کے ہاتھ مین تھا۔

غزوۂ بدر اولی | غزوۂ عشیرہ سے واپس آکے آپ دس ہی روز مدینے مین ٹھہرے ہونگے کہ معلوم ہوا کرز بن جابر فہری نے حوالی مدینہ مین حملہ کرکے مویشی وغیرہ جو چر رہے تھے لوٹ لیے۔ آپ یہ سنتے ہی اُس کے مقابلے کے لیے مدینے سے

ع تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۰۹ ع ابن ہشام صفحہ ۴۲۱ ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۲

نکلے۔ اور بدر کے قریب وادی سفوان مین پہونچ کے معلوم ہوا کہ کرز لوٹ مار کے چلا گیا۔ اور اب اس کا ملنا دشوار ہے۔ مجبوراً بے نیل مرام واپس ہوئے۔ یہ واقعہ غزوۂ بدر اولی کے نام سے مشہور ہے۔ اس واقعے کے بعد تین مہینے تک آپ پالالتزام مدینے ہی مین مقیم رہے۔

سریۂ عبداللہ بن جحش | لیکن رجب کے آخر مین آپ نے عبداللہ بن جحش کو بلا کے تقریباً اتنی مہاجرین اُن کے ہمراہ کیے۔ اور ایک خط دے کے فرمایا ارض حجاز کی طرف جاؤ۔ دو منزلین قطع کرنے کے بعد اس خط کو کھول کے پڑھنا۔ اور جو لکھا ہو اُس پر عمل کرنا۔ عبداللہ نے اُسی حکم پر عمل کیا۔ اور دوسری منزل کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کھول کے پڑھا تو لکھا تھا "تم سیدھے بڑھتے چلے جاؤ۔ یہان تک کہ مقام نخلہ مین جو مکے اور طائف کے درمیان ہے پہونچ کے اُتر پڑو وہان ٹھہر کے قریش کے حالات دریافت کرو۔ اور جو کچھ معلوم ہو مجھے اُس سے اطلاع دو" اس مضمون سے عبداللہ نے تمام ہمراہیون کو مطلع کر دیا۔ اور کہا مین تو حضرت رسالتؐ کے حکم کی پیروی کرون گا لیکن تم مین سے کسی کو مجبور نہین کرتا جسے اپنی جان عزیز ہو یہین سے واپس چلا جاے" اور واقعی مقام نخلہ دشمنون کے علاقے مین تھا۔ اور مکے سے قریب اُن دنون کسی مسلمان کے لیے وہان ٹھہرنے مین صدہا اندیشے ہو سکتے تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم مین کسے عذر ہو سکتا تھا۔ سب کے سب برابر آگے بڑھتے چلے گئے۔ راستے مین سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کے اونٹ گم ہو گئے۔ جس کی وجہ سے ان دونون صاحبون کو دیگر ہمراہیون سے پیچھے رہ جانا پڑا۔ اور عبداللہ نے نخلہ مین جا کے پڑاؤ ڈال دیا۔ اتفاقاً یہ وہان ٹھہرے ہوئے تھے کہ قریش کا ایک قافلۂ تجارت اُدھر سے گذرا جو کشمش گھی اور اور قسم کا مال تجارت مکے کو لیے آتا تھا۔

عبداللہ نے ارادہ کیا کہ قریش کا یہ سامان تجارت لوٹ لین مگر خرابی یہ تھی کہ رجب کی پچھلی تاریخ تھی جس مہینے مین لوٹ مار اور قتل و غارت کی کارروائیان بالکل ممنوع تھین۔ مگر دوسری طرف یہ بھی خیال تھا کہ آج رات کو حملہ نہ کیا گیا تو صبح کو قافلہ مکے مین داخل ہو جائے گا اور پھر کچھ زور نہ چلے گا۔ تھوڑی دیر کے پس و پیش کے بعد آخر عبداللہ نے تاخت ہی کا فیصلہ کر لیا۔ فوراً لڑائی شروع ہو گئی۔ قریش کا قافلہ سالار عمرو بن حضرمی مارا گیا۔ اور دو نامی سردار حکم بن کیسان اور عثمان بن عبداللہ مسلمانون نے گرفتار کر لیے باقی مشرکین نقصان اٹھا کے بھاگے۔ الغرض عبداللہ سارا مال و اسباب اپنے قبضے مین کر کے مدینے کو پلٹے اور آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ کو جب اصل ماجرا معلوم ہوا تو

آنحضرت کی عبداللہ سے ناراضی

عبداللہ سے ناراض ہوئے۔ اور فرمایا مین نے تمھین یہ اجازت نہین دی تھی کہ ماہ حرام مین قریش کے قافلے کو لوٹو۔ اس وقت تک جاہلیت کا وہ قدیم عقیدہ کہ سال مین چار مہینے ذی قعدہ ذی الحج محرم اور رجب حرام ہین اور اُن مین قتل و غارت ناجایز ہے مسلمانون مین بھی باقی تھا۔ اور نہ بھی ہوتا تو جب تک مشرکین کو عام طور پر اطلاع نہ دے دی جاتی کہ ہم ان مہینون کی حرمت کا لحاظ نہین کرتے اُن پر حملہ کر دینا ایک قسم کی بدعہدی کی حیثیت رکھتا تھا۔ بہر تقدیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ وغیرہ سے ناراض ہوئے عبداللہ اور اُن کے ہمراہیون کی پریشانی و خوف کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ڈرے ہوئے تھے کہ دیکھیے خدا کیا غضب نازل کرتا ہے۔ دوسری طرف قریش نے کہنا شروع کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان مقدس مہینون مین لوٹ مار اور قتل و خون ریزی جائز کر دی"۔ آپ اور نخلہ سے آئے ہوئے مسلمان انھین پریشانیون مین تھے کہ

اللہ جل شانہ بذریعہ وحی انکی خطا معاف کرتا ہے

خداوند جل و علا نے وحی کے ذریعے سے اس امر کو

صاف کر دیا۔ اور بتایا کہ بے شک ماہ ہائے حرام مین خونریزی گناہ عظیم ہی۔ اگر لوگون کو مسجد حرام یعنی حرم کعبے سے نکالنا اُس سے بھی بڑا گناہ ہی۔ اور فتنہ قتل سے بھی زیادہ بُرا ہی۔ یعنی مشرکین جو غریب مسلمانون پر ظلم کر رہے تھے۔ اور انھین مار مار کے مجبور کرتے تھے کہ توحید چھوڑ کے شرک اختیار کرین یہ سب سے بدتر ہی اس حکم کا ماحصل یہ ہوا کہ بے شک مسلمانون کو ماہ ہائے حرام مین قتل نہ کرنا چاہیے تھا مگر جو کچھ مشرکین اُن کے ساتھ کر رہے ہین وہ اس سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہی اور اگر ان مظالم کے انتقام مین مسلمانون نے ایسا کہا تو کیا بُرا کیا۔ اس آیت کے نازل ہوتے ہی غازیان نخلہ بہت خوش ہوئے۔ مال غنیمت کا پانچوان حصہ جو وہ لوٹ کے لائے تھے اُسے رسول اللہ نے قبول کیا۔

باب پانزدہم

جنگ بدر

غزوۂ بدر کبریٰ۔ عاتکہ بنت عبد المطلب کا خواب۔ آپ کی تاریخ روانگی اور مسلمانون کی قوت۔ آپ کو مشرکین کی قوت کا حال معلوم ہوتا ہی۔ صحابہؓ کی مستعدی۔ مشرکین واپس جاتے تھے مگر ابوجہل نے نہ مانا۔ بنی زہرہ واپس جاتے ہین۔ دو لشکر آمنے سامنے اُترتے ہین۔ آپ کے بیٹھنے کے لیے منڈف۔ قریش لشکر اسلام کا اندازہ کرتے ہین۔ اُس لڑائی کی نازک حالت۔ عتبہ لڑائی کے روکنے کی کوشش کرتا ہی مگر ابوجہل نہین مانتا۔ معرکہ آرائی کی ابتدا۔ عبیدہ کی شہادت۔ جنگ مغلوبہ خود آپ مسلمانون کو جوش دلاتے ہین۔ اُس کا اثر۔ مشرکین کی شکست اور آپ کا معجزہ۔ ابوجہل مارا گیا۔ اُمیہ بن خلف کا مارا جانا۔ بنی ہاشم کے ساتھ رعایت

ع ابن ہشام صفحہ ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶

اور اُس کا سبب - ابولہبؓ کی سے ساتھ رعایت - اُس کا مارا جانا - عباسؓ عم رسول اللہ کی گرفتاری - اُن کے ساتھ آپ کی ہمدردی - مشرکین کی لاشین اور آپ کا اُن کی طرف خطاب فرمانا - مکے مین شکست کی خبر پہونچی - حضرت عباسؓ کا غلام اور ابولہب اُم الفضل کا جوش اور ان کی شجاعت - رسول اللہ کی صاحبزادی جناب رقیہ کی وفات -

غزوۂ بدر کبری | مذکورہ واقعہ کو ڈیڑھ ہی مہینہ گذرا تھا کہ ایک دوسری اور بہت بڑی مہم پیش آئی - اور در اصل یہی مہم تھی جس نے مشرکین مکہ کے حوصلے پست کر دیے اور قبائل عرب مین اسلامی قوت کی دہاک بیٹھ گئی - اور واقعہ یہ ہوا کہ اول تو مقام نخلہ کے میدان مین عمرو بن حضرمی کے مارے جانے کی خبر سُن کے قریش نہایت برہم ہوئے - اور انتقام کا موقع ڈھونڈھ رہے تھے - اسی اثنا مین اتفاقاً قریش کا ایک بہت بڑا قافلہ ابوسفیان کی سرگردہی مین ارض شام سے مکے کو جا رہا تھا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی خبر ہوئی تو آپ نے مسلمانون کو آمادہ کیا کہ اس قافلے پر حملہ کر کے سارا مال تجارت لوٹ لین - کیونکہ مکے کے غریب بیکس مسلمانون کو ستا ستا کے اُن پر طرح طرح کے ظلم کر کے اور مہاجرین کے گھر بار پر قبضہ کر کے قریش نے مسلمانون کو پورا موقع دے دیا تھا کہ جس طرح بنے اور جس طریقے سے ممکن ہو اپنے بھائیون کی مظلومی اور اپنے گھر بار کے لٹ جانے کا انتقام لے لین آپ نے ہنوز آمادگی ہی ظاہر کی تھی کہ اس کی خبر ابوسفیان کو ہو گئی - اُس نے فوراً اہل مکہ کے پاس پیغام بھیجا جلدی مدد کو آؤ - ورنہ اصحاب محمدؐ قافلے کو لوٹ لین گے -

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب | اتفاقاً اسی زمانے مین آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب نے جو ہنوز ایمان نہین لائی تھین - اور مکے ہی مین تھین ایک مہیب خواب دیکھا

جس سے قریب قریب تمام اہل مکہ کی ہلاکت و تباہی کا نتیجہ حاصل کیا جا سکتا تھا۔ یہ خواب اُنھوں نے اپنے بھائی عباسؓ سے بیان کیا۔ عباسؓ نے اپنے دوست ولید بن عتبہ سے اُس کا تذکرہ کیا۔ اُس نے کسی اور سے کہا۔ الغرض ہوتے ہوتے وہ خواب تمام مکے مین مشہور ہوگیا۔ اور یہان تک نوبت پہونچی کہ خانۂ کعبہ کے پاس ابوجہل نے جناب عم رسول اللہ سے مل کے نہایت ہی طعن و تشنیع کے لہجے مین کہا "اس نبیہ (حضرت عاتکہ) نے یہ خواب کب بیان کیا تھا؟" پھر بولا "مرد ون کا نبی ہونا کیا تمھارے لیے کافی نہین ہے کہ اب تمھاری عورتین بھی نبی ہونے لگین! اچھا اب ان باتون کے ظہور کا مین انتظار دیکھتا ہون۔ اگر سچ ثابت ہوئین تو خیر ورنہ تمھاری شان مین لکھ رکھون گا کہ تم سے زیادہ جھوٹا کوئی خاندان سارے عرب مین نہین ہے"۔ جناب عباسؓ یہ گفتگو سُن کے اس وقت تو خاموش ہو رہے۔ مگر جب گھر مین آئے اور ہاشمیہ عورتون نے غیرت دلائی تو آمادہ ہوئے کہ ابوجہل سے اس سخت کلامی کا بدلہ لین۔ صبح کو حرم کعبہ مین کھڑے تھے۔ ابوجہل سامنے تھا۔ اور منتظر تھے کہ پاس آئے تو چھیڑین۔ ناگہان وہ گھبرا کے مسجد کعبہ کے دروازے کی طرف لپکا۔ اُس وقت تو یہ پریشان ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ ضمضم بن عمرو وادی مکہ کے درمیان مین اپنے اونٹ پر سوار۔ اس کا کجاوہ پھیرے اور گریبان چاک کیے ہوئے چلا رہا ہے "اے گروہ قریش! مصیبت! مصیبت! تمھارا مال و اسباب ابوسفیان کے ہمراہ ہے۔ اور محمدؐ و اصحاب محمدؐ اُس پر تاخت کیا چاہتے ہین۔ کیا عجب کہ جب تک مین یہان آؤن آؤن اُنھون نے حملہ کر دیا ہو۔ جلدی دوڑو! جلدی دوڑو!" یہ سنتے ہی تمام اہل مکہ اُٹھ کھڑے

ع عرب مین رواج تھا کہ جب کوئی وحشتناک خبر سنانی ہوتی۔ اور کسی قبیلے کو مدد پر آمادہ کرنا ہوتا تو خبر پہونچانے والا اونٹ کے کجاوے کا رُخ پلٹ دیتا اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتا۔ اور چلاتا

ہوئے - اور اُسی روز نوسو پچاس عمائد قریش کا ایک گروہ جن کے ہمراہ ایک سو گھوڑے اور سات سو اونٹ تھے شام کے راستے پر روانہ ہوگیا -

آپ کی تیاری روانگی اور مسلمانوں کی قوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جدید کمک اور یورش کی خبر نہ تھی - آپ اُسی قافلے پر تاخت کرنے کی غرض سے تیسری ماہ مبارک رمضان کو مدینے سے روانہ ہوئے تین سو تیرہ حق شناس مہاجرین و انصار کا گروہ ہمراہ رکاب تھا جن میں سے صرف دو شخص تو گھوڑوں کی پیٹھ پر تھے باقی اونٹوں پر باری باری چڑھتے ہوئے طے منازل کر رہے تھے - اس لیے کہ اسلام کے اس پہلے لشکر کے لیے کل ستر اونٹ فراہم ہو سکے تھے - سفید علم اسلام مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا - اور خود جناب رسالت مآبؐ کے آگے آگے دو سیاہ پرچم تھے جن میں سے ایک جو رایۃ العقاب کہلاتی تھی حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہاتھ میں تھی - اور دوسری ایک انصاری بزرگ کے ہاتھ میں چونکہ آپ کی فوج مہاجرین و انصار کے دو گروہوں پر بٹی ہوئی تھی لہذا دونوں کے لیے دو جدا جدا پرچم بھی رکھی گئی تھیں[1] - بہرحال اس شان سے روانہ ہو کے آپ مقام صفرا میں پہونچے

آپ کو مشرکین کی قوت کا حال معلوم ہوتا ہے

اور دو شخصوں کو بھیجا کہ ابوسفیان کی خبر لائیں - اور خود صفرا سے داہنی جانب روانہ ہوئے - تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ اُن دونوں نے آکے اطلاع دی قریش کا قافلہ بدر کے قریب پہونچا چاہتا ہے آپ نے جناب علی مرتضیٰؓ زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص کو روانہ کیا کہ بدر سے جا کے خبر لائیں - یہ تینوں صاحب بجائے اس کے کہ خبر لائیں قریش کے دو مخبروں کو پکڑ لائے - اُن سے معلوم ہوا کہ قریش جو کے سے قافلے کی حمایت کو آئے ہیں مقام عدوۃ القصویٰ کے ٹیلے کے اُس طرف ہیں - اور اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے

[1] ابن اثیر جلد ۲ - صفحہ ۴۳ و ۴۴ - [2] ابن ہشام صفحہ ۴۳۲ و ۴۳۳

آپ نے پوچھا وہ لوگ اپنے کھانے کیلیے ایک اونٹ روز ذبح کرتے ہین اسیر شدہ جاسوسون نے بتایا ایک دن نو اونٹ اور ایک دن دس اونٹ۔ اس سے آپنے اندازہ کیا کہ دشمنون کی تعداد نو سو اور ہزار کے درمیان ہین ہے پھر اُن سے دریافت کیا گیا کہ اشراف وعمائد قریش مین سے کون کون لوگ ہین اُن لوگون نے سب کے نام بتائے تب آنحضرتؐ نے ہر اہیون کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا مکے نے اپنے جگر کے تمام ٹکڑے یعنی کل معزز وصاحب اثر لوگ تمھارے سامنے نکال کے پھینک دیے ہین۔

صحابہ کی مستعدی

پھر آپ نے مشورہ کیا کہ ایسی زبردست اور قوی جماعت سے لڑنا چاہیئے یا واپس جانا مناسب ہے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ اور تمام بہادر مہاجرین نے لڑائی کی راے دی۔ اور آخر تک رفاقت وجان نثاری کا وعدہ کیا۔ بلکہ مقداد بن عمرو نے جوش وخروش سے کہا یا رسول اللہ آپ خدا کی مرضی پر عمل کیجیے ہم ہمراہ رکاب اور تابع فرمان ہین۔ ہم مین آپ بنی اسرائیل کی شان نہ پائین گے جنھون نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ اذہب انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون[1] (یعنی تم اور تمھارا پروردگار جاکے لڑو ہم یہان بیٹھے ہوئے ہین) تب آپ انصار کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن کی راے پوچھی سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے ہین۔ اور آپ کی اطاعت کا عہد کرچکے ہین۔ ہمین آپ کسی موقع پر کسی سے پیچھے نہ پائین گے۔ اگر آپ فرمائین تو ہم سمندر مین پھاند پڑنے کو بھی حاضر ہین۔ صحابۂ مہاجرین وانصار کی یہ مستعدی دیکھ کے آپ خوش ہوئے۔ آگے کوچ کیا۔ اور بدر کے قریب جاکے اُتر پڑے۔

[1] یہ واقعہ بنی اسرائیل کی سرکشی کا ہے کہ خدا نے قوم عاد کے مقابلے کا حکم دیا تو حضرت موسیٰ سے کہنے لگے تم اور تمھارا خدا جاکے لڑو ہم تو لڑنے نہ جائین گے۔ یہ واقعہ قرآن پاک مین مذکور ہے۔

مشرکین واپس جاتے تھے مگر ابوجہل نے نہ مانا

ابوسفیان نے یہ چالاکی کی تھی کہ اپنے قافلے کو بدر کے بائین جانب بڑھالے گیا تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ اب مسلمانون کے حملے کا اندیشہ نہین ہی۔ اسی خیال سے اُس نے قریش کے پاس جس وقت وہ مقام جحفہ مین پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے کہلا بھیجا تھا "اب تم سب لوگ مکے کو واپس جاؤ۔ اور مین قافلے کو اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زد سے بچاکے نکال لایا۔" ابوجہل زورون مین بھرا ہوا تھا۔ اور اپنی کثرت کے زعم مین تھا بولا "ہم تو جب تک بدر کے کنارے اُتر کے تین دن تک لطف نہ اٹھالین گے واپس نہ جائین گے۔ یہان ٹھہر کے ہم اونٹ ذبح کرین گے۔ کھائین پئین گے۔ اور شراب وکباب کے مزے اوڑائین گے تاکہ اہل عرب مین ہمارے اس اتفاق اور ہماری بہادری وشجاعت کی شہرت ہو۔ اور سب ہماری ہیبت ماننے لگین۔" اور سب لوگون نے تو ابوجہل کی اس رائے کو تسلیم کرلیا۔ مگر اخنس بن شریق ثقفی نے جو بنی زہرہ کا حلیف تھا زہری گھرانے کے قریش سے کہا "اے بنی زہرہ۔ اللہ نے تمھارا مال بھی محفوظ رکھا اور تمھارے سردار بھی صحیح وسالم ہین لہذا تم تو پلٹو۔ یہ اشارہ پاتے ہی بنی زہرہ اور بنی عدی واپس چلے گئے۔ اور یہی سبب تھا کہ بدر کی لڑائی مین ابوسفیان کے جھنڈے کے نیچے قریش کے تمام گھرانے موجود تھے سوا زہریون اور عدیون کے جن مین کا ایک شخص بھی نہ تھا۔

بنی زہرہ واپس جاتے ہین

دو لشکر آمنے سامنے اُترتے ہین

جمعے کا دن اور ماہ مبارک رمضان کی سترھوین تاریخ تھی کہ مشرکین قریش آکے عساکر صحابہ کے سامنے اُترے۔ اور آپ بدر کے کنارے دونون فوجین ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئین۔ اس وقت سعد بن معاذ نے بارگاہ رسالت مین حاضر ہوکے عرض کیا "یا رسول اللہ اگر اجازت ہو

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۳ و ۴۴ و ۴۶ عہ ابن ہشام صفحہ ۴۴

آپکے بیٹھنے کیلئے منڈف | تو ہم آپ کیلئے کھجور کی ٹہنیونکا ایک سایہ دار منڈف بناوین جہان سے بیٹھکے آپ لڑائی کا رنگ دیکھین اور ہماری جان بازیون کو ملاحظہ فرمائین۔ اگر ہم دشمنون پر غالب آئین تو خیر۔ اسی کی تو ہم سب کو آرزو ہی ہو۔ لیکن اگر کوئی اور صورت پیش آئے تو آپ سوار ہوکے واپس تشریف لے جائین اور ہماری قوم کے اُن لوگون سے جا ملین جو پیچھے رہ گئے ہین۔ اُن لوگون کو ہم سے زیادہ آپ کی محبت ہو اور اگر انھین معلوم ہوتا کہ ایسی مہم پیش آئے گی تو ضرور ساتھ آتے۔ اگر ہم نہ رہے تو کوئی مضائقہ نہین۔ اس لیے کہ ہمارے بعد وہ آپ کے حامی ہون گے اور ہمیشہ آپ کے جھنڈے کے نیچے لڑنے کو آمادہ رہین گے۔ آپ نے سعد بن معاذ کو دعائے خیر دی اور اُن کی راے پسند کی۔ چنانچہ وہ سایہ دار منڈف بن کے تیار ہوگیا۔ آپ اُس مین رونق افروز ہوئے۔ اور معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہو کہ اُس کھجور کی ٹہنیون کے منڈف مین سوا آپ کے اور ابو بکر صدیقؓ کے جنھین خود آپ نے اپنے برابر بٹھالیا تھا اور کوئی نہ تھا جب میدان کارزار کے گرم ہونے کا وقت قریب آگیا تو آپ اُس منڈف سے نکل کے باہر آئے۔ ایک تیر ہاتھ مین لے کے مسلمانون کی صفین درست کین۔

قریش لشکر اسلام کا اندازہ کرتے ہین | قریش جب آپ کے مقابل مین اچھی طرح قائم ہوچکے تو عمرو بن وہب جمحی کو بھیجا کہ مسلمانون کی فوج کا اندازہ کرے۔ اُس نے گھوڑے پر سوار ہوکے عساکر اسلام کے گرد ایک چکر لگایا۔ اور واپس جاکے کہا تقریباً تین سو آدمی ہین۔

اس لڑائی کی نازک حالت | درحقیقت یہ نہایت ہی نازک وقت تھا اور لڑائی بھی بہت ہی نازک

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۶ عہ ابن ہشام صفحہ ۴۴۴

قسم کی تھی۔ دونون جانب ہر شخص اپنے مقابل مین اپنے بھائی بندون اور عزیزون کو پاتا تھا۔ اِسی خیال سے متاثر ہوکے مشرکین مین سے حکیم بن حزام نے عتبہ بن ربیعہ کے پاس آکے کہا اے عتبہ تم سب قریش مین بڑے اور سردار قوم ہو۔ اگر اپنے حلیف عمرو بن حضرمی کے انتقام سے دست بردار ہوجاؤ اور ہم سب تمھارے سبب سے بغیر قتل وخون ریزی کے واپس چلین تو تمھارا نام رہتی دنیا تک نیکی سے یاد کیا جاے۔ عمرو بن حضرمی سریۂ عبداللہ جحش مین مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ جس کا حال ہم بیان کرچکے ہین۔ اور اسی واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ واقعۂ بدر کی اصلی بنیاد یہی تھی کہ قریش عمرو بن حضرمی کے خون کے دعویدار تھے۔ اور آنحضرتؐ کی حیثیت حملے آور کی نہ تھی بلکہ آپ قریش کے حملے سے اپنے آپ کو بچا رہے تھے۔

عتبہ لڑائی کے روکنے کی کوشش کرتا ہے

حکیم بن حزام کی گفتگو سن کے عتبہ نے کہا مین عمرو بن حضرمی کے خون سے اور اس کے مال واسباب سے بہ خوشی دست بردار ہوتا ہون لیکن ابوجہل صلح نہ ہونے دے گا۔ اور یہی ہوا۔ عتبہ نے قریش مین کھڑے ہوکے کہا "لوگو! محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کے مقابل میدان جنگ گرم کرکے کیا فائدہ اٹھاؤ گے؟ مانا کہ تم کامیاب ہوگئے۔ لیکن کامیابی کے بعد یہی ہوگا کہ ہر شخص کو ہمیشہ اپنے ہر دوست کے چہرے پر بدنامی کے داغ نظر آئین گے۔ اس لیے کہ جو لڑے گا اپنے کسی چچا کے بیٹے۔ مامون کے بیٹے یا کسی اپنے ہی خاندان اور قبیلے والے کا قاتل ثابت ہوگا۔ عتبہ کی یہ تقریر قریش کی آتش غضب پر پانی ڈال دیتی۔ مگر ابوجہل نے کہا محمدؐ کی صورت دیکھ کے عتبہ کا پھیپھڑا پھول گیا ہے یعنی وہ نامرد ہوگیا ہے۔ اور ہم خدا کی قسم جب تک اللہ ہمارے اور محمدؐ کے جھگڑون کا فیصلہ نہ کردے یہان سے نہ پلٹین گے۔ عتبہ نے

مگر ابوجہل نہین مانتا

یہ باتین محض اس لیے کہین کہ اپنے بیٹے ابوحذیفہ کو محمدؐ کے ساتھیون مین دیکھتا ہی اور ڈرتا ہی کہ کہین وہ مارنہ ڈالا جاے۔" پھر عمرو بن حضرمی کے بھائی عامر بن حضرمی کے پاس کہلا بھیجا "تمھارے حلیف عتبہ مکے کو پلٹے جاتے ہین۔" عامر یہ سُن کے دوڑا آیا۔ اور لوگون کے درمیان مین کھڑے ہو کے چلایا "ہاے عمرو! ہاے عمرو!" یہ آواز سنتے ہی عرب کی محبت قومی کو ہیجان ہوا۔ اُن کا دعواے انتقام جوش مین آگیا۔ اور سب کے سب لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے۔

معرکہ آرائی کی ابتدا | لڑائی کی ابتدا یون ہوئی کہ سب کے پہلے قریش کی طرف سے اسود بن عبدالاسد مخزومی میدان مین آیا۔ عم رسول اللہ حمزہؓ اُس کے مقابلے کو نکلے۔ اور تھوڑی ہی دیر کی معرکہ آرائی مین اُسے مار کے گرا دیا۔ عتبہ بن ربیعہ اگرچہ صلح پر آمادہ تھا لیکن جب قریش نہ راضی ہوئے تو وہ بھی اپنی قوم کی طرف سے جان دینے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ اسود کے مارے جانے کے بعد وہی میدان مین آیا۔ اور اُس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹا ولید بن عتبہ بھی اس کے ساتھ نکلے۔ ان تینون نے دونون فوجون کے درمیان مین کھڑے ہو کے مقابل کو طلب کیا۔ آنحضرتؐ کی جانب سے عفراء کے دو بیٹے عوف اور معوذ اور عبداللہ بن رواحہ ان کے مقابلے کو نکلے۔ یہ تینون صحابی اہل مدینہ اور گروہ انصار مین سے تھے۔ ان کی صورت دیکھتے ہی مشرک پہلوانون نے پوچھا "تم کون لوگ ہو؟" انھون نے کہا "ہم انصار مین سے ہین" یہ سُن کے مکی جوان مرد بولے "اگرچہ تم معزز اور ہمارے ہم مرتبہ ہو مگر ہمین تم سے سروکار نہین خود ہماری قوم والون کو سامنے آنے دو۔" یہ سُن کے تینون انصاری بہادر واپس گئے۔ اور آنحضرتؐ نے جناب حمزہؓ۔ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب اور علی مرتضیٰؓ کو نکلنے کا حکم دیا۔ یہ تینون صاحب حکم رسالت پاتے ہی میدان مین آئے۔ اور یون نبرد آزمائی مین مصروف ہوے کہ عبیدہ بن حارث نے عتبہ پر حملہ کیا۔

عبیدہ کی شہادت | حمزہؓ نے شیبہ پر۔ اور حضرت علیؓ نے ولید پر۔ حمزہؓ اور علیؓ نے تو اپنے اپنے حریفون کو دم بھر مین قتل کر ڈالا۔ مگر عبیدہ اور عتبہ کی لڑائی اچھی نہین رہی۔ دونون نے اپنے حریف پر ایک ہی وقت مین وار کیا۔ دونون وار کاری پڑے۔ اور دونون پاس ہی پاس گر کے سسکنے لگے سسک ہی رہے تھے کہ حمزہؓ اور علیؓ اپنے حریفون کو قتل کر کے جا پہونچے۔ عتبہ کا کام تمام کر دیا۔ اور عبیدہ کو اٹھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ عبیدہ نے آنحضرتؐ کی صورت دیکھتے ہی پوچھا یا رسول اللہ کیا مین شہید نہین ہون؟ آپ نے فرمایا "بے شک تم شہید ہو" اور یہ ارشاد رسالت پورا ہوا اس لیے کہ تھوڑی ہی دیر کے بعد اُن کی روح پرواز کر گئی۔

جنگ مغلوبہ | اب جنگ مغلوبہ کا وقت آگیا تھا۔ مشرکین جوش و خروش سے بڑھے۔ دم بھر مین مسلمانون پر آپڑے۔ اور زور و شور کی لڑائی ہونے لگی۔ مگر واقعی یہ عجب وقت تھا۔ اور اسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کہین تو کیا کہین کہ بھائی بھائی کے۔ باپ بیٹے کے۔ اور عزیز عزیز کے خون سے ہاتھ رنگ رہا تھا۔ اور حکم رسالت کے سامنے کسی دنیاوی رشتے اور علاقے کی پروا نہ تھی۔ سعد بن معاذ اور چند اور بہادر انصار خاص آپ کے قیام گاہ یعنی اس کھجورون کی ٹٹیون کے سڈف کے گرد تلوارین باندھے کھڑے تھے۔ تاکہ دشمنون مین سے کسی کو آپ کے قریب آنے کی جرأت نہ ہو۔ اب اس شدت کی لڑائی ہو رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوش مین آ کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس سایہ دار مقام سے باہر نکلے۔ اور بآواز بلند فرمانے لگے۔ قسم ہے اُس ذات باری کی جس کے قبضۂ قدرت مین محمدؐ کی جان ہے جو شخص آج

خود آپ مسلمانون کو جوش دلاتے ہین

اُس کا اثر | لڑے گا اور بغیر منہ پھیرے صبر اور نیت سے لڑتا ہوا مارا جائے گا خدا اُسے جنت مین داخل کرے گا آپ کے اس ارشاد کا جو اثر نمایان ہوا اُس کا نمونہ یہ ہے کہ عمیر بن حمام انصاری کچھ خرمے ہاتھ مین لیے کھا رہے تھے یہ وعدۂ رسالت سنتے ہی بولے "واہ! واہ! تو جنت مین اور مجھ مین اتنا ہی فاصلہ ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالین!" یہ کہہ کے خرمے ہاتھ سے پھینک دیے۔ دشمنون پر حملہ کیا۔ اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے

مشرکین کی شکست اور آپ کا معجزہ | آپ نے منڈف سے نکل کے جب لڑائی کی بے انتہا شدت دیکھی تو ایک چنگل خاک زمین سے اُٹھائی اور قریش کی طرف دیکھ کے فرمایا "شاہت الوجوہ" (بگڑ گئے چہرے ان لوگون کے) وہ خاک مشرکین کی طرف پھینکی۔ اور مسلمانون کو ایک شدید حملے کا حکم دیا۔ بس اسی حملے نے لڑائی کا فیصلہ کر دیا۔ قریش کا قدم اکھڑ گیا۔ بدحواس بھاگے۔ اور مہاجرین و انصار نے تعاقب کیا۔ بھاگتے مین بہت سے مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوے۔

ابوجہل مارا گیا | ابوجہل زخمی ہو کے گر چکا تھا مگر کچھ جان باقی تھی کہ عبداللہ بن مسعود سر پر جا پہونچے۔ اور وہ اس بات پر افسوس کرتا ہوا اُن کے ہاتھ سے مارا گیا کہ ایک ذلیل و کم حیثیت شخص کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون۔ اس لیے کہ ابن مسعود کی شرفاے قریش مین کوئی وقعت نہ تھی۔ عبدالرحمن بن عوف نے کچھ زرہین لوٹی تھین۔ اُنھین لیے ہوے جا رہے تھے کہ امیہ بن خلف اور

اُمیہ بن خلف کا مارا جانا | اُس کا بیٹا علی ملے۔ دونون نے عبدالرحمن کی صورت دیکھ کے کہا "زرہین کیا لیتے ہو؟ ہمین لوٹا کہ زیادہ فائدہ اٹھاؤ" عبدالرحمن نے زرہین ڈال دین اور اُنھین لے کے چلے تھے کہ امیہ پر مؤذن رسول اللہ بلالؓ کی نظر پڑ گئی۔ یہی شخص تھا جو مکے مین بلالؓ پر طرح طرح کے ظلم کیا کرتا تھا

اور صرف مسلمان ہونے کے جرم پر انھین جلتی بھوبل پر لٹا کے تپتی ہوئی سلین چھاتی پر رکھ دیتا تھا۔ اس کی صورت دیکھتے ہی بلالؓ نے غل مچایا۔ "اے انصار رسول اللہ دیکھو یہ کافرون کا سب سے بڑا سردار جاتا ہے اگر یہ بچ گیا تو میری خیریت نہین ہے" بلالؓ کی آواز سنتے ہی انصار نے ایہ اور اُس کے بیٹے کو گھیر لیا۔ اور دم بھر مین دونون باپ بیٹے مار ڈالے گئے۔

بنی ہاشم کے ساتھ رعایت اور اس کا سبب

آپ نے لڑائی سے پیشتر ہی گروہ صحابہؓ سے فرما دیا تھا کہ بنی ہاشم مین سے بعض لوگ مجبور کر کے اور زبردستی لائے گئے ہین۔ جن مین سب سے زیادہ قابل لحاظ عباسؓ بن عبدالمطلب ہین۔ جس کسی کو مل جائین اُنھین قتل نہ کرے۔ اور جہان تک ہو سکے زندہ میرے پاس لے آئے۔ اسی طرح آپ نے ابوالبختری کی بابت بھی لوگون کو ہدایت کر دی تھی کہ اس کی جان نہ لی جائے۔ اس لیے کہ اسی نے کوشش کر کے قریش کا وہ باہمی عہدنامہ منسوخ کرایا تھا جس کی رو سے تمام قریش بنی ہاشم سے اور خاصتہً آپ سے ملنے جلنے سے روکے گئے تھے۔ لیکن

ابوالبختری کے ساتھ رعایت

ابوالبختری کی زندگی پوری ہو چکی تھی۔ اس لیے کہ انصار کے ایک حلیف مجذر بن زیاد بلوی نے اُسے پکڑا اور کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھارے قتل سے ہمین منع کیا ہے۔ ابوالبختری کے ساتھ اس وقت اونٹ پر ایک اور شخص بھی سوار تھا بولا "اور میرے اس ساتھی کی جان نہین بچ سکتی؟" مجذر نے کہا "ہرگز نہین"۔ ابوالبختری نے کہا "اس رفیق سفر کو قتل کرا کے تو مین زندہ نہ رہون گا۔ قریشیہ عورتین کہین گی کہ اپنے نفس کی محبت مین ساتھی کو مروا ڈالا۔ مجذر نے دونون کو قتل کر ڈالا۔

اس کا مارا جانا

عباس عم رسول اللہ کی گرفتاری

ابوالیسر نامی ایک صحابی جناب عباسؓ کو گرفتار

کر کے لائے۔ اگرچہ حضرت رسالتؐ کو اُن کی ذلت و تکلیف کسی طرح گوارا نہ تھی۔ اس لیے کہ صرف آپ کی ذات پر نہیں بلکہ دین اسلام پر بھی جناب عباسؓ کے احسانات تھے۔ عقبۂ ثانیہ میں اُنھوں نے جس فصاحت کے ساتھ آپ کے لیے انصار سے عہد و پیمان لیا تھا بھولنے والی بات نہ تھی۔ مگر اس موقع پر کوئی خاص رعایت نہیں کی جا سکتی تھی۔ معمولی قیدیوں کی طرح وہ بھی رکھے گئے۔ مگر اُن کی تکلیف کے خیال سے کسی طرح آپ کی آنکھ نہ لگتی تھی۔

اُن کے ساتھ آپ کی ہمدردی

لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ آرام کیوں نہیں فرماتے؟" فرمایا "عباسؓ کی تکلیف مجھے سونے نہیں دیتی"۔ لوگوں نے فوراً جا کے عباسؓ کی شکیں کھول دیں تب آپ کو چین پڑا

مشرکین کی لاشیں اور آپ کا ان کی طرف خطاب فرمانا

لڑائی اور تعاقب سے فراغت ہوئی تو آپ نے مقتول مشرکین مکہ کی تمام لاشوں کو یکجا کر کے ایک بڑے سے گڑھے میں ڈلوا دیا۔ اور جب لاشیں اُس میں پڑ چکیں تو ان کی طرف خطاب کر کے فرمایا "اے اس گڑھے والو! تم اپنے نبیؐ کے نہایت ہی بُرے ہم قوم تھے۔ اور لوگوں نے میری نبوت کی تصدیق کی مگر تم جھٹلاتے ہی رہے"۔ پھر ایک ایک کا نام لے کے یوں فرمایا "اے عتبہ۔ اے شیبہ۔ اے امیہ بن خلف اے ابوجہل ابن ہشام (اسی طرح اور بہت سے نام لے کے) تمھارے پروردگار نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ سچ نکلا یا نہیں؟ میں نے تو اپنے پروردگار کا وعدہ سچ پایا"۔ بعض لوگوں نے حیرت سے پوچھا "یا رسول اللہ آپ مُردوں سے باتیں کرتے ہیں"۔ ارشاد ہوا "جتنا تم سنتے ہو اتنا ہی یہ بھی سنتے ہیں۔ بس فرق اتنا ہے کہ یہ جواب نہیں دے سکتے"۔ اس کارروائی کے بعد لاشوں پر مٹی اور پتھر ڈال دیے گئے۔ اور آپ نے مع تمام ہمراہیوں کے مدینے کی راہ لی[1]

[1] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۸ و ۴۹۔

مکے مین شکست کی خبر پہنچی | جو مشرک جان بچا کے بھاگے اُن مین سے خیسمان بن عبد اللہ خزاعی سب کے پہلے مکے مین داخل ہوا۔ لوگون نے پوچھا "لڑائی کا کیا انجام ہوا؟" وہ نہایت پریشانی کے ساتھ گھبرا گھبرا کے کہنے لگا "سب مارے گئے! عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ۔ ابو الحکم بن ہشام (ابوجہل) اُمیہ بن خلف۔ زمعہ بن اسود۔ نبیہ بن حجاج۔ منبہ بن حجاج۔ ابو البختری بن ہشام" مقتولین کے شمار مین ایسے ایسے اور تمام معززین قریش کے جو نام لیے تو صفوان بن اُمیہ نے گھبرا کے کہا "خدا کی قسم اس کی عقل نہین ٹھکانے ہے۔ بھلا میری نسبت تو پوچھو۔ دیکھو کیا کہتا ہے" لوگون نے پوچھا "اور صفوان؟" اُس نے اشارہ کر کے کہا "وہ یہ کیا سامنے بیٹھے ہوئے ہین" بہر تقدیر اہل مکہ کو اپنی فاش اور بہت ہی بڑی شکست کا حال معلوم ہوا۔ اور کوئی گھر نہ تھا جس مین کہرام نہ مچ گیا ہو۔

حضرت عباس کا غلام اور ابولہب | آنحضرتؐ کا غلام ابو رافع پہلے حضرت عباسؓ کا غلام تھا۔ واقعۂ بدر کے زمانے مین وہ مکے مین تھا۔ اور حجرۂ زمزم مین اکثر بیٹھا تیر بنایا کرتا تھا۔ مشرکین کی شکست کی خبر جب مکے مین آئی تو وہ حسب معمول حجرۂ زمزم مین بیٹھا تیر بنا رہا تھا اور حضرت عباسؓ کی زوجۂ محترمہ ام الفضل پاس بیٹھی ہوئی تھین اتفاقاً ابولہب جو واقعۂ بدر مین نہین شریک تھا آ کے حجرے کی دیوار کے پاس بیٹھ گیا۔ اور اسی وقت مغیرہ بن حارث ابن عبد المطلب کا اُدھر سے گذر ہوا جو بدر سے جان بچا کے بھاگا تھا۔ ابولہب نے اُس کی صورت دیکھتے ہی پاس بلا لیا اور لڑائی کی کیفیت پوچھی۔ مغیرہ نے کہا "کیا خبر کہی جائے۔ بس یہ ہوا کہ لڑائی شروع ہوتے ہی ہم نے پیٹھ پھیر دی۔ اور اُن لوگون نے جس طرح جی چاہا مارنا اور گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ اسی حالت مین ہمین کچھ گورے گورے لوگ نظر آئے جو ابلق گھوڑون پر سوار تھے اور آسمان سے زمین تک پھیلے ہوئے تھے"۔

ابورافع دل مین مسلمان تھا یہ سُن کے نہ رہا گیا حجرے کے اندر سے گردن نکال کے بولا "خدا کی قسم یہ فرشتے ہون گے" اتنا سننا تھا کہ ابولہب جھنجلا کے بڑھا اور اُس کے منھ پر ایک تھپڑ مارا۔ سینے پر چڑھ بیٹھا۔ اور پیٹنے لگا۔ اپنے غلام کو اس بے رحمی سے پیٹتے دیکھ کے ام الفضل کو غصہ آگیا۔ کہین قریب ہی سے پتھر کا ایک گرز اٹھا لائین۔ اور ابولہب کے سر پر اس زور سے مارا کہ اُس کا سر پھٹ گیا۔ پھر بولین "اس کے مالک جو یہان نہین موجود ہین تو تو نے اُسے ضعیف و ناتوان سمجھ لیا" ابولہب یہ چوٹ کھا کے چپکے اٹھا چلا گیا۔ اور ایسا دل شکستہ ہو کے گیا تھا کہ ایک ہی ہفتے کے اندر مرض طاعون مین مبتلا ہو کے مرگیا۔

ام الفضل کا جوش اور ان کی شجاعت۔

رسول اللہ کی صاحبزادی جناب رقیہ کی وفات

مدینے مین جب فتح بدر کی خبر پہونچی ہے اس وقت وہان ایک بہت بڑا سانحہ ہوگیا تھا۔ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کو اللہ جل شانہ نے اپنے جوار عافیت مین لے لیا تھا۔ وہ دفن ہو رہی تھین۔ اور لوگ قبر پر مٹی برابر کر رہے تھے کہ فتح بدر کی خبر آئی۔ اور باوجود ایسے صدمۂ عظیم کے لوگ خوش ہو گئے۔ آنحضرتؐ کی روانگی سے پہلے ہی یہ صاحب جمال اور پاک دامن و معصوم صاحبزادی چیچک مین مبتلا ہو چکی تھین حالت بہت نازک ہو رہی تھی اور انہین کی تیمارداری کے لیے آپ نے اُن کے شوہر جناب عثمانؓ ذی النورین کو مدینے مین چھوڑ دیا تھا چونکہ وہ فرمان رسالتؐ کے مطابق شرکت جہاد سے محروم رہے تھے لہذا آپ نے انھین بھی مال غنیمت مین سے اتنا ہی حصہ دیا جتنا کہ کسی اور شریک ہونے والے کو دیا گیا تھا۔ یہی نہین غازیان بدر کے

ابن ہشام ۴۶۰ و ۴۶۱۔

ثواب مین بھی شریک کیے گئے۔

باب شانزدہم

غزوت بدر و اُحد کے درمیان کا زمانہ

مدینے کو مراجعت۔ سہیل بن عمرو کی گرفتاری۔ اُم المومنین سودہؓ کا جوش قرابت قیدیون سے آپ کا برتاؤ۔ قیدی فدیہ لے کے چھوڑے جاتے ہین۔ جناب عباسؓ کا ایمان لانا۔ اور آپ کا ایک معجزہ۔ حضرت رسالت کا داماد ابو العاص بن ربیع۔ اُن کی رہائی کیلیے حضرت زینبؓ کا بھیجا ہوا فدیہ۔ زینبؓ بنت رسول اللہ مدینے مین آتی ہین۔ اُن پر قریش کی یورش۔ ابو العاص کا مسلمان ہونا۔ شہدائے بدر۔ غزوہ کدر۔ سریہ غالب بن عبد اللہ لیثی۔ غزوہ بنی قینقاع کی ابتداء۔ اُس کا سبب۔ محاصرہ اور ان کا ہتھیار رکھنا۔ اُنکی جلا وطنی۔ غزوۃ السویق۔ بناء فاطمہ۔ حضرت علیؓ کے اونٹون پر حمزہؓ کی دست بُردے۔ عم رسول اللہ حمزہؓ کی عرکشی۔ ۲ھ۔ غزوہ ذی القصہ غزوہ بنی سُلیم۔ کعب ابن اشرف کا قتل۔ یہود کے قتل کی عام اجازت۔ حضرت عثمانؓ کا عقد اُم کلثومؓ بنت رسول اللہ سے۔ سریہ زید بن حارثہ قریش کے مقابل مین۔ ابن ابی الحقیق کا قتل۔ اُم المومنین حفصہؓ آپ کے عقد مین۔ طلاق اور آپ کا پھر رجوع فرمانا۔ اُم المومنین زینب بنت خزیمہ آپ کے عقد مین۔ حضرت امام حسنؓ کی ولادت۔

مدینے کو مراجعت اب آپ قیدیون کو لے کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ بعض کفار جن سے اسلام کو بے انتہا آزار پہونچا تھا اور بعد بھی پہونچنے کا اندیشہ تھا راستے مین قتل کیے گئے۔ ان مین سے نضر بن حارث بن علقمہ بن مقیط کی جناب علیؓ نے گردن ماری۔ اور عقبہ بن معیط کو عاصم بن ثابت نے قتل کیا۔

ع تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۱۱

سہیل بن عمرو بھی گرفتار ہوئے جو اہل مکہ کے بڑے فصیح البیان خطیب تھے

سہیل بن عمرو کی گرفتاری

اور آنحضرتؐ کے خلاف ہمیشہ لوگون کو اُبھارتے رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ کا حکم ہو تو مین اُن کے دانت توڑ دون کہ پھر یہ شخص اس فصاحت سے اپیل نہ دے سکے۔ آپ نے فرمایا۔ رہنے بھی دو۔ کبھی یہ ایسا کام کرین گے جس سے تم خوش ہو گے۔ یعنی اُن کی زبان سے کبھی اسلام کو فائدہ پہونچیگا۔ اور بے شک ایسا ہی ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد جب سارا عرب مرتد ہوا جاتا تھا اہل مکہ مین اسی جادو بیان مقرر کی فصاحت و بلاغت کے اثر سے ارتداد کی شورش نہین پیدا ہونے پائی۔ سہیل جب مکے مین آئے تو زوجہ رسول اللہ (صلعم) ام المومنین سودہ کا جوش قرابت

ام المومنین سودہؓ نے ان کی صورت دیکھتے ہی کہا "عورتون کی طرح ہاتھ پاؤن بندھوا لیے شریفون کی طرح لڑکے مرکیون نہ گئے؟" خود اپنی بی بی کی زبان سے یہ جملہ سُن کے آنحضرتؐ کو حیرت ہوگئی۔ فرمایا "سودہؓ! خدا اور رسول کے خلاف!" یکایک حضرت سودہؓ کو تنبہ ہوا۔ عذر خواہی کے لہجے مین بولین "یا رسول اللہ اِن کی صورت دیکھ کے مجھ سے ضبط نہ ہوسکا اور یہ کلمہ زبان سے نکل گیا" آپ اُن کو نادم دیکھ کے خاموش ہو رہے۔

اسی واقعے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس لڑائی مین لوگون کو صرف بہادری ہی نہین دکھانی پڑی تھی بلکہ بغیر اس کے کہ جوش خون کا ذرا بھی لحاظ کرین خود اپنے عزیزون اور قریب کے رشتے دارون کو قتل کرنا یا اُن کے قیدیون سے آپ کا برتاؤ

قتل کا تماشا دیکھنا پڑا تھا۔ اور واقعی رسول اللہ کی محبت اور دین کی فرمان برداری کا اس سے زیادہ مکمل نمونہ شاید اور کبھی نہ نظر آیا ہوگا۔ اور اس سے زیادہ حیرت کی یہ بات ہے کہ قیدی جب مدینے مین

پہونچے اور آپ نے لوگون کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاے تو لوگون کی یہ حالت تھی کہ خود بھوکے رہ گئے مگر قیدیون کا پیٹ ضرور بھر دیا اور اُنھین لوگون پر مہربان ہوگئے جن کے سخت دشمن تھے۔

اب فرمان نبوت جاری ہوا کہ اہل مکہ اپنے قیدیون کو فدیہ ادا کرکے چھڑا سکتے ہین۔ اس موقع پر اپنے چچا حضرت عباسؓ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ عجب معجزہ نما اور غیر معمولی بے لوثی کو ثابت کرتا ہی۔ ہم بتا چکے ہین کہ آپ کو جناب عباسؓ سے اس قدر محبت تھی کہ جب تک اُن کے ہاتھ پاؤن نہ کھلوا دیے نیند نہین آئی۔ مگر جب فدیہ ادا ہونے کا وقت آیا تو آپ نے یہ خیال کرکے کہ تمام بنی ہاشم مین سب سے زیادہ مالدار عباسؓ بن عبدالمطلب ہی ہین اُنھین حکم دیا کہ اپنا۔ اپنے بھتیجے عقیل ابن ابی طالب کا۔ اور دوسرے بھتیجے نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کا۔ اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن جحدم کا فدیہ وہی ادا کرین۔ جناب عباسؓ نے کہا "میرے پاس اتنا روپیہ نہین ہی" آپ نے پوچھا "اور وہ رقم کیا ہوئی جو آپ نے ام الفضل (اپنی بیوی) کے پاس رکھوائی تھی اور کہا تھا کہ اگر مین مارا جاؤن تو اس مین سے فضل کا اتنا ہی عبداللہ کا اتنا ہی اور عبیداللہ کا اتنا ہی" یہ سُن کے جناب عباسؓ کو حیرت ہوگئی۔ بولے "خدا کی قسم آپ پیغمبر ہین۔ اس رقم کا حال سوا میرے اور میری بیوی کے کوئی نہین جانتا تھا۔ مین تصدیق کرتا ہون کہ واقعی آپ رسول اللہ ہین" اور کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوگئے۔ لیکن اب بھی اس شرکت کفار کے جرمانے سے بچنے کے لیے ایک دوسرا پہلو نکالا۔ اور بولے اچھا تیس اُقیہ

قیدی فدیہ لے کے چھوڑے جاتے ہین

جناب عباس کا ایمان لانا اور آپ کا ایک معجزہ

ع عرب کا اُس زمانے مین ایک وزن تھا۔ جو ۴۰ درہم کے برابر ہوتا تھا سونا عموماً اسی وزن سے تولا جاتا تھا۔

سونا جو میرے پاس تھا اور گرفتار کرنے والون نے چھین لیا وہ اسی حساب مین محسوب کیا جائے۔ باوجودیکہ وہ سونا پیشتر ہی آپ کی خدمت مین حاضر کردیا گیا تھا مگر آپ نے فرمایا "یہ نہین ہوسکتا۔ یہ سونا تو ایک جداگانہ چیز ہی جو خدا کی مہربانی سے ہمین ملی ہی" اس لیے کہ اُس کا شمار تو مال غنیمت مین تھا۔ بہر تقدیر مذکورہ بنی ہاشم کا فدیہ حضرت عباسؓ نے ادا کیا۔

حضرت عباسؓ کی گرفتاری سے بھی زیادہ نازک واقعہ ابو العاص بن ربیع بن عبد العزی کی گرفتاری کا ہی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے شوہر اور آپ کے داماد تھے۔ ابو العاص کا شمار مکے کے سب سے زیادہ دولت مندون مین تھا اور وہ حضرت بیوی خدیجہؓ کی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ جناب زینبؓ کا عقد اُن کے ساتھ خود حضرت خدیجہؓ نے اپنی زندگی مین کیا تھا۔ بعثت کے بعد حضرت زینبؓ تو باپ کی پیغمبری پر ایمان لے آئین۔ مگر شوہر اُسی طرح مشرک بنے رہے۔ آنحضرتؐ چاہتے تھے کہ مسلمان بیٹی اور کافر داماد مین کسی طرح مفارقت کرادین مگر کچھ زور نہ چلتا تھا۔ اب قریش جب میدان جنگ مین آئے تو ابو العاص بھی مقابلے کو آئے۔ اور مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہوکے مدینے مین لائے گئے

ان کی رہائی کے لیے حضرت زینب کا بھیجا ہوا فدیہ

اہل مکہ نے جب اپنے اپنے اسیرون کی رہائی کے لیے رقم فدیہ بھیجی تو حضرت بیوی زینبؓ نے بھی اپنا ایک قیمتی ہار شوہر کے چھڑانے کے لیے روانہ کیا۔ یہ ہار اُنھین جناب خدیجہؓ نے جہیز مین دیا تھا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھون دیا گیا تھا۔ دیکھتے ہی آپ پہچان گئے۔ دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ بے اختیار جی بھر آیا۔ اور لوگون کی طرف دیکھ کے فرمانے لگے "اگر تمھین مناسب معلوم ہو تو اس کے

(زینب کے) قیدی کو یونہین چھوڑ دو۔ اور اس کا یہ ہار واپس کر دو" کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مین کیا عذر ہو سکتا تھا؟ ابو العاص کو آزادی دی گئی۔ جو اپنی مومنہ بیوی اور اس عفت مآب پیمبرزادی کا وہ ہار لے کے مکے کو روانہ ہوئے مگر جاتے وقت آنحضرتؐ سے وعدہ کرتے گئے کہ مکے پہونچتے ہی حضرت زینبؓ کو مدینے مین بھیج دین گے" اُن کے وعدے کے مطابق آپنے اپنے غلام زید بن حارثہ اور ایک انصاری بزرگ کو بھی ارض بطحا یعنی مکے کی طرف روانہ کیا کہ صاحبزادی کو بہ آرام وحفاظت مدینے لے آئین۔

زینب بنت رسول اللہ مدینے مین آتی ہین

ابو العاص نے اقرار کے مطابق گھر پہونچتے ہی حضرت زینبؓ کو مدینے جانے کی اجازت دی۔ اور جب معلوم ہوا کہ زید بن حارثہ لینے کو بھی آگئے تو ابو العاص کے بھائی کنانہ بن ربیع نے دن دہاڑے سب کے سامنے عصمت پناہ صاحبزادی کو ایک اونٹ پر بٹھایا اپنی کمان شانے پر ڈالی اور مکے سے نکلے کہ لے جاکے زید کے سپرد کر دین۔ مگر اتفاقاً قریش کو خبر ہو گئی۔ تعاقب کیا۔ اور حضرت زینبؓ کی محمل مقام ذی طوی

اُن پر قریش کی یورش

تک پہونچنے پائی تھی کہ سب نے آکے گھیر لیا۔ کنانہ نے لوگون کی یورش دیکھ کے تیر کمان سے جوڑا اور چلائے "جس کسی نے پاس آنے کا ارادہ کیا اُس کی زندگی کی خیر نہین" اُن کے خوف سے کسی کو قریب آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر دشمنون کی یورش سے وہ غریب معصومہ اس قدر سہم گئی تھین کہ حاملہ تھین اسقاط حمل ہو گیا۔ اتنے مین ابو سفیان بن حرب نے آکے کنانہ سے کہا "ہمین اس عورت کے روکنے سے کوئی حاصل نہین مگر یہ تمھاری غلطی ہے کہ دن دوپہر کو علانیہ لے کے چلے ہو۔ اگر ہم یون نکل جانے دین تو لوگ کہین گے کہ اہل مکہ شکست کھا کے اس قدر ذلیل وضعیف ہو گئے ہین

کہ محمدؐ کی بیٹی ان کے سامنے سے نکل کے دوپہر کو چلی گئی اور کسی کو روکنے کی جرأت نہ ہوئی - لہذا اس وقت مکے مین پلٹ چلو ہمارے لیے کہنے کو ہو جائے گا کہ راستے سے پھیر لائے تھے - اور تم جب رات ہو چکے سے لے جاکے زید بن حارثہ کے سپرد کر دینا" کنانہ کو یہی امر مناسب معلوم ہوا - مکے مین پلٹ آئے - اور رات کو لے جاکے زید بن حارثہ کے پاس پہونچا دیا - وہ لوگ لے کے مدینے مین آئے - اور اس وقت سے جناب زینبؓ آنحضرتؐ ہی کے پاس رہین -

ابو العاص کا مسلمان ہونا

ابو العاص اس کے بعد فتح مکہ سے چند روز پیشتر اپنا اور چند قریش کا مال تجارت ارض شام کو لے گئے - وہان سے پلٹے ہوئے آرہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سریہ نے تاخت کی اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا - ابو العاص جیسے ہی حملہ ہوا قافلے کو چھوڑ کے بھاگے اور چپکے سے مدینے مین آکے اپنی بیوی حضرت زینبؓ کے پاس پناہ لی - دوسری صبح کو جب رسول اللہ نماز کے لیے مسجد مین تشریف لائے اور آپ نے اور تمام مسلمانون نے تکبیر کہی اُس وقت جناب زینبؓ نے اُس حصہ مسجد سے جہان عورتین نماز پڑھا کرتی تھین پکار کے کہا "لوگو! مین نے ابو العاص کو اپنے یہان پناہ دی ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنتے ہی ارشاد فرمایا "خدا کی قسم مجھے اس کی خبر نہین ہے - اور اگرچہ ہر شخص کو پناہ دے سکتا ہے جو کوئی اس سے قریبی تعلق رکھتا ہو مگر اے زینبؓ دیکھو اس سے خلوت نہ ہو - اور اب تم اس پر حلال نہین ہو" پھر آپ اس سریہ والون کی طرف متوجہ ہوئے جنھون نے قافلے کو لوٹا تھا اور فرمایا "اس شخص کا جو کچھ مال تم نے لوٹا ہے اگر واپس کر دو تو میرے نزدیک مناسب ہوگا - لیکن اگر تمھین واپس کرنے سے انکار ہے تو کوئی جبر نہین کر سکتا اس لیے کہ یہ مال غنیمت ہے جو خدا کی مہربانی سے تمھین ملا ہے اور تمھارا حق ہے - اُن لوگون نے

عرض کیا یا رسول اللہ ہم خوشی سے واپس کرنے کو تیار ہین۔ اور قافلے کا تمام مال و اسباب بے تکلف ابو العاص کے حوالے کردیا۔ جسے لے کے وہ مکے مین آئے۔ جو چیز جس کی تھی اُس کو دی۔ اور سب کی امانتین واپس کرنے کے بعد اُن کی طرف متوجہ ہوکے کہا "اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ۔ خدا کی قسم مدینے ہی مین جو مین نے اسلام نہین قبول کیا تو فقط اتنے خیال سے کہ تم کہوگے تھا را مال کھا جانے کی نیت سے مسلمان ہوگیا۔ لیکن اب تمھاری امانتین پہونچا دینے کے بعد علانیہ مسلمان ہوتا ہون" یہ کہہ کے مدینۂ طیبہ کی راہ لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور اگرچہ بعض لوگ کہتے ہین کہ حضرت بیوی زینبؓ کے ساتھ از سر نو نکاح ہوا۔ مگر صحیح یہی روایت ہے کہ بغیر تجدید نکاح کے اپنی بیوی کے ساتھ رہتے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کے شرف وفخر کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔

شہدائے بدر میدان بدر مین ہمراہیان حضرت رسالتؐ مین سے کل چودہ آدمیون نے جام شہادت پیا۔ جن مین سے چھ مہاجر تھے اور آٹھ انصار۔ اس کے مقابل قریش کا بے انتہا نقصان ہوا تھا۔ اُن کے مقتولون کی تعداد بعض راوی تو ساٹھ بتاتے ہین اور بعض جن کی روایت زیادہ قابل وثوق ہے کہتے ہین کہ اُن کے ستر آدمی مارے گئے۔ مگر اس تعداد سے بدر جہا زیادہ صدمہ اُن کو اس بات کا تھا کہ تمام اکابر قریش اور قریب قریب کل معززین مکہ کی زندگی کا چراغ گل ہوگیا تھا۔[1]

غزوۂ کدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میدان بدر سے واپس آکے سات ہی دن مدینے مین رہنے کا اتفاق ہوا تھا کہ خبر آئی کہ کدر نام ایک تالاب کے

[1] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۰-۵۱۔ [2] ابن ہشام صفحہ ۵۳۹ و ۵۴۰۔

کنارے بنی سلیم نے جماؤ کیا ہو اور فساد پر آمادہ ہین۔ رفع شر کے لیے آپ نے علم اسلام علی مرتضیٰؓ کے کندھے پر رکھوایا۔ حامی دین سپاہی ہمراہ لیے اور کوچ کر دیا۔ قدر کے کنارے پر پہونچ کے دیکھا تو اُن لوگون کا پتہ نہ تھا لہذا تین روز وہان قیام فرما کے مدینۂ طیبہ مین واپس آئے۔ واپسی کے بعد معلوم ہوا کہ ہنوز بنی سلیم کا فتنہ باقی ہو۔ اب آپ نے تھوڑے سے جوان مرد غالب بن عبد اللہ لیثی کے ہمراہ کیے اور اُنھین حکم دیا کہ جا کے بنی سلیم اور بنی غطفان پر حملہ کیا۔ غالب جوش و خروش سے گئے۔ دشمنون پر غالب آئے اُن کے مویشی پکڑ لیے اور ان کو کافی سزا دے کے اور اپنی تین قیمتی جانین راہ خدا مین صرف کر کے شوال کا آدھا مہینہ گذرا تھا کہ وارد مدینہ ہو گئے

سریہ غالب بن عبد اللہ لیثی

غزوہ بنی قینقاع کی ابتدا

اسی زمانے مین یعنی شوال ہی کے مہینے مین یہود بنی قینقاع کا محاصرہ کیا گیا۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو میدان بدر مین جب ایسی نمایان فتح حاصل ہوئی تو یہود کو حسد معلوم ہوا۔ آنحضرتؐ نے وارد مدینہ ہوتے ہی اُن سے ایک معاہدہ کر لیا تھا جس کا ذکر اوپر آچکا۔ اب وہ اُس معاہدے کے توڑنے پر آمادہ ہوئے۔ ظاہرا اُن کے دل مین خیال گذرا کہ اگر ہم صلح کیے بیٹھے رہے اور رسول اللہ کی قوت یونہین بڑھتی چلی گئی تو چند روز مین ہم کسی کام کے نہ رہین گے آپ نے یہ سن کے ایک دن انھین بازار قینقاع مین جمع کیا اور فرمایا اے گروہ یہود خدا سے ڈرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمھارا بھی وہی حال ہو جو قریش کا ہوا۔ میری نبوت کا ثبوت خود تمھاری کتاب (توراۃ) مین موجود ہو اور تم دل مین سمجھ بھی گئے ہو کہ مین ہی وہ موعود نبی ہون جس کی انبیائے سلف بشارت دیتے آئے ہین۔ یہود نے برہم ہو کے جواب دیا اہل مکہ کے شکست دینے پر غرور نہ کرو

ع تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۵۹ ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۲

وہ لوگ فن جنگ سے ناواقف تھے۔ اور ہم واقف ہیں۔ اگر ہم سے لڑائی ہوئی تو بتا دیں گے کہ سپاہی ایسے ہوتے ہیں۔ یہ خلاف امید جواب پاکے آپ چپکے ہو رہے۔ اور مدینے میں واپس آئے۔

اُس کا سبب یہ لوگ سرکشی اور معاہدہ توڑنے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ ایک جوان مسلمان عورت کچھ سودا بیچنے کو بازار قینقاع میں گئی۔ وہاں ایک یہودی سُنار کی دکان پر بیٹھی تھی کہ بعض یہود نے اُس کا چہرہ کھلوا کے دیکھنا چاہا۔ عورت نے انکار کیا تو خود سنار نے چپکے سے اس کی ازار کا نیچے کا کونہ چادر کے کونے میں اٹکا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ عورت جانے کے لیے اُٹھی تو ازار اُلٹ کے اوپر آگئی اور اس نے آپ کو برہنہ دیکھ کے غل مچایا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہودیوں نے قہقہہ لگایا۔ یہ دیکھ کے ایک مسلمان کو غصہ آگیا۔ ضبط کی تاب نہ رہی۔ لپک کے یہودی سُنار کو مار ڈالا۔ سُنار کا مارا جانا تھا کہ اور سب یہودیوں نے پکڑ کے اُس اکیلے مسلمان کو قتل کر دیا۔ اس مسلمان کے عزیزداروں کو اس واقعے کی خبر ہوئی تو انھوں نے اپنے اور ہم مذہبوں کو اُبھارا۔ الغرض اس طریقے سے یہود بنی قینقاع نے صلح کا معاہدہ توڑ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعے اور یہود بنی قینقاع کی عہد شکنی کی خبر ہوئی تو بڑھ کے اُن کے قلعے کا محاصرہ کر لیا[۵]

محاصرہ اور انکا ہتھیار رکھنا اور وہ قلعے کے دروازے بند کر کے اندر بیٹھ رہے۔ مگر اُن کے دلوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا رعب بیٹھ گیا تھا کہ مقابلے کی جرأت نہ ہو سکی۔ پندرہ روز کی محصوری کے بعد غرۂ ذی قعدہ ۲ھ کو ہتھیار رکھنے پر مجبور ہو گئے۔ اور فرمان نبوت کے مطابق قلعے سے اُتر آئے۔ منذر بن قدامہ سلمی نے اُن کی مشکیں باندھیں۔ اور یہ لوگ ایسے فتنہ جو سرکش اور

[۵] ابن ہشام صفحہ ۵۶۵

ترقی اسلام کے مزاحم تھے کہ تمام لوگوں کو یقین تھا آپ اُن سب کے قتل کا حکم دین گے۔ عبداللہ بن اُبی جو بظاہر مسلمان مگر اصل مین ایک بہت بڑا مشہور منافق تھا اُن لوگون کا حلیف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور اُن کی سفارش کی ابتداءً تو آپ خاموش رہے مگر اس کے اصرار پر آپ نے اُن کیلئے جلاوطنی کا حکم نافذ فرمایا۔ عبادۃ بن صامت اس خدمت پر مامور ہوئے کہ انھین حدود مدینہ سے نکال دین۔ تیاری سفر کے لیے اُنھین تین دن کی اجازت دی گئی۔ اور اس زمانے کے گذرتے ہی وہ وطن چھوڑ کے روانہ ہوئے اور حدود شام مین جا کے آباد ہوئے۔

انکی جلاوطنی

غزوۃ السویق

ابوسفیان جب میدان بدر سے بھاگ کے گیا تو اس نے منت مانی تھی کہ جب تک مدینے پر حملہ نہ کرلون گا غسل جنابت نہ کرون گا۔ لہذا یہ نذر پوری کرنے کے لیے دوسو آدمی ساتھ لے کے مدینے کے قریب آیا۔ اور رات کے وقت سب کی آنکھ بچا کے یہود بنی قریظہ کے سردار سلام بن مشکم کے دروازے پر دستک دی۔ اس نے اپنے مکان مین ٹھہرایا۔ کھلایا پلایا۔ اہل مدینہ کے حالات بتائے۔ اور ابھی رات باقی تھی کہ ابوسفیان اس کے گھر سے نکلا۔ اور اطراف مدینہ مین بعض قصبات پر لوٹ مار شروع کردی۔ دو انصاری شخص مارڈالے۔ کھجورون کے درختون مین آگ لگادی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسی ہی یہ خبر سُنی اس کا تعاقب کیا۔ مگر آپ کے پہونچنے سے پیشتر ہی وہ بھاگ چکا تھا۔ اور بھاگنے مین اس قدر عجلت کی تھی کہ زادراہ کو محض بوجھ کم کرنے کے لیے راستے مین پھینک گیا۔ اس زادراہ مین زیادہ تر ستو تھے جنھین عربی مین سویق کہتے ہین۔ اور اسی وجہ سے اس غزوے کا نام غزوۃ السویق

عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۶۰ و ۴۶۱ عہ ابن ہشام صفحہ ۵۶۳

رکھا گیا۔ جو واقعۂ بدر کے دو مہینے بعد ماہ ذالحج مین پیش آیا تھا۔

بنا فاطمہ ذالحج ہی کے مہینے مین جناب فاطمہ زہرا اپنے پدر بزرگوار کے گھر سے رخصت ہوکے حضرت علی مرتضیٰ کے گھر مین آئین۔ عقد نکاح اس سے پانچ مہینے پیشتر رجب مین ہوچکا تھا۔ حضرت علیؑ کو ولیمہ کا سامان فراہم کرنے مین بہت کچھ دشواریان پیش آئین

حضرت علی کے اونٹون پر حمزہ کی دست برد

چنانچہ خود فرماتے ہین غنیمت بدر مین سے ایک اونٹ مجھے اپنے حصہ کا ملا تھا اور ایک اور اونٹ جناب رسالت مآبؐ نے شفقت فرماکے دے دیا تھا۔ مین نے بنی قینقاع کے ایک یہودی سنار سے یہ معاملت کی کہ اسے ساتھ لے کے جاتا اور اپنے اپنے اذخر کھود کھود کے اور اُن اونٹون پر لاد لاد کے لاتا تاکہ اُسے سنارون کے ہاتھ فروخت کرکے بنا فاطمہ کا سامان کرون۔ اتفاقاً ایک دن میرے وہ دونون اونٹ ایک انصاری شخص کے مکان کے سامنے بیٹھے ہوے تھے اور مین اذخر کی تلاش مین کہین ادہر اُدہر چلا گیا تھا تھوڑی دیر کے بعد جو آکے دیکھتا ہون تو دونون اونٹ مرے پڑے ہین۔ اُن کے کوہان کاٹ لئے گئے ہین اور پہلو چاک کرکے کلیجے بھی نکال لے گئے[1] اس کا سبب

عم رسول اللہ حمزہ کی مے کشی

یہ ہوا کہ سامنے والے مکان مین چند انصار کے ساتھ عم رسول اللہ حضرت حمزہؓ بیٹھے ہوے شراب پی رہے تھے۔ اس وقت تک اسلام مین شراب حرام نہین ہوئی تھی۔ اور ایک گانے والی بے فکری کی صحبت مین بیٹھی گا رہی تھی۔ عین اُس وقت جبکہ سب لوگ نشے مین چور تھے یہ عورت حضرت علیؓ کے اونٹون کو دیکھ کے دلکش آواز اور دُھن مین یہ فی البدیہہ اشعار گانے لگی۔

اَلَا یَا حَمْزُ لِلشَّرْفِ النِّوَاءِ ۔ وَ ھُنَّ مُعَقَّلَاتٌ بِالْفِنَاءِ

---

[1] ابن خلدون بقید جلد ثانی صفحہ ۲۲ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۶۲

اے حمزہ یہ موٹی موٹی اونٹنیان دیکھو اور دیکھو سامنے صحن مین بندھی ہوئی ہین

رِضِعِ السِکِینَ فِی مَا لَبَّاتِ مِنہا وَضَرِّجہنَّ حَمزَۃُ بِا لِدِّ مَاءِ

ان کے گلون پر چھری پھیر دو اور اے حمزہ انہین خون مین لتھڑا دو

وَعَجِّلْ مِن اَطَا بِہَا لِشَرَبِ قَدِیرًا مِن طَبِیخٍ اَوشِوَاءِ

اور انکے عمدہ حصہ گوشت کو جلدی لاکے یاران مرکش کیلئے تیار کرو عام اس سے کہ پتیلی مین اُبال کے پکاؤ یا کولون پر بھون لو۔

یہ اشعار سُن کے حمزہؓ کو کب تاب رہ سکتی تھی فوراً اُن اونٹنیون کو ذبح کرکے کوہان کاٹ لیے اور کلیجے نکال لیے۔ اور بھون کے مزے سے کھانے لگے۔ اپنے اونٹون کی یہ حالت دیکھ کے حضرت علیؓ کو سخت صدمہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور شکایت کی۔ آنحضرتؐ زید بن حارثہ کو لیے ہوئے اس مقام پر آئے۔ اور حمزہؓ سے خفا ہونے لگے۔ حمزہؓ نے بدمستی کی نظر اٹھاکے آپ کو دیکھا اور کہا اُس سے زیادہ تمھاری وقعت نہین کہ ہمارے گھرانے کے لڑکے ہو آپ ڈرے کہ حمزہؓ ایک پیغمبر کے حق مین کہین اس سے زیادہ گستاخی نہ کر بیٹھین لہذا اُلٹے پاؤن واپس چلے آئے[۵]

سنہ ۳ اسی گذشتہ واقعات پر ہجرت کا دوسرا سال ختم ہوگیا۔ اور تیسرا برس شروع ہوا۔ اب یہ حالت تھی کہ قرب وجوار کے تمام قبائل عرب اسلام کی قوت سے خائف تھے۔ یہود کی قوت ٹوٹ گئی۔ اور وہ ذلیل قسم کے فتنہ وفساد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زک دینا چاہتے تھے۔ اسی طرح مشرک قبائل عرب چوری چھپے اور دھوکا دے کے مسلمانون کو پریشان کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

غزوہ ذی القصہ چنانچہ اس سال کی ابتدا ہی مین ہنوز محرم ہی کا مہینہ تھا کہ

[۵] صحیح بخاری۔ جلد ۱ صفحہ ۳۲۰

خبر آئی بنی ثعلبہ۔ بنی سعد بن ذبیان۔ اور بنی محارب کا ایک گروہ مسلمانون کی آزار رسانی کے لیے مجتمع ہوا ہی۔ آپ نے فوراً ساڑھے چار سو جان نثارون کو اپنے ہمراہ لیا حضرت عثمانؓ ذی النورین کو اپنی جگہ مدینے مین چھوڑا۔ اور چل کھڑے ہوئے۔ مقام ذی القصہ مین پہونچ کے ایک ثعلبی شخص ملا جو آپ پر ایمان لے آیا۔ اور اسی کی زبانی معلوم ہوا کہ تمام سرکش لوگ آپ کی روانگی کی خبر سنتے ہی بھاگ کے پہاڑون مین ہو رہے۔ لہذا لڑائی کی تو نوبت نہین آئی مگر آپ ان لوگون کی تنبیہ و تادیب کے لیے پورے ماہ صفر بھر اسی مقام مین جو ارض نجد سے متعلق تھا ٹھہرے رہے۔ پھر مدینے مین واپس تشریف لائے۔ اس مرتبہ ماہ ربیع الاول اُس مقدس دار النبوت مین بسر کیا تھا۔ کہ بنی سلیم کے مقابلے

غزوۂ بنی سُلیم | کے لیے پھر سفر چھاڑ کرنا پڑا۔ مدینے سے روانہ ہو کے ارض حجاز کے مقام بحران مین پہونچے۔ اور ربیع الثانی و جمادی الاول کے مہینے اسی جگہ قیام پذیر رہ کے بغیر اس کے کہ جنگ و پیکار کی نوبت آئے مدینۂ طیبہ مین واپس آ گئے

کعب بن اشرف کا قتل | اسی سال ربیع الاول کی چودھوین تاریخ کعب بن اشرف مارا گیا۔ جو یہود مین نہایت ہی معزز حیثیت رکھتا تھا۔ اور مسلمانون کو انتہا سے زیادہ صدمے پہونچاتا تھا۔ اول تو اس نے مشرک مقتولین بدر کا حال سن کے کہہ دیا تھا کہ ان لوگون کے بعد میرے لیے زمین کے اوپر رہنے سے اس کے نیچے رہنا اچھا ہی۔ پھر قریش کو آپ کی دشمنی پر ابھارنے لگا۔ اس سے بھی زیادہ توہین کی یہ بات تھی کہ وہ عرب کا ایک مقبول شاعر تھا۔ اور اپنے اشعار مین ایک طرف تو آنحضرتؐ کی ہجو مین کہا کرتا اور دوسری طرف مسلمانون کی عورتون کے ساتھ

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۳ عہ ابن ہشام صفحہ ۵۴۴

تشبیب کرتا یعنی بہت سی پاک دامن عورتون کے حسن وجمال کی تعریف کرکے اُن پر اپنا عشق ظاہر کیا کرتا۔ سب سے بڑھ کے یہ بات تھی جیساکہ بعض روایتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے بعض لوگون کو آمادہ کیا کہ دعوت کے بہانے زہر دے کے جناب رسالت مآبؐ کی زندگی کا خاتمہ کردیں۔ بہرحال اس کی شرارتون نے یہان تک نوبت پہونچادی تھی کہ آپ کے حکم کے مطابق انصار کے قبیلۂ اوس مین سے پانچ صحابی اُس کی جان لینے کو آمادہ ہوگئے۔ ان مین سے ملکان بن سلامہ جو کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی بھی ہوتے تھے اس کے پاس گئے۔ آنحضرتؐ سے اپنا منحرف ہوجانا ظاہر کیا۔ پھر اپنی فلاکت وفاقہ کشی بیان کرکے درخواست کی کہ ہمارے اسلحہ رہن رکھ کے کچھ کھانا دے دو۔ وہ راضی ہوا۔ تب ملکان اپنے سب ساتھیون کو ساتھ لے کے رات کے وقت اُس کے قلعے کے پاس پہونچے اُسے نیچے بلایا۔ باتین کرتے کرتے اُسے قلعے سے کسی قدر دور ہٹالائے۔ اور جیسے ہی موقع پایا تلوارون سے کام تمام کردیا۔ اس واقعے کے بعد یہود کی شرارت عموماً اس درجے کو پہونچ گئی تھی کہ آپ نے مسلمانون کو اُن کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور صاف ظاہر کردیا گیا کہ اب مسلمانون اور یہودیون مین کوئی معاہدہ نہین باقی ہے۔

یہود کے قتل کی عام اجازت

حضرت عثمان کا عقد اُم کلثوم بنت رسول اللہ سے

اسی ماہ ربیع الاول مین حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی جناب اُم کلثومؓ ان کے عقد نکاح مین آئین اور نکاح کے دو ماہ بعد جمادی الآخر کے مہینے مین رسالت کے گھر سے رخصت ہوکے اُس خوش نصیب شخص کے گھر مین آئین جسے خاندان نبوت کی

ع تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۶۴ و ۴۶۵ ع ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۲۳ و ۲۴ ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۴۔

اُس دامادی کے بعد خلافت کا اور پھر ایک بہت اعلیٰ درجے کی شہادت کا مرتبہ حاصل ہونے والا تھا۔

سریہ زید بن حارثہ قریش کے مقابل مین

جمادی الاخر ہی مین جس مہینے مین کہ رسول اللہ صلعم کی دوسری صاحبزادی نے حضرت عثمانؓ کے گھر کو دوسرا شرف بخشا تھا سریہ زید بن حارثہ کا واقعہ پیش آیا جس کی بنیاد یہ تھی کہ قریش نے جب دیکھا کہ اُن کا جو قافلۂ تجارت ارض شام سے آتا یا اُدھر جاتا ہے مسلمانون کے دست برد سے نہین بچ سکتا تو انھون نے ارادہ کیا کہ پُرانا راستہ جو حوالی مدنیہ سے ہوکے گذرا تھا چھوڑ دین اور اس راستے سے جائین جو مدینے سے مشرق جانب ہٹ کے نجد مین ہوتا ہوا عراق کی طرف جاتا تھا۔ اس تجویز کے مطابق اُن کا ایک بڑا قافلہ جس مین بہت سا اسباب تجارت اور خاصۃً چاندی کے برتن تھے صفوان بن امیہ اور ابوسفیان وغیرہ کی سرگردہی مین مذکورہ بالا راستے سے روانہ ہوا۔ آپ نے خبر پاتے ہی زید بن حارثہ کو ایک کافی جماعت کے ساتھ روانہ کیا۔ جنھون نے جاتے ہی حملہ کر دیا۔ سارا مال لوٹ لیا۔ اور کامیاب اور غنیمت سے لدے ہوئے مدینے مین آئے۔ یہ غنیمت اتنی زیادہ تھی کہ پانچوان حصہ جو عام مصارف کے لیے حضرت رسالتؐ کے سپرد کیا گیا اُس کی تعداد بیس ہزار درہم تھی۔[1]

ابن ابی الحقیق کا قتل

اسی جمادی الآخر کے آخر مین خیبر کے ایک نہایت ہی معزز اور فریہ یہودی ابورافع سلام بن ابی الحقیق کو اپنی سرکشیون اور فتنہ پردازیون کی سزا ملی۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ انصار کے دونون قبائل اوس و خزرج جاہلیت سے ایک دوسرے کے رقیب و حریف چلے آتے تھے۔ اب اسلام کے قبول کرنے کے بعد وہ باہمی لڑائیان تو موقوف ہو گئی تھین مگر ایک دوسرے قسم کا مقابلہ

---

[1] ابن خلدون۔ بقیہ جلد ثانی صفحہ ۲۳ [2] تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۶۸

شروع ہو گیا۔ وہ یہ کہ دونون رسول اللہ کی اطاعت وخدمتگذاری مین سرگرمی دکھاتے۔ اور ایک قبیلے کے ہاتھ سے کوئی کام ہوجاتا تو اس پر وہ فخر کرتا اور دوسرے قبیلے والون کو ندامت ہوتی۔ کعب بن اشرف کو اوس والون نے قتل کیا تو بنی خزرج کو ان پر حسد آیا۔ اور آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوکے عرض کیا کہ جس طرح آپ نے بنی اوس کے ہاتھ سے ایک یہودی دشمن کو قتل کرایا اسی طرح ہمین بھی اجازت دیجئے کہ ویسے ہی دشمن دین ابن ابی الحقیق کو قتل کرین جس سے آپ کو اور مسلمانون کو آزار پہونچ رہا ہے۔ اور واقعی ابن ابی الحقیق ہمیشہ اسی کوشش مین رہتا تھا کہ قبائل عرب کو بھڑکا کے آپ کے مقابلے مین کھڑا کرے۔ آپ نے انہین اجازت دی۔ اور تاکید فرمائی کہ خبردار کوئی بچہ یا عورت نہ ماری جاے۔ اجازت پاتے ہی بنی خزرج کے آٹھ آدمی جن پر حسب الحکم آپ کے عبداللہ بن عتیک افسر مقرر ہوئے تھے مدینے سے نکل کے خیبر پہونچے اور جب وہ سوگیا۔ اور پہرے والون پر بھی نیند غالب ہوئی تو ایک کھڑکی کی راہ سے اس کے محل مین گھسے۔ اُسے پکارا اور آواز سے جب معلوم ہوگیا کہ فلان مقام پر ہے تو چارون طرف سے گھیر کے مار ڈالا۔ پھر باہر آکے ٹھہرے رہے اور تھوڑی دیر کے بعد جب لوگون کو اس کے مارے جانے کی خبر ہوی جانے لگی تو اس امر سے مطمئن ہوکے کہ اُسی کو مارا ہے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ کھڑکی سے کودتے وقت ایک صاحب کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ آپ نے لعاب دہن لگا دیا۔ اور خدا نے ان کی ٹانگ فوراً اچھی کردی۔[۵]

ام المومنین حضرت آپ کے عقد مین | شعبان کے مہینے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عمر فاروقؓ کی صاحبزادی کو اپنے عقد نکاح مین لیا۔ اُن کے پہلے شوہر

[۵] ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۲۴۔

خنیس بن حذافہ سہمی کبار صحابہؓ مین تھے۔ غزوۂ بدر مین شریک ہوئے تھے۔ اور اس کے چند ہی روز بعد انتقال کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے پہلے ابو بکر صدیقؓ سے درخواست کی کہ حفصہؓ کو اپنے عقد نکاح مین لے لین۔ انھون نے انکار کیا پھر جناب عثمانؓ کے سامنے بھی درخواست پیش کی۔ اُنھون نے بھی قبول نہ کیا۔ برخاستہ خاطر ہو کے آنحضرتؐ کی خدمت مین گئے۔ اور ابو بکر صدیقؓ و عثمانؓ بن عفان کی شکایت کی۔ آپ نے نہایت ہی تسلی و دلدہی کے لہجے مین فرمایا۔ "کوئی مضائقہ نہین۔ خدا نے عثمانؓ کو تمھاری بیٹی سے اچھی بیوی دی۔ اور تمھاری بیٹی کو عثمانؓ سے اچھا شوہر دیا" اور اسی ارشاد کے مطابق حضرت حفصہؓ کو خود اپنے عقد نکاح مین لے لیا۔ نکاح کے بعد آپ نے اُنھین طلاق دے دی تھی

طلاق اور آپ کا پھر رجوع فرمانا

مگر جب حضرت عمرؓ نے اپنی اس بدقسمتی پر انتہا سے زیادہ بیتابی کے ساتھ خاک اُڑانا شروع کی تو پھر اپنے عقد مین لیا۔ اور فرمایا جبرئیل نے آکے مجھے سمجھایا کہ عمرؓ بن خطاب پر شفقت کرنے کی غرض سے حفصہؓ کو جدا نہ کرو وہ بڑی روزہ دار اور نماز گذار ہین۔ اور جنت مین تمھاری بیوی ہون گی"

اُم المومنین زینب بنت جحش آپ کے عقد مین

اسی سال زینبؓ بنت جحش کو بھی آپ کی زوجہ محترمہ بننے کی عزت حاصل ہوئی۔ پہلے وہ طفیل بن حارث بن عبد المطلب کی بیوی تھین۔ طفیل نے طلاق دے دی تو ان کے بھائی عبیدہ بن حارث نے اپنے عقد نکاح مین لیا۔ عبیدہ میدان بدر مین شہید ہوئے اور حضرت زینبؓ کو ایسا صدمۂ عظیم ہوا جس کے لیے اس سے بہتر کوئی تسلی و تشفی نہ ہو سکتی تھی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی بنین۔

حضرت امام حسن کی ولادت

اسی سال ماہ مبارک رمضان کے وسط مین حضرت

سبط اکبر امام حسنؑ پیدا ہوئے۔

باب ہفتدہم

جنگ اُحد

غزوہ اُحد۔ اُس کا سبب۔ حبشی حضرت حمزہؓ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ اُحد میں مشرکین کی عورتیں۔ مدینے کا ایک صاحب اثر شخص بھی قریش کے ساتھ ہے مدینے کے سامنے لشکر کفار کا ورود۔ محصور ہو کے لڑنے کی تجویز۔ جوانان انصار کا اس سے اختلاف۔ آپ دشمن کے مقابلے کو نکلتے ہیں۔ منافقین کی کارستانی۔ دشمنوں کی تعداد و قوت۔ لشکر اسلام انصار کے پاس ابوسفیان کا پیام۔ دونوں فوجوں کی ترتیب۔ ابو عامر راہب قبیلۂ اوس کے بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ ابو دجانہ کو بارگاہ رسالتؐ سے تلوار ملتی ہے۔ لڑائی میں ہند وغیرہ نساء قریش کیا کر رہی تھیں۔ مشرکین کی شکست۔ گھاٹی سے مسلمان تیر اندازوں کا ہٹنا۔ خالد بن ولید کا حملہ پشت کی طرف سے۔ مسلمانوں کی شکست۔ خود آپ کے مارے جانے کی افواہ۔ اُس وقت آپ کی کیا حالت تھی۔ حضرت علیؓ کی شجاعت۔ جو لوگ آپ کی جان لینے کے درپے تھے۔ ایک مسلمان خاتون کی شجاعت۔ ابی بن خلف خود آپ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ جاں نثاروں نے آپ کو کفار سے بچایا۔ آپ کے مارے جانے کی خبر سن کے مسلمانوں کی حالت۔ حضرت حمزہؓ کی شجاعت۔ اور شہادت ہند حضرت حمزہؓ کا کلیجا چباتی ہے۔ حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ اُس کا برتاؤ۔ وحشی کی باقی سرگذشت۔ ایمان لانا۔ اور مسیلمۂ کذاب کو قتل کرنا۔ زخمیوں کے ساتھ جناب عائشہؓ اور ام سلیم کا

ع تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۶۹

برتاؤ۔ آپ کے زندہ موجود ہونے کا مژدہ مسلمانون کو۔ جناب علیؑ و فاطمہ زہراؑ آپ کے زخمون کا علاج کرتے ہین ۔ ابوسفیان کو ایک جگہ مسلمان پسپا کرتے ہین کفار قریش کی عورتین میدان مین۔ ابوسفیان اور مسلمانون مین جواب و سوال پارسال لڑائی کا اقرار۔ صفیہ بنت عبدالمطلب کی مستقل مزاجی اور صادق الایمانی شہیدون کی تجہیز و تکفین۔

غزوہ اُحد رمضان مین آپ کو نواسے کے پیدا ہونے کی خوشی ہوئی تھی ابھی اچھی طرح سرور بھی نہ ہونے پائے کہ شوال کے مہینے مین آپ کو ایک بہت بڑا صدمۂ عظیم پہونچا۔ جس کی وجہ سے اسلام کو بھی ایک بڑی بھاری مصیبت برداشت کرنی پڑی۔ اس لیے کہ غزوہ اُحد پیش آیا۔ جو آپ کی زندگی کا سب سے زیادہ نازک واقعہ اور اسلام کے حق مین ایک فتنہ عظیم تھا۔

اس کا سبب واقعۂ بدر مین اگرچہ مشرکین مکہ کو بہت بڑا صدمہ پہونچا تھا اور اکابر قریش مارے گئے تھے مگر ابوسفیان لڑائی کے شروع ہونے سے پیشتر ہی اپنے قافلۂ تجارت کو بخیریت لے نکل گیا تھا۔ جب وہ اس مال و اسباب کو لیے ہوئے پہونچا تو عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عکرمہ بن ابی جہل کے وہ لوگ جن کے باپ بیٹے اور اعزا و اقربا مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اُس کے پاس آکے جمع ہوئے۔ اور کہا مناسب ہوگا کہ اس قافلۂ تجارت کا سرمایہ صرف اس کام مین خرچ کیا جائے کہ ہم اپنے مقتولین کے خون کا انتقام لین۔ ابوسفیان نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اور اُسی وقت سے لڑائی کا سامان فراہم کیا جانے لگا۔ چار آدمی اشراف و جوانب اور قبائل عرب مین بھیجے گئے کہ دیگر مقامات کے عرب بھی قریش کے جھنڈے کے نیچے لاکے کھڑے کیے جائین۔

چنانچہ بنی ثقیف و بنی کنانہ اور اور قبیلے بھی مشرکین کا ساتھ دینے کے لیے مکے مین آ کے جمع ہوئے۔ الغرض قریش نے اپنے دوستون اور مختلف قبائل کے لوگون کا ایک بڑا لشکر مرتب کیا۔

جبشی حضرت حمزہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوتا ہے

جبیر بن مطعم کا چچا طعیمہ بن عدی بدر مین مارا گیا تھا اور جبیر کے پاس ایک حبشی غلام تھا جو وحشی کے نام سے مشہور تھا اور ایک خاص قسم کے حربے سے جو حبشیون مین عموماً مروج تھا بے خطا اور کاری وار لگایا کرتا تھا جبیر نے اُسے بلا کے کہا آیندہ لڑائی مین اگر تو میرے چچا کے عوض محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا حمزہؓ کا کام اپنے اس حربے سے تمام کردے تو آزاد ہے۔ چنانچہ وحشی بھی آزادی کے شوق مین اس لشکر کے ہمراہ ہو لیا۔

احد مین مشرکین کی عورتین

اس لشکر مین یہ خاص بات تھی کہ سرداران قریش اپنی اپنی بیویون کو بھی میدان مین لائے تھے۔ تاکہ اُن کے خیال سے لوگ بھاگنے کا ارادہ نہ کرین۔ ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی اُم حکیم عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی۔ فاطمہ بنت ولید حارث بن مغیرہ کی بیوی۔ برزہ بنت مسعود ثقفیہ۔ صفوان بن اُمیہ کی جورو۔ رئیطہ بنت منبہ عمرو بن عاص کی جورو۔ سلافہ بنت سعد طلحہ بن ابوطلحہ کی جورو اور اور عورتین اہل مکہ کے اس لشکر کے ساتھ اس شان سے تھین کہ ہاتھون مین دف تھے جنھین بجا بجا کے مقتولین بدر کے مرثیے پڑھتی تھین۔ اور لوگون کو لڑائی کا جوش دلاتی تھین۔

مدینے کا ایک صاحب اثر شخص بھی قریش کے ساتھ ہے

سب سے زیادہ اندیشہ ناک یہ چیز تھی کہ مدینے کے قبیلہ اوس کا ایک معزز شخص جو ابو عامر راہب کہلاتا تھا پچاس جوانان اوس کو ورغلان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

تحریف کرکے مشرکین مکہ سے جا ملا۔ اور قریش سے وعدہ کرتا تھا کہ میری وجہ سے قبیلۂ اوس کے تمام لوگ محمدؐ کا ساتھ چھوڑ دین گے۔ اس وعدے سے مشرکین کی امیدین اور زیادہ وسیع ہوگئی تھین۔

مدینے کے سامنے لشکر کفار کا ورود

بہرحال یہ لشکر اس شان اور اس ٹھاٹ سے مکے سے روانہ ہوکے مدینے کے قریب پہونچا اور بدھ کے دن مدینے کے سامنے جو وادی ہے اس کے کنارے ایک پہاڑ پر اُتر پڑا۔ آپ کو مشرکین کے اس ساز و سامان اور ایسے لشکر عظیم کی خبر پہونچی تو متردد ہوئے۔ اور تمام لوگون کو جمع کرکے فرمایا "بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم مدینے ہی مین ٹھہرے رہین۔ اگر دشمنون نے حملہ کیا تو ہم گلیون کے اندر اور محفوظ مقامات سے مقابلہ کرین گے۔ اور اگر دشمنون کو کھلے میدان مین ہونے کی وجہ سے ہمیشہ تکلیف رہے گی"۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جس کا شمار منافقین مین تھا آپکی اس رائے سے اتفاق کیا مگر اکثر جوانان انصار نے یہ رائے بالکل ناپسند کی اور مصر ہوئے کہ شہر سے نکل کے مقابلہ کرنا چاہیئے۔ چونکہ آپ وحی کے علاوہ اور جملہ امور مین ہمیشہ کثرت رائے پر عمل کیا کرتے تھے لہذا اس امر مین بھی آپ نے اختلاف سے کچھ برا نہین مانا۔ اپنی رائے ملتوی رکھی۔ اور مسلمانون کو ساتھ لے کے باہر نکلنے پر آمادہ ہوگئے۔

آپ دشمن کے مقابلے کو نکلتے ہین

بدھ کے دن مشرکین کا لشکر مدینے کے سامنے اترا تھا اور جمعے کے دن آپ نے نماز جمعہ کے بعد پہلے ایک انصاری شخص کے جنازے کی نماز پڑھی۔ پھر عصر پڑھ کے ابوبکرؓ و عمرؓ کو ساتھ لیے ہوئے مکان مین گئے۔ اور ہتھیارون سے آراستہ ہوکے اس شان سے باہر تشریف

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۶۔

لائے کہ زرہ جسد مبارک پر تھی۔ چمڑے کی پیٹی کمر مین کسی ہوئی تھی۔ سر پر عمامہ تھا۔ گلے مین تلوار حمائل تھی۔ پیٹھ پر ڈھال پڑی ہوئی تھی اور ہاتھ مین نیزہ تھا۔ اب وہ لوگ جنھون نے آپ کی راے سے اختلاف کیا تھا دل مین نادم ہوئے حاضر ہو کے معذرت خواہ ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ آپ کو جو امر مناسب معلوم ہو اُسی پر عمل فرمائین" آپ نے فرمایا یہ امر کسی پیغمبر کے شایان نہین کہ ہتھیار لگائے اور بغیر مقابلہ کیے کھول ڈالے"۔

منافقین کی کارستانی

الغرض ایک ہزار جان نثارون کو ہمراہ لے کے آپ مدینے سے نکلے ابن اُم مکتوم کو اپنی جگہ چھوڑا۔ آدھی ہی دور جانے پائے ہون گے کہ عبداللہ ابن ابی نے اپنی منافقت کی شان دکھائی۔ بولا "رسول اللہ نے ان لوگون کا کہنا مان لیا اور میرا کہنا نہ مانا یہ کہہ کے واپس روانہ ہوا۔ اور ایک تہائی فوج نے بھی اسی کا ساتھ دیا۔ آپ نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔ اور سات سو سچے اطاعت کیشون کے ساتھ آگے بڑھے۔ اور مقام عدوۃ الوادی مین پہونچ کے جو کوہ احد کے دامن مین ہی پڑاؤ ڈال دیا۔ اور اس وضع سے فروکش ہوئے کہ کوہ احد کو اپنی پشت کی طرف کیا۔ اور مدینۂ منورہ آپ کے سامنے تھا۔

دشمنون کی تعداد و قوت

فوج دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ کل تین ہزار جنگ جو تھے جن مین دو سو سوار تھے۔ اور سات سو آدمی زرہین پہنے ہوئے تھے۔ اور ان کے ساتھ ساتھ محملون مین پندرہ عورتین تھین۔ اس کے مقابل آپ

لشکر اسلام

کے ہمراہ صرف سات سو جان باز تھے جن مین سے ایک سو آدمی زرہ بند تھے۔ اور گھوڑے فقط دو تھے۔ ایک آپ کی سواری مین تھا اور

ع تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۷۴

ایک ابوہریرہ کے پاس جب دونون فوجین ایک دوسرے کے مقابل مین آکے ٹھہر گئین تو ابوسفیان نے انصار کے پاس پیغام بھیجا "ہمین تم سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ لہذا ہمین اور ہمارے ابن عم (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس مین بھ لینے دو اور تم علیحدہ ہو جاؤ"۔ انصار نے اس کا سخت جواب دیا۔ اور آخر تک رسول اللہ صلعم کا ساتھ دینے پر آمادہ رہے۔

انصار کے پاس ابوسفیان کا پیام

جس دن آپ وادی احد مین اُترے ہین اس روز لڑائی کی نوبت نہین آئی۔ شام ہوئی تو بلال نے زور و شور سے مغرب کی اذان دی۔ آپ نے جماعت سے نماز پڑھی پھر پچاس آدمی محمد بن مسلمہ کے سپرد کرکے انھین حکم دیا کہ فوج کی حفاظت کرین اور رات بھر عساکر اسلام کے گرد گشت لگاتے رہین۔ مشرکین کے لشکر کی حفاظت عکرمۃ بن ابی جہل کے سپرد تھی جو ایک کافی تعداد فوج کے ساتھ اُدھر پہرہ دے رہا تھا۔

صبح کو نماز سے فراغت ہوتے ہی دونون لشکرون نے ایک دوسرے کے مقابل صفین باندھین مشرکین نے اپنے میمنہ پر خالد بن ولید کو مقرر کیا۔ اور میسرہ پر عکرمۃ بن ابی جہل کو اس کے مقابل آپ نے علم اسلام مصعب بن عمیر کے ہاتھ مین دیا۔ عکاشہ بن محصن اسدی کو میمنہ پر ابوسلمۃ بن عبدالاسد کو میسرہ پر۔ ابوعبیدہ بن الجراح اور سعد ابن ابی وقاص کو مقدمہ پر اور مقداد بن عمرو کو ساقہ پر یعنی لشکر کے پچھلے حصے پر مامور فرمایا۔ آپ کے لشکر کا رخ مدینے کی طرف تھا۔ کوہ اُحد پشت پر واقع ہوا تھا۔ اور عینین نام ایک پہاڑ بائین جانب تھا۔ اسی پہاڑ مین ایک چھوٹی سی گھاٹی تھی جس سے اندیشہ تھا کہ دشمن

دونون فوجون کی ترتیب

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۶، ۵۷ ۔ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ ۔ صفحہ ۴۷۵

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۷ ۔

ناگہان نہ نکل آئین اور مسلمانون پر دو جانب سے حملہ نہ ہو جاے۔ لہذا آپنے عبد اللہ بن جبیر کو یہان مامور کیا۔ پچاس تیر انداز اُن کے ساتھ چھوڑے اور فرمایا کہ ہم چاہین غالب آئین یا مغلوب ہون تم کسی حال مین اس جگہ سے نہ ہٹنا"

ابو عامر راہب قبیلہ اوس کے بہکانے کی کوشش کرتا ہے

سب کے پہلے ابو عامر راہب جو مدینے کے بنی اوس مین سے تھا۔ اور مشرکین سے وعدہ کر چکا تھا کہ تمام قبیلہ اوس کو محمدؐ کے خلاف کر دون گا اپنے پچاس ہم قوم ساتھیون کو لیے ہوئے میدان مین آیا اور پکارا "اے جماعت بنی اوس مین ابو عامر ہون"، انصار مین جتنے بنی اوس تھے سب نے اسے سخت جواب دیا۔ آخر جب اُسے یقین ہو گیا کہ جن دلون پر نور نبوت کی شعاعین پڑ چکی ہین کسی طرح حق سے انحراف نہین کر سکتے تو لڑنے پر آمادہ ہوا۔ اور اُسی کے حملے سے لڑائی شروع ہو گئی[1]۔

لڑائی شروع ہو گئی

اب مقابلے کے لیے خالد اور عکرمہ بڑھ کے آئے۔ ادھر سے زبیر اور مقداد نے حملہ کر کے انھین پسپا کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی خود آنحضرتؐ نے مع باقی فوج کے ابو سفیان پر حملہ کر دیا جو اہل مکہ کی ساری فوج کا سردار تھا۔ ناگہان مشرکین کا علم بردار طلحہ بن عثمان بڑھ کے آگے آیا اور پکارا "اے اصحاب محمدؐ تمھارا اعتقاد ہے کہ تمھاری تلوارین ہمین دوزخ مین اور ہماری تلوارین تمھین جنت مین پہونچا دیتی ہین۔ کون جنت کا مشتاق ہے کہ میری تلوار اُس کی آرزو پوری کر دے؟" حضرت علیؓ ابن ابی طالب عسکر اسلام سے نکلے۔ اور ایک ہی وار مین اس کی ٹانگ اُڑا دی۔ طلحہ گرا

[1] تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۷۸

گرتے ہین برہنہ ہوگیا۔ اور خدا کی قسم دلانے لگا۔ علیؓ مرتضی اُسے برہنہ دیکھ کے اور اس کی قسم سن کے بغیر اس کے کہ قتل کرین واپس چلے آئے۔ آنحضرتؐ نے اُسے گرتے دیکھ کے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا تھا۔ مگر حضرت علیؓ جو بغیر قتل کیے چلے آئے تو سبب دریافت کیا۔ علی مرتضیٰؓ نے جواب دیا اُسے قسم دلاتے سن کے مجھے شرم معلوم ہوئی اور واپس چلا آیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مین ایک تلوار تھی جس کے ایک پہلو پر یہ شعر لکھا ہوا تھا۔

فِی الْجُبْنِ عَارٌ وَفِی الْاِقْبَالِ مَکْرُمَۃٌ وَالْمَرْءُ بِالْجُبْنِ لَا یَنْجُو مِنَ الْقَدَرِ

(نامردی موجب ننگ اور حملہ آوری موجب شرف ہے۔ حالانکہ نامردی مین بھی انسان کو تقدیر سے پناہ نہین مل سکتی)

ابو دجانہ کو بارگاہ رسالت سے تلوار ملتی ہے

اس تلوار کو دکھا کے آپ نے فرمایا "کون شخص اس تلوار کو لے کے اس کا حق ادا کرے گا؟" ابو بکرؓ صدیق عمرؓ فاروق علیؓ مرتضی۔ اور اور مختلف لوگون نے اس تلوار کو مانگا۔ مگر آپ نے کسی کو نہ دی ناگہان ابو دجانہؓ نام ایک جان نثار صحابی نے پوچھا "یا رسول اللہ اس کا حق کیا ہے؟" فرمایا "جب تک یہ ٹیڑھی نہ ہوجائے برابر دشمنون کو قتل کرتا رہے"۔ ابو دجانہ نے عرض کیا "مین اس کا حق ادا کردون گا" آپ نے فوراً وہ تلوار انھین دے دی۔ ابو دجانہ شجاعان عرب مین مشہور تھے۔ اُن کے پاس ایک سُرخ پٹی تھی۔ اور معمول تھا کہ جب جان بازی کی لڑائی لڑنا ہوتی اُسی پٹی کو سر مین باندھ لیا کرتے۔ چنانچہ دربار نبوت سے تلوار پاتے ہی انھون نے وہ پٹی نکال کے سر مین باندھی اور اس جوش و خروش سے حملہ کیا کہ جو سامنے آیا مار ڈالا۔ یہانتک کہ مشرکین کی فوج کے آخری

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۔

حصے تک پہونچ گئے۔ اور وہان ایک نامی شخص کو قتل کر کے ہند بنت عتبہ کے سر پر وار کیا۔ مگر دل مین خیال آیا کہ عورت کو قتل کرنا حضرت رسالتؐ کی تلوار کی بے وقعتی ہو۔ فوراً تلوار پھیری۔ اور لوگون سے لڑنے لگے۔ یہان تک کہ وہ ٹوٹ کے ہاتھ سے گر گئی[ع]۔

لڑائی مین ہند وغیرہ نساء قریش کیا کر رہی تھین

عین جس وقت کہ معرکہ گیرودار زور وشور پر تھا ہند وغیرہ قریشیہ عورتین جو مشرکین کے ساتھ آئی تھین فوج کے پیچھے کھڑی تھین اور لوگون کا دل بڑھانے کے لیے دف بجا بجا کے یہ اشعار گا رہی تھین۔

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقٖ — نَمْشِي عَلَى النَّمَارِقٖ — مَشْيَ الْقَطَا الْبَوَارِقٖ
وَالْمِسْكُ فِي الْمَفَارِقٖ — وَالدُّرُّ فِي الْمَخَانِقٖ — اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِقٖ
وَنَفْرِشُ النَّمَارِقٖ — اَوْ تُدْبِرُوْا نُفَارِقٖ — فِرَاقَ غَيْرِ وَامِقٖ

(ہم خوبصورت لڑکیان ہین۔ نرم گدون پر چلتے ہین جس طرح سفید سفید کبک چلتے ہون۔ مشک ہماری مانگون مین ہو۔ موتیون کے ہار گلے مین پڑے ہوئے ہین۔ اگر لڑائی کی طرف رُخ کروگے تو ہم گلے سے لگائین گے اور تمھارے لیے نرم بچھونے بچھائین گے۔ لیکن اگر منھ پھیرو تو ہم تم سے جدا ہوجائین گے۔ جس طرح کوئی نہ محبت کرنے والا جدا ہوتا ہو)

مشرکین کی شکست

اب لڑائی بڑے جوش وخروش سے ہو رہی تھی۔ عم رسول اللہ حمزہؓ۔ علی مرتضیٰ۔ اور ابو دجانہ وغیرہ عجب بے جگری سے دشمنون پر حملے کر رہے تھے۔ اور انھین کی شجاعت وپامردی کی برکت سے یکایک مشرکین کو شکست ہوئی۔ وہ بدحواس ہو ہو کے بھاگنے لگے۔ اُن کے نامی دلیرون نے بھی زمین چھوڑدی۔ عورتین میدان جنگ کا رنگ بدلتے دیکھ کے گانا بجانا

ع تاریخ الخمیس جلد ۱۔ صفحہ ۴۷۸

بھول گئین - اور بھاگ بھاگ کے پہاڑ کی چوٹی پر ہو رہین - مسلمان طیش و غضب مین بھرے ہوے اُن کے لشکر مین گھس پڑے - اور جب دیکھا کہ یہ ان گھاٹی سے مسلمان تیر انداز ونکا ہٹنا | دشمنون سے خالی ہے تو لوٹ مار مین مشغول ہو گئے وہ پچاس تیر انداز جنھین حضرت رسالتؐ نے عینین کی گھاٹی پر مقرر کیا تھا سمجھے کہ اب بھی اگر ہم یہین ٹھہرے رہے تو ہمین کچھ نہ ملے گا - اور جو کچھ مال و اسباب ہے اور لوگ لوٹ لین گے - اُن کے سردار عبداللہ بن جبیر نے حضرت رسالتؐ کا فرمان یاد دلایا - اور بہت روکا - مگر انھون نے ایک نہ مانی - صرف نو دس آدمی تو خالد بن ولید کا حملہ پشت کی طرف سے | رہ گئے - باقی سب نے اپنے مقرر مقام کو چھوڑ کے دشمن کا مال و اسباب لوٹنا شروع کر دیا - گھاٹی مین تیر اندازون کی قوت کم دیکھ کے خالد بن ولید نے جو جاہلیت و اسلام دونون زمانون مین اصول جنگ کے بڑے ماہر اور زبردست مرد میدان ثابت ہوے ہین کافی فوج ساتھ لے کے حملہ کر دیا - عبداللہ اور ان کے چند باقی ماندہ رفقا دشمنون کی یورش دیکھ کے لڑنے پر آمادہ ہوے اُس زبردست یلاب کو جو گھاٹی سے نکل کے مسلمانون کو تباہ کرنا چاہتا تھا روکنا تو اُن کے امکان سے باہر تھا - مگر ہان حق وفاداری یون ادا کر دیا کہ جہان تھے وہین لڑتے لڑتے ڈھیر ہو گئے - اور جتنے تھے سب شہید ہوے - اُن کا کام تمام کر کے خالد نے مسلمانون پر حملہ کیا جو اپنے نزدیک اہل مکہ کو شکست دے چکے تھے - اور مال و اسباب کے لوٹنے مین مشغول تھے[۵] -

مسلمانون کی شکست | مشرکین کو پشت کی طرف سے آتے دیکھ کے مسلمانون نے ادھر کا رُخ کیا تھا کہ دوسری طرف سے بھی اہل مکہ نے یورش کی - اُن کا جھنڈا زمین پر سرنگون پڑا ہوا تھا اور کسی کو اُس کے قریب آنے کی جرأت

[۵] ابن اثیر جلد ۲ - صفحہ ۵۸ - [۵] تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۸۲ -

نہ ہوتی یا یکایک ایسی ہوا بدلی کہ عمرۃ بنت علقمہ نام ایک حارثیہ عورت نے اُسے اٹھا کے بلند کیا۔ اور مسلمانون کو شکست ہوگئی۔ اب مسلمان سب طرف سے گھبرا گھبرا کے بھاگنے لگے۔ حضرت حمزہؓ ایک طرف لڑ رہے تھے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ اور دیگر نامور مہاجرین کفار کی یورش کو کسی اور جانب روک رہے تھے الغرض ایک عام پریشانی طاری تھی کہ کسی نے پکار کے کہا "محمدؐ قتل کر ڈالے گئے" ظاہر ہی کہ اُس وحشت ناک میدان جنگ مین اور ایسے نازک وقت اس ہولناک آواز نے مسلمانون کی کیا حالت کر دی ہوگی۔ رہے سہے خود آپکے مارے جانے کی افواہ حواس غائب ہوگئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ زندہ وسلامت تھے۔ مگر آپ کی حالت اس گھڑی واقعی نہایت نازک ہورہی تھی۔ اہل مکہ نے قطعی ارادہ کرلیا تھا کہ جس طرح بنے آج ہی چراغ نبوت کو گل کر دین۔ میدان خالی دیکھتے ہی انھون نے چارون طرف سے دھاوا کیا۔ آپ کے قریب صرف چند ہی مسلمان رہ گئے تھے۔ باقی سب یا تو بھاگ گئے تھے یا دوسری جانب دشمنون سے لڑ رہے تھے جب پہلا غول بڑھا تو آپ نے علیؓ مرتضیٰ کو جو قریب کھڑے تھے روکنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے بڑھ کے انھین منتشر کر دیا۔ پھر ایک دوسرا غول آتا نظر آیا اور اسے بھی حضرت علیؓ نے مار کے ہٹا دیا۔ مگر کہان تک مشرکین مکہ کا ایک سیلاب تھا کہ کسی کے روکے نہ رُک سکتا تھا۔ عبداللہ بن شہاب زہری۔ عتبہ ابن وقاص ابن قمیہ لیثی اُبی بن خلف جمحی اور عبداللہ بن حمید اسدی جو اپنی شجاعت کی وجہ سے "اسد قریش" کہلاتا تھا ان سب کفار نے باہم معاہدہ کیا تھا کہ جس طرح بنے آج رسول اللہ کا کام تمام کر دین گے۔ ان مین سے ابن شہاب نے

اُسوقت آپ کی کیا حالت تھی

حضرت علی کی شجاعت

جو لوگ آپ کی جان لینے کے درپے تھے

آپ کی پیشانی خون آلود کردی عتبہ نے تابڑتوڑ چار پتھر کھینچ کھینچ کے مارے جن سے آپ کے سامنے کے نیچے والے دو دانتوں میں سے داہنی طرف کا ایک دانت ٹوٹ گیا اور نیچے کا ہونٹ پھٹ گیا۔ ابن قمئہ نے رخسار مبارک کو زخمی کیا۔ اور خود کی دو کڑیاں اندر گھس گئیں۔ اس کے بعد اس نے تلوار اُٹھائی تھی لیکن خدا کو چونکہ آپ کو زندہ رکھنا منظور تھا وار نہ کرسکا۔ اور آپ ایک گڑھے میں گر پڑے جسے دشمنوں نے اسی غرض کے لیے کھود رکھا تھا کہ مسلمانوں کو گرا گرا کے کم زور کریں۔ حضرت علیؓ نے فوراً ہاتھ پکڑ کے اور طلحہ بن عبداللہ نے زور لگا کے آپ کو اس گڑھے سے باہر نکال کے کھڑا کیا۔ اسی حالت میں ابن قمئہ لیثی نے مصعب بن عمیر کو حملہ کرکے شہید کیا علم اسلام انھیں کے ہاتھ میں تھا۔ ابن قمئہ انھیں مار کے سمجھا کہ میں نے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کیا۔ اس لیے کہ زرہ پہننے کے بعد آپ کی صورت اُن سے بہت ملنے لگی تھی۔ بس غالباً اسی کے مشہور کرنے سے یکایک میدان جنگ میں یہ خبر اڑ گئی کہ جناب رسالتؐ شہید ہوئے۔

ایک مسلمان خاتون کی شجاعت

جس وقت میدان میں خود آنحضرتؐ پر یورش ہوئی ہے اُس وقت ایک نیک اور جان نثار صحابیہ اُم عمارہ جن کا نام نسیبہ تھا لوگوں کو پانی پلا رہی تھیں۔ پیغمبرؐ کی ذات پر حملہ ہوتے دیکھ کے نہ رہا گیا بے تکلف درمیان میں آکے لڑنے لگیں اور زخمی ہوئیں۔ تمام دشمن جو آپ پر یورش کر رہے تھے اُن میں سب سے زیادہ اُبی بن خلف نے آپ پر وار کیا ابی بن خلف خود آپ کے ہاتھ سے مارا گیا کرنے کی جرأت کی۔ مگر آپ نے ہتھیار اس کے ہاتھ سے چھین کے خود اُسی پر وار کیا۔ اور صرف اکیلا ایک یہی بدنصیب ہے جو خود حضرت

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۸۔ عہ ابن ہشام صفحہ ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے مارا گیا۔ آپ کی جان لینے کا عہد کرنے والوں میں ایک عبداللہ بن حمید باقی تھا وہ آپ کے قریب پہونچا ہی تھا کہ ابودجانہ نے اس کا کام تمام کردیا۔ اس موقع پر پانچ راسخ العقیدہ اور جان باز انصاریوں نے ہی آپ کی حمایت میں دشمنوں کے سیلاب عظیم کو روکتے روکتے جان دی۔ ابودجانہ نے جب دیکھا کہ کفار کا زور کم ہونے ہی کو نہیں آتا اور چاروں طرف سے تیر برس رہے ہیں تو آپ کے اوپر جھک گئے۔ اور ڈھال کی طرح اپنے آپ کو دشمنوں کا نشانہ بنادیا۔ ایمان ومحبت کا ایسا جوش تھا کہ پیٹھ پر تیر پڑ رہے تھے جسم میں پیوست ہوتے جاتے تھے اور ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص جن کا بھائی دشمنوں کے ساتھ حضرت رسالت پر وار کر رہا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے دشمنوں پر تیر برسائے جاتے تھے۔ اور آرزومند تھے کہ کسی طرح خود اپنے بھائی کو قتل کرکے رسول اللہ کے صدمات کا انتقام لے لیں۔ آنحضرتؐ سعد کی اس کارروائی سے اس قدر خوش تھے کہ خود اپنے دست مبارک سے تیر اٹھا اٹھا کے دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے "میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ ہاں یونہیں تیر چلائے جا"

جن جان نثاروں نے آپ کو کفار سے بچایا

الغرض ان جان نثاروں نے جانیں لڑا کے اور اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کے حضرت رسول صلعم کو کافروں کے ہاتھ سے بچا تو لیا مگر اس کا کیا علاج تھا کہ یکایک سارے میدان جنگ میں مشہور ہوچکا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے۔ دشمنوں کا جوش دہ چند ہوگیا تھا۔ اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ

آپ کے مارے جانے کی خبر سن کے مسلمانوں کی حالت

جو جہان کھڑا تھا ایک سکتہ کے عالم مین تھا۔ اور کچھ نہ سمجھ سکتا تھا کہ کیا کرے انس بن مالک کے چچا انس بن نضر اسی نا امیدی کی گھڑی مین ابوبکرؓ و عمرؓ اور طلحہ وغیرہ جان نثاران اسلام کے پاس پہونچے۔ جن کی یہ حالت تھی کہ جیسے کوئی چیز ہاتھ سے گر گئی ہو۔ پوچھا کیون خاموش کھڑے ہو؟" سب سے یہی جواب ملا کہ پیغمبر علیہ السلام شہید ہوگئے" بولے تو پھر اب اُن کے بعد زندہ رہ کے کیا کروگے؟ اتنا کہا اہل مکہ پر حملہ کیا۔ اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے۔ ان کی لاش ملی تو دیکھا کہ سر سے پاؤن تک ستر زخم تھے۔ اور اس قدر صورت بگڑ گئی تھی کہ کوئی پہچان نہ سکتا تھا۔ صرف ان کی بہن اُنگلیون کو دیکھ کے پہچان سکین کہ بھائی کی لاش ہے

حضرت حمزہ کی شجاعت

اس موقع پر جبکہ دشمنون نے اسلام پر پورا غلبہ حاصل کر لیا تھا حضرت حمزہؓ بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے دشمنون کی فوج مین گھس پڑے تھے اور آتش حرب کے شعلون کی کچھ پروا نہ تھی۔ اور گویا آگ کے دریا مین تیر رہے تھے جو سامنے آتا مار کے گرا دیتے اور اس غلبے کی حالت مین بھی دشمن ان سے خوف کھانے لگے تھے کسی کو پاس آنے کی جرأت

وشہادت

ہی نہ ہوتی تھی اتنے مین سباع بن عبد العزی کا سامنا ہوگیا۔ اور حمزہؓ نے ایک ہی تلوار مین اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ جبیر بن مطعم کا غلام وحشی اپنی آزادی کے شوق مین حمزہؓ پر حملہ کرنے کا موقع ڈھونڈ رہا تھا۔ سباع کو جیسے ہی انھون نے مار کے گرایا ویسے ہی اس نے اپنا حبشی حربہ ہاتھ مین لے کے تولا۔ ہلایا اور پوری قوت سے کھینچ مارا۔ یہ سر بہ حمزہؓ کے پیڑو پر پڑا اور دونون ٹانگون کے درمیان سے نکل گیا۔ لیکن جناب حمزہؓ کو باوجودیکہ اپنی موت کا یقین آچکا تھا۔ روح نے مفارقت شروع کر دی تھی مگر اس کاری وار کا

نشانہ بننے کے بعد بھی وحشی کی طرف جھپٹے کہ قاتل کو زندہ نہ چھوڑیں۔ وحشی بھاگا اور عم رسول اللہ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ گرے اور روح مفارقت کرگئی

ہند حضرت حمزہ کا کلیجا چباتی ہے

وحشی نے جب دیکھ لیا کہ بالکل ٹھنڈے ہوگئے ہیں پاس گیا۔ اُن کے جسم سے اپنا حربہ نکالا۔ پھر پیٹ پھاڑ کے کلیجا نکال لیا۔ اور اسے لے کے ہند بنت عتبہ کے پاس گیا۔ ہند نے کلیجے کو منہ میں لے کے چبایا۔ مگر نگل نہ سکی اور تھوک دیا۔ اس کے بعد اپنے کپڑے اور اپنا زیور وحشی کو انعام میں دیا۔ گھر پہونچ کے اس کے علاوہ اور دس دینار دینے کا وعدہ کیا۔ اور اسے ساتھ لے کے جناب حمزہؓ کی لاش پر آئی۔ اس کے

حضرت حمزہ کی لاش کے ساتھ اس کا برتاؤ

دل میں اس قدر عناد بھرا ہوا تھا کہ ناک کان اور اعضائے تناسل کاٹ لیے۔ اور انھیں اپنے ساتھ مکے لے گئی۔ وحشی کو اسی وقت سے آزادی نصیب ہوگئی مگر چند ہی روز میں

وحشی کی باقی سرگذشت

کہیں پناہ نہ ملتی تھی۔ مکہ فتح ہوا تو بھاگ کے طائف میں ہو رہا مگر جب طائف والے بھی حضرت رسولؐ کی اطاعت قبول کرنے پر آمادہ ہوئے تو گھبرایا کہ اب کہاں جائے۔ لوگوں نے سمجھایا کہ دین اسلام قبول کرلے۔

ایمان لانا

حضرت رسولؐ توحید قبول کرنے والے کو قتل نہیں کرتے یہ سُن کے اُسے اپنی زندگی کی امید ہوئی۔ اور وکلائے طائف کے ساتھ مدینے میں حاضر ہو کے ایمان لایا۔ آپ نے پہچاننے کے بعد پوچھا "تو نے حمزہؓ کو کیونکر قتل کیا تھا؟"۔ اس نے ساری سرگذشت بیان کی۔ اور آپ نے متاثر ہو کے فرمایا "وحشی تو میرے سامنے نہ آیا کر"۔ اور حتی الامکان آپ اس کا سامنا

اور مسیلمۂ کذاب کو قتل کرنا

نہ کرتے تھے۔ اس کے بعد جب مسلمان مسیلمہ کذاب کے

ع ۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۹

مقابلے کو روانہ ہوئے۔ تو وحشی بھی اپنا وہی حربہ لیے ہوئے ساتھ گیا۔ مسیلمہ کو اس سے قتل کیا اور کہا کرتا تھا کہ مین نے جس طرح حضرت رسول کے علاوہ سب سے بہتر شخص کو مارا تھا اسی طرح سب سے بڑے شخص کو بھی قتل کیا ہے[1]

زخمیون کے ساتھ جناب عائشہ اور ام سلیم کا برتاؤ

جبکہ اہل مکہ غالب آچکے تھے۔ مسلمانون کو شکست ہوگئی تھی۔ بہت سے مہاجرین و انصار کاری زخم کھاتے ہوئے زمین پر لوٹ رہے تھے عین اُس وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ اور انس بن مالک کی والدہ ام سلیم نے اپنے دامن اٹھا لیے تھے پنڈلیان کھل گئی تھین اور گھونگرو نظر آرہے تھے مگر انھین اس کا خیال نہ تھا پانی کی مشکین پیٹھ پر لاد لاد کے لاتی تھین اور پیاسے زخمیون کے مونھون مین ڈالتی تھین اس گھڑی ہر طرف سے یہی خبر سُنی جاتی تھی کہ حضرت رسول (صلعم) کی زندگی کا چراغ گل ہوگیا ناگہان کعب بن مالک کی نظر آپ پر پڑ گئی۔ اور اگرچہ آنحضرت نے

آپ کے زندہ موجود ہونے کا مژدہ مسلمانون کو

اشارے سے منع کیا کہ آپ کے صحیح و سالم موجود ہونے کی خبر ابھی مشہور نہ کرین مگر وہ جوش مسرت سے اس قدر از خود رفتہ ہوگئے تھے کہ پکار اُٹھے "اے گروہ اسلام تمھین خوش خبری ہو رسول اللہ یہ زندہ موجود ہین" یہ مژدہ سنتے ہی مسلمان چارون طرف سے دوڑے اور آپ اُٹھ کے ایک گھاٹی کی طرف چلے۔ اس موقع پر آپ کے ہمراہ علی مرتضیٰؓ۔ ابو بکر صدیقؓ۔ عمر فاروقؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ اور حارثؓ بن صمہ وغیرہ تھے۔ اور غزوہ اُحد مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود لڑے۔ اور برابر تیر اندازی کرتے رہے۔ یہان تک کہ ترکش خالی ہوگیا اور کمان ٹوٹ گئی۔

---

[1] تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۰۱۔ [2] صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۴۰۳

جناب علی و فاطمہ زہرا آپکے زخمون کا علاج کرتے ہین

جب آپ زخمی ہوئے تھے اور چہرے پر خون جاری تھا آپ اس خون کو دونون ہاتھون سے لیتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے افسوس اس قوم کو کیونکر نجات ملے گی جس نے خود اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کر دیا ہو؟" اب ذرا اطمینان ہوا تو آپ کے زخم دھوئے جانے لگے - ایک اوکھلی مین پانی بھرا ہوا تھا جس مین سے اپنی ڈھال مین بھر بھر کے حضرت علیؓ لاتے تھے اور زخم کو دھوتے تھے - مگر خون کسی طرح نہ رکتا تھا - اتنے مین جناب سیدہؓ آگئین زخمی باپ سے لپٹ کے روئین - پھر چٹائی جلا کے زخم مین بھر دی جس سے خون کا بہنا موقوف ہوا -

ابوسفیان کو ایک جگہ مسلمان پسپا کرتے ہین

اب ابوسفیان اور چند اور مشرکین پوری فتح حاصل کر کے ایک اونچی چٹان پر چڑھے - آپ نے فرمایا "ان لوگون کی تو یہ شان نہ ہونی چاہیئے کہ ہم سے بلندی پر رہین" اشارہ پاتے ہی حضرت عمرؓ اور چند اور جان نثارون نے حملہ کر دیا - انھین اس چٹان پر سے مار کے ہٹایا - اور خود اُس بلندی پر قابض ہو گئے - آنحضرتؐ نے بھی اس بلندی پر چڑھنے کا ارادہ کیا - مگر دو ہری زرہین پہنے ہوے تھے چڑھنے مین دشواری ہوئی تو طلحہؓ نیچے بیٹھ گئے - اور اُن کی پیٹھ پر پاؤن رکھ کے آپ اوپر چڑھ گئے -

کفار قریش کی عورتین میدان مین

اس وقت ہندؓ اور اُس کی ساتھ والیون کی یہ حالت تھی کہ میدان مین ماری ماری پھرتی تھین - شہداے اُحد کی ناکون اور کانون کو کاٹ کاٹ کے ہار بناتی تھین - اور اس طریقہ سے اپنے دل کا بغض نکال رہی تھین - ناگہان ابوسفیان پھر سامنے آیا اور تین دفعہ پکارا "کیا تم لوگون مین محمدؐ ہین؟" آپ نے جواب دینے سے مسلمانون کو منع فرمایا - تب وہ تین بار پکارا "کیا تم لوگون مین ابوبکرؓ ہین؟" اس کا بھی جواب نہ ملا - تو

ابوسفیان اور مسلمانون مین جواب و سوال

تین دفعہ پوچھا "کیا تم لوگون مین عمر بن الخطاب ہین؟" ان تینون سوالون کا کچھ جواب نہ ملا تو اپنے ساتھیون کی طرف دیکھ کے بولا "یہ سب لوگ مارے گئے" اب حضرت عمر مین تاب نہ تھی بھنجھلا کے بولے "دشمن خدا تو جھوٹا ہی خدا نے اُن لوگون کو بچا لیا جو تجھے ذلیل کرین گے" ابوسفیان نے خوشی کے جوش مین یہ نعرہ کفر بلند کیا "اعل ہبل! اعل ہبل!" (اے ہُبل تو بلند ہو! اے ہبل تو بلند ہو!) حسب ارشاد رسالت مسلمانون نے جواب دیا "اللہ اعلی واجل!" (یعنی اللہ سب سے برتر اور سب سے زیادہ صاحب جلال ہی) ابوسفیان نے کہا "لنا العزی ولا عزی لکم" (عزی ہمارا حامی ہی اور تمھارا حامی نہین) اس کا جواب آپ کی ہدایت سے مسلمانون نے یہ دیا کہ "اللہ مولنا ولا مولی لکم" (یعنی اللہ ہمارا دوست ہی اور تمھارا دوست نہین) اس کفر و ایمان کی چھیڑ چھاڑ کے بعد ابوسفیان نے حضرت عمر سے قسم دلا کے پوچھا "ہم نے محمد کو قتل کیا یا نہین؟" جناب فاروق نے فرمایا "تو قسم دلاتا ہی تو مین کہتا ہون کہ نہین آپ زندہ ہین اور تیری سب باتین سن رہے ہین" آپ کے زندہ موجود ہونے کا حال سُن کے ابوسفیان بولا "آج کے دن بدر کا انتقام مل گیا۔ اور لڑائی کا تو یہ معمول ہی ہی کہ کبھی ہم غالب ہین اور کبھی تم۔ تم اپنے بعض مقتولون کی لاشون کو اس حال مین پاؤ گے کہ اُن کے ناک کان کاٹ لیے گئے ہین۔ لیکن یہ بات میری رضامندی سے نہین ہوئی۔ نہ مین نے اس کی اجازت دی اور نہ اس سے روکا"

پارسال لڑائی کا اقرار

اب لڑائی ختم ہو چکی۔ ابوسفیان نے پکار کے کہا "پارسال پھر ہم سے تم سے مقابلہ ہوگا اور اپنے ہمراہیون کو لے کے واپس چلا گیا۔ آنحضرتؐ کو اندیشہ ہوا کہ یہان سے جا کے یہ لوگ مدینے پر نہ حملہ کر دین جناب

علی مرتضیٰؓ کو اُن کے پیچھے دوڑایا کہ دیکھو یہ لوگ کدھر جاتے ہین۔ حضرت علیؓ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور بتایا کہ مدینے کو خدا نے ان کے ہاتھ سے بچا دیا۔ سیدھے مکے کو واپس گئے ہین۔

مشرکین مکہ جا لیے تو شہدائے اسلام کی لاشون کے ڈھونڈنے اور تجہیز و تکفین کا سامان ہونے لگا۔ لاشین بڑی جستجو سے اور بہت ہی بگاڑی ہوئی ملتی تھین۔ آپ کی پھوپھی جناب صفیہ نے جو حضرت حمزہؓ کی سگی بہن تھین بھائی کا آخری دیدار دیکھنے کے لیے آنا چاہا۔ آپ نے زبیر بن عوام سے جو اُن کے صاحبزادے تھے فرمایا "اپنی والدہ کو کسی طرح روکو۔ اس لیے کہ حمزہؓ کی لاش کے ساتھ جو ذلیل بے رحمیان کی گئی ہین انھین دیکھ کے اُن کو صدمہ ہوگا" جناب صفیہ نے رسول اللہؐ کا یہ ارشاد سنا تو نہایت ہی جوش ایمانی کے ساتھ بولین "مجھے معلوم ہے کہ بھائی کی لاش مثلہ کی گئی ہے۔ خدا کی راہ مین یہ کوئی بڑی بات نہین۔ اس سے بڑھ کے ہماری رضامندی کس بات مین ہوسکتی ہے؟ مین صبر کرون گی۔ اور خدا سے امیدوار ثواب ہون گی" یہ سن کے آپ نے انھین آنے کی اجازت دے دی۔ اور حضرت صفیہ نے میدان مین آکے حمزہؓ کے جنازے کی نماز پڑھی۔ اور لاش پر کھڑی ہوکے روئین۔

صفیہ بنت عبدالمطلب کی مستقل مزاجی اور صادق الایمانی

اس معرکے مین ستر مسلمانون نے جام شہادت پیا تھا جس کے مقابل اہل مکہ کے کل بائیس آدمی مارے گئے تھے۔ مسلمانون کی لاشین جب فراہم ہوگئین تو آپ نے پہلے حضرت حمزہؓ کی لاش کو ایک چادر مین لپیٹ کے رکھا۔ اُس پر سات تکبیرون سے نماز جنازہ ادا کی۔ پھر اور شہین لالا کے

شہیدون کی تجہیز و تکفین

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۶۰ و ۶۱

حضرت حمزہؓ کی لاش کے برابر رکھی جاتی تھین اور اُن کی نماز پڑھی جاتی تھی - اس طرح حمزہؓ کے جنازے پر ایک مرتبہ تنہا اور ایک ایک مرتبہ ہر شہید کی لاش کے ساتھ نماز جنازہ ادا ہوئی - آپ نے سب کی طرف دیکھ کے فرمایا" مین ان لوگون کی شہادت کا گواہ ہون - اور جانتا ہون کہ جو کوئی خدا کی راہ مین زخمی ہوگا خداوند جل وعلا قیامت کے دن اُسے اِس شان سے اٹھا کے کھڑا کرے گا کہ اُس کے زخم سے خون جاری ہوگا جس کی رنگت تو خون کی ہوگی مگر خوشبو مشک کی آتی ہوگی" اسکے بعد دو دو اور تین تین لاشین ایک ایک قبر مین دفن کی گئین - مصعبؓ بن عمیر جو علم اسلام ہاتھ مین لیے شہید ہوئے تھے اور جن کی صورت پر قاتل کو رسول اللہ کا دھوکا ہوا تھا اُن کے کفن کے لیے جو چادر ملی اتنی چھوٹی تھی کہ سر کی طرف کھینچتے تو پاؤن کھُل جاتے اور پاؤن کی طرف کھینچتے تو سر کھُل جاتا - آخر سر اُڑھا دیا گیا - اور پاؤن پر بہت سی اذخر جو وہان کی ایک گھاس ہے ڈال دی گئی - اور دفن کر دیے گئے[1]

باب ہیجدہم

زمانہ مابین غزوہ احد وغزوہ احزاب

دشمنون کا تعاقب - ایک مومنہ عورت - جو مسلمان احد مین بھاگ گئے تھے - مدینے مین عام ماتم - انصار کی ایک پُر لطف غلط فہمی - بین کی ممانعت - حرمت خمر - سریہ ابوسلمہ - سفیان بن خالد کا قتل - غزوہ رجیع - مشرکین کی دغابازی - خبیب کی شریف النفسی اور شہادت - آبن دثنہ کی شہادت - عاصم کی لاش کو خدا نے دشمنون سے محفوظ رکھا - سریۂ عمرو بن اُمیہ ضمری - سریۂ بیر معونہ - تمام سریہ والون کی شہادت عمرو بن امیہ کی سرگذشت - وہ دو ذمی کافرون کو قتل کرتے ہین - اور آپ اُنکا فدیہ

[1] ابن ہشام صفحہ ۵۸۶ [2] صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۷۰

ادا کرتے ہین - یہود بنی نضیر کی دغابازی - غزوہ بنی نضیر اور اُن کا محاصرہ - وہ ہتھیار رکھتے - اور جلاوطن کیے جاتے ہین - غزوہ بنی نضیر کی غنیمت - غزوہ ذات الرقاع نماز خوف - آپ خدا کے سوا کسی سے نہین ڈرتے تھے آپ کے نواسے عبداللہ بن عثمانؓ کا انتقال - غزوہ بدر صغری - مسلمانون کے ڈرانے کی کوشش - ابوبکرؓ و عمرؓ کی مستقل مزاجی - ابوسفیان اہل مکہ کو بھلا کے میدان مین لاتا ہی - اور بے مقابلے کی جرأت کیے واپس جاتا ہی - حضرت ام سلمہؓ اور زینبؓ بنت جحش آپ کے عقد مین زید بن حارثہ اور زینبؓ بنت جحش کا واقعہ - زینبؓ کا عقد صرف آسمان پر ہوا یا زمین پر بھی

۵ھ - غزوہ دومۃ الجندل - قحط مین آپ مشرکین مکہ کی مدد کرتے ہین -

دشمنون کا تعاقب ہفتے کے دن یہ واقعہ پیش آیا تھا - اُس کی صبح یعنی اتوار کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین کے تعاقب مین روانہ ہوئے - درحقیقت یہ تعاقب بظاہر بے موقع نظر آتا تھا - مگر آپ کو اس کی ضرورت معلوم ہوئی - تاکہ اہل مکہ یہ نہ سمجھ لین کہ مسلمانون کا حوصلہ پست ہوگیا - اُن پر ظاہر کردیا جائے کہ اس تھوڑی دیر کی شکست اور اس نقصان نے ہماری ہمت و الوالعزمی مین کوئی فرق نہین ڈالا ہی - چنانچہ آپ مقام حمراء الاسد تک مع تمام ہمراہیون کے تشریف لے گئے جو مدینے سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہی - وہان تین دن یعنی دوشنبہ منگل اور بدھ کو قیام فرما کے ہفتے کے دن مدینۂ طیبہ مین واپس آئے

ایک مومنہ عورت اسلام نے تمام زن و مرد کے دل مین آپ پر جان فدا کرنے کا جو جوش و خروش پیدا کردیا تھا اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہی کہ یوم اُحد کے بعد آپ عساکر اسلام کے ساتھ چلے جاتے تھے کہ بنی دینار کی ایک عورت ملی جس کے گھر کی تین لاشین خاک اُحد مین دبائی گئی تھین - اُس کے باپ بھائی اور شوہر مارے گئے تھے - اور ایسے تین عزیزون نے جام شہادت پیا تھا -

اس کی صورت دیکھتے ہی لوگون نے بتایا کہ تیرے یہ عزیز میدان مین مارے گئے۔ اُس نے ایک بیتابی کے ساتھ پوچھا "اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کیا حال ہوا۔؟ جواب دیا گیا "آپ الحمدللہ کہ زندہ وسلامت موجود ہین"۔ اُس نے کہا "مجھے دکھا دو"۔ لوگون نے آپ کی طرف اشارہ کیا۔ بس آپ کا جمال جہان آرا دیکھنا تھا کہ خوش ہو کے بولی "اگر آپ خیریت سے ہین تو سب مصیبتین معمولی ہین"۔

جو مسلمان احد مین بھاگ گئے تھے

میدان اُحد مین بہت سے لوگون نے پیٹھ پھیر دی تھی۔ اور ہمین یہ خیال کر کے سخت تکلیف ہوتی ہے کہ اُن کی فہرست مین حضرت عثمانؓ بن عفان کا نام بھی موجود ہے۔ یہ سب لوگ بھاگ کے اعوص نام ایک مقام مین پہونچے۔ تین دن تک وہین رہے۔ اور جب معلوم ہوا کہ آپ کی شہادت کی خبر غلط مشہور ہوئی تھی تو ندامت کے ساتھ واپس آئے۔ اور عذرخواہ ہوئے۔ ان لوگون کی خطا بہت بڑی تھی۔ مگر خداوند جل وعلا نے اپنے پاک کلام کو نازل فرما کے معاف کر دی۔ اور جب خدا نے ان کی لغزش کو معاف کر دیا تو ہمین بھی ان کی طرف سے اپنا دل صاف رکھنا چاہیئے۔

مدینے مین عام ماتم

ہم بیان کر چکے ہین کہ ہفتے کے دن ۷ شوال کو واقعہ احد پیش آیا تھا۔ اس کے بعد والے ہفتے کو یعنی ۱۴ شوال کو آپ حمراء الاسد سے پلٹ کے مدینۂ طیبہ مین داخل ہوئے۔ یہان جس وقت آپ پہونچے ہین انصار کے تمام گھرون مین ماتم بپا تھا۔ اس لیے کہ کوئی گھر نہ تھا جس کے کسی شخص نے میدان اُحد مین جان نہ دی ہو۔ آپ بنی عبدالاشہل اور ظفر کے دروازون پر سے گذر رہے تھے کہ عورتون کے رونے کی آواز آئی۔ آپ کی بھی

ع ابن ہشام صفحہ ۵۸۷، ۵۸۸ و ۵۸۹ ع ابن اثیر جلد ۲ - صفحہ ۶۰

آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا خیر یہاں تو رونے والے ہیں لیکن حمزہؓ بیچارے پر کوئی رونے والا بھی نہیں" آپ تو یہ فرما کے چلے گئے مگر انصار نے جو ہر موقع پر آپ پر جان نثار کرنے کو تیار رہتے اور آپ کی ادنیٰ دل شکنی کے بھی متحمل نہ ہو سکتے تھے بنی عبدالاشہل و ظفر کی عورتوں کو بھیج دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا پر بھی جا کے روآئیں - وہ مسجد نبوی کے دروازے پر آ کے جمع ہوئیں اور رو رہی تھیں کہ آنحضرتؐ آواز سن کے باہر نکل آئے - اُن سے بہ شفقت پیش آئے اور فرمایا "بس اب واپس جاؤ خدا تم پر رحمت کرے" اسی وقت اور اسی موقع پر آپ نے عورتوں کو بین کرنے کی ممانعت فرمائی جس کا جاہلیت میں بہت رواج تھا - اصل یہ ہے کہ حمزہؓ کی شہادت سے آپ کو جو صدمہ ہوا تھا اسی کے جوش میں آپ نے فرمادیا کہ اُن پر کوئی رونے والا نہیں - مگر اس سے آپ کا یہ مقصود نہ تھا کہ عورتیں آئیں اور حمزہؓ کا نام لے لے کے روئیں - انصار غلطی سے ایسا ہی سمجھ گئے - لیکن جب وہ عورتیں آئیں تو آپ نے اُن کا شکریہ ادا کیا - اور آیندہ کے لیے اس لغو اور بیہودہ رسم کی ممانعت فرمادی -

انصار کی ایک پر لطف غلط فہمی

ممانعت بین

حرمت خمر اسی سال معرکہ اُحد کے چند روز بعد شوال ہی کے مہینے میں اللہ جل شانہ نے حرمت شراب کا حکم نافذ کیا - جس نے دنیا کی آدھی برائیوں اور بداخلاقیوں سے انسان کو نجات دلادی -

سنہ ۴ھ اب محرم کا مہینہ آیا - اور سنہ ۴ھ شروع ہوا - اسی مہینے میں آپ کو

سریۂ ابوسلمہ خبر پہونچی کہ خویلد اسدی کے دونوں بیٹے طلیحہ اور سلمہ اپنی قوم اور اپنے دوستوں کو آپ کے خلاف اور آپ سے مقابلہ کرنے پر آمادہ کر رہے ہیں

ع ابن ہشام صفحہ ۵۸۰ -

آپ نے یہ سنتے ہی ابوسلمہ کو بلا کے ایک جھنڈا اُن کے ہاتھ مین دیا۔ اور ڈیڑھ سو جان باز ہمراہ کیئے جن مین بعض اکابر صحابہ بھی تھے۔

ابوسلمہ اپنی فوج کو لے کے بنی اسد کی سرزمین کی طرف روانہ ہوئے۔ اور مقام قطن مین پہونچ کے اُن لوگون پر تاخت شروع کر دی۔ بنی اسد کو مقابلے کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ بھاگ گئے۔ اور ابوسلمہ اُن کے مویشیون اور اونٹون کو اپنے قبضے مین کر کے مدینے مین واپس آئے۔

سفیان بن خالہ کا قتل اسی محرم کی ۵ تاریخ ایک یہ امر بھی پیش آیا کہ آنحضرتؐ کے حکم سے عبداللہ بن انیس انصاری نے تن تنہا جا کے سفیان بن خالد ہذلی کو قتل کر ڈالا۔ جو اسلام کے مٹانے اور آپ کے اغراض نبوت مین خلل انداز ہونے کے لیے فوجین جمع کر رہا تھا۔

اس کے بعد اس سال کوئی اہم واقعہ نہین پیش آیا۔ ذی قعدہ ذی الحجہ اور پھر چوتھے سال ہجری کا محرم آپ نے مدینے ہی مین بسر کیا۔ غزوہ اُحد کے چار

غزوۂ رجیع مہینے بعد صفر مین ایک نہایت ہی دل خراش اور جان گداز واقعہ ظاہر ہوا۔ جو تاریخ اسلام مین غزوۂ رجیع کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی بنیاد یہ تھی کہ مقام عضل اور قارۃ سے چند لوگ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ ہم لوگون مین بعض لوگ مسلمان ہین۔ چند دیندار آدمی ہمارے ہمراہ کیجئے کہ ہم مین رہ کے دین کی باتین سکھائین اور قرآن کی تعلیم دین۔ آپ نے اُن کی خواہش کے مطابق چھ صحابی اُن کے ساتھ کر دیے۔ جن پر عاصمؓ بن ثابت کو سردار مقرر کیا

مشرکین کی دغابازی یہ لوگ اُن صحابیون کو ساتھ لے کے گئے۔ مگر مقام بدا ہ مین پہونچ کے دغابازی کی۔ اور بنی لحیان کے سو آدمی بھی اُن کی کمک کو آ گئے۔

ف السیرۃ النبویہ للسید احمد دحلان برحاشیہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۶۷ و ۶۸

اُن بے دست و پا چھ مسلمانون نے یہ حالت دیکھی تو ایک پہاڑی پر جا کے پناہ لی - مکار دشمنون نے چارون طرف سے گھیر لیا اور کہا "تم ہتھیار رکھ دو - ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمھاری جان نہ لین گے" عاصمؓ نے کہا "مجھے تم لوگون کے عہد و پیمان کا اعتبار نہین" اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن چھ مین سے تین یعنی عاصمؓ مرثدؓ بن ابی مرثد اور خالدؓ بن بکیر نے آخر تک مقابلہ کیا - اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے باقی تین بزرگون نے اُن کا اعتبار کر کے ہتھیار رکھ دیے - جن مین سے ایک تو ابن دثنہ تھے - ایک خبیبؓ بن عدی تھے اور ایک اور بزرگ تھے - ان لوگون نے جیسے ہی ہتھیار رکھے مشرکین نے ان کی مشکین باندھ لین - ان تیسرے نامعلوم صحابی نے یہ حال دیکھ کے کہا "تمھاری بدعہدی ابھی سے کھل گئی کہ ہماری مشکین باندھتے ہو - لہذا اچھا ہے جو ہو مین تمھارے ساتھ نہ جاؤنگا"

خبیب کی شریف النفسی اور شہادت

یہ سُن کے اُن ظالمون نے اس غریب کو وہین مار ڈالا - اور باقی ماندہ دونون صحابیون کو لے کے مکے مین گئے اور بیچ ڈالا حارث بن عامر کے بیٹون نے خبیبؓ کو مول لیا - اور صفوان بن امیہ نے ابن دثنہ کو - خبیبؓ ہی کے ہاتھ سے حارث مذکور میدان احد مین مارا گیا تھا - اور اسی سبب سے اُس کے بیٹون نے باپ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے خبیبؓ کو مول لیا تھا اُن کے گھر مین ایک دن خبیبؓ بیٹھے ہوئے تھے - کسی عورت سے ایک استرا مانگ لیا تھا - اور اسے تیز کر رہے تھے کہ اتفاقاً اُس عورت کا ایک بچہ خبیبؓ کی گود مین آ کے بیٹھ گیا - عورت نے یہ حالت دیکھ کے غل مچایا اور ڈری کہ کہین بچہ کا کام نہ تمام کر دین - خبیبؓ نے کہا "تم یہ سمجھتے ہو کہ مین اس بچہ کو مار ڈالون گا؟ ایسا نہین ہو سکتا - غدر و بے وفائی ہماری شان سے بعید ہے" عورت یہ جواب سن کے حیرت زدہ ہو گئی اور بولی "مین نے خبیبؓ سے اچھا

کوئی ایسا نہیں دیکھا" لیکن اس شریفانہ فعل سے دشمنوں کے دل نرم نہ ہوئے۔ بیچارے کو قتل کرنے کو لے چلے تو انھوں نے اجازت لے کے دو رکعت نماز پڑھی۔ جس کے بعد اہل مکہ نے اُن غریب کو مصلوب کرکے مار ڈالا۔ ابن دثنہ کو صفوان کا غلام سنطاس قتل کرنے کے لیے مقام تنعیم لے گیا۔ اور جب قتل کرنے کا وقت آیا تو پوچھا یہ تم کو پسند ہے کہ محمدؐ تمھاری جگہ ہمارے ہاتھ سے قتل ہوتے اور تم باطمینان اپنے اہل وعیال میں جاکے رہتے اُنھوں نے کہا ہرگز نہیں۔ اور انہیں کا یہ قول سُن کے ابوسفیان نے کہا "میں نے کہیں ایسی محبت دیکھی ہی نہیں جیسی کہ اصحاب محمدؐ کو محمدؐ کے ساتھ ہے" غرض اس طرح ابن دثنہ کی زندگی بھی ختم ہوئی۔ وہ تینوں صحابی ان لوگوں سے مقابلہ کرکے شہید ہوئے ان میں سے عاصمؓ کی نسبت جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سردار مقرر کیا تھا ان کینہ ور دشمنوں نے ارادہ کیا کہ اُن کا سر کاٹ کے سلافہ بنت سعد کے ہاتھ بیچ ڈالیں۔ اس لیے کہ اُس قسی القلب عورت نے منت مانی تھی کہ ان کے کاسۂ سر میں شراب پیوں گی جس کا سبب یہ تھا کہ اس کے دو بیٹوں کو میدان اُحد میں عاصمؓ کی تلوار نے جام فنا پلایا تھا۔ مگر سر نہیں کاٹنے پائے تھے کہ کسی طرف سے مکھی اُڑی اور انھوں نے مجبوراً سر کاٹنے کو دوسرے دن پر ملتوی رکھا۔ صبح سے پیشتر ایک سیلاب عظیم آیا اور خدا جانے عاصمؓ کی لاش کو کدھر بہالے گیا۔ اور عاصمؓ کی یہ آرزو پوری ہوگئی کہ اُن کے جسم میں کسی مشرک کا ہاتھ نہ لگے۔

ابن دثنہ کی شہادت

عاصم کی لاش کو خدا نے دشمنوں سے محفوظ رکھا

عاصمؓ اور ان کے ہمراہیوں کے شہید کرنے میں اہل مکہ اور مشرکین نے ایسی قساوت وسنگدلی اور اس درجے کی ذلیل مکاری ودعہدی ظاہر کی تھی کہ آپ کو نہایت ہی صدمہ ہوا۔ آپ نے ارادہ کیا کہ جیسا فریب انھوں نے کیا ہے

ویسا ہی اُن کے ساتھ بھی کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے عمرو بن امیہ ضمری کو مع ایک انصاری شخص کے مکے روانہ کیا کہ جاکے ابوسفیان کو مار ڈالیں۔ یہ عمرو بن اُمیہ وہی بزرگ ہیں جن کے نام نے امیر حمزہؓ کی داستان میں عمرو عیار کا لقب حاصل کیا ہے۔ اور جن کی جانب خدا جانے کیسے کیسے کیا دی و مکاری کے مزخرف واقعات منسوب کیے گئے ہیں۔ اور کیا عجب کہ اُن تمام کہانیوں کا منشا انتزاع یہی واقعہ ہو۔ اس لیے کہ اُن کو اس مہم میں اگرچہ کامیابی نہیں حاصل ہوئی لیکن اول سے آخر تک جو جو واقعات پیش آئے ان میں ان کی مذاق آمیز چالاکی کو اس قدر دخل تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سرگذشت سن کے ہنسی آگئی۔

سریہ عمرو بن امیہ ضمری

سریہ بیر معونہ

اسی صفر کے مہینے میں بیر معونہ کا معاملہ پیش آیا جو واقعہ رجیع سے بھی زیادہ دردناک تھا اور اس کی بنا یہ ہوئی کہ ابوبراء عامر بن مالک جو شہسواران عرب میں تھا اور ملاعب الاسنہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا مدینے میں حضرت رسالتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دین اسلام کی طرف مدعو کیا۔ اس نے آپ کے دین کو قبول تو نہیں کیا مگر چنداں مخالفت بھی نہیں کی۔ اور بولا "آپ اپنے چند لوگوں کو اہل نجد کے پاس بھیجیے۔ مجھے امید ہے کہ وہ لوگ آپ کی دعوت کو قبول کریں گے"۔ آپ نے فرمایا "اور جو نجد والے میرے لوگوں کو قتل کر ڈالیں؟" ابوبراء نے عرض کیا "اُن کی میں ذمہ داری کرتا ہوں"۔ عرب میں شرفاے قوم کی ذمہ داریوں کا ہمیشہ لحاظ کیا جاتا تھا لہٰذا آپ کو اطمینان ہوگیا اور منذر بن عمرو کو چالیس مسلمانوں کے ساتھ ارض نجد کی طرف روانہ فرمادیا۔ اس جماعت میں بعضے

ع ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۶۳ و ۶۴

نہایت ہی لائق اور سچے جان نثاران دربار رسالت تھے۔ یہ لوگ مدینے سے روانہ ہوئے بنی عامر و بنی سلیم کے مسکنوں کے قریب جا کے مقام بیر معونہ مین ٹھہرے۔ اور حرام بن ملحان کو آنحضرتؐ کا خط دے کے بنی عامر کے سردار عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ اس نے بے اس کے خط کو پڑھے بھی بیچارے حرام بن ملحان کو مار ڈالا۔ اور بنی عامر کو آمادہ کیا کہ باقی ماندہ اصحاب رسولؐ کو بھی بیر معونہ مین گھیر کے قتل کر ڈالین۔ بنی عامر نے جواب دیا کہ ہم ابو براء کی کفالت کو نہین توڑ سکتے۔ تب عامر بن طفیل نے قبائل بنی سلیم رعل اور ذکوان کو ابھارا۔ اور جب وہ ساتھ دینے پر راضی ہوئے تو انھین ساتھ لے کے اصحاب رسول اللہ کو گھیر لیا۔ اور سب بیچارون کو قتل کر ڈالا۔ اپنے مظلومون کا انتقام لینا دشوار تھا۔ اور ابو براء کو بڑی ندامت تھی کہ قبائل عرب نے ان کی کفالت وضمانت کی کچھ پروانہ کی۔ حسانؓ بن ثابت نے شہداء بیر معونہ کا ایک مرثیہ کہا جس مین ابو براء کی اولاد کو عامر بن طفیل کے اس فعل پر غیرت دلائی تھی۔ اور اس نظم کا یہ فوری نتیجہ ظاہر ہوا کہ ابو براء کے بیٹے ربیعہ نے باوجود مسلمان نہ ہونے کے عامر بن طفیل کو اپنے نیزہ کا نشانہ بنا کے دنیا سے ناپید کر دیا۔

تمام سریہ والون کی شہادت

عمرو بن امیہ کی سرگذشت

جس وقت شہداء بیر معونہ کی لاشین بے کفن اور غیر مدفون پڑی ہوئی تھین عمرو بن امیہ ضمری اور ایک انصاری شخص قریب کی چراگاہ مین تھے۔ ملبور کو اڑتے دیکھ کے انھین اندیشہ ہوا۔ گھبرائے ہوئے آئے دیکھا تو کل مسلمان جام شہادت پی چکے تھے۔ انصاری بزرگ نے تو جوش مین آ کے دشمنون پر حملہ کیا اور شہید ہو گئے۔ مگر عمرو جو اس تجویز مین تھے کہ بھاگ کے

عہ ابن خلدون۔ بقیہ جلد دوم۔ صفحہ ۲۷ و ۲۸ عہ ابن ہشام صفحہ ۶۵۱

حضرت رسالتؐ کو اس واقعے کی خبر دین دشمنون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئے۔
عامر بن طفیل کو جب معلوم ہوا کہ یہ مہاجرین مین سے اور معد بن عدنان کی نسل سے ہین تو اُن کی پیشانی کے بال کاٹ لیے۔ اور اپنا غلام بنا کے آزاد کر دیا۔

وہ دو ذمی کافرون کو قتل کرتے ہین

آزادی پا کے عمرو مقام قرقرہ مین پہونچے اور دو عامری شخصون سے ملاقات ہوئی۔ بنی عامر سے حضرت رسولؐ سے معاہدہ ہو چکا تھا اور عمرو کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ جب وہ دونون عامری سوئے تو اُن کو قتل کر ڈالا اور جناب رسالتؐ کی خدمت مین حاضر ہو کے اور سب واقعات کے ساتھ اپنی یہ بہادری بھی ظاہر کی۔ آپ نے سُن کے فرمایا بنی عامر سے تو ہم سے معاہدہ ہو چکا ہے۔ اِن دونون جانون کا ہمین فدیہ ادا کرنا پڑے گا۔

اور جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ عامر بن طفیل کی طرف سے

اور آپ اُنکا فدیہ ادا کرتے ہین

چند لوگ اُن عامریون کا خون بہا لینے کو آئے۔ اور آپ نے ارادہ کیا کہ اس زر فدیہ کا بار سب لوگون پر بانٹ دیا جاے۔ کیونکہ عمرو بن امیہ سے یہ فعل محض لاعلمی سے سرزد ہو گیا تھا۔ آپ نے اس رقم کے فراہم کرنے کے لیے جہان اور لوگون سے چندہ مانگا یہود بنی نضیر سے بھی مانگا۔ بلکہ اس رقم کے وصول کرنے کے لیے آپ کو اس قدر اہتمام تھا کہ ابوبکرؓ۔ عمرؓ

یہود بنی نضیر کی دغابازی

علیؓ اور چند اور اصحاب کو ہمراہ رکاب لے کے خود اُن کی بستی مین تشریف لے گئے۔ اُنھون نے چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ اور آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ایک دیوار کے نیچے بیٹھ گئے۔ اتنے مین اُن ذلیل و پُر دغا لوگون نے عمرو بن جحاش نام ایک یہودی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ چھت پر جا کے ایک بڑا سا پتھر آپ کے سر پر لڑھکا دے۔ اور چراغ نبوت کو گُل کر دے۔ عمرو اس ارادے سے گیا۔ مگر خدا نے وحی کے ذریعے سے

نماز خوف | مگر اس کے بعد دشمنون کا ایک گروہ مجتمع ہو کے مقابلے کو آیا۔ اور اس قدر قریب آ پہونچا کہ آپ نے اور مسلمانون نے نماز عصر اس طرح پڑھی جس طرح کہ خوف کے محل مین پڑھی جاتی ہے۔ لیکن باوجود اس کے لڑائی کی نوبت نہین آئی۔ خدا نے اُن کے دل مین آپ کی ہیبت ڈال دی اور منتشر ہو گئے۔

اسی سفر مین ایک مرتبہ آپ تنہا تھے کہ بنی محارب مین کا کوئی شخص قریب آیا اور بولا "ذرا آپ کی تلوار تو دیکھون" آپ نے تلوار اس کے ہاتھ مین دے دی۔ تلوار لیتے ہی اُس نے کھینچ لی اور کہا "اے محمدؐ تم مجھ سے ڈرتے نہین؟" آپ نے فرمایا "نہین" بولا "اور میرے ہاتھ مین یہ تلوار دیکھ کے بھی نہین ڈرتے؟" آپ نے فرمایا "کیون ڈرون؟ معلوم ہے کہ خدا مجھے تیرے ہاتھ سے بچائے گا" یہ جواب سُن کے اُس نے آپ کی تلوار پھیر دی۔ اور چلا گیا۔ اس غزوہ کو غزوہ ذات الرقاع کہتے ہین۔ رقاع کے معنے عربی مین کپڑے کے ٹکڑون اور چیتھڑون کے ہین۔ چونکہ اس سفر جہاد مین مسلمانون کے پاس سواریان کم تھین برہنہ پا چلتے چلتے پاؤن زخمی ہو گئے تھے۔ اور لوگ پیرون مین چیتھڑے باندھ باندھ کے سفر کرتے تھے لہذا اس کا ذات الرقاع نام رکھ دیا گیا۔

آپ کے نواسے عبداللہ بن عثمان کا انتقال | اسی سال جمادی الاول مین آپ کے نواسے عبداللہ بن عثمانؓ بن عفان نے جو جناب رقیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے چھ سال کی عمر مین اپنے نانا اور باپ کو داغ دے کے عالم آخرت کا سفر کیا۔ کھیلتے پھرتے تھے کہ اتفاقاً آنکھ مین مرغی نے چونچ ماردی جس سے اُس معصوم بچے نے جان دی۔ مگر اسی سال شعبان کی پانچوین تاریخ حضرت سبط اصغر اور شہید کربلا جناب امام حسینؑ

عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۸۶ و ۸۷

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۶۶

علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اللہ نے دوسرا نواسہ عطا کرکے آپ کا غم غلط کردیا۔

غزوۂ بدر صغری

ابوسفیان نے معرکہ اُحد کے خاتمے پر آپ سے اقرار کیا تھا کہ پارسال ہم میں آپ میں پھر معرکہ آرائی ہوگی۔ اب اس کا وقت آگیا تھا۔ چنانچہ اسی سنہ ہجری کے ماہ شعبان میں آپ نے سفر جہاد کا سامان کردیا۔ عبداللہ بن رواحہ خزرجی کو اپنی جگہ مدینے میں چھوڑا۔ اور خود اس شان سے روانہ ہوئے کہ ڈیڑھ ہزار نبرد آزما ہمراہ رکاب تھے۔ جن میں سے صرف دس صاحبوں کی ران کے نیچے گھوڑے تھے۔ علم اسلام حضرت علیؓ مرتضی کے کندھے پر تھا۔ ابوسفیان نے اُحد میں کامیابی کے جوش سے ازخود رفتہ ہوکے وعدہ تو کرلیا تھا مگر اب پریشان تھا۔ اور کچھ بنائے نہ بنتی تھی۔ پہلی چالاکی یہ کی کہ نعیم بن مسعود اشجعی سے کہا میں تمھیں دس اونٹ دونگا اگر مدینے والوں کی ہمت پست کردو اور ایسی کوشش کرو کہ اس سال وہ لوگ میرے مقابلے کو نہ نکلیں۔ اونٹوں کے لالچ میں نعیم مدینے میں آیا۔ اور اہل مکہ کی فوج کی ایسی کثرت بیان کی۔ اور تمام باتیں ایسی بڑھا بڑھا کے ظاہر کیں کہ بہت سے مسلمانوں کے دل میں رعب بیٹھ گیا۔ اور یہ حالت ہوگئی کہ خود آنحضرتؐ کو تردد تھا کہ دیکھئے یہ لوگ مقابلے کی جرأت کرتے ہیں یا نہیں۔ یہ رنگ دیکھ کے ابوبکرؓ و عمرؓ نے نہایت زور و شور کے ساتھ کہا "اللہ جل شانہ خود ہی اپنے دین کو غالب اور اپنے پیغمبر کو کامیاب کرے گا" ہم جب کہ اُن سے وعدہ کرچکے ہیں تو ضرور مقابلے کو نکلیں گے

مسلمانوں کے ڈرانے کی کوشش

ابوبکر و عمر کی مستقل مزاجی

عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۲۲ عہ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ اس سفر میں آپنے عبداللہ بن ابی منافق کے بیٹے عبداللہ کو اپنا جانشین کیا تھا۔ مگر اور تمام مورخین عبداللہ بن رواحہ کا نام بتاتے ہیں چنانچہ غالباً یہی صحیح معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ عبداللہ بن ابی کے ایسے منافق کے بیٹے کو اپنا قائم مقام کرنا قیاس کے بھی خلاف معلوم ہوتا ہے۔

ورنہ وہ لوگ ہمین بزدل خیال کرین گے" یہ سُن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو گئے اور فرمایا "چاہے ایک شخص بھی ساتھ نہ جائے مگر مین خدا کی قسم اُن کے مقابلے کو ضرور جاؤن گا" یہ فرما کے بے تکلف مدینے سے چل کھڑے ہوئے۔ اور بدر کے کنارے پہونچ کے فروکش ہو گئے

ابوسفیان اہل مکہ کو بلا کے میدان مین لاتا ہے

ابوسفیان کو نعیم کی کارروائی پر بہت کچھ بھروسا تھا اہل مکہ سے کہا "تم گھبراؤ نہین ہم ایک یا دو منزل جا کے پلٹ آئین گے۔ اگر محمدؐ کے ساتھیون نے آنے کی جرأت نہ کی اور ڈر گئے تو ہمارا نام ہو جائے گا اور انہین لوگون کو الزام دے کے پلٹ آئین گے اور اگر دیکھین گے کہ وہ لڑنے کو تیار ہین تو یہ کہدین گے کہ یہ سال قحط کا ہے اس لیے ہم نہین لڑ سکتے" الغرض اس طرح بھا بھلا کے دو ہزار کی جمعیت اور پچاس سوارون کے ساتھ مکے سے روانہ ہوا۔ اور مرالظہران کے پاس ایک گاؤن مین آ کے ٹھہرا۔ اور وہان جب یہ خبر سنی کہ آنحضرت مدینے سے

اور بے مقابلے کی جرأت کیے واپس جاتا ہے

روانہ ہو چکے تو یہی مشہور کر کے واپس گیا کہ قحط سالی کی وجہ سے لڑائی ملتوی کی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آٹھ دن تک مشرکین کا انتظار کرتے رہے۔ اور جب اُن کی واپسی کا حال معلوم ہو گیا تو مدینے مین واپس چلے آئے۔ اس سفر مین اگرچہ جنگ و پیکار کی نوبت نہین آئی۔ مگر تمام قبائل عرب پر آپ کی قوت و سطوت کا اثر پڑ گیا۔ اور ہر طرف اسلام کی دھاک بیٹھنے لگی۔ اس غزوہ کا نام چونکہ مقام بدر مین آپ نے قیام فرمایا تھا بدر اور بوجہ لڑائی نہ ہونے کے بدر صغری رکھا گیا۔[۵]

---

[۵] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۸۹ و ۹۰

اسی سال آپ نے جناب ام سلمہؓ اور زینبؓ بنت جحش کو اپنے عقد نکاح
حضرت ام سلمہ اور زینب بنت جحش آپ کے عقد مین
مین لیا۔ اوران دونون خوش نصیب خاتونون کو مسلمانون کی واجب التعظیم مان بننے کی عزت
حاصل ہوئی۔ زینبؓ بنت جحش کا عقد اس سے پیشتر آپ نے اپنے غلام زید
بن حارثہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ جنھین آپ نے حسب رسم جاہلیت اپنا متبنی بنایا تھا۔
زید بن حارثہ اور زینب بنت جحش کا واقعہ
بعد کو وہ تبنیت تو منسوخ ہوگئی مگر اکثر لوگ زید کو زید بن
محمدؐ کہا کرتے تھے زید کے لیے جب آپ نے زینبؓ کو پیام
دیا تو وہ سمجھین کہ خود اپنے عقد مین لین گے لیکن جب معلوم ہوا کہ زید کے ساتھ
نکاح ہوگا تو انھون نے انکار کر دیا۔ اس پر ایک آیت عتاب نازل ہوئی۔ اور
انھین راضی ہونا پڑا۔ نکاح تو ہوگیا مگر بنتی نہ تھی۔ اس لیے کہ زینبؓ زید کی کچھ
وقعت نہ سمجھتی تھین۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید سے ملنے کو
اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ اتفاقاً ہوا سے پردہ اُڑ گیا۔ اور زینبؓ سامنے
کسی قدر برہنہ بیٹھی تھین۔ چونکہ صاحب جمال تھین آپ کو بھلی معلوم ہوئین
اور آپ کے دل مین ایک خیال پیدا ہوگیا۔ چند روز بعد زید باہمی نا اتفاقی
کی شکایت لیے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوے اور طلاق کی
اجازت چاہی آپ نے فرمایا کیا ان کی نسبت تمھین کسی قسم کا شبہ ہے؟ عرض کی
خدا کی قسم نہین۔ آنحضرتؐ نے پھر سمجھایا کہ اپنی بیوی کو نہ جدا کرو۔ اور اس معاملے
مین خدا سے ڈرو۔ مگر زید نے نہ مانا اور بیوی کو طلاق دے دی۔ اس کے
بعد آپ نے انھین اپنے عقد نکاح مین لیا۔ اور وحی نازل ہوئی کہ خود
خداوند جل و علا نے آپ کا نکاح زینبؓ کے ساتھ کر دیا۔ جس پر حضرت
زینبؓ ہمیشہ فخر کیا کرتی تھین[۵]۔ متاخرین اہل سیر بڑی کوششون سے

[۵] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۶۶

ثابت کرنا چاہتے ہین کہ دنیا مین آنحضرتؐ کا نکاح حضرت زینبؓ کے ساتھ نہین ہوا اور آپ نے صرف یہ کہہ کے کہ میرا تمھارا نکاح خدا نے پڑھا دیا ہی انھین اپنی بیوی بنالیا۔ معترضین اور خاصۃً عیسائی پادریون کو اس بے بنیاد بیان سے بہت کچھ چون وچرا کا موقع مل گیا ہی۔ لیکن قدیم اور مستند کتب کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوجاتا ہی کہ آپ نے جس طرح اور نکاح کیے زینبؓ کے ساتھ بھی کیا۔ اس مین اتنی فضیلت زیادہ تھی کہ اللہ جل شانہ نے بھی تجدید نکاح کردی۔ ابن ہشام جو اہل سیر مین سب سے زیادہ مستند ہی صاف لکھتا ہی کہ زینبؓ کے بھائی ابو احمد بن جحش نے انھین آپ کے عقد مین دیا۔ چار سو درہم مہر قرار پایا۔ پھر دیگر روایات مین زمانۂ عدت کے گذرنے کا بھی ذکر ہی۔ دعوت ولیمہ بھی ہوئی تھی اور معمولی ولیمون سے زیادہ دھوم دھام کے ساتھ ہوئی تھی۔ یہ باتین دنیا مین نکاح نہ ہونے کی ہین؟ تعجب ہی کہ لوگ معجزہ وکرامت کے شوق مین ایک بڑا بھاری دھبہ رسول اللہ کے دامن پر لگاتے ہین اور تبنہ نہین ہوتے۔

زینبؓ کا عقد صرف آسمان پر ہوا یا زمین پر بھی

سنہ ۵ھ بدر صغری کے بعد اس سال کوئی لڑائی نہین پیش آئی۔ آپ مدینے ہی مین فروکش رہے۔ اور سنہ شروع ہوا۔ جس مین دو مہینے بعد ربیع الاول مین آپ کو خبر پہونچی کہ مقام دومۃ الجندل مین دمشق سے پانچ منزل اس طرف اور مدینہ طیبہ سے پندرہ دن کے راستے پر ایک بڑا گروہ جمع ہوا ہی جس نے راستہ بند کردیا ہی۔ ہر آنے جانے والے کو لوٹ لیتے ہین۔ اور خاص مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے والے ہین۔ آپ نے سبلع بن عرفطہ غفاری کو اپنا نائب بنا کے مدینے مین چھوڑا۔ اور خود ایک ہزار جان نثارون کی فوج لے کے اس طرح روانہ ہوئے۔ کہ دن بھر چھپے رہتے اور راتون کو چلتے۔ رہبر کے بتانے سے آپ نے اُن کے مویشیون وغیرہ پر حملہ کیا۔ جن مین سے کچھ ہاتھ سے نکل گئے اور کچھ قبضے مین آئے

غزوہ دومۃ الجندل

اور وہ لوگ یہ خبر سُن کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ خاص اُن کے مرکز مین جا کے فروکش ہوئے۔ ادہر اُدہر حملہ آوری کے لیے مختلف جماعتین روانہ کین۔ الغرض اس سفر مین بھی بغیر کسی مزاحمت و نبرد آزمائی کے آپ کامیاب واپس آئے اور ۲۰ ربیع الآخر کو مدینہ طیبہ مین داخل ہوئے۔

قحط مین آپ مشرکین مکہ کی مدد کرتے ہین

اب قحط نے مشرکین قریش کو بہت ہی زیادہ پریشان کر رکھا تھا۔ اور غرباے مکہ اپنی آسمانی آفت سے تباہ ہوئے جاتے تھے۔ اُن کی مصیبتین سُن کے آپ کو ترس آگیا۔ اور محض ہمدردی کی غرض سے کچھ سونا اُن کے پاس بھیجا کہ اپنے کام مین لائین۔ اور جہان تک ہو سکے بھوک کی مصیبت سے بچائین۔

باب نوزدہم

غزوہ احزاب

غزوہ خندق یا احزاب۔ یہود کی بدعہدی۔ وہ بت پرستی کو توحید سے اچھا بتاتے ہین۔ آپ کے مقابلے کے لیے قبائل عرب جمع ہوتے ہین۔ اُن کی مجموعی تعداد۔ آپ کا تردد۔ کھائی یا خندق کھودنے کی تجویز۔ اُس کا اہتمام۔ سلمان فارسی کا شمار اہل بیت مین ہو۔ مہاجرین انصار کا جوش اطاعت۔ فتوحات اسلام کا پہلے سے نظر آجانا۔ دشمن مدینے کے گرد اترتے ہین۔ لشکر اسلام کا مقابلے کو نکلنا۔ یہود کی عہد شکنی۔ عورتون اور بچون کی حفاظت۔ ایک خود آپ پر حملہ آور ہونے والے کا انجام۔ بنی غطفان سے صلح کی گفتگو۔ انصار اُسے نہین منظور کرتے نبوت نے اجتہاد کی کہان تک اجازت دی ہو۔ عمرو بن عبدود۔ حضرت علی کے ہاتھ سے اُسکا مارا جانا۔ سعد بن معاذ کا زخمی ہونا۔ اُن کی دعا و آرزو۔ صفیہ بنت عبد المطلب کی

---

۵ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۹۰ ۵ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۵۲۸

بہادری۔ فتح کا سامان۔ نعیم بن مسعود کی کارگذاری۔ دشمنون مین پھوٹ۔ غضب آسمانی۔
حذیفہ بن الیمان دشمنون کا حال دریافت کرنے کو جاتے ہین دشمنون کا بھاگنا۔ دشمنو کا نقصان

غزوہ خندق یا احزاب

بدر صغری مین تو مشرکین مکہ کو آپ سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہین ہوئی تھی۔ مگر اُس کے آٹھ مہینے بعد اُن کی طرف سے ایک ایسا سخت حملہ ہوا کہ اگر خداوند جل وعلا اپنے رسول اور مسلمانون کی مدد نہ کرتا تو شمع ہدایت کے گُل ہو جانے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھ رہا تھا۔ اور اُس کی بنا یہ ہوئی کہ اطراف مدینہ سے یہود بنی نضیر جلاوطن کیے گئے تو اُن مین سے سلام بن مشکم اور حیی بن اخطب وغیرہ چند معزز اور صاحب اثر یہودی جا کے خیبر مین مقیم ہوئے۔ اُن کے دلون مین آتش عناد بھڑک رہی تھی۔ اور باوجودیکہ حضرت رسولؐ سے عہد وپیمان ہو چکا تھا۔ اور مخالفت کی کوئی کارروائی کرنے کے مجاز نہ تھے۔ مگر چند ہی روز مین موقع پا کے اہل مکہ کے پاس گئے۔ اور اُن کو اُبھارا کہ آؤ ہم تم مل کے اس نئے مدعی نبوت کا خاتمہ کر دین۔ اور دل مین ٹھان لین کہ اس نئے دین کو بیخ وبنیاد سے

وہ بُت پرستی کو توحید سے اچھا بتاتے ہین

اُکھاڑ کے پھینک دین۔ اہل مکہ نے کہا "اچھا پہلے یہ تو بتاؤ کہ ہمارا دین اچھا ہے یا محمدؐ کا؟ اس کا فیصلہ تم ہی خوب کر سکتے ہو۔ اس لیے کہ سب سے پُرانی آسمانی کتاب تمھارے ہاتھ مین ہے" یہود نے کہا "تمھارا دین بہت اچھا ہے" مشرکین اس جواب سے خوش ہوئے۔ اور آنحضرتؐ کے مقابلے مین پوری قوت سے ساتھ دینے کا وعدہ کر لیا۔ ان لوگون کو فساد پر آمادہ کر کے یہ یہودی بنی غطفان کے پاس گئے۔ اُن سے بھی رسول اللہ (صلعم) کے مقابلے مین مدد مانگی اور یہ کہہ کے اُن کا حوصلہ بڑھایا کہ قریش مکہ بھی ساتھ دینے کا وعدہ کر چکے ہین۔ اس کے ساتھ انھین یہ لالچ بھی دلایا کہ اگر تم نے اس مہم مین شرکت کی تو ہم خیبر کے کھجور کے باغون کی ایک فصل تمھاری نذر کر دین گے

الغرض ایسا باغ بنرو کھایا کہ وہ بھی آمادہ ہوگئے۔

یہ سب قول و اقرار ہونے کے بعد وقت معین کیا گیا۔ اور جب وہ وقت آگیا تو قریش تین ہزار کی جماعت سے مکے سے نکلے جن کے ساتھ تین سو گھوڑے اور ڈیڑھ ہزار اونٹ تھے۔ دار الندوہ مین جھنڈا بنا کے عثمان بن ابی طلحہ کے ہاتھ مین دیا گیا۔ اور ابو سفیان سالار فوج بنا۔

آپ کے مقابلے کیلئے قبائل عرب جمع ہوتے ہین

مرالظہران تک پہونچے تھے کہ سفیان بن عبد شمس بنی سلیم کے سات سو جوانون کو لیے ہوے آکے شریک ہوگیا۔ آگے بڑھے تو اور قبائل عرب آآکے ملنے لگے چنانچہ طلیحہ بن خویلد اسدی بنی اسد کے ساتھ۔ عیینہ بن حصن فزاری بنی غطفان کے ساتھ۔ حارث بن عون مری بنی مرہ کے ساتھ۔ مسعود بن رخیلہ بنی اشجع کے ساتھ اور اسی طرح اور بہت سے قبائل عرب آکے شریک ہوگئے۔ یہان تک کہ پورے

اُن کی مجموعی تعداد

دس ہزار کا گروہ آپ کے مقابلے اور مدینے کے محاصرے کو روانہ ہوا۔ اس کے مقابل آنحضرتؐ کی قوت کی نسبت بعض تو کہتے ہین کہ تین ہزار جوانون کی تھی مگر صحیح یہ ہے کہ اُس وقت کل ایک ہزار جوان آپ کے علم اسلام کے نیچے جمع ہوسکتے تھے۔

آپ کا تردد

دشمنون کی اس تعداد کثیر اور ان کے باہمی عہد و پیمان کی خبر سن کے آپ متردد ہوگئے۔ اور فکر مند تھے کہ اس سیلاب عظیم کو کیونکر روکین۔ اتفاقاً انھین دنون سلمان فارسی آزادی پاکے آپ کے پاس رہنے لگے تھے۔ ایمان تو پہلے ہی لاچکے تھے۔ مگر کسی شخص کے غلام تھے۔ اور دربار رسالتؐ مین باریاب ہونے کا بہت کم موقع پاتے تھے۔ اب آپ نے کوشش فرما کے اُنھین آزاد

کھائی یا خندق کھودنے کی تجویز

کرادیا تھا۔ اور اکثر آپ ہی کی صحبت مین رہا کرتے تھے۔ انھون نے عرض کیا ممالک عجم مین دستور ہے کہ زبردست حریف کے

روکنے کے لیے فوج کے سامنے بڑی سی کھائی کھدوا دیا کرتے ہین۔ اگر آپ مناسب سمجھین تو اس موقع پر اپنی فوج کی حفاظت کے لیے بھی ایسے خندق کھدوا دین۔ آپ نے اس رائے کو پسند کیا۔ اور مدینے کے باہر ارض شام کی جانب مشرقی کونے سے لے کے مغرب تک کھائی کھودی جانے لگی۔ جس مین سب سے زیادہ محنت خود سلمان فارسی نے کی۔ آپ نے محنت کو یون تقسیم کیا کہ دس دس آدمیون کی جماعتین قرار دین۔ اور دس گز کا ٹکڑا ہر جماعت کے سپرد کیا یعنی ایک گز لمبی کھائی کھودنا ہر شخص کے ذمے تھا۔ سلمان کو جفاکش اور محنتی دیکھ کے انصار اپنے ساتھ لینا چاہتے تھے اور مہاجرین اپنے ساتھ۔ اس نزاع کا فیصلہ آپ نے یون کر دیا کہ فرمایا "سلمان ہم مین سے ہین۔ اور اُن کا شمار اہل بیت مین ہی"

اُس کا اہتمام

سلمان فارسی کا شمار اہل بیت مین ہو

مہاجرین و انصار کا جوش اطاعت

یہ مبارک محنت نہایت ہی دلچسپ تھی۔ انصار و مہاجرین کو پیٹھ پر مٹی لاد لاد کے لے جاتے دیکھ کے آپ نے فرمایا

اللھم ان العیش عیش الاخرہ فاغفر الانصار والمہاجرہ

(خداوندا اصلی عیش عیش آخرت ہی لہذا انصار و مہاجرین کی مغفرت کر)

دونون مستعد و جان نثار گروہون نے جوش و خروش سے اسکا جواب دیا

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجہاد ما بقینا ابداً

(ہم وہ لوگ ہین جنھون نے محمد (صلعم) کے ہاتھ پر زندگی بھر کے لیے جہاد کی بیعت کی ہی)

فتوحات اسلام کا پہلے سے نظر آجانا

کھودتے کھودتے ایک پتھر نکلا جو کسی کے کاٹے نہ کٹتا تھا آپ خبر سن کے خود تشریف لائے اور اگرچہ بھوک سے یہ حالت تھی کہ پیٹ پر تین پتھر بندھے ہوئے تھے کدال ہاتھ مین لے کے کھودنے لگے۔ کدال پڑتے ہی اُس پتھر سے ایک ایسی روشنی نمودار ہوئی کہ مدینے کی پہاڑیان چمک اُٹھین۔ اور اس مین آپ کو ارض شام کے

سُرخ محل نظر آئے۔ آپ نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کر کے فرمایا "خدا نے اس ملک کی فتح کی کنجیاں میرے ہاتھ مین دین"۔ دوسری ضرب پر پھر وہی چمک پیدا ہوئی اور اس مین آپ نے ملک فارس دولت کسروی کے محل اور مدائن کے قصر دیکھے۔ اور تکبیر کہہ کے فرمایا "خدا نے مجھے ملک ایران بھی دیا"۔ تیسری ضرب پر پھر وہی شعاعین چمکین اور ان مین آپ کو ملک یمن اور شہر صنعاء کے پھاٹک نظر آئے۔ اور آپ نے تکبیر کہہ کے فرمایا کہ "خدا نے یہ ملک بھی مجھے دیا"۔ ان باتون کو سچے عقیدت کیشون نے ذوق وشوق سے سنا اور خدا کے وعدون کے منتظر ہو گئے مگر منافقون نے قہقہے اُڑائے۔ اور طرح طرح کے طعن آمیز حاشیہ چڑھانے لگے

کھائی کھُد کے تیار ہو گئی۔ اور دشمنون کا سیلاب عظیم سامنے سے نمودار ہوا۔ جرف اور غابہ وہان سب طرف کا پانی مل کے بہتا تھا قریش خیمہ زن ہوئے۔ دیگر قبائل نجد وغطفان کوہ اُحد کے پہلو مین اُترے۔ آپ نے ابن اُم مکتوم کو اپنی جگہ مدینے مین چھوڑا۔ پھر مہاجرین کا علم زید بن حارثہ کے ہاتھ مین اور انصار کا علم سعد بن عبادہ کے ہاتھ مین دے کے باہر نکلے۔ اور دشمن کے سامنے اس وضع سے اُترے کہ کوہ سبع آپ کی پشت پر تھا۔ اور وہ کھائی آپ کے اور مشرکین کے درمیان مین حائل تھی۔ ابھی تک آپ کو اطراف مدینہ کے یہود کی نسبت اطمینان تھا مگر انھون نے بھی فساد شروع کیا۔ بنی قریظہ کا سردار کعب بن اسد عہد شکنی کر نیکے خلاف تھا اور صاف کہتا تھا کہ جب محمد (صلعم) نے مجھ سے کوئی بدعہدی نہین کی تو مین کیونکر عہد شکنی کرون؟" مگر حیی بن اخطب نے زور ڈال کے اور اصرار کر کے اُسے مخالفت پر آمادہ کیا۔ اب اسی حیی نے دشمنون کو اس امر پر اُبھارا کہ ایک ہزار قریش اور ایک ہزار بنی غطفان مل کے خاص دارالنبوۃ

دشمن مدینے کے گرد اُترتے ہین

لشکر اسلام کا مقابلے کو نکلنا

یہود کی عہد شکنی

نبوت نے اجتہاد کی کہانتک اجازت دی ہے

امور کے جن کے وحی کے ذریعے سے ہم مکلف کیے گئے ہین دیگر امور اور عام سُنن عادیہ و معاملات دنیویہ مین اسلام نے ہمین کہانتک آزادی دی ہے۔

عمرو بن عبدوُد

اب دشمن لڑائی پر آمادہ ہوئے۔ عمرو بن عبدوُد جو یوم بدر مین پچرکا کھاکے گیا تھا اور اُسی زخم کی بدولت یوم اُحد مین شریک نہین ہوسکا تھا ان لوگون مین سب کے آگے تھا۔ خندق کے کنارے پر آکے ان لوگون نے کہا "یہ تو روکنے کی نئی تدبیر کی گئی ہے جس سے اہل عرب بالکل ناآشنا ہین"۔ پھر خندق کے کنارے کنارے چلے۔ اور ایک مقام پر جہان کھائی پتلی تھی ارادہ کیا کہ گھوڑے پھندا کے اس پار آجائین۔ مگر درمیان ہی مین گرے۔ اور ادہر چڑھ کے آنا چاہتے تھے کہ حضرت علیؓ مع چند جان بازان اسلام کے روکنے کو بڑھے

حضرت علی کے ہاتھ سے اس کا مارا جانا

عمرو بن عبدوُد جیسے ہی روکا گیا گھوڑا روک کے بولا "میرے مقابلے کو کون آئے گا"؟ علیؓ مرتضی بڑھے اور بولے "مین" پھر اُس سے پوچھا "اے عمرو تم نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر کوئی قریشی شخص تم سے دو خواہشین کرے گا تو ان مین سے ایک کو تم ضرور منظور کروگے" عمرو بولا "بے شک خدا سے میرا یہ عہد ہے"۔ آپ نے فرمایا "تو مین قریشی ہون اور تمھین خدا اور رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہون"۔ اس نے کہا "نہین مجھے اس کی ضرورت نہین"۔ پھر بولا "مین تمھین قتل کرنا بھی نہین چاہتا کسی اور کو بھیجو"۔ حضرت علیؓ نے کہا "اور مین خدا کی قسم تمھین قتل کرنا پسند کرتا ہون"۔ اس پر وہ جوش مین آکے گھوڑے سے اتر پڑا۔ اور دونون نبرد آزما لڑائی مین مصروف ہوئے۔ اور تھوڑی ہی دیر مین حضرت علیؓ نے اُسے مار کے گرا دیا۔ اُس کے گرتے ہی سب ہمراہی بدحواس بھاگے۔ زبیر بن عوام نے تعاقب کیا۔ اور نوفل بن عبداللہ کے

ابن ہشام صفحہ ۶۷۷ و ۶۷۸

سر پر بھاگنے مین زبیرؓ کی تلوار اس زور سے پڑی کہ چوتڑون تک کاٹ گئی۔ اور دو ٹکڑے ہو کے ادہر اُدہر جھول پڑا۔

یہ محاصرہ کچھ اوپر بیس دن تک برابر جاری رہا۔ اور بجز تیر افگنی کے اور کسی قسم کی لڑائی کی بہت ہی کم نوبت آئی۔ ایک تیر سعدؓ بن معاذ کی رگ اکحل پر پڑا جس زخم سے کوئی جان بر نہین ہو سکتا۔ سعدؓ نے زخمی ہوتے ہی دعا کی کہ بارالہا۔ اگر قریش کی لڑائی کچھ باقی ہو تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ۔ اس لیے کہ جن لوگون نے تیرے رسولؐ کو اذیت دی ہو اُن سے لڑنے کا مجھ سے زیادہ مشتاق کوئی نہ ہوگا۔ لیکن اگر ان لڑائیون کا سلسلہ ختم ہو گیا ہو تو خداوندا یہی زخم میرے لیے باعث شہادت ہو اور خداوندا جب تک بنی قریظہ سے انتقام لے کے میری آنکھین نہ ٹھنڈی ہولین اُس وقت تک مجھے زندہ رکھ۔ کہتے ہین کہ یہ دعا مانگتے ہی سعدؓ کے زخم سے خون بہنا موقوف ہو گیا۔[عہ]

اُن کی دعا و آرزو

صفیہ بنت عبدالمطلب کی بہادری

اس معرکے مین آپ کی پھوپھی جناب صفیہؓ بنت عبدالمطلب سے ایک موقع پر ایسی غیر معمولی جوان مردی ظاہر ہوئی کہ موجب حیرت ہے۔ وہ اس لڑائی کے موقع پر حسانؓ بن ثابت کی گڑھی مین تھین جس مین حفاظت کے لیے اور بھی چند مسلمان عورتین اور بچے رکھ دیے تھے۔ حسانؓ بن ثابت بھی یہین عورتون اور بچون مین تھے۔ اور یہ سُن کے لوگون کو تعجب ہوگا کہ حسان کا سا شاعر جنھون نے اکثر جوان مرد ان صحابہؓ کے کانامے اپنے پرزور کلام کے ذریعے سے نظم کر کے تمام قبائل عرب مین مشہور کر دیے تھے نہایت ہی بزدل واقع ہوئے تھے۔ اتفاقاً ایک یہودی اس گڑھی کے

عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۶۸

عہ تاریخ الخمیس جلد ۱۔ صفحہ ۵۵۰

گرد چکر لگانے لگا۔ جناب صفیہؓ نے اُسے دیکھ کے حسانؓ سے کہا "دیکھو یہ یہودی کہین اوپر نہ چڑھ آئے رسول اللہ صلعم لڑائی مین مشغول ہین۔ ہماری مدد نہین کر سکتے۔ بہتر ہوگا کہ تم جا کے اُسے قتل کر ڈالو" حسانؓ نے کہا "بیوی تمھین معلوم ہی کہ مین اس کام کا آدمی نہین ہون" جناب صفیہؓ کو جب حسانؓ کی طرف سے مایوسی ہوئی تو ایک گرز اُٹھا لیا۔ اور قلعے سے اُتر کے اُس یہودی پر حملہ آور ہوئین۔ اُسے مار کے گرایا۔ اور واپس چلی آئین اور آتے ہی حسانؓ سے کہا "تُو مین نے اُسے قتل تو کر ڈالا مگر کپڑے جا کے تم اُتار لاؤ مین عورت ذات ہون مرد کے کپڑے اُتارتے مجھے شرم آتی ہی" حسانؓ نے کہا "مجھ سے یہ بھی نہ ہوگا۔ مین اُس کے کپڑون سے باز آیا"

فتح کا سامان

خدا مسلمانون کے صبر و شکر کا پورا امتحان لے چکا تھا۔ اب اپنے پیغمبرؐ کی مدد پر آمادہ ہوا جس کا ظہور ایک عجیب وضع سے ہوا۔ نعیم بن مسعود بنی غطفان کے ایک بہت معزز اور نامی گرامی شخص تھے اپنی قوم والون اور تمام دشمنون سے چھپ کے آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کے ایمان لائے۔ اور عرض کیا "جس طرح سے ارشاد ہو آپ کی مدد کرنے کو حاضر ہون۔ اور ابھی تک کسی کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہین ہی" آپ نے فرمایا "اکیلے تمھارے ایک کے آجانے سے ہمین کیا مدد مل سکتی ہی۔ لیکن ہان جس طرح بنے اس آفت کو دور کرو۔ اور یاد رکھو کہ لڑائی مکر و فریب کا نام ہی" نعیم یہ سُن کے واپس گئے اور بنی قریظہ مین پہونچے۔ جن سے بڑی دوستی تھی۔ پہلے اُن پر اپنا خلوص ظاہر کیا۔ پھر کہا "بنی غطفان و قریش کی حالت اپنی سی نہ سمجھو۔ تمھین یہان رہنا سہنا ہی۔ بیوی

نعیم بن مسعود کی کارگذاری

ع ۱ ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۱۹

بچے سب یہین ہین - اور ان لوگون کی یہ حالت ہی کہ مقابلے کو آئے ہین - غالب آئے تو مال غنیمت پائین گے - اور مغلوب ہوئے تو بھاگ کے اپنے گھرون اور شہرون مین ہو رہین گے - بہ خلاف اس کے تمھارا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہر وقت کا ساتھ ہی - اور پھر تم اکیلے محمدؐ سے مقابلہ نہین کر سکتے - لہذا اگر عہد و پیمان توڑا ہی تو اپنا اطمینان کر لو - ایسا نہ ہو کہ کل تم بیٹھ کے پچھتاؤ اور کچھ بنائے نہ بنے" سب نے کہا" بے شک تم سچ کہتے ہو - لیکن جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اب ہم کیا کر سکتے ہین ؟" جواب دیا" تمھارے لیے مصلحت یہ ہی کہ قریش و بنی غطفان سے کہلا بھیجو کہ اپنے چند معزز رؤسا و شرفا کو تمھارے پاس بطور کفالت کے بھیج دین - تاکہ تمھین اطمینان رہے - کہ آخر تک تمھارا ساتھ دین گے مگر دیکھو اُن پر یہ نہ ظاہر ہو کہ ہین نے یہ رائے دی ہی" یہ بات بنی قریظہ کے دل مین جم گئی - اور اُنھون نے ٹھان لی کہ جب تک کفیل نہ لے لین گے لڑائی کا ارادہ نہ کرین گے -

بنی قریظہ کو سمجھا بجھا کے نعیم نے قریش کے لشکر گاہ کا راستہ لیا - اور ابوسفیان وغیرہ سے مل کے کہا میری خیر اندیشی و ہمدردی کا حال تمھین معلوم ہی - ایک ایسی بات مجھے معلوم ہوئی ہی کہ جب تک تم پر ظاہر نہ کرون حق دوستی نہ ادا ہوگا - لیکن مخفی رکھنے کا وعدہ کرو" سب نے وعدہ کیا کہ ہرگز نہ ظاہر کرین گے - تب کہا" سنو یہود مسلمانون کی مخالفت کر کے اب پچھتاتے ہین - چنانچہ اُنھون نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم اپنے فعل پر نادم ہین - اور گذشتہ بدعہدی کے معاوضے مین اگر آپ پسند کرین تو یہ ہو سکتا ہی کہ ہم قریش و غطفان کے چند نامی و معزز شرفا آپ کے پاس بھیج دین اور آپ اُنہین قتل کر ڈالین - پھر ہم آپ مل کے

ان دونون گروہون پر حملہ کرین اور دم بھر مین سب کو تباہ کردین۔ محمدؐ نے اس رائے کو پسند کیا۔ اور دونون مین یہ باہمی قرارداد ٹھہر گئی ہے" پھر اس کے بعد نعیم نے اپنے قبیلے والون سے بھی وہی بیان کیا جو قریش سے کہا تھا۔ اور خاموش ہو رہے۔

دشمنون مین پھوٹ | اس کے بعد ہفتے کی شب کو سرداران قریش و بنی غطفان یہود بنی قریظہ کے پاس گئے۔ اور کہا "اب زیادہ انتظار نہین ہو سکتا تمھاری سرزمین زیادہ قیام کی متحمل نہین ہو سکتی۔ اور لشکر مین قحط پڑا جاتا ہے لہذا چلو کل ہم تم سب نکل کے مقابلہ کرین۔ اور کل ہی کی یورش مین ان نئے مذہب والون کو پامال کردین" بنی قریظہ نے کہا اول تو کل ہفتہ ہے جس دن ہمین کوئی کام کرنا جائز ہی نہین۔ دوسرے اب ہم تو جب لڑینگے جب تم دونون گروہ اپنے چند شرفا کو ہمارے پاس بطور کفالت کے چھوڑ دو تم شکست کھا کے بھاگ گئے اور محمدؐ کے لوگون نے ہم پر حملہ کر دیا تو اس وقت ہم کیا کرین گے؟ یہ جواب پاتے ہی تمام مشرکین کو یقین ہو گیا کہ نعیم کا کہنا بالکل صحیح تھا۔ اس وقت تو قریش چپکے واپس چلے آئے مگر تھوڑی دیر کے بعد کہلا بھیجا "ہم تمھارے پاس کوئی کفیل نہین بھیج سکتے۔ مسلمانون سے لڑنا ہو تو ہو نہین لڑو" بنی قریظہ نے اس کا سختی سے جواب دیا کہ "جب تک تم کفیل نہ دوگے ہم ہرگز نہ لڑینگے"

غضب آسمانی | ایک طرف تو دشمنون مین یون پھوٹ پڑ گئی دوسری طرف یہ غضب آسمانی نازل ہوا کہ جاڑون کا موسم تھا ایک سخت آندھی آئی۔ اور ہوا چلنا شروع ہوئی جو ٹھنڈ ہی اس قدر تھی کہ ہاتھ پاؤن ٹھٹھرے جاتے تھے۔ اور تیز ایسی کہ خیمے ڈیرے اور برتن چولھے سب اُلٹے جاتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دشمنوں میں تفرقہ پڑنے کا حال معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا "جو کوئی اس وقت جا کے دشمنوں کی خبر لے آئے اس کے لیے میں دعا کرون گا کہ جنت میں میرا رفیق ہو" مگر آندھی ایسی چل رہی تھی اس قیامت کی سردی تھی اور مسلمان اس قدر بھوکے ہو رہے تھے کہ باوجود ایسے وعدے کے کسی کو حامی بھرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ تب آپ نے اشارہ کر کے حذیفہ بن الیمان کو بلایا۔ بیچارے نفس پر جبر کر کے قریب گئے۔ آپ نے حکم دیا کہ تم جا کے دیکھو یہ لوگ کیا کر رہے ہیں مگر خبردار کسی سے بات نہ کرنا"، حذیفہ حکم رسالت پاتے ہی روانہ ہوئے۔ دشمنوں کے لشکر میں داخل ہوئے۔ دیکھا تو آندھی ہر چیز کو اُلٹے دیتی تھی۔ آگ سب طرف بجھ گئی تھی۔ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اور تمام لوگ ایک عجیب اضطراب میں تھے اس حالت سے گھبرا کے ابوسفیان نے کہا "اے اہل قریش ہر شخص غور کرلے کہ اُس کے پاس کون بیٹھا ہوا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دشمنوں کا کوئی آدمی گھس آیا ہو" یہ سنتے ہی حذیفہ نے اپنے پاس والے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا "تم کون ہو؟" اس نے ایک نام بتا دیا۔ ابوسفیان اپنے نزدیک مطمئن ہو کے بولا "ہم ایسے مقام میں ہیں کہ گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہوے جاتے ہیں۔ بنی قریظہ خلاف ہو گئے۔ اور ہوا کی یہ حالت ہے کہ نہ چولھے پر ہنڈیا ٹھہر سکتی ہے۔ نہ آگ روشن کر سکتے ہیں۔ اور نہ خیمے کھڑے رہتے ہیں لہذا میں تو جاتا ہوں اور تم بھی چلو" یہ کہہ کے اپنے اونٹ پر سوار ہو کے اُسے مارنے لگا۔ بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ اونٹ کھولنا بھول گیا تھا۔ حذیفہ کہتے ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ کر دیا ہوتا تو اس وقت بہت آسانی سے ممکن تھا کہ میں اُسے قتل کر ڈالتا اور کسی کو خبر بھی نہ ہوتی" یہ

حذیفہ بن الیمان دشمنوں کا حال دریافت کرنے کو جاتے ہیں

دشمنوں کا بھاگنا

حالت دیکھ کے حذیفہ واپس آئے۔ اور آنحضرتؐ سے ساری گذشت بیان کی۔ الغرض اس طرح سخت ناکامی کے ساتھ قریش بھاگے۔ اُن کے بھاگنے کی خبر سن کے بنی غطفان نے بھی اپنی سرزمین کا راستہ لیا۔ اور میدان صاف ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ "نصرت بالصبا" یعنی باد صبا نے میری مدد کی یہ اسی آندھی کی طرف اشارہ ہے جس نے غزوۂ خندق میں میدان کو دشمنوں سے خالی کرایا تھا۔ اس غزوے میں مشرکین کی طرف سے صرف چھ آدمی مارے گئے

دشمنوں کا نقصان

اس لڑائی کو مسلمان دو نامون سے یاد کرتے تھے۔ غزوۂ خندق اور غزوۂ احزاب۔ پہلا نام اس لیے کہ آنحضرتؐ نے اپنی فوج کی حفاظت کے لیے کھائی کھدوائی تھی۔ اور احزاب اس لیے کہ بہت سے قبائل اور عربی گروہوں کا آپ پر نرغہ تھا۔

باب بستم

غزوہ بنی قریظہ ودیگر واقعات

غزوۂ بنی قریظہ۔ یہود بنی قریظہ کا محاصرہ۔ اُن کا سردار اُن کو مسلمان کرنا چاہتا ہے مگر وہ نہیں مانتے۔ ابو لبابہ آپ کے وکیل بن کے قلعے میں جاتے ہیں۔ اور اُن کی ہمدردی میں اپنے فرض کو بھول جاتے ہیں۔ اُن کی ندامت اور توبہ بنی قریظہ ہتھیار رکھتے ہیں۔ اُن کی نسبت سعد بن معاذ کا فیصلہ۔ اُن کا قتل اُن میں سے جو لوگ زندہ بچے۔ مال غنیمت کی تقسیم۔ ریحانہ بنت عمر آپ کی حرم محترم۔ اُن کا ایمان لانا۔ آپ کا گھوڑے سے گرنا۔ اب خود مشرکین کو مکے سے بھاگنے کی فکر ہے۔ سریۂ محمد بن مسلمہ۔ ثمامہ بن اثال۔ اُن کا ایمان لانا

ع ابن ہشام صفحہ ۶۸۱ تا ۶۸۴

سریہ عکاشہ بن محصن - سریہ محمد بن مسلمہ اور انکی تباہی - سریہ ابو عبیدہ - غزوہ بنی لحیان
سریہ زید بن حارثہ بجانب عیص - سریہ زید بن حارثہ بمقابلہ بنی ثعلبہ - سریہ زید بن
حارثہ بمقابلہ بنی جذام - جناب رسالتؐ کی انصاف پسندی - سریہ زید بن حارثہ
بجانب وادی القری - سریہ عبدالرحمن بن عوف سریہ علیؑ ابن ابی طالب

غزوۂ بنی قریظہ

غزوۂ خندق سے واپس جاکے آپ ابھی مدینے مین اطمینان سے بیٹھنے بھی نہین پائے تھے کہ جبرئیل آئے اور آپ کو بنی قریظہ پر حملہ کرنے کا حکم سنایا - بنی قریظہ نے باوجود مضبوط عہد و پیمان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیسی شرمناک دغابازی کی تھی اور جیسے نازک موقع پر مسلمانون کے تباہ کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے اُس کے لیے ضرورت تھی کہ مدینے کے اطراف وحوالی جس قدر جلد ہو سکے ایسے دغاباز مفسدون اور بے حمیت فتنہ پردازون سے خالی

یہود بنی قریظہ کا محاصرہ

کرا لیے جائین - اس وقت ظہر کا وقت تھا - حکم خداوندی پاتے ہی آپ اُٹھ کھڑے ہوئے - اور حکم دے دیا کہ سب لوگ بنی قریظہ کے قلعے کے نیچے پہونچ کے نماز عصر ادا کرین - ابن اُم مکتوم مدینے مین آپ کے جانشین ہوئے اور حضرت علی مرتضیٰ علم اسلام لے کے بنی قریظہ کی طرف بڑھے - صحابہؓ کے تابع فرمان ہونے کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوگا کہ بہت سے لوگ جنھین روانگی اور سامان جنگ فراہم کرنے مین دیر ہوگئی وہ اگرچہ عشاء کے وقت سے بھی کچھ زیادہ دیر کر کے پہونچے مگر عصر کی نماز وہین پہونچ کے اور آدھی رات کو ادا کی - اور آپ نے اس کو جائز رکھا -

بہر تقدیر جس روز آپ غزوۂ خندق کی فکرون سے نجات پاکے مدینے مین تشریف لائے ہین اُسی روز سے بنی قریظہ کے قلعے کا محاصرہ شروع ہوا — برابر

عہ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۱ - عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۷۰

پچیس دن تک صحابہ گھیرے پڑے رہے۔ اور یہود کے دل مین آپ کی ہیبت بیٹھ گئی۔ اُن کے سردار کعب بن اسد نے جب یہ حالت دیکھی اور یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے فتح کیے واپس نہ جائین گے تو اپنے ہم قوم اور ہم مذہب لوگون کو بلا کے کہا "جو مصیبت سر پر نازل ہو گئی ہے اُس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اب میرے نزدیک تین باتون مین سے ایک کو اختیار کر لو۔ پہلی اور سب سے بہتر تو یہی صورت ہے کہ محمدؐ پر ایمان لے آؤ۔ دل مین انھین پیغمبر جانتے ہی ہو زبان سے بھی اقرار کر لو۔ یہ نہین ہو سکتا تو اپنے بال بچون اور عورتون وغیرہ کو قتل کر ڈالو پھر نکل کے حملہ کرو۔ یا تو ان لوگون پر غالب ہی آجائین گے یا خود لڑتے لڑتے مر جائینگے اور اگر یہ بھی نہین ہو سکتا تو یہ کرو کہ آج ہفتے کی رات ہے۔ وہ لوگ مطمئن ہونگے کہ آج ہم مقابلہ نہ کرین گے۔ ایسی حالت مین یکایک اُن پر ٹوٹ پڑو۔ کیا عجب کہ خدا کامیاب کر دے" یہود نے ان تینون باتون سے انکار کیا۔ دین کے متعلق کہا کہ "توریت کو چھوڑ کے ہم اور کسی کتاب پر ایمان نہین لا سکتے" عورتون اور بچون کے قتل کی نسبت کہا "پھر ان سب کی جان لینے کے بعد زندگی کا کیا لطف باقی رہ جائیگا" اور آخری امر کے بارے مین بھی یہی کہا کہ "ہم اپنے اصول دین کے خلاف سبت کے دن حملہ نہین کر سکتے"[۵]

اُن کا سردار اُن کو مسلمان کرنا چاہتا ہے مگر وہ نہین مانتے

آخر تنگ آکے آپ کے پاس پیام بھیجا کہ ابولبابہ بن منذر کو جو قبیلۂ اوس سے ہین اور ہمارے حلیف ہین بھیج دیجئے۔ ہمین جو کچھ کہنا ہے اُن سے کہدین گے۔ آپ کے حکم سے ابولبابہ گئے تو اُنکی صورت دیکھتے ہی تمام لوگون نے چارون طرف سے گھیر لیا۔ عورتین اور

ابولبابہ آپ کے وکیل بن کے قلعے مین جاتے ہین

[۵] ابن ہشام صفحہ ۶۸۵ و ۶۸۶

بچے گرد کھڑے ہو کے رونے لگے - اور سب نے پوچھا تمھاری رائے ہو کہ محمدؐ کے حکم کے مطابق قلعے سے اُتر آئین اور پھاٹک کھول دین ؟ ابولبابہ نے زبان سے تو کہا کہ "ہان اُتر آؤ" مگر گلے پر ہاتھ رکھ کے یہ بھی اشارہ کر دیا کہ قتل ہو گے یہ کہہ کے واپس آئے -

اور اُن کی ہمدردی مین اپنے فرض کو بھول جاتے ہین

اُن کی ندامت اور توبہ

راستے مین خیال آیا کہ مین گناہگار ہون - اس لیئے کہ پیغمبر علیہ السلام کے خلاف اُن لوگون کو قتل کی دھمکی دے دی بس پھر کیا تھا - ندامت کی کوئی انتہا نہ تھی - بجاے اس کے کہ رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہون منھ کے بل چلتے ہوئے مسجد نبوی مین آئے - ایک ستون سے آپ کو باندھ دیا قبول توبہ کے منتظر ہوئے اور عہد کیا کہ پھر کبھی بنی قریظہ کی زمین پر نہ جاؤن گا جہان خدا اور رسول کی خیانت کا مرتکب و مجرم ہوا ہون آنحضرتؐ کو خبر ہوئی تو فرمایا اگر سیدھے میرے پاس چلے آتے تو مین اُن کو معاف کر دیتا - لیکن اب وہ مسجد کے ستون مین آپ کو باندھ چکے تو جب تک خدا ہی نہ معاف کر دے مین کچھ نہین کر سکتا - چھ دن تک یونہین ستون مین بندھے رہے تھے اور صرف نماز کے وقت کھولے جاتے تھے کہ خدا نے خاص وحی ربانی اور آیت قرآنی کے ذریعے سے اُن کی خطا معاف کی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لے جا کے خود اپنے ہاتھ سے کھولا - اور بیڑا کبا دی -

بنو قریظہ آخر ذی قعدہ مین مجبور ہو کے بغیر کسی شرط کے آپ کے حکم کے بموجب قلعے سے اُتر آئے - قبیلۂ اوس والون نے حاضر ہو کے درخواست کی کہ خزرجیون کی خواہش کے مطابق جو سلوک اُن کے حلیفون یعنی بنی نضیر کے ساتھ کیا گیا تھا وہی سلوک ہماری خواہش کے مطابق بنی قریظہ کے ساتھ کیا جائے کیونکہ یہ ہمارے حلیف ہین - جس کا ماحصل یہ تھا کہ ہماری سفارش سے ان لوگون کی جان بخشی کی جائے - آپ نے فرمایا تم لوگ اس بات پر راضی ہو کہ تمھارے

بنی قریظہ ہتھیار رکھتے ہین

سردار ہی اس بار معاملے مین حکم قرار دے دیے جائین؟" تمام بنی اوس فوراً راضی ہو گئے اور آپ نے اُن کے سرگروہ سعد بن معاذ کو بلوایا۔ جو خندق کے معرکے مین ایک تیر سے زخمی ہو چکے تھے۔ آپ نے انہین خاص مسجد نبوی مین ایک خیمے مین ٹھہرایا تھا تاکہ جلدی جلدی اور جب چاہین عیادت کو تشریف لے جا سکین وہ ایک گدھے پر سوار ہو کے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اس لیے کہ ابھی تک آپ بنی قریظہ کے قلعے کے گرد تھے۔ جب سعد بن معاذ آ کے پہونچے تو آپ نے فرمایا

اُن کی نسبت سعد بن معاذ کا فیصلہ

"اپنے سردار کی تعظیم کے لیے اُٹھو" بنی اوس نے کہا "سعد تمھین رسول اللہ نے اپنے دوستون اور حلیفون کے بارے مین حکم قرار دیا ہے" سعد نے کہا تو عہد کرو کہ میرے فیصلے پر تم سب لوگ راضی ہو" سب نے عہد کیا۔ تب سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ "ان لوگون کے مرد قتل کیے جائین۔ اُن کی عورتین اور بچے لونڈی غلام بنین۔ اور مال مسلمانون مین تقسیم کر دیا جائے" سب لوگ خاموش ہو گئے۔ اور آپ نے فرمایا "سعد نے وہی فیصلہ کیا جو خدا کی مرضی کے موافق تھا" اس فیصلے کے ساتھ ہی سعد بن معاذ کا عہد خدا نے پورا کر دیا۔ فوراً زخم سے خون جاری ہو گیا۔ اور انھون نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔ چنانچہ وہ شہدائے یوم خندق مین شمار کیے گئے ہین[۵]۔

اس فیصلے کے بعد یہ سب لوگ حارث کی بیٹی کے مکان مین جو بنی نجار مین

اُن کا قتل

سے تھے قید کیے گئے۔ دوسرے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد کے فیصلے کی تعمیل کے لیے مدینے کے بازار مین تشریف لے گئے۔ وہان گڑھے کھودے گئے۔ اور اُنھین مین چھ سات سو بنی قریظہ کی گردنین ماری گئین۔ جن کے ساتھ حیی بن اخطب اور کعب بن اسد وغیرہ اشرار یہود کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اُن کے ساتھ ارخد

[۵] ابن خلدون بقیہ جلد دوم صفحہ ۳۱ و ۳۲

بنت عارضہ نام ایک یہودیہ عورت بھی قتل کی گئی۔ اس لیے کہ اُس نے خلاد بن سوید نام ایک صحابی کو اوپر سے چکی کا پاٹ پھینک کے شہید کیا تھا۔ جناب عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہین کہ اُس عورت نے بہت ہی جرأت کے ساتھ جان دی۔ اور مرتے وقت تک ہنس ہنس کے اور قہقہے لگا لگا کے باتین کر رہی تھی[۴]

اُن مین سے جو لوگ زندہ بچے

بنی قریظہ مین سے زبیر بن باطا اس کی اولاد اور اُس کے مال کے چھوڑ دینے کے لیے ثابت بن قیس نے سفارش کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کی۔ مگر خود زبیر مذکور نے کہا کہ مین اپنے دوستون اور ہم قومون کے بعد زندگی نہین چاہتا۔ لہذا وہ قتل گاہ مین خود ہی گیا۔ اور اپنی خواہش سے مارا گیا۔ مگر اُس کے بیٹے بچ گئے۔ جن مین سے عبدالرحمن بن زبیر کا شمار صحابیون مین ہے۔ اسی طرح رفاعہ بن شموال قرظی کو منذر بنت قیس غاریہ کی سفارش سے نجات ملی۔ انھون نے بھی آزادی کے بعد ایمان قبول کیا۔ اور گروہ صحابہؓ مین شامل ہو گئے۔

مال غنیمت کی تقسیم

ان لوگون کے قتل ہو چکنے کے بعد مال غنیمت یون تقسیم ہوا کہ سوار کو تین تین حصے دیے گئے۔ اور پیدل کو ایک ایک حصہ۔ بنی قریظہ کا محاصرہ کرنے والون مین کل چھتیس سوار تھے۔ جنھون نے تین تین حصے پائے۔

ریحانہ بنت عمر آپ کی حرم محترم

لونڈیون مین سے ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ خود حضرت سرور کائناتؐ کے حصے مین آئین۔ آپ نے چاہا کہ انھین آزاد کر کے اپنے عقد نکاح مین لے لین۔ لیکن ریحانہ نے ناپسند کیا۔ اور کہا مین بجائے بیوی بننے کے آپ کی لونڈی رہنے کو پسند کرتی ہون۔ اس موقع پر اُن کے مسلمان بنانے کی بھی کوشش کی گئی جس سے انھون نے انکار کیا۔ اور کہا مین

---

[۴] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۰۰ [۵] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۶۹۰ و ۶۹۱

[۵] ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۲

یہود ن ہی رہون گی۔ مگر آپ چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمان ہو جائین۔ آخر

اُن کا ایمان لانا | خدا نے آپ کی یہ آرزو پوری کی۔ چند روز بعد ایک دن آپ صحابہؓ کے مجمع مین بیٹھے ہوئے تھے کہ پیچھے کی طرف سے جوتیون کی چاپ معلوم ہوئی۔ آپ نے عجبہ معجزنمائی کی شان سے خوش ہو کے فرمایا "ثعلبہ بن سعید مجھے ریحانہ کے ایمان لانے کی خوش خبری دینے آتے ہین" لوگون نے دیکھا تو حقیقت مین یہ ثعلبہ ہی تھے اور یہی بشارت لے کے آئے تھے۔ ریحانہ اس کے بعد آپ کے آخر عمر تک آپ ہی کی خدمت مین رہین

آپ کا گھوڑے سے گرنا | محاصرہ بنی قریظہ کے بعد اس سال اور کوئی اہم واقعہ نہین پیش آیا بجز اس کے کہ ذالحجہ کے مہینے مین اور بعض راویون کا بیان ہے کہ اس سے پیشتر ربیع الاول کے مہینے مین آپ گھوڑے سے گر پڑے جس سے پنڈلی چھل گئی۔ اور داہنی ران زخمی ہو گئی۔ جس کی تکلیف سے آپ پانچ روز تک گھر کے اندر ہی رہے۔ اور بیٹھ کے نماز ادا کی[۵۴]

اب شوکت اسلام کی آواز تمام قبائل عرب مین گونجنے لگی تھی۔ غزوۂ خندق نے مشرکین مکہ کے حوصلے پست کر دیے تھے اور اُن کے دلون مین اسلام کی ہیبت اس قدر بیٹھ گئی تھی کہ بعض معزز درجے کے قریش مکے کو چھوڑ کے

اب خود مشرکین کو مکے سے بھاگنے کی فکر ہے | کوئی اور مامن ڈھونڈھنے لگے تھے۔ چنانچہ عمرو بن العاص۔ جو بنی امیہ مین نہایت ہی صاحب اثر تھے خانۂ کعبہ کو چھوڑ کے ارض حبشہ مین چلے گئے۔ اور جس دامن مین کبھی انھین کے ہاتھ سے مظلومون نے پناہ لی تھی اُسی دامن کے نیچے اب خود پناہ ڈھونڈھنے کو گئے ہین۔ ادھر حوالی مدینہ مین یہود کا بھی قریب قریب خاتمہ ہو گیا تھا جو دشمنون کو اُبھار اُبھار کے لایا اور

۵۴ ابن ہشام صفحہ ۶۹۳ ۵۵ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۵۶۵

لڑایا کرتے تھے۔ ایسی حالت مین ضرورت تھی کہ تمام قبائل عرب جس قدر جلد ممکن ہو دین الٰہی اور خالص توحید کے پابند بنائے جائین اور جزیرہ نماے عرب مین جس طرح ایک مذہب قائم ہوا اُسی طرح ایک نئی زبردست سلطنت کی بھی بنیاد ڈالی جائے اسی خیال سے اس سال مین آپ نے مختلف اطراف مین بہت سے سریے روانہ کیے۔

سریۂ محمد بن مسلمہ | محرم کے دس ہی دن گذرے تھے کہ آپ نے محمد بن مسلمہ کو تیس سوارون کے ساتھ قرطا نام ایک چھوٹے قبیلۂ بنی بکر کے مقابلے کو روانہ کیا۔ ضریہ نام ایک مقام مکۂ معظمہ اور بصرے کے درمیان مین مکے سے سات منزل پر واقع تھا۔ وہین قبیلۂ قرطا کے لوگ رہا کرتے تھے۔ محمد بن مسلمہ دن کو چھپتے اور راتون کو کوچ کرتے ہوے گئے۔ اور ناگہان اُن پر جا پڑے۔ حملے کے ساتھ ہی وہ لوگ مال و اسباب چھوڑ کے بھاگ گئے۔ پچاس اونٹ اور تین ہزار بکریان مسلمانون کے ہاتھ لگین جنھین لے کے محمد بن مسلمہ روانگی کے انیسوین دن ۲۹ محرم کو مدینہ طیبہ مین داخل ہوے۔ اور پانچوان حصہ خزانۂ نبوت مین داخل کرکے باقی مال غنیمت اپنے اور ہمراہیون مین تقسیم کرلیا۔[۵]

ثمامہ بن اثال | اس چھوٹے معرکے مین محمد بن مسلمہ ایک شخص کو گرفتار کرلائے تھے جسے اور کوئی نہین پہچانتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صورت دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اور فرمایا "جانتے ہو یہ کون ہین؟ یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہین"۔ جو عرب کے مشہور شرفا مین تھے۔ ثمامہ کو آپ نے مسجد نبوی کے ایک ستون مین بندھوا دیا تاکہ مسلمانون کی نماز کی شان دیکھین۔ شاید خداوند جل وعلا دل مین نور ہدایت ڈال دے۔ دوسرے دن آپ اُن کے پاس گئے اور پوچھا "ثمامہ کیا خبر ہے؟" جواب

[۵] تاریخ الخمیس جلد ۲۔ صفحہ ۲ و ۳۔

دیا خیریت ہے۔ اگر قتل کیجئے تو جان لیجئے کہ میرا انتقام لینے والے بھی موجود ہین۔ اگر احسان کر کے چھوڑ دیجئے تو مین ناشکرا نہین ہون۔ اگر کچھ روپیہ پیسہ چاہیئے ہو تو وہ بھی ادا کیا جا سکتا ہے" تین دن تک برابر اُن سے یہی سوال کیا اور یہی جواب پایا۔ آخر آپ نے فرمایا "اچھا اب ان کو چھوڑ دو"۔ ثمامہ آزادی پاتے ہی مسجد سے باہر گئے

اُن کا ایمان لانا

غسل کیا اور واپس آ کے کہا "اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ" پھر کہا "اے محمدؐ اس سے پیشتر تم سے زیادہ مجھے کسی کے ساتھ بغض نہ تھا اور آج تم سے زیادہ کسی سے محبت نہین ہے"۔ آپ نے ان گذشتہ تین دن تک ثمامہ کے کھانے پینے کا بہت خیال رکھا تھا۔ اور مسلمانون کو تاکید کی تھی کہ انھین اچھی غذا کھلائین۔

سریۂ عکاشہ بن محصن

اس کے بعد ربیع الاول مین آپ نے عکاشہ بن محصن اسدی کو چالیس جان بازون کے ساتھ بنی اسد کی ایک جھیل کی طرف روانہ کیا جو غمر مرزوق کے نام سے مشہور تھی۔ عکاشہ اگرچہ بہت ہی جلد جا پہونچے۔ اور اس کی بھی کوشش کی تھی کہ دشمنون کو خبر نہ ہونے پائے مگر انھین پیشتر سے معلوم ہو گیا۔ فوراً بھاگ کھڑے ہوئے۔ عکاشہ کو جب وہان کوئی نہ ملا تو اس جھیل کے کنارے ٹھہر گئے اور چند بہادرون کے ساتھ شجاع بن وہب کو ادہر اُدہر حوالی مین روانہ کیا۔ جو ایک اسدی شخص کو پکڑ لائے۔ اس نے بنی اسد کے چراگاہ کا پتہ بتا دیا۔ جہان عکاشہ کو دشمنون کے سو اونٹ مل گئے۔ اور انھین لے کے رسول اللہؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔

سریۂ محمد بن مسلمہ

اسی ربیع الاول مین آپ نے محمد بن مسلمہ کو دس بہادرون کے ساتھ مقام ذی القصہ کی طرف روانہ کیا جو مدینۂ منورہ سے چوبیس میل کے

ع السیرۃ النبویۃ جلد ۲ صفحہ ۱۳۸

فاصلے پر ہی۔ یہ بیچارے وہان پہونچے تھے کہ دشمن ایک رات غافل پاکے سو آدمیون کی جماعت سے اچانک آپڑے اور گھیر لیا۔ مسلمانون نے چونکتے ہی تیر برسانا شروع کیے۔ لیکن اس کا زیادہ موقع نہین ملنے پایا تھا کہ دشمنون نے نیزے لے کے یورش کردی۔ اور سب کو مار ڈالا۔ اکیلے ایک محمد بن مسلمہ زندہ بچے۔ اور محض اس سبب سے کہ زخمی ہو کے گرے تھے۔ دشمنون نے مردہ سمجھ کے کپڑے اُتار لیے۔ اور میدان مین چھوڑ کے غائب ہوگئے۔ دوسرے دن اتفاقاً کوئی مسلمان مسافر گذرا جو اپنے اونٹ پر ڈال کے مدینے لے آیا۔

اوران کی تباہی

سریۂ ابوعبیدہ

پھر اس کے بعد ربیع الآخر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن الجراح کو روانہ کیا کہ انھین لوگون کو سزا دین جنھون نے گذشتہ سریہ والون کو گھیر کے شہید کیا تھا۔ ابوعبیدہ چالیس نبرد آزماؤن کے ساتھ جوش وخروش سے پہونچے دشمنون کو حملہ کرکے زک دی۔ اور یہان تک دبایا کہ وہ پہاڑون پر بھاگ گئے۔ اُن مین سے ایک شخص مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہو کے ایمان لایا۔ اور چھوڑ دیا گیا۔ مگر دشمنون کے بہت سے مویشی بھی ابوعبیدہ کے ہاتھ لگے جنھین ہنکاتے ہوئے وہ دربار رسالت مین حاضر ہوئے۔

ربیع الآخر ہی مین آپ نے زید بن حارثہ کو بنی سلیم کے مقابلے کو روانہ کیا جو مدینے سے چار میل کے فاصلے پر مقام جموم مین پہونچے جہان بنی سلیم آباد تھے۔ وہان حلیمہ نام ایک مزینہ عورت گرفتار ہوئی۔ اور اُسی کی رہبری سے مسلمانون کو بنی سلیم کے ایک محلے پر تاخت کرنے کا موقع مل گیا۔ بہت سے اونٹ بھیڑ بکریان اور قیدی مسلمانون کے ہاتھ لگے۔ زید جب یہ سب مال غنیمت لے کے واپس آئے تو آپ نے اس عورت کو آزاد کردیا اور اُسی کی خاطر سے اُسکے شوہر کو بھی آزادی دی گئی۔[۵]

[۵] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۹-۱۰۔

اب جمادی الاول مین آپ نے ارادہ کیا کہ بنی لحیان سے عاصم وخبیب
غزوہ بنی لحیان | وغیرہ کے خون کا انتقام لے لیا جائے۔ جن کے ساتھ دغا کی گئی تھی
اور جنکی مظلومانہ شہادت کا حال ہم غزوۃ الرجیع کے موقع پر بیان کر چکے ہین۔
چنانچہ آپ نے مسلمانون کو تیاری کا حکم دے دیا۔ اور دشمنون کے غافل رکھنے
کی غرض سے مشہور کیا کہ ارض شام کا ارادہ ہے۔ ابن اُم مکتوم کو اپنی جگہ مدینے
مین چھوڑا۔ دوسو جانبازون اور بیس سوارون کو لے کے چل کھڑے ہوئے۔ اور
جلدی جلدی کوچ کر کے مقام ارج اور عسفان کے درمیان اس زمین مین پہونچے
جہان بنی لحیان رہا کرتے تھے۔ وہان پہونچ کے معلوم ہوا کہ وہ لوگ پہلے ہی سے
بھاگ کے پہاڑون مین ہو رہے ہین۔ مجبوراً آپ دو ایک دن کے لیے ٹھہر گئے
شہدائے رجیع کے حق مین دعائے مغفرت کی۔ اور دشمن کی جستجو مین ادہر اُدہر
چند سریے روانہ کیے۔

جب بخوبی معلوم ہو گیا کہ اب انتقام لینے کی کوئی امید نہین
کی جا سکتی تو وہان سے کوچ کر کے عسفان مین اُترے جس مین
دراصل یہ امر ملحوظ خاطر تھا کہ اہل مکہ پر اثر ڈالا جائے۔ بلکہ
اپنے ہمراہیون مین سے دو سوارون کو مکے کی طرف روانہ کیا جو مقام کراع الغمیم تک
جا کے واپس آئے اس کے بعد آپ نے ابوبکر صدیق کو دس سوارون کے ساتھ
مکے کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ مشرکین کو آپ کی تشریف آوری کی خبر ہو جائے
اور آخر ان امور سے فراغت کر کے چودہ دن بعد مدینہ طیبہ مین داخل ہوئے

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۔ ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۴ ۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱

للعہ تاریخ الخمیس جلد ۲ - صفحہ ۴ - ص ابن اثیر جلد ۲ صفحہ - ۱۷

س السیرۃ الحلبیہ - جلد ۲ - صفحہ ۱۴۰ و ۱۴۱

سریہ زید بن حارثہ بجانب عیص | اسی جمادی الاول کے مہینے مین ایک یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ آپ نے زید بن حارثہ کو ستر شجاعان اسلام کے ساتھ عیص نام ایک گاؤن کی طرف روانہ کیا جو مدینے سے چار میل کے فاصلے پر تھا۔ اور غرض یہ تھی کہ قریش کا ایک قافلۂ تجارت جو ارض شام سے آتا تھا اور بہت کچھ مال و دولت لیے ہوئے آتا ہی لوٹ لیا جائے۔ زید ٹھیک موقع پر پہونچے۔ قافلے مین جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ اور بہت سے آدمیون کو بھی گرفتار کرلائے۔ اسی قافلے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے شوہر ابو العاص بن ربیع بھی تھے جنھون نے یہان سے بھاگ کے حضرت زینبؓ کے پاس مدینے مین پناہ لی تھی[۱]۔ اور جن کا حال نہایت تفصیل کے ساتھ ہم گذشتہ باب مین بیان کر چکے ہین۔

سریون مین زید بن حارثہ کا نام کثرت سے نظر آتا ہی۔ اور واقعی دامن نبوت مین پرورش پانے کی یہ برکت تھی کہ جس طرح زید سب کے پہلے ایمان لائے اسی طرح سب سے زیادہ اشاعت اسلام مین بھی اُن کو دخل ہی۔ عیص سے واپس چلے آتے تھے کہ جمادی الثانی کے مہینے مین آپ نے پندرہ جوانمرد ان عرب پر سردار مقرر کر کے بنی ثعلبہ کے مقابلے کو روانہ کیا۔ دشمن تو زید کے آنے کی خبر سنتے ہی بھاگ گئے۔ مگر اُن کے بیس اونٹ مسلمانون کے قبضے مین آئے جنھین لے کے وہ حضرت رسالت مآبؐ کی خدمت مین حاضر ہوے۔

سریۂ زید بن حارثہ بمقابلہ بنی جذام | پھر جمادی الثانی ہی مین زید بن حارثہ کو ایک درہم سرکرنی پڑی جو اس سے بڑی اور نہایت اہم تھی۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ اس زمانے سے پیشتر کسی موقع پر بنی جذام مین سے قبیلۂ خبیب کے ایک معزز شخص رفاعہ بن زید بارگاہ رسالت مین حاضر ہو کے ایمان لائے تھے۔ ایک غلام آپ کی

---

[۱] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۰۔ [۲] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۱۔

خدمت مین پیشکش کیا تھا۔ اور وعدہ کیا تھا کہ اپنی قوم والون کو بھی توحید ربانی کی طرف متوجہ کرین گے۔ آنحضرتؐ نے بھی اُنھین ایک خط لکھ دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اسے لے جاکے اپنی قوم کے سامنے پیش کرنا۔ رفاعہ نے واپس جاکے وہ صحیفۂ نبوت قوم کے سامنے پیش کیا۔ اور سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ اور مدین اسلام قبول کرنے کے بعد مقام حرۃ الرجلاء مین جاکے مقیم ہو گئے۔ اتفاقاً دحیۂ کلبی قیصر روم کے دربار سے آپ کے خط کا جواب لیے ہوئے واپس آتے تھے۔ بنی جذام کی سرزمین مین پہونچے تو ہنید بن عوض اور اس کے بیٹے عوض بن ہنید نے جو بنی ضلیع نام جذامیون کے ایک چھوٹے خاندان کے سردار تھے اُنھین حملہ کرکے لوٹ لیا اور جو کچھ شہنشاہ روم کے پاس سے لائے تھے چھین لے گئے۔ یہ خبر رفاعہ کی قوم یعنی بنی خبیب کو پہونچی تو اُنھون نے چونکہ مسلمان تھے ہنید و عوض پر تاخت کی۔ اور اُن کو شکست دے کے وہ تمام چیزین جو دحیۂ کلبی سے چھینی گئی تھین پھر اُن کے حوالے کین۔ انھین لے کے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور ساری سرگذشت بیان کی۔ آپ نے اس خیال سے کہ بنی جذام کو اس سرکشی کی سزا دینے کی ضرورت ہے زید بن حارثہ کو پانچ سو کی جماعت سے روانہ کیا۔ اور دحیۂ کلبی بھی اس لشکر اسلام کے ساتھ ہوئے۔ زید دن کو چھپتے اور رات کو کوچ کرتے ہوئے چلے۔ اور ایک صبح کو دشمنون پر اس طرح اچانک جا پڑے کہ اُنھین بھاگنے کا بھی موقع نہ ملا۔ ہنید اور اُس کے بیٹے کو قتل کیا۔ اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اس جہاد مین ایک ہزار اونٹ پانچ ہزار بھیڑ بکریان۔ اور ایک سو عورتین اور بچے مسلمانون کے قبضے مین آئے۔ اس واقعے کی خبر جب بنی خبیب یعنی رفاعہ کی قوم والون کو ہوئی تو وہ لوگ بہت پریشان ہوئے۔

ف تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۱

اس لیے کہ ضلیعیون کے ساتھ اُن کا بھی بہت سا مال و اسباب لٹ گیا تھا اور اُن کے کچھ لوگ بھی مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ اُن کے بعض وکلا زید بن حارثہ کے پاس آئے اور کہا "ہم مسلمان ہین لہذا ہمارا مال و اسباب واپس ملنا چاہیئے" زید نے کہا "اچھا اگر مسلمان ہو تو سورۂ فاتحہ پڑھ کے سناؤ" حسان بن عمرام ایک شخص نے جو بنی خبیب مین سے تھے سورہ فاتحہ پڑھ کے سنا دی زید اب اسباب واپس دینے پر تیار ہو گئے تھے۔ اور فوج مین پکار وا دیا تھا کہ جو کچھ لیا گیا ہے اُس پر قبضہ کرنا حرام ہے۔ مگر بعض ہمراہیون نے راے دی کہ اتنی جلدی نہ کرنی چاہیئے۔ اور بغیر تحقیق کیے لوٹے ہوئے مال کو واپس کر دینا خلاف احتیاط ہے۔ زید بھی دل مین سمجھے کہ بیشک ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ اور بنی خبیب سے کہہ دیا کہ "اب اس امر کا فیصلہ خدا اور رسول کے اختیار مین ہے" بنی خبیب یہان سے مایوس ہوے تو اپنے سردار رفاعہ بن زید کے پاس گئے جنھین اس واقعے کی خبر بھی نہ تھی۔ اور کہا "تم تو یہان بیٹھے بکریون کا دودھ دوہ رہے ہو اور بنی جذام کی عورتین گرفتار ہو گئین۔ اور صرف اس تحریر نے انھین دھوکا دیا جسے تم لائے تھے" رفاعہ یہ سنتے ہی اپنی قوم والون کو لے کے مدینے مین آئے اور بارگاہ رسالت مین حاضر ہو کے شکایت کی۔

جناب رسالت کی انصاف پسندی

آپ یہ سن کے متردد ہو گئے۔ اور فرمایا "خیر اسباب تو واپس ہو جائے گا مگر جو لوگ مارے گئے ہین اُن کا کیا معاوضہ ہو سکتا ہے؟" بنی خبیب نے کہا "ہم صرف اپنا مال و اسباب چاہتے ہین۔ اور جو لوگ مارے گئے اُن کا خون ہم نے معاف کیا" آپ نے فرمایا "بس تو اب کوئی دشواری نہین ہے" جناب علی مرتضیٰؑ کو ان کے ہمراہ کیا۔ اور کہا "تم لوگ زید بن حارثہ کے پاس جاؤ جو کچھ لیا ہے وہ فوراً واپس کر دین گے" حضرت علیؑ اُن کے ساتھ گئے۔ اور زید نے فرمان رسالت پاتے ہی تعمیل کی۔

قیدی چھوڑ دئے۔ اور اد نے قسم کا کوئی تحفہ بھی لیا تھا تو واپس کیا۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب وادی القری

اس کے بعد رجب مین آپ نے انھین زید بن حارثہ کو چند مسلمانون کے ساتھ وادی القری کی طرف روانہ کیا جہان بنی فزارہ اور ان سے لڑائی ہوئی۔ مگر مسلمانون کی قوت ایسی کم تھی کہ اگرچہ بنی فزارہ کے لوگ بھی مارے گئے۔ مگر مسلمان سب کے سب شہید ہوئے اور خود زید بھی بالکل بیجان لاش کی طرح میدان مین گرے۔ کچھ جان باقی تھی۔ کہ اتفاقاً کوئی رہ نورد اُدہر سے گذرا۔ اور اُنھین زندہ دیکھ کے مدینے مین اُٹھا لایا

سریۂ عبدالرحمن بن عوف

شعبان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف کو مقام دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا۔ جہان بنی کلب رہا کرتے تھے یہ تو نہین معلوم کہ عبدالرحمن اس دور و دراز شہر پر جو دمشق کے قریب تھا کتنی قوت سے حملہ آور ہوئے مگر آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اُن کے سر پر عمامہ باندھا۔ اور نصیحت کی کہ "خدا کا نام لے کے اور اُسی کے لیے جہاد کرو۔ جو توحید کا منکر ہو اُس سے لڑو۔ مگر دیکھو کبھی غدر نہ کرنا اور نہ کبھی کسی بچے کو قتل کرنا"۔ بنی کلب کے سردار اصبغ بن عمرو کلبی نصرانی تھے۔ عبدالرحمن حسب فرمان رسالت وہان پہونچے اور لڑائی شروع کرنے سے پیشتر تین دن تک تبلیغ دین کرتے رہے۔ ابتداء مین تو اُنھین اپنا دین چھوڑنے سے انکار تھا۔ مگر آخر سردار قوم اصبغ اپنی قوم کے بہت سے لوگون کے ساتھ دین اسلام مین داخل ہوئے۔ اور جن لوگون نے دین نہین قبول کیا اُنھون نے فدیہ ادا کرنے کا اقرار کر لیا۔ اس کے بعد عبدالرحمن بن عوف نے اصبغ بن عمرو کی بیٹی تماضر کو اپنے عقد نکاح مین لیا۔ مورخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقد انھون نے جناب رسالت مآب کے ارشاد

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۷۰ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۳

کے مطابق کیا تھا۔ الغرض تمام حاضرین اسلام قبول کرکے مدینۂ طیبہ مین آئین۔ اور اُن خوش نصیب خاتونان اسلام مین شامل ہوئین جو صحابیہ کے لقب سے یاد کی جاتی ہین۔ اور انھین کے بطن سے عبداللہ بن عبدالرحمن پیدا ہوئے جو جو مدینے کے فقہاء سبعہ مین ہین اور افضل تابعین مین شمار کیے جاتے ہین[ع]

اسی زمانے مین آپ کو خبر معلوم ہوئی کہ بنی سعد بن بکر کی ایک جماعت آپ کے خلاف مرتب ہوئی ہے۔ اور وہ لوگ خیبر کے یہود سے مدد مانگ رہے ہین۔ آپ نے فوراً جناب علی مرتضیٰ کو ایک سو جوان مردان اسلام پر سردار مقرر کرکے روانہ کیا۔ جو اسی ماہ شعبان مین سب سے چھپ کے رات کو روانہ ہوگئے تاکہ دشمنون کو خبر نہ ہونے پائے۔ مقام عجم تک پہونچے تھے کہ ایک شخص ملا۔ پوچھا کیا کرتا ہے؟" جواب ملا "اپنی ایک چیز ڈھونڈھ رہا ہون"۔ پوچھا بنی سعد کہان ہین؟" بولا مین نہین جانتا" حضرت علیؓ نے اُسے گرفتار کرلیا۔ اور جب اُسے اپنے مارے جانے کا یقین ہوا تو بتایا کہ "مین بنی سعد کا فرستادہ ہون۔ اور یہود خیبر کے پاس یہ پیام لے کے جاتا ہون کہ اگر وہ اپنی فصل خرما کا کچھ حصہ دینے کا وعدہ کرین تو بنی سعد ان کی مدد کو تیار ہین"۔ مسلمانون نے پوچھا "اور بنی سعد ہین کہان؟" اسنے کہا "انکے دوسو آدمی میری روانگی کے وقت تک جمع ہو چکے تھے۔ اگر تم وعدہ کرو کہ میری جان نہ لوگے تو پہونچا دون گا" وعدہ کیا گیا۔ اور وہ حضرت علیؓ کو لے کے چلا۔ اور ایسے راستے سے گیا کہ لوگون کے دل مین بدگمانی پیدا ہونے لگی تھی۔ گمان ایک تختۂ مسطح نمودار ہوا جس مین بہت سے مویشی چر رہے تھے۔ یہان پہونچتے ہی اُس شخص نے کہا "یہ انھین کے مویشی ہین" حضرت علیؓ کے حکم سے مسلمانون نے اُن تمام مویشیون پر قبضہ کرلیا۔ اور اس شخص نے آزادی کی درخواست کی۔

سریۂ علی بن ابی طالب

ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۲

علی مرتضیٰؓ نے فرمایا ابھی نہین۔ ہم خود اُن لوگون کو پالین تب چھوڑین گے۔"
جب مسلمانون نے مویشیون پر قبضہ کیا تو چرواہے بھاگ بھاگ کے اپنے مالکون کے پاس گئے اور مسلمانون کے آپڑنے کی خبر کی۔ اور اسی خیال سے اُس گرفتار شدہ شخص نے کہا "اب میرے قید رکھنے سے کیا نتیجہ ہو؟ وہ لوگ بھاگ گئے ہونگے" حضرت علیؓ نے فرمایا "تمھین اس سے کیا۔ ہمین اُن کے فرودگاہ تک پہونچادو" وہ آپ کے حکم کے مطابق وہان بھی لے گیا۔ لیکن سب بھاگ چکے تھے۔ تب وہ شخص چھوڑدیا گیا۔ اور جناب علیؓ مرتضیٰ بغیر لڑے بھڑے پانچ سو اونٹون اور دو ہزار بھیڑ بکریون کو ہنکاتے ہوئے مدینۂ طیبہ مین داخل ہوئے۔

باب بست ویکم

غزوۂ بنی المصطلق اور واقعہ افک

غزوۂ بنی المصطلق یا انصار و مہاجرین کی باہمی چپقلش اور ابن ابی کی منافقت۔ اُسکے بیٹے کا صدق ایمانی۔ ام المومنین جویریہ۔ آنحضرتؐ کی غیب دانی۔ آیت تیمم کا شان نزول۔ واقعہ افک۔ اُس کی سرگذشت خود جناب صدیقہ کی زبانی۔ قافلے سے پیچھے رہ جانے کا سبب۔ صفوان بن معطل جس سے تہمت لگائی گئی تھی۔ تہمت کے مشہور کرنے والے۔ جناب صدیقہ کا ورود مدینہ۔ اُس زمانے مین حضرت رسالتؐ کا اُن کے ساتھ برتاؤ۔ جناب عائشہؓ سنتی ہین کہ اُن پر کیا الزام لگایا گیا ہے۔ اُسامہ بن زید اور جناب علیؓ سے آپ مشورہ لیتے ہین۔ بریرہ لونڈی کی شہادت۔ آپ کا خطبہ مجمع عام مین۔ اوس و خزرج کا باہمی جھگڑا۔ جناب صدیقہ کی حالت حضرت رسالتؐ تحقیقات فرماتے ہین۔ عائشہؓ کے ماں باپ کا خلوص دینی۔ خود جناب عائشہ کا بیان۔ اُن کا انکسار نفس۔ خدا بذریعہ وحی جناب صدیقہ کو بری کرتا ہے

السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳

حضرت علیؓ کا طرز عمل اس معاملے مین - عائشہؓ و علیؓ کی رنجش کی بنیاد - تہمت لگانے والون پر حد شرع - صفوان اور حسانؓ کی لڑائی - آنحضرتؐ کا فیصلہ - حسانؓ کے ساتھ آپ کی رعایت -

غزوۂ بنی المصطلق

سریون کا سلسلہ جاری تھا کہ اسی شعبان کے مہینے مین ایک ایسا اہم واقعہ پیش آیا کہ خود حضرت رسالتؐ کو زحمت کرنی پڑی - مدینے مین خبر آئی کہ قبائل خزاعہ مین سے بنی المصطلق گروہ کے لوگ آپ کے مقابلے کا سامان کر رہے ہین - فوج جمع ہو رہی ہے - اور حارث ابن ابی ضرارہ جو نامور شجاعان عرب مین تھا اُن کا سردار ہے - مزید اطمینان کے لیے آپ نے بریدہ بن خصیب اسلمی کو روانہ کیا کہ دیکھ آئین حقیقت مین دشمن جمع ہوئے ہین یا صرف افواہ ہی افواہ ہے - بریدہ دیکھ کے آئے اور عرض کیا کہ بے شک اُن لوگون نے جماؤ کیا ہے اور آمادۂ شر ہین - پہلی خبر کی تصدیق ہوتے ہی آپ نے روانگی کا سامان کر دیا - یہ تو نہین معلوم ہوتا کہ اس غزوے مین کتنی جمعیت آپ کے ساتھ تھی - مگر ہان یہ سب کے نزدیک متحقق ہے کہ علاوہ پیدل فوج کے تیس سوار تھے جن مین سے دس مہاجری تھے اور بیس انصاری - منافقین کی ایک جماعت کثیر بھی ساتھ گئی تھی - اور ازواج مطہرات مین سے جناب عائشہؓ اور ام سلمہ محملون مین ساتھ تھین - زید بن حارثہ کو آپ نے اپنی جگہ چھوڑا - اور شعبان کی ۲ - تاریخ مدینۂ طیبہ سے چل کھڑے ہوئے - آگے آگے مقدمہ الجیش پر حضرت عمر فاروقؓ سردار تھے - اور پیچھے پیچھے سارا لشکر تھا -

آپ کی روانگی کی خبر دشمنون کو ہوئی تو گھبرائے - بعض بدوی لوگ جو حارث بن ابی ضرار کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے تھے ساتھ چھوڑ چھوڑ کے چل دیے - اور آپ اس کے قریب ہی مریسیع نام ایک جبل کے کنارے پہونچ کے ٹھہر گئے یہان آپ کے واسطے ایک خیمہ نصب کیا گیا - اور دشمن کے مقابلے کے لیے

صفین درست ہونے لگین - مہاجرین کا جھنڈا آپ نے ابو بکر صدیق کو دیا - انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کو عطا ہوا - اور دونون جانب سے تیر چلنے لگے تھوڑی ہی دیر تیر چلے ہونگے کہ آپ نے حملہ کا حکم دیا - جان باز صحابہ اشارہ پاتے ہی دشمنون پر جا پڑے اور آناً فاناً مین لڑائی کا فیصلہ کر دیا - دشمنون مین سے دس مارے گئے - باقی گرفتار ہوئے اور بہت سا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ دو ہزار اونٹ پانچ ہزار بھیڑ بکریان اور دو سو گھرونکی عورتین اور بچے[ع] - مسلمانون مین سے صرف ایک شخص شہید ہوا - اور وہ بھی یون کہ انصار مین سے کسی شخص نے دشمن سمجھ کے اس کیطرف تیر چلا دیا تھا

انصار و مہاجرین کی باہمی چھیڑ چھاڑ

ہنوز آنحضرتؐ آب مریسیع کے کنارے ہی تھے کہ پانی کے لیے جہجاہ بن مسعود غفاری اور سنان بن دیر جہنی نام دو شخصون مین لڑائی ہو گئی - جہجاہ حضرت عمرؓ کا سائیس اور آپ کی پناہ مین تھا - اور سنان بنی عوف بن خزرج کا حلیف تھا - لڑائی ہوتے ہی سنان نے غل مچایا "اے گروہ انصار" ابن ابی کی منافقت "دوڑو" اور اس کے مقابل جہجاہ نے شور کیا کہ "اے جماعت مہاجرین میری مدد کرو" خیر یہ فتنہ تو جس طرح بنا فرو کیا گیا اور لڑائی کی نوبت نہین آنے پائی - مگر عبداللہ بن اُبی نے جو سب سے بڑا منافق اور مدینے کا بہت ہی بڑا صاحب اثر شخص تھا یہ سُن کے کہا ہمین مین رہ کے بڑھے اور ہمین سے وحشت! وہی مثل ہوئی کہ سمن کلبک یاکلک[ع] (ہماری ہی بی اور ہمین سے میاؤن!) اچھا خدا کی قسم اب مدینے مین چل کے یہی ہوگا کہ جو غالب و عزیز ہوگا ذلیل کو نکال دے گا" زید بن ارقم بیٹھے سُن رہے تھے اُس کا یہ باغیانہ کلمہ کفر آکے جناب رسالت مآبؐ کی خدمت مین

ع تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۵۲۹ ع ۱ اس مثل کا ٹھیک ترجمہ تو یہ ہے کہ اپنے کتے کو موٹا کر تاکہ تجھے کھائے - مگر اس کا اصلی مفہوم اُسی اردو مثل سے پورا ہوتا ہے جسے ہم نے قوس مین لکھ دیا ہے -

عرض کر دیا حضرت عمرؓ نے برہم ہو کے کہا "یا رسول اللہ عباد بن بشر کو فرمایئے کہ اس شخص کو قتل کر ڈالیں" آپ نے فرمایا "لوگ کہیں گے کہ محمدؐ خود اپنے اصحاب کو قتل کر ڈالتے ہیں" مگر آپ نے محض اس خیال سے کہ فوج میں اس جملے کا زیادہ چرچا نہ پھیلنے پائے اُسی وقت کوچ کا حکم دے دیا۔

آپ روانہ ہی ہوئے تھے کہ اُسید بن حضیر آئے جو انصار میں نہایت ہی معزز شخص تھے۔ اور بارگاہ رسالت میں سلام کر کے عرض کیا "یا نبی اللہ آج آپ نے معمولی اوقات کے خلاف کوچ کا حکم دیا!" آپ نے فرمایا "کیا تم نے نہیں سُنا کہ تمہارے دوست نے کیا کہا؟" پوچھا "کس دوست نے؟" ارشاد ہوا "عبداللہ بن اُبی نے" اُسید نے پوچھا "اُس نے کہا کیا؟" آپ نے فرمایا "اُس کا خیال ہے کہ مدینے میں پہونچ کے جو غالب و عزیز ہوگا ذلیل کو نکال دے گا" اُسید نے کہا "تو آپ ہی اُسے نکال دیں گے اس لیے کہ وہ ذلیل ہے اور آپ عزیز ہیں" اس کے بعد اُسید نے یہ بھی عرض کیا "یا رسول اللہ آپ اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ فرمائیں۔ اُس کی قوم والوں نے اُس کا دماغ بگاڑ دیا ہے اور اس کے خیال میں ہے کہ آپ نے اُس کی سلطنت چھین لی"

اس منزل میں حضرت رسول خدا برابر چلتے رہے۔ دن بھر چلے۔ پھر رات بھر چلے۔ اور اس کے بعد صبح کو بھی چلتے رہے۔ یہاں تک کہ جب دھوپ تکلیف دینے لگی تو آپ نے قیام کا حکم دیا۔ اور لوگ اتنے تھکے ہوئے تھے کہ زمین سے پیٹھ لگتے ہی پڑ کے غافل سو گئے۔

عبداللہ بن اُبی کو جو معلوم ہوا کہ اُس کا وہ کلمۂ کفر حضرت رسالتؐ کے گوش گذار ہو گیا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قسم کھا گیا کہ میں نے یہ ہرگز نہیں کہا تھا۔ زید بن ارقم پریشان تھے کہ میں بارگاہ نبوتؐ میں جھوٹا ثابت ہوا

مگر خداوند جل و علا نے وحی کے ذریعے سے اپنے پیغمبر کو بتا دیا کہ زید بن ارقم سچے ہین اور ابن ابی دروغ حلفی کا مرتکب ہوا۔ آنحضرت نے زید کو اطمینان دلانے کے لیے اُن کا کان پکڑ کے فرمایا "اللہ جل شانہ نے تیری تصدیق کی۔ اور تو نے جو کچھ سُنا تھا اُسے سچ کیا"

عبداللہ بن ابی کے دماغ مین خود پرستی کے خیالات بھرے ہوئے تھے بات بات مین فساد اور جھگڑے پیدا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ اور یہ نہین جانتا تھا کہ اہل مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر گرویدہ ہین۔ اور

اس کے بیٹے کا صدق ایمانی | ہر دل مین جان نثاری کا کیسا جوش بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس واقعے کی خبر خود اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ بن ابی کو ہوئی تو آپ کی خدمت مین دوڑا آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مین نے سنا ہے آپ میرے والد کے قتل کا حکم دینے والے ہین اگر یہ صحیح ہے تو مجھ ہی کو حکم دیجیے کہ اُن کا سر کاٹ لاؤن۔ تمام خزرج جانتے ہین کہ مجھ سے زیادہ سعادت مند بیٹا کوئی اور نہوگا اور اسی سبب سے عرض کرتا ہون کہ خود مین ہی ابن ابی کو قتل کرون گا اس لیے کہ اگر کسی اور نے قتل کیا تو ممکن ہے کہ میرے دل مین انتقام کا جوش پیدا ہو اور ایک مومن شخص کو قتل کر کے گناہگار ہو جاؤن" آپ نے فرمایا "نہین میرا ایسا ارادہ نہین ہے۔ ہمین ابن ابی کے حال پر رحم کرنا چاہیے اور اس سے نرمی پیش آنا چاہیے" اس کے بعد جب مدینہ ایک منزل رہ گیا تو عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے آگے بڑھ کے مدینے کا راستہ روک لیا۔ اور جیسے ہی باپ کا سامنا ہوا روک کے کہا جب تک جناب رسالت مآبؐ کی اجازت نہ ہو تمھین مدینے مین نہ داخل ہونے دون گا۔ اور آج ہی معلوم ہو جانا چاہیے کہ کون عزیز و غالب ہے اور

ع ابن ہشام صفحہ ۲۶۷، ۲۷۷، ۲۸۷

کون ذلیل و فرومایہ" عبد اللہ بن ابی نے حیرت سے بیٹے کو دیکھا اور کہا" تو اور ایسی باتیں!" بیٹے نے برجستہ جواب دیا" ہاں میں اور ایسی باتیں" ابن ابی نے مجبوراً پلٹ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ اور جب آپ نے اجازت دی تب بیٹے نے باپ کو مدینے میں داخل ہونے دیا

ام المومنین جویریہ

اس غزوے میں بہت سی لونڈیاں عساکر اسلام کے ہاتھ آئی تھیں۔ جن میں سب سے زیادہ معزز اور سب سے زیادہ صاحب جمال جناب جویریہ تھیں جو دشمنوں کے سردار حارث ابن ابی ضرار کی بیٹی تھیں۔ مال غنیمت تقسیم ہوا تو حضرت جویریہ ثابت بن قیس یا اُن کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئیں اپنے مالک سے انھوں نے اقرار کیا کہ اپنی قیمت ادا کرکے خود ہی آزادی حاصل کرلیں گی اور قیمت کا روپیہ فراہم کرنے کا بندوبست کرنے لگیں۔ اسی کوشش میں حضرت سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے بھی مدد مانگی۔ آپ نے فرمایا" میں تمھیں اس سے اچھی تدبیر نہ بتاؤں؟" عرض کیا" ارشاد" فرمایا" میں پورا روپیہ دے کے تمھیں آزاد کرادوں۔ اور تم مجھ سے نکاح کرلو" جناب جویریہ نے اس تدبیر کو بہ خوشی خاطر پسند کیا۔ یہ اقرار ہوجانے کے بعد آپ اس معزز و پاک دامن شریف زادی کو بہ حفاظت و عزت مدینے میں لے گئے۔ اور نکاح کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ اُن کے والد حارث بن ضرار فدیے کا بندوبست کرکے مدینے میں آئے۔ مگر جو اونٹ دینے کو لائے تھے اُن میں سے دو ایسے پسند آئے کہ اُن کو شہر کے باہر ہی مقام عقیق میں کہیں چھپا دیا۔ اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکے عرض کیا" میں اپنی بیٹی کا فدیہ لایا ہوں" آپ نے فرمایا" بہتر

آنحضرت کی غیب دانی

مگر وہ دونوں اونٹ کہاں ہیں جنھیں عقیق میں چھپا آئے ہو"

---

۵۷ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۵۳۱ ۵۸ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۰

یہ سنتے ہی حارث بہوت ہو گئے۔ اور جوش و خروش سے بولے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ اُنکے ایمان لاتے ہی آپنے جویریہ کو انکے سپرد کر دیا۔ اور جب اُنھین عقد کی تجویز معلوم ہوئی تو خود ہی ہنسی خوشی اپنی خوش نصیب بیٹی حضرت رسالت کے عقد نکاح مین دے دی

آیت تیمم کا شان نزول

جناب عایشہ صدیقہ اس غزوے مین جاتے وقت اپنی بڑی بہن اسماء ذات النطاقین سے مانگ کے ایک ہار پہن گئی تھین۔ جو بلاد یمن کے سلیمانی دانون کا تھا۔ آتے جاتے وقت دونون دفعہ اتفاقاً یہ ہار گلے سے نکل کے گر گیا اور دونون مرتبے اس کی وجہ سے عجیب اتفاقات پیش آئے جاتے وقت تو یہ ہوا کہ مقام بیداء یا ذات الجیش مین پہونچ کے ٹھہری تھین کہ ہار کھو گیا۔ آنحضرتؐ نے اسے ڈھونڈھوانا شروع کیا۔ اتفاقاً یہان پانی نہ تھا اور صبح کی نماز کا وقت گذرا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت عایشہ کے زانو پر سر رکھ کے سو گئے۔ اور لوگون نے جاکے ابو بکر صدیق سے شکایت کی کہ عایشہؓ نے اپنے ہار کی وجہ سے حضرت رسالت کو روک لیا ہے۔ اور یہان پانی کا کہین نام نہین کہ وضو کر کے نماز پڑھین۔ ابو بکر جھنجھلا کے عایشہؓ کے پاس دوڑے آئے اور اگرچہ ان کے زانو پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر تھا مگر پہلو مین کھونچے دے دے کے کہنے لگے "تو نے رسول اللہ کو روک رکھا ہے" حضرت صدیقہؓ ان کونچون سے اگرچہ بیتاب ہوئی جاتی تھین مگر اس خوف سے کہ آنحضرتؐ کو تکلیف نہ ہو حرکت نہ کرتی تھین۔ اتنے مین آپ کی آنکھ کھل گئی اور جب آپ کو اصل حقیقت معلوم ہوئی تو آپ بھی متردد ہو گئے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر مین خداوند تعالی نے آپ کا تردد دور کر دیا۔ اور مسلمانون کے لیے ایک نئی اور ہمیشہ قائم رہنے والی سہولت ہو گئی۔ اس لیے کہ آیت تیمم نازل

عہ ابن ہشام صفحہ ۷۳۰

ہوئی۔ اور مسلمانوں کو عام اجازت ہوگئی کہ جہاں کہیں پانی نہ ملے تیمم کر کے نماز پڑھ لیا کریں۔ اس حکم سے تمام صحابہؓ خوش ہوئے۔ اور یا تو ابوبکر صدیقؓ سے شکایتیں ہو رہی تھیں یا اُنھیں مبارک باد دی جانے لگی کہ یہ تمھارے ہی گھرانے کی برکت ہے۔

واقعہ افک | مگر واپسی کے وقت اس ہار کی بدولت جو واقعہ پیش آیا وہ اس سے زیادہ اور بدرجہا زیادہ اندوہناک تھا جس نے ایک زمانے تک آنحضرتؐ کو بھی پریشان رکھا اور تمام مسلمان بھی متردد و حیران رہے۔ اپنی یہ سرگذشت خود جناب عائشہؓ ہی نے خوب بیان کی ہے۔ اور ایسے فصیح و بلیغ اور دلکش و دلچسپ الفاظ میں ادا کی ہے کہ اُن کی خوبی ترجمے میں نہیں لا سکتی۔ تاہم ہمارے ناظرین غالباً اسی کو زیادہ پسند کریں گے کہ حضرت صدیقہؓ کی سرگذشت کو خود انھیں کی زبان سے سنیں۔

اس کی سرگذشت خود جناب صدیقہؓ کی زبانی | آپ فرماتی ہیں:۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے۔ اور جس کے نام قرعہ پڑتا اُسی کو ساتھ لے جاتے۔ اسی معمول کے مطابق ایک جہاد (غزوۂ بنی المصطلق) پر جاتے وقت آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا۔ اور میں آپ کے ہمراہ رکاب روانہ ہوئی۔ ان دنوں آیت حجاب نازل ہو چکی تھی۔ لہٰذا میں ایک محمل میں بٹھا دی گئی جو قیام کے وقت اونٹ پر سے اتار لی جاتی۔ اور چلتے وقت پھر اونٹ پر رکھ دی جاتی۔ اسی طرح ہم گھر سے چلے۔ اور جب جہاد سے فراغت ہو چکی تو پلٹے۔

قافلہ سے پیچھے رہ جانے کا سبب | پلٹتے ہوئے آتے آتے کہ ایک رات کو رسول اللہ

نکتہ: صحیح بخاری۔ جلد ۱۔ صفحہ ۴۸

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوچ کا حکم دیا۔ لوگون کو یہ کوچ کا حکم معلوم ہو چکا تھا اور روانگی کا سامان کر رہے تھے کہ مین حاجت ضروری کے لیے محمل سے نکلی۔ جس حد تک فوج پڑی ہوئی تھی اُس سے باہر گئی۔ اور فراغت کر کے واپس آئی۔ اتفاقاً سینے پر جو ہاتھ پڑا تو معلوم ہوا کہ شہر ظفار کے سلیمانی دانون کا ہار جو میرے گلے مین تھا گر گیا۔ اس کے ڈھونڈھنے کو پلٹی۔ اور ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اتنی دیر ہو گئی کہ جو لوگ میری محمل اٹھا کے اونٹ کی پیٹھ پر رکھا کرتے تھے آئے۔ محمل کو اونٹ پر رکھا۔ اور یہ سمجھے کہ مین اُس کے اندر بیٹھی ہوئی ہون۔ عورتین ان دنون ہلکی پھلکی تھین اور موٹی تازی نہ تھین۔ اس لیے کہ بہت کم کھانا کھاتی تھین۔ لہذا محمل کا ہلکا ہونا اُنھین کوئی غیر معمولی چیز نہین معلوم ہوا۔ اور خصوص مین تو کم سن بچی تھی (جناب عائشہؓ اس زمانے مین پندرہ برس کی تھین) الغرض وہ محمل کو اونٹ پر رکھ کے روانہ ہو گئے۔ اور مجھے وہ ہار کب ملا جب لشکر روانہ ہو چکا تھا۔ مجبوراً جہان لوگ ٹھہرے ہوئے تھے وہین واپس آئی۔ نہ کوئی بلانے والا تھا نہ کوئی بات کا جواب دینے والا۔ اور یہ خیال کر کے کہ جب مجھے محمل مین نہ پائین گے تو لینے کے لیے واپس آئین گے اُسی جگہ جا کے بیٹھ گئی جہان میرا اونٹ ٹھہرا ہوا تھا۔ وہان بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی۔ اور پڑ کے سو رہی۔

صفوان بن معطل جس سے تمت لگائی گئی تھی۔

اور صفوان بن معطل سلمی ذکوانی فوج کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ صبح ہوتے اس جگہ آ کے پہونچا جہان مین تھی ابھی خاصی رات تھی۔ اس نے دور سے انسان کی جھلک دیکھ کے قریب آیا۔ اور چونکہ آیت حجاب کے نازل ہونے سے پیشتر مجھے دیکھ چکا تھا۔ دیکھتے ہی پہچان گیا اور بولا "انا للہ وانا الیہ راجعون" اس کی آواز سن کے مین جاگی۔ چادر مین منھ چھپا لیا اور خدا کی قسم سوا اس انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے نہ اس نے کوئی لفظ

مجھ سے کہا اور نہ مین نے اس سے۔ پھر اس نے اونٹ کو قریب لاکے بٹھایا۔ اُس کے پیر کو اس وضع مین رکھا کہ مین اُس پر پاؤن رکھ کے اوپر چڑھ گئی۔ اور وہ مہار پکڑ کے اونٹ کو لے چلا۔ مقام نخرالظہیرہ مین لشکر پہونچ کے اتر چکا تھا کہ ہم پہونچے۔ اور اتنے ہی واقعے سے جس کی کمبختی آنی تھی آ گئی۔"

یعنی لوگون نے واقعہ افک کو مشہور کرنا شروع کر دیا۔ اور معاذ اللہ تہمت کے مشہور کرنے والے | جناب صدیقہ کو صفوان بن معطل سے بدنام کرنے لگے

کثرت کلمۃ تخرج من افواہہم۔ اس خبر کے مشہور کرنے والون مین سب سے زیادہ جوش عبد اللہ بن اُبی بن سلول سے ظاہر ہوا جس کی منافقت کا حال وقتاً فوقتاً معلوم ہوتا رہا ہے۔ اور اسی سفر مین علانیہ اپنے کفر کو ظاہر کر چکا تھا۔ اُس کے علاوہ چند صحابہ بھی دھوکے مین آ کے اس مصیبت مین مبتلا ہو گئے تھے۔ جن مین سے صرف یہ نام اہل سیر کو معلوم ہو سکے ہین۔ حسانؓ بن ثابت مسطح بن اثاثہ۔ اور حمنہ بنت جحش حضرت ام المومنین زینبؓ بنت جحش کی بہن مگر باوجود اس کے کہ ان لوگون نے ایسی اور اتنی بڑی تہمت کو باور کر لیا حضرت عائشہؓ نہین پسند فرماتی تھین کہ ان کا نام بُرائی سے یاد کیا جائے۔ چنانچہ آپ کے سامنے جب کبھی کوئی شخص حسانؓ بن ثابت کو برا کہتا تو منع کرتی تھین۔

جناب صدیقہ کا ورود مدینہ | اس کے بعد اسی واقعے کے متعلق جناب صدیقہؓ ارشاد فرماتی ہین۔ "پھر ہم سب مدینے مین آئے۔ مین آتے ہی ایسی بیمار ہوئی کہ ایک مہینہ تک اٹھنے کے قابل نہ تھی۔ واقعۂ افک کے متعلق لوگون مین سرگوشیان ہو رہی تھین۔ اور کوشش کی جاتی تھی کہ مجھے خبر نہ ہو۔ تاہم بیماری کے زمانے مین مجھے کچھ کچھ شبہ سا ہو چلا تھا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً بیماریون مین اُس زمانے مین حضرت رسالت کا انکے ساتھ برتاؤ | جس طرح پر لطف و شفقت پیش آتے تھے اس مرتبہ نہین پیش آئے

صرف اتنا ہی تھا کہ - آپ تشریف لاتے - سلام کرتے - پوچھتے "کیسی ہو؟" اور چلے جاتے - بس یہی چیز تھی جس سے مجھے شک ہوتا - مگر اصلی خرابی سے واقف نہ تھی - اب مین اچھی ہونے لگی تھی - کہ ایک دن مسطح کی ماں کے ساتھ پخانے جانے کے لیے گھر سے نکلی - اس وقت تک ہم لوگون نے گھرون کے قریب پائخانے نہین بنائے تھے - اور عرب کے پرانے رواج کے مطابق حاجت ضروری کے لیے میدانون مین جایا کرتے تھے - اور صرف راتون کو جاتے تھے - الغرض مین اس عورت کے ساتھ چلی جاتی تھی کہ اس نے چادر مین الجھ کے ٹھوکر کھائی - اور بولی "خدا غارت کرے مسطح کو!" مین نے کہا "ایسا نہ کہو جو شخص بدر کی لڑائی مین شریک ہو چکا ہو اُسے کوستی ہو!" یہ سُن کے وہ بولی "ارے بھولی لڑکی - شاید تو نے وہ نہین سُنا جو مسطح کہتا تھا" مین پوچھا "وہ کیا کہتا تھا؟" تب اس نے مجھے اصل واقعے سے مطلع کیا - یہ سننا تھا کہ مین پہلے سے دونی بیمار ہو گئی -

خود بنا بہ عائشہ کہتی ہین کہ اُن پر کیسا الزام لگایا گیا ہے -

پھر ان سے پلٹ کے جب مین گھر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لائے - اور اس زمانے کے معمول کے مطابق آپ نے سلام کر کے پوچھا "کیسی ہو؟" مین نے اس کے جواب مین اپنے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت مانگی - اور میرا منشا یہ تھا کہ اُن سے جا کے اصل واقعے کو دریافت کرون آپ نے اجازت دی - اور مین نے گھر جا کے اپنی والدہ سے پوچھا "اماں لوگ کیا کہتے ہین؟" انھون نے کہا "بیٹی پریشان نہ ہو - خدا کی قسم بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی حسینہ و جمیلہ عورت کسی مرد کے پاس ہو - میان کی لاڈلی ہو پھر اس کے ساتھ سوتین بھی رکھتی ہو - اور وہ اس کے خلاف تہمتین نہ مشہور کرین" مین نے کہا "سبحان اللہ - تو لوگون مین اس کا چرچا ہو گیا!" پھر

اس وقت سے مین رات بھر روتی رہی۔ صبح تک آنسوؤن کا سلسلہ نہین موقوف ہوا تھا۔ اور نہ پلک سے پلک لگی تھی۔

اُسامہ بن زید درجناب علی سے آپ مشورہ لیتے ہین

اس زمانے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پروحی کا سلسلہ موقوف ہوگیا تھا۔ اور آپ نے علیؓ بن ابی طالب اور اُسامہ بن زید کو بلا کے مشورہ کیا کہ مجھے رکھین یا طلاق دے دین۔ اُسامہ نے اپنے علم کے مطابق یہ راے دی کہ "آپ کے اہل بیت ایسے گناہ سے بری ہین" اور کہا "آپ کی ازواج کے متعلق جو کچھ ہم جانتے ہین وہ یہی ہے کہ وہ نیک ہین" اس کے بعد علیؓ نے کہا "یا رسول اللہ آپ کے لیے کوئی دشواری نہین۔ عائشہ کے سوا اور بہت سی عورتین ہین۔ اور آپ بریرہ لونڈی کو بلا کے دریافت فرمائیے وہ جو کچھ جانتی ہوگی سچ سچ کہدے گی" آپ نے بریرہ کو بلا کے پوچھا "تمھین عائشہ کے

بریرہ لونڈی کی شہادت

متعلق کبھی کسی بات کا شک تو نہین ہوا؟" اس نے کہا "قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے آپ کو پیغمبر مبعوث کیا مین نے عائشہؓ مین کبھی کوئی عیب کی بات نہین دیکھی۔ سوا اس کے کہ ابھی کم سن لڑکی ہین۔ گندھا ہوا آٹا کھلا چھوڑ کے سو جاتی ہین اور بکری آ کے کھا جاتی ہے"

آپ کا خطبہ مجمع عام مین

اس کارروائی کے بعد اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام مسلمانون کے مجمع مین منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا "اے جماعت مسلمانان ایک شخص نے مجھے اپنے اہل بیت کے بارے مین تکلیف دی ہے۔ کون شخص اُس کے مقابل مین میری مدد کرے گا۔ اور نام بھی ایسے شخص کا لیتے ہین جس کے اوضاع و اطوار کے متعلق سوا نیکی کے مجھے کوئی بُری بات نہین معلوم ہے۔ اور میری بیوی کے پاس جاتا بھی ہے تو میرے ساتھ" جس شخص کے خلاف آپ نے مدد مانگی اُس سے آپ کی مراد عبداللہ بن اُبی تھا جس کے اتہام سے آپ تنگ آ گئے تھے۔ یہ تقریر

سنتے ہی سعد بن معاذ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا "یا رسول اللہ اس معاملے مین مین آپ کے ساتھ ہون - اگر وہ شخص بنی اوس مین سے (یعنی خود میرے قبیلے مین سے) ہو تو مین اُس کی گردن مارون گا - اور اگر ہمارے بھائی خزرجیون مین سے ہو تو بھی آپ جو حکم دین گے ہم اُس کی تعمیل کرین گے - یہ سنتے ہی خزرجیون کے سردار سعد بن عبادہ طیش مین آکے اُٹھ کھڑے ہوئے - اور بولے "خدا کی قسم تم جھوٹے ہو - غیر تو کیا جب تک مین نہ پسند کرون خود تمھاری قوم مین ہو تب بھی تم اُسے قتل نہین کر سکتے" اس جملے کو سُن کے سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی اُسید بن حضیر جھلا کے اُٹھے اور بولے "تم نے جھوٹ کہا - ہم واللہ اُسے قتل کرین گے - تم منافق ہو اور منافقون کی طرف سے لڑتے ہو" اب کیا تھا - اوس و خزرج دونون قبیلے اُٹھ کھڑے ہوئے - اور لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب تک اُسی طرح منبر پر تھے - اور دونونکا غصہ فرو کر رہے تھے - آخر سب لوگ خاموش ہو گئے - اور آپ بھی خاموش ہو کے منبر سے اُتر آئے - اور یہ واقعہ یونہین رہ گیا -

اوس و خزرج کا باہمی جھگڑا

جناب صدیقہ کی حالت

اس دن بھی مین برابر روتی رہی - نہ آنسو رُکتے تھے اور نہ پلک لگتی تھی - دو دن اور ایک رات اسی حالت مین گذری تھی کہ نہ مین سوئی تھی نہ رونا موقوف ہوا تھا اور مین سمجھتی تھی کہ روتے روتے میرا کلیجا پھٹ جائیگا -

---

ع سعد بن معاذ کی نسبت جیسا ہم بیان کر چکے غزوۂ خندق کے بعد شہید ہو چکے تھے - لہذا یا تو اس موقع پر اُسید بن حضیر اُٹھے ہونگے جو فی الحال بنی اوس کے سردار تھے جیسا کہ سیرۃ ابن ہشام مین ہو - یا یہ واقعہ غزوۂ مریسیع سے پیشتر کا ہو بروایت بخاری حضرت عائشہ کا بیان یہی ہو جو ہم لکھ رہے ہین اس واقعے کے متعلق غالب قول یہی ہو کہ غزوۂ مریسیع کے بعد پیش آیا اگر اس غزوے کے زمانے مین بڑا اختلاف ہو - اکثر محققین تو یہی زمانہ ۵ ہجری بتاتے ہین - اور بہت سے لوگ دعوی کرتے ہین کہ یہ غزوہ ۶ ہجری مین پیش آیا تھا اور شاید ایسا ہی ہو -

اسی حالت مین بیٹھی تھی کہ میرے ماں باپ آگئے۔ میرے پاس بیٹھے اور مین اسی طرح روئے جاتی تھی۔ پھر ایک انصاریہ عورت نے آنے کی اجازت مانگی مین نے اجازت دی وہ بھی آئی اور میرے پاس بیٹھ کے رونے لگی۔ اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے۔ آپ سلام کرکے بیٹھے۔ اور اتنی دیر بیٹھے جتنا کہ اس تہمت کے سننے کے بعد کبھی میرے پاس نہین بیٹھے تھے۔ جس کو کہ ایک مہینہ ہوگیا تھا۔

حضرت رسالت تحقیقات فرماتے ہین

بیٹھنے کے بعد پہلے فرمایا "اشہد ان لا الہ الا اللہ" اور اس کے بعد ارشاد کیا "اے عائشہؓ تمھاری نسبت مجھے ایسی ایسی خبرین پہونچی ہین۔ اگر تم ان باتون سے بری ہو تو امید ہے کہ عنقریب اللہ جل شانہ تمھاری برأت ظاہر کردے گا۔ لیکن اگر تم گنہگار ہو تو اللہ جل شانہ سے معافی کی درخواست کرو۔ اور توبہ کرو۔ اس لیے کہ بندہ جب گناہ کا اقرار کرکے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اُس کی توبہ کو قبول کرتا ہے" آپ نے جیسے ہی یہ فرمایا یکایک میرے آنسو خشک

عائشہ کے ماں باپ کا خلوص دینی

ہوگئے۔ گویا آنکھون مین نمی ہی نہ تھی۔ مین نے اپنے والد سے کہا "آپ میری طرف سے رسول اللہ کو جواب دیجیے" انھون نے کہا "مین جانتا ہی نہین کہ رسول اللہ کو کیا جواب دون" مجبور ہوکے مین نے اپنی ماں کی طرف دیکھا اور کہا "آپ ہی جواب دیجیے" اُنھون نے بھی یہی کہا "مین کیا جانتی ہون جو جواب دون" مین ایک کم سن لڑکی تھی۔ زیادہ قرآن بھی نہین

خود جناب عائشہ کا بیان

پڑھا تھا۔ آخر سب طرف سے مایوس ہوکے بولی "مین خدا کی قسم جانتی ہون کہ آپ لوگون نے یہ باتین سُنی ہین۔ اور اس حد تک سُنی ہین کہ آپ کے دلون مین جم گئین۔ اور آپ نے اُن کو سچ سمجھ لیا۔ اس صورت مین اگر یہ کہتی ہون کہ مین بری ہون تو آپ کو یقین نہ آئے گا۔ اور اگر اقرار کرتی ہون اور خدا شاہد ہے کہ مین اس سے بری ہون تو آپ کو اپنے اوپر

عائد کیے لیتی ہون - خدا کی قسم میری اور آپ کی تو وہی ہائی ہوگئی جو حضرت یوسف کے والد جناب یعقوبؑ کی تھی جنھون نے کہا تھا "فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون" (بس صبر بہتر ہی - اور جو کچھ تم کہتے ہو اُس کی فریاد بس خدا ہی کے آگے ہی) یہ کہہ کے مین نے مُنھ پھیر لیا - اور اپنے بچھونے پر پڑگئی - اور چونکہ مین بری تھی - لہذا جانتی تھی اُن کا انکسار نفس | کہ اللہ جل شانہ کسی نہ کسی طرح میری برأت و پاکدامنی کو ثابت کردے گا لیکن یہ بات میرے خیال مین بھی نہین گذری تھی کہ اللہ تعالی میری شان مین وحی نازل کرے گا - اور میرے متعلق ایسی آیتین اُتارین گی کہ ہمیشہ ان کی تلاوت ہوتی رہے - اس لیے کہ اپنے نزدیک میری شان اس سے بہت ادنی اور کم تھی ہان اتنی البتہ امید تھی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کسی خواب کے ذریعے سے میری پاکدامنی و بے گناہی کو معلوم فرمالین گے - مگر نہین خدا کی قسم ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس جگہ سے خدا بذریعہ وحی جناب صدیقہ کو بری کرتا ہی

حرکت بھی نہین کی تھی اور جتنے آدمی یہان بیٹھے تھے ان مین سے کوئی اُٹھنے نہین پایا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہوئی حسب معمول آپ کو پریشانی سی ہوئی - اور اگرچہ جاڑون کا زمانہ تھا چہرۂ مبارک سے پسینے کے قطرے موتیون کی طرح گرنے لگے - تھوڑی دیر مین آپ کو اُس حالت سے افاقہ ہوا - آپ مسکرائے - اور سب سے پہلا جو جملہ آپ کی زبان سے نکلا یہ تھا "اے عائشہؓ اللہ تعالی نے تو تم کو بری کردیا" میری ماں جوش سے بے خود ہوکے بولین "عائشہ اٹھو اور رسول اللہ کا شکریہ ادا کرو" مین بولی "مین تو اس بارے مین خدا ہی کی حمد و ثنا کرون گی" اللہ جل شانہ نے جو آیتین میری شان مین نازل فرمائین وہ دس آیتین تھین جو اس فقرے سے شروع ہوئی ہین کہ ان الذین جاءوا بالافک"

میرے والد ابو بکر صدیقؓ مسطح بن اثاثہ کے ساتھ بوجہ تعلقات قرابت

کچھ سلوک کیا کرتے تھے۔ جب یہ واقعہ پیش آیا اور دیکھا گیا کہ مسطح بھی جناب صدیقہ پر تہمت لگانے والون مین ہین تو قسم کھا گئے کہ اب مین کبھی ان کے ساتھ کچھ سلوک نکرونگا چنانچہ اس کے متعلق بھی قرآن پاک کی آیت اُتری کہ صاحبان فضل کو ایسا نہ کرنا چاہیئے ابوبکرؓ صدیق اپنے فعل پر نادم ہوئے۔ اور مسطح کے ساتھ ہمیشہ وہی سلوک کرتے رہے

حضرت علی کا طرز عمل اس معاملے مین

بعض مستند روایتون سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت علیؓ کے مشورے کے مطابق جب بریرہ لونڈی جو حضرت صدیقہ کی خدمت مین رہتی تھی آنحضرتؐ کے سامنے اپنا اظہار دینے کو بلائی گئی تو جناب علیؓ مرتضی نے اسے بہت مارا اور ڈانٹ ڈانٹ کے کہا کہ "سچ بتا" مگر وہ آخر تک یہی کہتی رہی کہ سوا بکری کو آٹا کھلا دینے کے عائشہؓ مین مین نے اور کوئی عیب نہین دیکھا۔ بخاری کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ خود جناب عائشہؓ حضرت علیؓ کی نسبت فرماتی تھین کہ "مجھ پر جو افک کی تہمت لگائی گئی تھی اس بارہ مین وہ مسلم یعنی ساکت تھے" اگرچہ یہی لفظ ایک نسخے مین "مسیسا" ہی جس کا مطلب یہ ہوتا ہی کہ بدگمان تھے۔ لیکن علماے اسلام نے

عائشہ و علی کی رنجش کی بنیاد

مسلمہ عقائد مین دشواریان پیدا ہونے کے خوف سے اُسی نسخہ کو مانا ہی جس مین مسلماً کا لفظ آیا ہی۔ اور حضرت علیؓ کی نسبت کسی بدگمانی کو منسوب نہین کرتے تاہم اس مین شک نہین کہ حضرت عائشہؓ صدیقہ اور علیؓ مرتضی کے دلون مین ایک دوسرے کی جانب سے رنجش پیدا ہونے کی یہی ابتدا ہی۔ جو برتاؤ حضرت علیؓ نے بریرہ لونڈی کے ساتھ کیا وہ اس مین شک نہین کہ بہت کچھ بدگمان کرنے والا تھا۔

تہمت لگانے والون پر حد شرع

جب جناب صدیقہؓ کی برأت وحی آسمانی کے ذریعے سے

عہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶ عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۲۴

سہ صحیح بخاری - جلد ۲ - صفحہ ۵۹۷

ثابت ہوگئی اور آپکی پاکدامنی کا یقین ہوگیا تو جن لوگوں نے اس تہمت پر یقین کر لیا تھا اور مجبوبۂ رسولخدا صلعم کو بدنام کر رہے تھے اُن پر حد شرع جاری کی گئی اور حسان بن ثابت مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کو اسّی اسّی کوڑے لگائے گئے۔

صفوان اور حسان کی لڑائی

صفوان بن معطل جن سے یہ تہمت لگائی گئی تھی اُن کی ہجو میں حسان نے جوش میں آکے چند شعر بھی کہہ ڈالے تھے۔ صفوان کو جو غصہ آیا تو تلوار کو لے کے پہونچے۔ اور حسان کو زخمی کر دیا۔ اتفاقاً اس وقت ثابت بن قیس بن شماس آگئے جو حسان کے طرفدار تھے۔ صفوان کی مشکیں باندھ لیں اور بنی خزرج میں لے گئے۔ جس قوم سے کہ حسان بن ثابت کو تعلق تھا۔ وہاں عبداللہ بن رواحہ نے یہ سُن کے کہ اس واقعے کی خبر حضرت رسالتؐ کو نہیں ہے صفوان کو آزادی دلوائی اور سب لوگ شکایت لے کے بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے صفوان

آنحضرت کا فیصلہ

اور حسان دونوں کو بلوایا۔ صفوان نے حاضر ہو کے کہا یا رسول اللہ انھوں نے میری ہجو کہی جس سے مجھے غصہ آگیا اور مار بیٹھا۔ تب آپ نے حسان کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا۔ تم نے میری قوم کی طرف جب کہ وہ ہدایت اسلام قبول کر چکی ہے بُرائی کو منسوب کیا تھا۔ مگر خیر اب جو کچھ ہوا جانے دو۔ اور ان کے ساتھ

حسان کے ساتھ آپ کی رعایت

نیکی کرو۔ حسان نے امر رسالت کو قبول کیا۔ پھر آپ نے دل دہی و دلشکنی کے لیے بنی حدیلہ کا قصر جو مدینے میں مدت تک قائم رہا ان کو عطا فرما دیا۔ یہ قصر طلحہ بن سہیل کا تھا۔ انھوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں پیشکش کر دیا تھا۔ اور آپ نے اب حسان بن ثابت کو مرحمت فرما دیا۔ اس قصر کے ساتھ شیرین نام ایک قبطیہ لونڈی بھی اُن کو دی۔ جس کے بطن سے عبدالرحمن بن حسان پیدا ہوئے۔ یہ شیرین آپ کی محرم محترم جناب ماریۂ قبطیہ کی بہن تھیں جن کے مدینے میں

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۷۰

آنے کا حال آیندہ آئے گا۔

جناب عائشہؓ کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صفوان بن معطل کی نسبت تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ عنین تھے۔ اور عورتوں پر قادر ہی نہو سکتے تھے

باب بست و دوم

صلح حدیبیہ اور دیگر واقعات

دوسرا سریہ زید بن حارثہ بہ جانب وادی القریٰ۔ اُم قرفہ۔ اُس کی گرفتاری اور اس کا قتل کیا جانا۔ سریہ عبداللہ بن رواحہ۔ اُسیر بن زرام کا قتل۔ سریہ زید بن حارثہ بہ جانب مدین واقعہ حدیبیہ کی ابتدا۔ آپ کا سفر بہ جانب مکہ معظمہ۔ قریش مزاحمت کرتے ہیں۔ آپکا ایک معجزہ۔ مشرکین کی طرف سے بُدیل کا آنا۔ پھر عُروۃ بن مسعود کا آنا۔ صحابہؓ کی جان نثاری دیکھ کے عروہؓ کی حیرت۔ آپ خراش بن اُمیہ کو اہل مکہ کے پاس بھیجتے ہیں عمر فاروقؓ کا مکے جانے میں عذر کرنا۔ عثمانؓ بن عفان مکے جاتے ہیں۔ جناب عثمانؓ کی شہادت کی خبر۔ بیعت حدیبیہ جد بن قیس کا بیعت سے محروم رہنا۔ سُہیل بن عمرو مشرکین کی طرف سے آتا ہے۔ تحریر معاہدہ معاہدے کی اصلی شرط۔ دیگر شرائط۔ اس پر صحابہ کی مُہریں۔ ابو جندل کی مظلومی۔ تکمیل رسوم عمرہ و قربانی۔ مروجہ رسوم کے خلاف کرنے میں لوگوں کو تامل۔ یہ صلح بڑی کامیابی کہی گئی۔ ابو بصیر کا مشرکین کی قید سے چھوٹ کے مدینے میں آنا۔ آپ انھیں بہ پابندی عہد مشرکین کے حوالے کرتے ہیں۔ اب ابو بصیر آزادی پا کے مشرکین کے قافلے کا راستہ روکتے ہیں اور بہت سے مسلمان بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ اہل مکہ کی پریشانی اور اپنی شرط کو خود ہی منسوخ کرانا۔ مشرکہ و مومن میں مناکحت کا ناجائز قرار پانا۔ غزوہ غابہ یا ذی قرد۔ مشرکین کی تاخت آپ کے چراگاہ پر۔ سلمہ کی شجاعت۔ اخرم اسدی کی شہادت مشرکین کی دغا بازی

عہ ابن ہشام۔ صفحہ ۷۲۰-۷۳۹

سریہ کرز بن جابر فہری - جناب عائشہ کی والدہ کا انتقال

دوسرا سریہ زید بن حارثہ بجانب وادی القریٰ

گذشتہ ماہ رجب مین- زید بن حارثہ کو بنی فزارہ کے مقابلے اور وادی القریٰ کے میدان مین جب ناکامی ہوئی تھی تو تمام ہمراہی مارے گئے تھے اور خود بھی بچے تھے تو فقط قسمت کی یاری سے اُس وقت اُنھون نے عہد کیا تھا کہ جب تک بنی فزارہ سے بدلہ نہ لے لون گا غسل جنابت نہ کرون گا- اس کے یہ معنی نہین کہ مجنب ہونے پر بھی نہ نہاؤن گا- بلکہ اس عہد کا اصلی مطلب یہ تھا کہ اُس وقت تک کسی عورت کے قریب نہ جاؤن گا- الغرض اب اس عہد کے پورے ہونے کا وقت آگیا تھا- اس لیے کہ زخم اچھے ہوگئے تھے- اور وہ پھر معرکہ آرائی کرنے کے قابل تھے- لہذا اُن کی آرزو کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ مبارک رمضان مین اُنھین پھر اُسی وادی القریٰ کی طرف اور اُنھین پہلے دشمنون یعنی بنی فزارہ کے مقابلے مین روانہ کیا- بنی فزارہ کی سرداری پر اُن دنون ایک سن رسیدہ عورت تھی جو اُم قرفہ کے لقب سے مشہور تھی- اور فاطمہ بنت ربیعہ بن زید فزاریہ اُس کا نام تھا- اُم قرفہ اپنی شوکت و سطوت کے اعتبار سے عرب کی ایک ملکہ شمار کی جاتی تھی- اور کہتے ہین کہ اُس کا گھر بہادر و شجاع عزیزون سے ایسا بھرا پُرا تھا کہ صرف محرم عزیزون کی پچاس تلوارین اندر لٹکی رہا کرتی تھین- زید بن حارثہ اُن لوگون کی غفلت مین راتون کو کوچ کرتے ہوئے گئے- اور ایک صبح کو یکایک تکبیر کہہ کے بنی فزارہ کو گھیر لیا- دشمن ایسے گھبرا اُٹھے کہ مقابلے کی بھی تاب نہ لاسکے- ام قرفہ مع اپنی ایک صاحب جمال بیٹی کے گرفتار ہوئی- اور بہت بُری طرح ماری گئی- اس لیے کہ زید نے اُسکی دونون ٹانگین دو اونٹون مین بندھوائین- پھر اُن اونٹون کو ایک دوسرے کے مخالف

اُم قرفہ

اُس کی گرفتاری اور اُس کا قتل کیا جانا

ع ابن اثیر جلد ۲- صفحہ ۹۰

جانب ہنکوایا ۔ اور اُس کا جسم بیچ سے شق ہو کے دو ٹکڑے ہو گیا ۔ زید کے اس سخت سزا دینے کا سبب بعض یہ کہتے ہین کہ ام قرفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان دیتی تھی ۔ بعض کا بیان ہے کہ اپنے خاندان کے تیس آدمیون کو اس نے بھیجا تھا کہ مدینے پر حملہ کر کے حضرت رسالت کو شہید کرین ۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ خود زید بن حارثہ نے ان لوگون کے ہاتھ سے ایسی تکلیف اُٹھائی تھی کہ بے انتہا جلے ہوئے تھے ۔ اور بغیر ایسی سخت سزا دیے اُن کے دل کا بخار نہ نکل سکتا تھا ۔ مگر یہ خود اُن کا فعل تھا جس کے ذمہ داری حضرت رسالت پر نہین عائد کی جا سکتی ۔

سریۂ عبداللہ بن رواحہ

اسی رمضان کے مہینے مین آپ نے عبداللہ بن رواحہ کو تین آدمیون کے ساتھ بھیجا کہ خیبر مین جا کے اسیر بن رزام یہودی کے حالات دریافت کر آئین ۔ رافع بن ابی الحقیق یہودی کے مارے جانے کے بعد یہود خیبر نے اسی شخص کو اپنا سردار مقرر کیا تھا ۔ اور معلوم ہوا تھا کہ اُس نے بنی غطفان وغیرہ مخالف قبائل عرب مین پھر پھر کے آپ کے خلاف شورش برپا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اسی کی تحقیق کے لیے آپ نے عبداللہ کو روانہ کیا تھا ۔ وہ واپس آئے اور بتایا کہ جیسا سُنا گیا تھا ویسا ہی ہے ۔ اب تصدیق ہو جانے کے بعد آپ نے شوال کے مہینے مین انھین تیس آدمیون کے ساتھ پھر خیبر بھیجا اور حکم دیا کہ جس طرح بنے اُسے قتل کرو ۔ عبداللہ گئے ۔ تیس آدمیون کے ساتھ ایک بڑی قوم سے مقابلہ کرنا تو غیر ممکن تھا ۔ دوست بن کے اسیر بن رزام کے پاس پہونچے اور کہا ہمین رسول اللہ نے بھیجا ہے کہ تمھین اُن کی خدمت مین لے چلین ۔ وہ تمھین خیبر کا سردار مقرر کرین گے ۔ اسیر تیس یہودیون کو ساتھ لے کے خیبر سے نکلا ۔ اپنے قلعہ سے چھ میل مقام قرقرہ مین پہونچا تھا کہ عبداللہ بن انیس نے جو عبداللہ بن

اسیر بن رزام کا قتل

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۳ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ ۔ صفحہ ۱۵۴

رُواحہ کے ہمراہیون مین تھے اُسے قتل کرڈالا۔ اوراُس کے ساتھ ہی اور سب لوگون نے باقی یہودیون کومار ڈالا۔ صرف ایک یہودی بچاجو اونٹ سے کود کے بھاگ گیا۔

سریہ زیدبن حارثہ بجانب مدین

اِسی زمانے مین آپ نے زیدبن حارثہ کو ایک تھوڑی جماعت کے ساتھ شہر مدین کی طرف روانہ کیا۔ یہ وہی شہر ہی جو حضرت شعیب علیہ السلام کی جانب منسوب ہی۔ زید کو اُسی علاقہ مین سواحل پر بہت سی لونڈیان اور غلام ہاتھ آئے۔ جن کو مدینے مین لاکے وہ دیون فروخت کرنا چاہتے تھے کہ مان کو کسی کے ہاتھ بیچتے اور بچے کو کسی کے ہاتھ۔ اس پر وہ عورتین اور بچے بیتاب ہوہوکے رُو رہے تھے کہ آپ کو خبر ہوئی۔ آپ نے حکم دیا کہ "بچے ماؤن سے نہ چھڑائے جائین۔ اور مائین اور بچے ایک ہی ساتھ بیچے جائین"۔

کرزبن جابر کے سریے کو ابن اثیر نے اسی شوال کے مہینے مین بیان کیا ہی۔ مگر ہم بخاری کی اصح ترین روایت کے مطابق اُسے آپ کے سفر حدیبیہ کے بعد بیان کرین گے۔

واقعہ حدیبیہ کی ابتدا

اب آپ نے ارادہ کیا کہ خانہ کعبہ کی زیارت کرین۔ اور امن وصلح کے ساتھ۔ اصل یہ ہی کہ حج آپ پر فرض ہوچکا تھا۔ خانہ کعبہ کی زیارت وطواف کے لیے آپ بے قرار ہورہے تھے۔ مگر بارگاہ خداوندی سے مکے پر حملے کرنے اور زبردستی جاکے حج کرنے کا حکم نہین ملا تھا۔ اِس کے علاوہ تمام اہل عرب کعبے کی عظمت ووقعت کو مان رہے تھے۔ مشہور تھا اور صحیح مشہور تھا کہ سب سے پہلا اور خاص حضرت ابراہیم کے ہاتھ کا بنایا ہوا معبد الٰہی کعبہ ہی ہی۔ قریش اور اہل مکہ کی مخالفت سے عام لوگون مین اس خیال کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا کہ آپ

ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۶-۱۷

اُس قدیم خانۂ خدا سے بھی منحرف ہین۔ جو امر کہ مصلحت اور منشاء اسلام دونون کے خلاف تھا لہذا آپ نے مستقل ارادہ کرلیا کہ جس طرح بنے اس مقدس خانہ خدا کی زیارت سے شرفیاب ہوین

آپ کا سفر بجانب مکہ معظمہ | چنانچہ ذی قعدہ کے مہینے مین آپ مہاجرین و انصار کے چودہ پندرہ سو جان نثارون کو ہمراہ لے کے مدینے سے چل کھڑے ہوئے۔ مدینے ہی سے احرام باندھ لیا۔ اور قربانی کے لیے ستر اونٹ اُسی وضع سے لے کے چلے جس طرح کہ قربانی کے جانور لے جائے جاتے تھے۔ جن کے نمایان کرکے لے چلنے سے یہ بھی مقصود تھا کہ لوگون کو معلوم ہو آپ جنگ و پیکار کے لیے نہین بلکہ صرف زیارت بیت اللہ کی غرض سے تشریف لیے جاتے ہین۔ مقام عسفان تک پہونچے تھے کہ بسر بن سفیان

قریش مزاحمت کرتے ہین | کعبی نے آکے کہا "یارسول اللہ قریش کو آپ کی روانگی کی خبر ہوگئی۔ وہ سب مقام ذی طوٰی مین جمع ہوئے ہین اور قسم کھاتے ہین کہ آپ کو ہرگز نہ آنے دین گے۔ خالد بن ولید اُن کی طرف سے آگے بڑھ آئے ہین۔ اور کراع الغمیم مین ٹھہرے ہوئے ہین"۔ آپ نے فرمایا "افسوس قریش کے سر پر لڑائی کیون سوار ہے اس مین اُن کا کیا حرج ہے کہ مجھے تمام لوگون کے مقابلے مین چھوڑ دین۔ اگر لوگ مجھ پر غالب آجائین تو یہی اُن کی تمنا ہے۔ اور اگر مین غالب آؤن تو اور سب کی طرح وہ بھی اس دین مین داخل ہوکے ہماری جماعت بڑہائین۔ اور مین قسم کھاکے کہتا ہون کہ جس غرض کے لیے خداوند تعالی نے مجھے مبعوث کیا ہے اس کو مین چھوڑ نہین سکتا۔ یا تو اللہ اس دین کو غالب ہی کردے گا اور یا مجھے ناکامی ہوجائے گی"۔ یہ فرماکے آپ نے وہ راستہ جدہر جارہے تھے چھوڑ دیا۔ اور داہنی طرف پھر کے ثنیۃ المرار مین پہونچے۔ یہان آتے ہی آپ کی اونٹنی ایک جگہ بیٹھ گئی۔ لوگون نے کہا اڑتی اور بگڑتی ہے۔ مگر آپ نے فرمایا "نہ اڑتی ہے نہ بگڑتی ہے۔ بلکہ اُسی خدا نے اُسے روک دیا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا" مطلب یہ کہ جس طرح خدا نے اصحاب فیل کے ہاتھی کو کعبے کے سامنے روکا تھا اس اونٹنی کو

کو بھی روکا ہے۔ اب آج قریش ایسی جس شرط کو پیش کرین گے جس مین تعلقات قرابت
آپ کا ایک معجزہ | پیدا کرنے کی خواہش ہو مین منظور کرلون گا" یہ ارشاد فرما کے آپنے
سب کو اُتر پڑنے کا حکم دے دیا۔ لوگون نے کہا "اس وادی مین پانی تو ہی نہین ہے"
عرب لوگ معمولاً اسی جگہ قیام کرتے اور کر سکتے تھے جہان پانی ہو۔ لہذا یہان ٹھہرنے
مین اُنھین تکلیف کا اندیشہ ہوا۔ آپ نے ترکش سے ایک تیر نکال کے ایک شخص
کو دیا۔ اور فرمایا اسے لے جا کے اس خشک تالاب کے بیچ مین گاڑ دو۔ اس شخص نے
تیر کو زمین مین گاڑا ہی تھا کہ پانی کا فوارہ جاری ہوا۔ اور اتنا پانی نکلا کہ سب ضرورتین
رفع ہو گئین۔ اور اونٹ خوب چھکا چھکا کے پلا لیے گئے۔

مشرکین کی طرف سے بُدیل کا آنا | لوگ پینے پلانے مین مصروف تھے کہ بُدیل بن ورقاء خزاعی چند
لوگون کے ساتھ آیا اور بولا بنی کعب اور بنی عامر بڑی جماعت کے ساتھ نکلے ہین
آپ سے لڑنے پر آمادہ ہین۔ اور کسی طرح آپ کو مکے مین نہ داخل ہونے دین گے"
آپ نے جواب دیا "ہم کسی سے لڑنے کو نہین آئے ہین۔ ہمین تو فقط زیارت خانہ کعبہ
کی آرزو ہے۔ قریش چاہین تو ہم ایک زمانے تک کے لیے صلح بھی کر سکتے ہین جس مدت مین
کہ ہمسے اُن سے کوئی علاقہ نہ رہے گا۔ اور دیگر قبائل عرب اور ہم باہم کچھ لین گے۔ لیکن
اگر اُنھین اس سے بھی انکار ہے تو خدا کی قسم مین آخر تک لڑون گا" یہ جواب پاکے بُدیل واپس گیا
اور جب آپ کا ارشاد قریش مین بیان کیا گیا تو عروہ بن مسعود ثقفی نے کہا "اس شخص (محمد صلعم)
پھر عروہ بن مسعود کا آنا | نے اچھی شرط پیش کی ہے۔ ذرا مجھے تو اس کے پاس جانے دو" لوگون نے
کہا بہتر اور وہ آپ کی خدمت مین حاضر ہو کے بولا "اے محمد تم نے اوباش لوگ جمع کر لیے ہین
انھین لے کے یہان آئے ہو۔ قریش ساز و سامان سے نکلے ہین۔ اور قسم کھا گئے ہین
کہ تم کو بغیر صلح ہوئے نہ آنے دین گے۔ اور یہ لوگ جو تمھارے ساتھ ہین کل وقت پڑیگا
تو ساتھ چھوڑ کے چل دین گے" ابو بکر صدیق پیچھے کھڑے تھے۔ یہ سنتے ہی جھنجھلا کے

بولے "ہم اور رسول اللہ کا ساتھ چھوڑ دین گے"! اُس نے پوچھا "یہ کون ہی؟" آپ نے فرمایا "ابن ابی قحافہ" وہ ابوبکر صدیق کی طرف دیکھ کے بولا "اگر مجھ پر تمھارے احسانات نہ ہوتے تو اس کا بدلہ لیتا" جاہلیت مین ابوبکر صدیق نے اِس پر بعض احسانات کیے تھے۔ خیر اب وہ آنحضرت صلعم کی ڈاڑھی مین ہاتھ ڈال ڈال کے باتین کر رہا تھا اور مغیرہ بن شعبہ جو سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈوبے آنحضرت کے سر کے پاس کھڑے تھے جب وہ آپ کی ڈاڑھی کی طرف ہاتھ بڑھاتا فوراً اس کا ہاتھ ہٹا دیتے اور کہتے "رسول اللہ کے چہرے سے اپنا ہاتھ ہٹا" عروہ یہ دیکھ کے بولا "تو تو بڑا سخت اور درشت رو معلوم ہوتا ہی" اُس کے اس قول پر آنحضرت مسکرائے اور جب اُس نے پوچھا "یہ ہی کون شخص ہی؟" تو ارشاد فرمایا "مغیرہ بن شعبہ" اتنا سنتے ہی عروہ نے حیرت سے مغیرہ کی صورت دیکھی اور کہا "اے غدار شخص! ابھی کل ہی تو عیب کے دھبے تیرے چہرے سے دھوے گئے ہین" اس کی اصلیت یہ تھی کہ مغیرہ بن شعبہ نے اسلام لانے سے پیشتر قبیلۂ بنی مالک بن ثقیف کے تیرہ آدمی قتل کر ڈالے تھے۔ جس پر وہ لوگ لڑنے کو آمادہ ہوئے۔ اور ان کے مقابلے پر مغیرہ کے قبیلے والون کے ساتھ عروہ کے قبیلہ کے لوگ بھی جان بازی کو تیار تھے اس لئے کہ یہ دونون باہم ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ لیکن لڑائی نہین شروع ہونے پائی تھی کہ عروہ نے اُن تیرہ خونون کا فدیہ ادا کر کے صلح کر لی۔ چنانچہ اسی واقعے کی طرف عروہ نے اس موقع پر اشارہ کیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے عروہ سے بھی اپنا وہی ارادہ ظاہر فرمایا جو پیشتر ظاہر کر چکے تھے۔ اور ارشاد کیا کہ مین لڑنے کو نہین آیا ہون" عروہ یہ گفتگو سُن کے واپس گیا اور اہل کہ

صحابہ کی جان نثاری دیکھ کے عروہ کی حیرت

سے کہا اے اہل قریش مین نے کسرائے ایران قیصر روم۔ اور نجاشی کے دربارون کو دیکھا ہی۔ مگر خدا کی قسم کسی بادشاہ کی وہ شان نہین دیکھی جو شان محمد کی اپنے ہمراہیون مین ہی۔ مین نے وہان ایسے لوگون کو دیکھا جو کسی

حالت مین اور کسی چیز کی طمع سے محمدؐ کا ساتھ نہ چھوڑین گے۔ مین نے اپنی رائے ظاہر کر دی اب جو تمھاری سمجھ مین آئے وہ کرو"

آپ خراش بن امیہ کو اہل مکہ کے پاس بھیجتے ہین

اس کے بعد آنحضرت صلعم نے خراش ابن امیہ نام ایک صحابی کو بلایا اور اپنے ایک اونٹ پر سوار کر کے قریش کے پاس بھیجا کہ اُن پر جا کے ظاہر کرین کہ آپ کا کیا منشا ہی۔ اور کس ارادے سے آئے ہین مگر وہان برہم مزاجی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ بجاے اس کے کہ خراش کو اپنا پیام پہونچانے کا موقع ملے رسول اللہ صلعم کے اونٹ کی کونچین کاٹ ڈالی گئین۔ اور اگر غیر قبائل کے معزز لوگ نہ روکین تو اُن بیچارے کی شہادت مین بھی کوئی دقیقہ نہین باقی رہا تھا۔

عمر فاروق کا مکے جانے مین عذر کرنا

اب آپ نے مکے مین بھیجنے کے لئے جناب عمرؓ فاروق کو بلایا۔ مگر اُنھون نے عرض کیا یا رسول اللہ قریش مجھ سے بہت جلے ہوئے ہین۔ اور بنی عدی یعنی میرے قبیلے والون مین سے ایک شخص بھی مکے مین نہین موجود ہی کہ میری حمایت کرے۔ میرے خیال مین اس خدمت کے لیے عثمانؓ بن عفان سے زیادہ کوئی شخص موزون نہین ہی" آپ نے اسی مشورے کے مطابق عثمانؓ بن عفان کو بلا کے ابوسفیان اور دیگر عمائد کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ جا کے کہو "مین لڑنے کو نہین آیا ہون۔ مین تو فقط خانہ کعبہ کی زیارت چاہتا ہون"، جناب ذی النورینؓ یہ پیغام نبوت لے کے روانہ ہوئے مکے مین داخل ہوتے ہی خوش نصیبی سے سعید بن عاص سے ملاقات ہوئی جو اُن کے ہم قوم تھے۔ سعید نے انھین اپنی کفالت مین لے لیا۔ اور وہ زیادہ مطمئن ہو کے ابوسفیان وغیرہ کے پاس گئے۔ اور آزادی کے ساتھ پیغام رسالتؐ پہونچا دیا جسے سُن کے سب نے کہا عثمانؓ اگر تم طواف کعبہ کرنا چاہتے ہو تو شوق سے کر لو" حضرت عثمانؓ نے جواب دیا "جب تک رسول اللہ

عثمان بن عفان کے جاتے ہین

طواف نہ کرین مین نہ کرون گا" اس بات کو اُنھون نے نامنظور کیا۔ بلکہ درخواست رسالتؐ قبول کرنے کے عوض مشرکین نے خود جناب عثمانؓ کو اپنے ہی پاس روک رکھا۔ اور اتنا بھی موقع نہ دیا کہ واپس آکے آنحضرتؐ کو ان کے انکار سے آگاہ کرین۔ یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب عثمانؓ کی واپسی کا انتظار تھا کہ مشہور ہوا مشرکین نے حضرت عثمانؓ کو شہید کرڈالا۔ یہ خبر سُن کے آپ کو جس قدر صدمہ ہوا اُس کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ آپ نے فرمایا "اب تو جبتک ان لوگون سے ہم اپنی غرض نہ حاصل کرلین واپس نہ جائین گے"

جناب عثمان کی شہادت کی خبر

بیعت حدیبیہ

پھر ایک درخت کے نیچے جاکے بیٹھ گئے اور لوگون سے بیعت لینے لگے عام ہمراہیان رسالتؐ کا بیان تھا کہ اس بیعت کے ذریعے سے آپ نے سب لوگون سے لڑکے مرجانے کا عہد لیا۔ مگر جابر بن عبداللہ کہتے تھے کہ آپ نے ہم سے اس امر کا عہد لیا کہ میدان جنگ سے ہرگز نہ بھاگین گے۔ غور سے دیکھا جائے تو دونون باتون کا ایک ہی نتیجہ ہے۔ کل ساتھ والون نے بلا تامل بیعت کرلی۔ بجز جد بن قیس نام ایک صاحب کے جن کی نسبت جابر بن عبداللہ کہتے ہین کہ اپنی اونٹنی کی آڑ مین چھپے رہے۔ اور سامنے آنے کی بھی جرأت نہ کرسکے۔ اس موقع پر آپنے حضرت عثمانؓ کی طرف سے بھی باوجودیکہ اُن کے زندہ ہونے مین شبہ تھا یون بیعت لی کہ اپنے ایک ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا اور دوسرے ہاتھ کو اُس سے ملاکے فرمایا کہ "یہ بیعت عثمانؓ کی جانب سے ہے"

جد بن قیس کا بیعت سے محروم رہنا

سُہیل بن عمرو مشرکین کیطرف سے آتا ہے

آپ یہان مسلمانون سے بیعت لے چکے تھے کہ اہل مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو صلح کی غرض سے آیا۔ آپنے سُہیل کی صورت دیکھتے ہی فرمایا "اب معلوم ہوتا ہے قریش صلح پر آمادہ ہین"۔ اُس سے آپ دیر تک شرائط صلح کے متعلق گفتگو

عہ ابن ہشام صفحہ ۷۴۰ تا ۷۴۶

ہوتی رہی - اور جب سب شرائط طے ہو لیے تو آپ نے حضرت علی مرتضی کو معاہدہ لکھنے
تحریر معاہدہ کے لیے بٹھایا - اور فرمایا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا اس جملے
کو ہم نہین جانتے لکھو یا سمک اللھم (یا اللہ تیرے نام سے ابتدا ہی) اس لیے کہ
بسم اللہ کی جگہ مشرکین مین بھی جملہ مروج تھا - آپ نے فرمایا یہی ہو - اور حضرت علی نے
عنوان پر یہ جملہ لکھا - پھر آپ نے بتایا کہ لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جس کے مطابق محمد رسول اللہ
نے سہیل بن عمرو سے صلح کی - سہیل پھر روک کے بولا اگر ہم آپ کو پیغمبر مانتے ہوتے
تو لڑائی ہی کی نوبت کیون آتی - لکھنا ہے تو اپنا اور اپنے والد کا نام لکھیے - یعنی لکھیے
محمد بن عبد اللہ - آپ نے حضرت علی سے کہا اچھا یہی لکھو حضرت علی آپ کے نام کے
ساتھ رسول اللہ کا لفظ لکھ چکے تھے بولے مین تو اب اس لفظ کو اپنے ہاتھ سے نہین
کاٹ سکتا - آنحضرت نے خود معاہدہ ہاتھ مین لے کے اس لفظ کو کاٹا - اور بعض
روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود امی ہونے کے اپنے دست مبارک سے لکھدیا
محمد بن عبد اللہ - اور اس کے بعد حضرت علی نے جملہ شرائط قلمبند کیے -

معاہدے کی اصلی شرط اس معاہدے کی رو سے قرار پایا تھا کہ اس سال آپ واپس تشریف
لے جائین - اور دوسرے سال مع اپنے اصحاب اور رفقا کے عمرے اور زیارت
بیت اللہ کو تشریف لائین - مگر اس طرح کہ سوا تلوارون کے کسی کے پاس کوئی اور
دیگر شرائط ہتھیار نہ ہو اور تلوارین بھی ہون تو میانون کے اندر رہین - تین دن سے
زیادہ آپ مکے مین قیام نہ فرمائین - اور آیندہ دس سال تک مسلمانون اور اہل مکہ
مین صلح قائم رہے - اس شرط کے ساتھ کہ کافرون مین سے کوئی مرد یا عورت مسلمانون
کے پاس بھاگ کے آئے تو فوراً انھین واپس ملے - بہ خلاف اس کے مسلمانون
مین سے کوئی شخص اُن کے ہاتھ مین پڑجائے تو انھین واپس کرنے کی ضرورت
نہین ہے - یہ شرط ایسی تھی کہ تمام مسلمانون کو گران گذری - مگر اللہ جل شانہ نے اس کے

مصالح آپ کو سمجھا دیے تھے۔ اور آپ مطمئن تھے۔ بلکہ حضرت عمرؓ نے اعتراض کے لہجے مین دریافت بھی کیا تو آپنے فرمادیا کہ مین کوئی امر بغیر خدا کی مرضی کے نہین کرتا۔

اُس پر صحابہ کی مہریں

معاہدے کی تکمیل ہوگئی اُس پر ابوبکر صدیق عمر فاروق علی مرتضیٰؓ وغیرہ صحابہ کبار کی شہادتین بھی ثبت ہوگئین۔ اور صرف اتنا باقی تھا کہ سہیل سے لے کے واپس جائے کہ خود اس کے بیٹے ابوجندل زنجیرون مین بندھے ہوئے سامنے لائے گئے۔ اس لئے کہ ابوجندل نے اسلام قبول کرکے آنحضرت کے پاس پناہ لی تھی۔ اور سہیل نے کہا تھا کہ اس معاہدے کی رو سے یہی پہلا شخص ہے جو مجھے ملنا چاہیئے چنانچہ آپ نے بلا تامل ابوجندل کو ان کے مشرک باپ کے سپرد کردیا تھا۔

ابوجندل کی مظلومی

اب وہ اس شان سے سامنے آئے تو تمام مسلمانون کو صدمہ ہوا۔ اور آپ بھی اس قدر متاثر ہوئے کہ ابوجندل سے بہ شفقت فرمایا صبر کرو۔ اللہ جل شانہ تمہارے حال پر مہربانی کریگا

اس کے بعد قریش کے تیس چالیس لوگ لشکر گاہ اسلام کے قریب آئے اور حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ مسلمانون نے انھین گرفتار کرلیا۔ اور سب آپ کے سامنے لاکے کھڑے کردیے گئے۔ آپنے اُس عہدنامے کے مطابق اُنھین بھی چھوڑدیا اور وہ بھی آزادی پاکے واپس گئے۔

تکمیل رسوم عمرہ و قربانی

اب صلح ہوچکی تھی۔ اور آپ پابند تھے کہ اسی جگہ سے مدینہ طیبہ کو واپس جائین۔ لہذا آپ نے تمام ہمراہیون کو حکم دے دیا کہ یہین اونٹون کی قربانی کرین اور یہین سر بھی منڈا ڈالین۔ لیکن چونکہ ایسا طرز عمل عام رواج کے خلاف تھا

مروجہ رسوم کے خلاف کرنے مین لوگون کو تامل

لوگون نے کسی قدر تامل کیا اور آپنے ناراض ہوکے اپنی بیوی حضرت اُم المومنینؓ ام سلمہ سے جو اس سفر مین ہمراہ رکاب تھین شکایت کی جناب اُم سلمہ نے کہا یا رسول اللہ آپ ملال نکرین تشریف لے جاکے قربانی کیجئے اور اپنا سر منڈائیے۔ پھر کسی کو آپ کی پیروی مین تامل نہ ہوگا"

آپ نے ایسا ہی کیا اور جناب اُم سلمہؓ کے ارشاد کے مطابق سب نے آپ کی متابعت کی

یہ صلح بڑی کامیابی سمجھی گئی

رسوم عمرہ کے ادا کرنے کے بعد آپ مدینے کو روانہ ہوئے۔ اور یہ صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے اسلام کی تمام گذشتہ فتوحات سے زیادہ اہم اور مقدمۃ الفتح کامیابی سمجھی گئی۔ اس لیے کہ اس کے بعد سے مسلمانوں کو زیارت کعبہ سے فیض یاب ہونے کا موقع مل گیا جس کے بغیر دین اسلام کی بہت بڑی برکت سے لوگ محروم تھے اور گو یہ صلح بظاہر مشرکین مکہ کے اغراض کے مطابق معلوم ہوتی تھی مگر ان دو سالوں میں جو اس صلح کے زمانے میں گذرے اتنے لوگ دین اسلام میں شامل ہوئے جتنے کہ اس سے پیشتر کبھی نہیں شامل ہوئے تھے۔

ابوبصیر کا مشرکین کی قید سے چھوٹ کے مدینے میں آنا

آپ مدینے میں آکے فروکش ہوئے تھے کہ ابوبصیر عتبہ بن اُسید ثقفی نے مکے سے بھاگ کے آپ کے دامن میں پناہ چاہا۔ ابوبصیر مسلمان ہو چکے تھے اُن کی قوم والوں یعنی بنی ثقیف نے اُنھیں قید کر کے مکے میں رکھا تھا اور طرح طرح کے ظلم کر رہے تھے۔ جہاں سے بھاگ کے اب انھوں نے مدینہ طیبہ میں پناہ لی تھی۔ اُن کے پہونچتے ہی اُن کے عم زاد اخنس بن شریق سردار بنی زہرہ نے جو قبیلہ ثقیف کے حلیف تھے ایک عامری شخص اور اپنے ایک غلام کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا کہ ابوبصیر کو معاہدۂ حدیبیہ کے مطابق واپس بھیجیے۔ یہ غیر ممکن تھا کہ آپ عہد شکنی کرتے۔ بلا تامل ابوبصیر کو اُن دونوں کے سپرد کر دیا۔ اور وہ انہیں لے کے واپس روانہ ہوئے۔ مقام ذی الحلیفہ تک پہونچنے پائے تھے کہ ابوبصیر نے دونوں میں سے ایک کی تلوار کسی طرح اپنے قبضہ میں کی اور اُس عامری شخص کو مار ڈالا۔ غلام جان بچا کے بھاگا اور آنحضرت کی خدمت میں آکے شکایت کی۔ لیکن اس کے بعد ہی خود ابوبصیر بھی حاضر بارگاہ رسالت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اپنا عہد پورا کر چکے۔

آپ امین ہیں پابندی عہد مشرکین کے حوالے کرتے ہیں۔

مگر خداوند تعالیٰ نے مجھے اُن کے ہاتھ سے نجات دلادی۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا اُس سے تو خود تمہاری ہی آگ بھڑک اٹھے گی۔ کاش کچھ لوگ تمہارے طرفدار ہوتے۔

اب ابوبصیر آزاد ہی پاکے مشرکین کے قافلہ کا راستہ روکتے ہیں

ابوبصیر فحوائے کلام رسالت مآب سے سمجھ گئے کہ پھر مشرکین کے سپرد کردیے جائینگے۔ یہ خیال آتے ہی مدینے سے بھاگ نکلے اور سمندر کے کنارے عین اُس راستہ پر جا کے ٹھہرے جس پر سے ہو کے قریش کے قافلے ارض شام کو آتے جاتے تھے۔ چند روز میں ابوجندل بھی مکے سے بھاگ کے اُن سے آملے۔ اور جب ان لوگوں کے یہاں قیام کرنے کی خبر مشہور ہوئی تو تمام وہ

اور بہت سے مسلمان بھی اُن کے ساتھ ہوگئے

مسلمان جو دشمنوں کے ہاتھ میں اسیر تھے اور ڈرتے تھے کہ آنحضرت کے پاس گئے تو وہاں سے بھی گرفتار کرکے لائے جائینگے بھاگ بھاگ کے ابوبصیر کے پاس جمع ہونے لگے۔ یہاں تک کہ تھوڑے ہی دن میں ابوبصیر کے گرد تقریباً ستر مسلمان جمع ہوگئے۔ اب انھوں نے قریش کے قافلوں کو لوٹنا اور اہل مکہ کو ہر طرح سے تکلیف پہونچانا اور ستانا شروع کردیا۔ اور بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آخرکار اُن کے ہمراہ تین سو بہادروں کا جتھا تھا جنھوں نے قریش کا راستہ بند کردیا۔ اور اُن کا تمام کاروبار رُک گیا تھا۔ تب اہل مکہ نے مجبور ہوکے ابوسفیان بن حرب کو آنحضرت صلعم کی خدمت میں بھیجا۔ اور نہایت عجز و الحاح کے ساتھ اور خدا کا واسطہ دلا

اہل مکہ کی پریشانی اور اپنی شرط کو خود ہی مسترد کرانا

خواہش کی کہ ابوبصیر اور ابوجندل کو اپنے پاس بُلا لیجئے۔ ہم اس شرط سے بھی باز آئے کہ ہم میں سے جو شخص آپ کے پاس آئے واپس ملے۔ اور آیندہ سے وعدہ کرتے ہیں کہ مکے سے بھاگ کے جو کوئی آپ کے پاس پناہ لے وہ امن و امان میں رہے گا۔ اور ہم اس کے طالب نہ ہونگے آپ نے اُن لوگوں کی خواہش کے مطابق ابوبصیر اور ابوجندل کے پاس ایک خط بھیجا۔ اور

ف ابن ہشام صفحہ ۷۵۱ و ۷۵۲

انھیں حکم دیا کہ تم دونوں میرے پاس مدینے میں پہلے آؤ۔ اور باقی مسلمانوں کو جو تمھارے ساتھ جمع ہوئے ہیں کہدو کہ اپنے اپنے گھروں کو واپس جائیں۔ اور آیندہ قریش کے قافلوں کی مزاحمت نہ کریں۔ جس وقت یہ فرمان نبوت وہاں جا کے پہنچا ہے ابوبصیر بستر مرگ پر پڑے ہوئے تھے۔ شوق سے ہاتھ اُٹھا کے آپ کا خط لیا اور اُسی کی طرف دیکھتے ہی دیکھتے روح پرواز کر گئی۔ ابوجندل نے اُن کو وہاں دفن کیا۔ وہیں قریب ایک مسجد بنوائی۔ پھر تمام ہمراہیوں کو اُن کے گھروں کی طرف واپس روانہ کر کے چند لوگوں کے ساتھ مدینے میں حاضر ہو گئے

مشرک و مومن میں مناکحت کا ناجائز قرار پانا

معاہدۂ حدیبیہ میں اس ضروری تبصرے کے تحریر سے ہی زمانے بعد حسب امر خداوندی مسلمانوں کو مشرک عورتوں کے اپنے نکاح میں رکھنے کی ممانعت ہو گئی۔ اور اسی وقت سے یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ سوا اُن کفار کے جو اہل کتاب کہلاتے ہیں مسلمانوں کو مشرکوں سے شادی بیاہ کرنا نہیں جائز ہے لیکن یہ امر جتنا آسان اس وقت نظر آتا ہے اُس وقت نہ تھا۔ اس لیے کہ اہل مکہ اور تمام مہاجرین میں قرابتیں تھیں۔ اس آیت قرآنی کے نازل ہونے میں بہت سے بکھ ٹوٹ گئے۔ چنانچہ عمر فاروقؓ کو بھی دو عورتوں سے دست بردار ہونا پڑا۔

عزوۂ غابہ یا ذی قرد

حدیبیہ سے واپس آئے آپ کو تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا کہ آپ کو ایک اور چھوٹی اور معمولی مہم کے لیے مدینے سے باہر قدم نکالنا پڑا۔ مدینہ طیبہ سے چار پانچ میل باہر غابہ نام ایک مقام تھا جہاں آپ کی سواری کے جانور اور اونٹ وغیرہ رہا کرتے تھے۔ اور ایک غفاری شخص اپنی بیوی کے ساتھ ان کی نگرانی کرتا اور چراتا تھا

مشرکین کی تاخت آپ کے چراگاہ پر

بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ یہ ابوذر غفاری کے بیٹے تھے بہرحال جو کوئی ہو عبدالرحمن بن عیینہ بن حصن فزاری نے ناگہان حملہ کر کے اُس غفاری شخص کو

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۲۰-۲۱ عہ ابن خلدون بقیہ جلد ۲ صفحہ ۳۴-۳۵

قتل کر ڈالا۔ اُس کی بیوی کو گرفتار کر لیا۔ اور تمام اونٹون کو ہنکاتا ہوا لے چلا۔ اتفاقاً

سلمہ کی شجاعت | اس وقت سلمہ بن عمرو بن اکوع جو ایک موحد مرد میدان تھے جا پہونچے۔ اور یہ حالت دیکھتے ہی ثنیۃ الوداع نام ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ زور و شور سے دشمنون کو ڈانٹا۔ اور تیر برساتے ہوئے اُن کی طرف چلے۔ سلمہ اس موقع پر اس دلیری اور ایسی حکمت سے لڑے کہ آنحضرتؐ کے تمام اونٹ دشمنون سے دور رہ گئے اور وہ برابر تیر باری کرتے چلے جاتے تھے۔ اتنے مین عبدالرحمن مذکور کا باپ عیینہ بھی کمک لے کے آ پہونچا۔ اور اب وہ سلمہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ دوسری طرف سے رسول مقبول صلعم کے سوار نمودار ہوئے۔ جن مین سب سے آگے اخرم اسدی اور اُن کے پیچھے ابوقتادہ اور مقداد بن اسود کے ایسے نامور شجاعان اسلام تھے۔ سلمہ نے بڑھ کے اخرم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا رسول اللہ صلعم کو آنے دو۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن ضرر پہونچا دین۔ مگر اُنھون نے نہ مانا۔ اور عبدالرحمن بن عیینہ سے جا بھڑے۔ اور نیزون کے دو ہی مختلف وارون نے لڑائی کا فیصلہ کر دیا۔ اخرم کے نیزے نے عبدالرحمن کے گھوڑے کو مار کے گرا دیا اور عبدالرحمن کے نیزے نے خود اخرم کو جام شہادت پلا دیا۔ اخرم کو گرتے دیکھ کے

اخرم اسدی کی شہادت | ابوقتادہ نے طیش مین آ کے حملہ کیا۔ اور عبدالرحمن بن عیینہ کو اپنے نیزے سے مار ڈالا۔ عبدالرحمن کے مارے جاتے ہی اُس کے ہمراہی بھاگے۔ اور سلمہ کچھ ایسے جوش مین بھرے ہوئے تھے کہ پا پیادہ ان کے تعاقب مین روانہ ہوئے پیچھے پھر پھر کے دیکھتے جاتے تھے کہ آنحضرتؐ کے اصحاب مین سے کوئی ہے مگر کسی کی گرد بھی نہ نظر آتی تھی۔ اتنے مین دن آخر ہو گیا۔ اور آفتاب کو غروب ہوتے دیکھ کے وہ لوگ ذی قرد نام ایک غار مین اترنے لگے۔ اس لیے کہ سب پیاسے تھے اور غار مین پانی بھرا ہوا تھا۔ مگر ہنوز ایک قطرہ بھی کسی کے حلق سے نہین اترنے پایا تھا

کہ ان پر نظر پڑ گئی۔ اور سب کے سب پانی چھوڑ کے بدحواس بھاگے۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غار ذی قرد پر پہونچ کے قیام فرمایا۔ جہاں بلالؓ نے ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت بھونا۔ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے سواروں میں سب سے اچھا سوار ابو قتادہ ہے۔ اور ہمارے پیدلوں میں سب سے اچھا پیدل سلمۃ بن اکوعؓ ہے" پھر آپ مدینے میں تشریف لائے اور یہ غزوہ بوجہ اس کے کہ مقام غابہ پر دشمنوں نے حملہ کیا تھا غزوہ غابہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اور بوجہ اس کے کہ آنحضرتؐ فتح کے بعد ذی قرد جھیل کے کنارے فروکش ہوئے تھے غزوہ ذی قرد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس غزوہ کو تمام اہل سیر اور کل مورخین واقعۂ حدیبیہ سے پیشتر بیان کرتے ہیں۔ مگر محدثین اور خاصۃً بخاری و مسلم کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مہم حدیبیہ سے واپس آنے کے بعد پیش آئی تھی۔ اور ہم بھی اسی صحیح روایت کو راجح سمجھتے ہیں۔

مشرکین کی دغابازی اب ذیقعدہ کا مہینہ شروع ہوا۔ اور مشرکوں کی دغاپسندی نے ایک نیا گل کھلایا۔ وہ یہ کہ قبائل عکل اور عرینہ کے آٹھ آدمی مدینے میں آکے آپ پر ایمان لائے۔ پھر چند روز بعد اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا۔ اور مدینے کی آب و ہوا کی شکایت کرنے لگے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تم لوگ ہمارے چراگاہ میں چلے جاؤ اور وہاں جا کے اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پیو۔ اچھے ہو جاؤ گے" یہ لوگ آپ کی اجازت حاصل کر کے اس چراگاہ میں گئے۔ مگر کچھ ایسی شیطنت سر پر سوار ہوئی کہ جاتے ہی آپ کے غلام یسار کو جو وہاں اونٹوں کو چراتا تھا طرح طرح کے ظلموں سے مار ڈالا پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کے جدا کئے۔ پھر اس کی زبان اور آنکھوں میں کانٹے چبھوئے۔ اس طرح ایذا ئیں دے دے کے اس غریب کی جان لی۔ اور آنحضرت صلعم کے اونٹوں کو ہنکالے گئے۔ ہنوز صبح ہی تھی کہ اس واقعے کی

سریہ کرز بن جابر فہری | خبر مدینے مین پہونچی اور آپ نے فوراً بیس سوارون کو کرز بن جابر فہری کی ماتحتی مین روانہ کر دیا جو آناً فاناً جا پہونچے۔ اور غدار دشمنون کو گھیر لیا۔ سوا ایک کے سب اونٹ مل گئے۔ پھر اُن لوگون کو رسیون مین باندھا اور ہنوز دن باقی تھا کہ مدینے مین آنحضرتؐ کے سامنے لاکے کھڑا کر دیا۔ ابھی چونکہ شرعی سزا مین خدا نے نہین بتائی تھین لہذا ان لوگون کو اُن کے جرم کے مناسب یہ سخت سزا دی گئی کہ آنکھون مین سلائی پھیر دی گئی۔ اور دہڑ ہاتھ پاؤن کاٹ کے سنگلاخ زمین پر ڈال دیے گئے جہان وہ گرمی کی شدت سے پیاسے ہو ہو کے پانی مانگتے تھے اور کوئی نہ پلاتا تھا۔

جناب عائشہ کی والدہ کا انتقال | اسی سال جناب عائشہ صدیقہؓ کی والدہ اُم رومان نے خوش نصیب بیٹی کی پاکدامنی کا قرآنی ثبوت دیکھ کے اس عالم فانی کو رخصت کیا۔ اُنھین کے بطن سے عبدالرحمن بن ابی بکر بھی پیدا ہوئے تھے جو جناب صدیقہؓ کے سگے بھائی تھے۔ آنحضرت صلعم اُم رومان کی قبر مین اُترے۔ اور جب وہ اتار کے قبر مین لٹائی جا چکین تو آپ نے فرمایا جو کوئی ایسی عورت کو دیکھنا چاہے جس کا شمار حورعین مین ہو تو اِن کو دیکھ لے۔ اسی سال حضرت عمر فاروقؓ نے جمیلہ بنت ثابت کو اپنے عقد نکاح مین لیا۔ جن کے بطن سے عاصم بن عمرؓ پیدا ہوئے

باب بست و سوم

شاہان ارض سے مراسلت

دین اسلام کا عروج۔ سلاطین ارض کے نام خطوط تبلیغ۔ مہرون کا رواج اسلام مین۔ طغائی زیور کی حرمت۔ خطوط و رسالت کی فہرست۔ آپ کا خط جو فرمان روائے یمامہ کے نام گیا تھا۔ جو خط حاکم بحرین کے پاس گیا تھا۔ جو خط حاکم بنی غسان کے پاس گیا تھا۔ جو خط نجاشی کو

تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۱ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۰

بھیجا گیا - جواب مین اُس کا ایمان لانا - اُم المومنین ام حبیبہ آپ کے عقد مین - خط حاکم مصر مقوقس کے نام گیا تھا - اُس کا جواب - مقوقس کے ہدیے - خط قیصر روم ہرقل کے نام گیا تھا - اُن دنون دولت روم کی حالت - روسیہ کے ایک تبحر عالم کا خیال آپ کی نسبت - ہرقل دین اسلام قبول کرنے کی کوشش کرتا ہے - اور ناکام ہوتا ہے - اب وہ آپ کے سفیر کو روم کے بشپ کے پاس بھیجتا ہے - روم کے بشپ کا مسلمان ہونا - اور شہادت پانا - ہرقل جزیہ قبول کرنے پر بھی آمادہ ہے - ہرقل زیادہ تفتیش کے درپے ہے - ابوسفیان وغیرہ مشرکین اس کے دربار مین - آپ کے متعلق ابوسفیان کا اظہار دربار قیصری مین - اُس کے اظہار پر ہرقل کی رائے - رسالت کے متعلق ہرقل کی ایک پیش بینی - وہ خط جو خسرو پرویز کے نام گیا تھا - پرویز کی متکبرانہ سرکشی - اُس کا فرمان حاکم یمن کے نام - یمن کے عجمی سفیر مدینے مین داڑھی منڈانے کی مذمت - آپ کی غیب دانی اور سفیرون کے ساتھ برتاؤ - اُن سفیرون کی واپسی - باذان حاکم یمن کا ایمان لانا -

دین اسلام کا عروج

اب یہ سال ختم ہونے کو تھا اور اسلام کی آواز توحید سارے عرب مین گونج اُٹھی تھی - ارض حجاز کے کل قبائل سطوت رسالت سے کانپ رہے تھے - ایک خدا کی پرستش بتون کی پرستش اور شرک پر غالب آتی جاتی تھی - اور شرقی وجنوبی وشمالی بلاد عرب کے تمام قبائل اور سردارون نے چونک چونک کے اور رغبت وشوق کے ساتھ اُس پرجوش منادی حق کی آواز سنی تھی جو سوا ایک ذات منزہ کے تمام دنیاوی معبودون کی طرف سے لوگون کا منھ پھیرنا چاہتا تھا - ایسی حالت مین شدید ضرورت تھی کہ یہ صدائے حق عرب کی حدون سے باہر بھی بلند کی جائے اور دنیا کی اُن دور دراز قومون مین بھی رسالت محمدی کی تبلیغ ہو جو تمام اقطار عالم مین پھیلی ہوئی تھین -

سلاطین ارض کے نام خطوط تبلیغ

چنانچہ ذی الحجہ کے مبارک مہینے مین آپ نے ارادہ کیا کہ

تمام نامی گرامی سلاطین ارض اور زبردست فرمان روایان عالم کو خطوط تبلیغ لکھ کے دین اسلام کی طرف مدعو کریں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسے خطوں پر مہریں

مہروں کا رواج اسلام میں

ہونی چاہئیں۔ اس لیے کہ بغیر مہر کے ان لوگوں کے نزدیک کوئی تحریر قابل اعتبار نہیں ہوتی۔ آپ نے اس رائے کو پسند کیا۔ اور ایک سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ جس پر اپنا نام کندہ کرایا۔ صحابہؓ اتباع حضرت رسالت پناہی کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتے تھے جن جن کو خدا نے استطاعت دی تھی انھوں نے بھی فوراً سونے کی انگوٹھیاں اور مہریں بنوالیں۔ مگر آپ نے یہ انگوٹھی بنوا کے

طلائی زیور کی حرمت

پہنی ہی تھی کہ جبرئیل نے آکے اطلاع دی سونے کا پہننا آپ کی اُمت کے مردوں پر حرام ہے" آپ نے فوراً وہ انگوٹھی اتار ڈالی۔ اور ساتھ ہی سب صحابہؓ نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں اُتار ڈالیں۔ اب آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ جس پر چاندی ہی کا نگ رکھا گیا اور اُس پر "محمد رسول اللہ" کا لفظ اس شان سے کندہ کیا گیا کہ سب کے اوپر "اللہ" کا لفظ تھا۔ اُس کے نیچے "رسول" کا لفظ اور اس کے نیچے "محمد" کا لفظ۔ اسی طرح آپ کی پیروی میں صحابہؓ نے بھی سونے کی انگوٹھیاں اُتار کے چاندی کی انگوٹھیاں بنوائیں۔ اور اسلام میں ہمیشہ کے لئے انگوٹھیوں اور مُہروں کا رواج ہوگیا۔

خطوط رسالت کی فہرست

جب یہ مُہریں بن کے تیار ہولیں تو آپ نے سلاطین ارض کے نام خطوط تبلیغ لکھوائے۔ جن کا سلسلہ اس چھٹے سال ہجری سے شروع ہوکے آپ کی آخر عمر تک جاری رہا۔ ایک خط سلیط بن عمرو کے ہاتھ ہوذہ بن علی کو بھیجا گیا جو عرب کے شمالی ومشرقی اطراف میں ارض یمامہ کا حکمران تھا۔ ایک خط علاء بن حضرمی کے ہاتھ منذر بن ساوی فرمان روائے بحرین کے پاس بھیجا گیا۔ ایک خط

عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۲۲ عہ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۶

عمرو بن عاص لے کے عمان کے بادشاہ جیفر بن جلندی کے پاس گئے۔ ایک خط شجاع بن وہب اسدی کو عطا ہوا اور حکم دیا گیا کہ فرمان روائے آل غسان حارث بن ابی شمر کو لے جا کے دین۔ ایک خط عمرو بن اُمیہ ضمری بادشاہ حبشہ نجاشی کے پاس لے گئے۔ ایک خط حاطب بن بلتعہ کو دیا گیا کہ اسکندریہ مین لے جا کے مقوقس فرمان روائے مصر کے سامنے پیش کرین۔ ایک خط دحیہ کلبی کو مرحمت ہوا کہ ارض شام کا سفر کر کے ہرقل قیصر روم کو پہونچائین۔ اور ایک خط عبداللہ بن حذافہ کو دیا کہ مملکت فارس مین لے جا کے کسریٰ پرویز کو دین۔

اب یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ ان خطون کا کیا اثر ہوا۔ اور مختلف سلاطین نے اپنے مذاق وطینت کے موافق آپ کے خطون اور آپ کے ایلچیون کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ اس مین شک نہین کہ قیصر و کسریٰ اور فرمان روائے مصر وغیرہ کو حیرت ہوگئی ہوگی کہ عرب کا ایک بادیہ نشین ایسی زبردست اُمتون اور سلطنتون کو اپنے دین و آئین کی طرف بلاتا ہے۔

حکمران مکتوب الیہم مین سے فرمان روائے یمامہ ہوذہ مذہب عیسوی کا پابند تھا۔ جب سلیط بن عمرو نے آپ کا خط تبلیغ اس کے سامنے پیش کیا تو اس نے اپنے سفیرون کی ایک جماعت آپ کی خدمت مین روانہ کی جس مین مجاعہ بن مرارہ اور چند اور نامی ارکان دولت تھے۔ اور اُن کو حکم دیا کہ آپ کی خدمت مین حاضر ہو کے یہ شرط پیش کرین کہ اگر آپ حاکم یمامہ کو اپنا جانشین و خلیفہ تسلیم کرلین تو وہ اسلام قبول کرنے اور آپ کی اعانت کو تیار ہے ورنہ آپ کے مقابلے کو فوج روانہ کرے گا۔ آپ نے ایسی کسی شرط کے تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اور دعا مانگی کہ خداوندا مجھے اس کے فتنے سے بچا۔ ہوذہ چند ہی روز مین مرگیا۔ اور اُس کے سفیر جو دارالنبوت مدینہ مین حاضر ہوئے تھے مسلمان ہو کے وہین پڑے

آپ کا خط جو فرمانروائے یمامہ کے نام گیا تھا

تھوڑے زمانے کے بعد یہ لوگ ارض یمامہ کو واپس گئے۔ اور دین اسلام سے انحراف کرکے مُرتد ہوگئے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ فتنہ پردازی کی کہ عام لوگوں کے سامنے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمۂ کذاب کو اپنی نبوت مین شریک کرلیا ہے۔

جو خط حاکم بحرین کے پاس گیا تھا

حاکم بحرین مُنذر بن ساوی کے پاس جب علاء بن حضرمی پہونچے اور آپ کا خط دیا تو اُس نے فوراً فرمان نبوت کے آگے سر جھکا دیا اور اُس کے ساتھ تمام اہل بحرین نے بھی دین اسلام قبول کیا۔ مگر اُس کے ملک مین جتنے یہودی عیسائی اور مجوسی تھے اُنھون نے علاء سے اور خود اُس سے جزیہ ادا کرنے کا اقرار کرکے اپنی آزادی بچالی

عمرو بن عاص نے عمان مین پہونچ کے کیا کیا اس کا پتہ نہین چلتا۔

جو خط حاکم بنی غسان کے پاس گیا تھا

شجاع بن وہب آپ کا جو نامۂ مبارک لے کے فرمان روائے غسان حارث ابن ابی شمر کے پاس گئے تھے اُس کا مضمون یہ تھا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی وَآمَنَ بِہٖ اَدْعُوْکَ اِلٰی اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ یَبْقٰی لَکَ مُلْکُکَ" (اُس شخص کو سلام جو ہدایت قبول کرے اور خدا پر ایمان لائے۔ مین تجھے اس امر کی طرف بلاتا ہون کہ خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لا۔ اس طرح تیرا مُلک بچ جائے گا) یہ خط پڑھتے ہی وہ برہم ہوکے بولا" بھلا میرا ملک کون لے سکتا ہے؟ اچھا مین خود اس شخص کے مقابلے کو جاتا ہون" آپ نے جب اُس کا یہ قول سنا تو فرمایا کہ اس کا ملک تباہ ہوگیا" اور بعد کے تجربے نے بتا دیا کہ ویسا ہی ہوا۔

جو خط نجاشی کو بھیجا گیا

نجاشی کے نام جو خط لکھا گیا تھا اس کی یہ عبارت تھی "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مِن مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلَی النَّجَاشِیِّ الْاَصْحَمِ عَظِیْمِ الْحَبَشَۃِ۔ سَلَامٌ عَلَیْکَ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۲

اُلیکَ مَلِکَ الْمَلِکِ الْقُدُّوسِ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ وَاَشْهَدُ اَنَّ عِیسَی بْنَ مَرْیَمَ رُوحُ اللّٰهِ وَکَلِمَتُهُ اَلْقَاهَا اِلَی مَرْیَمَ الطَّیِّبَةِ الْبَتُولِ الْحَصِینَةِ فَحَمَلَتْ بِعِیسَی فَخَلَقَهُ مِنْ رُوحِهِ وَنَفْخِهِ کَمَا خَلَقَ اٰدَمَ بِیَدِهِ وَنَفَخَهُ وَاِنِّی اَدْعُوکَ اِلَی اللّٰهِ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ وَالْمُوَالَاةِ عَلَی طَاعَتِهِ تَتَّبِعُنِی وَتُؤْمِنُ بِالَّذِی جَاءَنِی فَاِنِّی رَسُولُ اللّٰهِ وَقَدْ بَعَثْتُ اِلَیْکَ ابْنَ عَمِّی جَعْفَرًا وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْمُسْلِمِینَ فَاِذَا جَاءُوکَ فَاَقْرِهِمْ وَدَعِ التَّجَرِّی۔ وَاِنِّی اَدْعُوکَ وَجُنُودَکَ اِلَی اللّٰهِ فَقَدْ بَلَّغْتُ وَنَصَحْتُ فَاقْبَلُوا النَّصِیحَةَ وَالسَّلَامُ عَلَی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے نجاشی سیاہ فام کے نام جو اہل حبشہ کا سرگروہ ہو۔ تجھ پر سلام۔ مین تیرے سامنے اللہ کی حمد وثنا کرتا ہون جس کے یہ اوصاف ہین۔ کہ ملک۔ قدوس۔ سلام۔ مؤمن۔ اور مہیمن ہی۔ اور اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا وہ کلمہ تھے جسے اس نے پاک۔ متوکل الی اللہ۔ اور پاکدامن مریم مین ڈال دیا تھا۔ جس سے کہ وہ حاملہ ہوئین۔ اور اللہ نے عیسیٰ کو اپنی روح اور اپنے دم سے پیدا کیا جس طرح آدم کو اپنے ہاتھ اور اپنے دم سے پیدا کیا تھا۔ مین تجھے خدائے وحدہ لاشریک کی طرف بلاتا ہون اور اس جانب کہ اُس کی اطاعت مین میرا ساتھ دے۔ میری پیروی کر۔ اور اُس پر ایمان لا جس نے مجھے بھیجا ہی۔ اس لیئے کہ مین خدا کا رسول ہون۔ مین نے اپنے چچازاد بھائی جعفر کو تیرے پاس بھیجا ہی۔ اُن کے ساتھ چند اور مسلمان بھی ہین۔ جب وہ تیرے پاس آئین تو اُنھین ٹھہرا۔ اور مراسلت کو چھوڑ۔ اور مین تجھے اور تیری فوج والون کو خدا کی طرف بلاتا ہون۔ اب مین نے اپنا پیغام پہونچا دیا۔ اور نصیحت کر دی۔ لہذا میری نصیحت کو مان اور جو شخص ہدایت کی پیروی کرے اُس پر سلام) یہ خط جب عمرو بن اُمیہ ضمری نے نجاشی کو دیا۔ تو اس نے جواب مین آپ کو ایک خط بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

جواب مین اس کا ایمان لانا | نجاشی سیاہ فام بن اُبحر کی جانب سے۔ اے رسول اللہ آپ پر خدا کا سلام اُس کی رحمت اور اس کی برکتین ہون۔ مین اُس خدا کی حمد کرتا ہون جس کے سوا دوسرا خدا نہین۔ وہی جس نے ہمین اسلام کی ہدایت کی۔ اے رسول اللہ مجھے آپ کا خط پہونچا۔ عیسیٰ کے معاملے مین آپ نے جو کچھ لکھا ہی قسم ہی خدائے

آسمان و زمین کی ہم اپنی رائے سے اس مین ذرا بھی زیادتی نہ کرین گے۔ آپ جیسا فرماتے ہین وہ ویسے ہی ہین۔ آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسے ہم سمجھے۔ آپ کے چچازاد بھائی اور اُن کے رفقا کو ہم نے اپنا مہمان کیا۔ اور مین گواہی دیتا ہون کہ آپ اللہ کے سچے اور مسلّم رسول ہین۔ مین نے آپ کی اور آپ کے چچازاد بھائی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اللہ پر جو پروردگار عالم ہے ایمان لایا۔ اپنے بیٹے ارخم سیاہ فام کو آپ کی خدمت مین بھیجتا ہون۔ اور مجھے سوا اپنے نفس کے کسی پر اختیار نہین۔ ہان اگر آپ کی مرضی ہو تو اے پیغمبر خدا مین خود بھی حاضر ہونے کو موجود ہون۔ اور اقرار کرتا ہون کہ آپ جو کچھ فرماتے ہین سچ ہے۔ اور اے رسول خدا آپ پر سلام ہو۔" اس خط کے ساتھ اُس نے اپنے بیٹے کو اہل حبشہ کے ساتھ جہاز مین بٹھا کے روانہ کیا۔ لیکن وہ جہاز سواحل عرب تک پہونچنے سے پیشتر ہی بحر قلزم کی تہ مین پہونچ گیا۔ اور نجاشی کا بیٹا مع تمام ہمراہیون کے ڈوب کے شہید ہوا۔

اُم المومنین ام حبیبہؓ کے عقد مین

اس کے بعد آپ نے نجاشی کو تحریر فرمایا کہ ابوسفیان کی بیٹی اُم حبیبہؓ وہان گئی ہوئی ہین۔ اگر راضی ہون تو میرے ساتھ اُن کا عقد کردے ام حبیبہؓ اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ساتھ ارض حبشہ گئی تھین۔ عبیداللہ مذکور مسلمان ہوچکے تھے۔ اور مشرکین مکہ کے ظلم سے بچنے کے لئے بھاگ کے نجاشی کی قلمرو مین گئے۔ مگر وہان جاکے عیسائی ہوگئے۔ اور اس تبدیل مذہب کے چند ہی روز بعد وفات پائی۔ حضرت رسالت کو ام حبیبہؓ کی بیوگی کی خبر پہونچی تو نجاشی کے پاس یہ پیام بھیجا۔ نجاشی نے جب ان کے سامنے رسول اللہ کی یہ خواہش ظاہر کی تو وہ راضی ہوگئین۔ اور اس نے چار سو دینار مہر اپنے پاس سے ادا کرکے نکاح کردیا جس کے بعد نجاشی نے اُن کو اور اور مہاجرین کو دو جہازون مین بٹھا کے مدینے روانہ کیا یہ

عہ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۶ و ۳۷ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۱

لوگ بخیریت سواحل عرب پر اُترے۔ اور خیبر مین آنحضرتؐ کی زیارت سے شرفیاب ہوے

جو خط حاکم مصر مقوقس کے نام گیا تھا | حاطب بن بلتعہ آپ کا خط لے کے اسکندریہ مین پہونچے۔ اور مقوقس کے سامنے جاکے وہ خط اُس کے حاجب کو دیا۔ اُس نے فوراً خود مقوقس کے سامنے پہونچا دیا۔ اس خط مین لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد بن عبد اللہ رسول اللہ الی المقوقس عظیم القبط۔ سلام علی من اتبع الہدی۔ اما بعد فانی ادعوک بداعیۃ الی الاسلام۔ اسلم تسلم۔ اسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین۔ فان تولیت فان علیک اثم القبط یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ و لا نشرک بہ شیئاً و لا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون"۔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم ازجانب پیغمبر خدا محمدؐ بن عبد اللہ بنام مقوقس سردار قبط۔ سلام اس کو جو ہدایت کی پیروی کرے۔ مین تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہون۔ اسلام لا اسلامت رہے گا۔ اسلام لا اللہ تجھے دوہرا اجر دے گا۔ اور اگر انحراف کرے گا تو ساری قوم قبط کا گناہ بھی تیرے سر رہے گا۔ اے اہل کتاب اُس بات کو قبول کر لو جو ہم مین تم مین یکسان ہو۔ یعنی سوا اللہ کے کسی کی پرستش نہ کرین۔ اُس کی خدائی مین کسی چیز کو شریک نہ کرین۔ اور ہم مین سے ایک دوسرے کو خدا کے سوا اپنا پروردگار نہ قرار دے۔ لیکن اگر اہل کتاب اس کو نہ مانین تو اے مسلمانو تم اس بات کو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم مسلمان ہین")۔ یہ خط پڑھ کے مقوقس نے حاطب سے کچھ پوچھا

اُس کا جواب | کچھا۔ پھر ایک عربی دان منشی کو بُلا کے یہ جواب لکھوایا۔ بنام محمد بن عبد اللہ ازجانب مقوقس سردار قبط۔ سلام علیک۔ مین نے آپ کا خط پڑھا۔ آپ نے جو کچھ بیان کیا ہو اور جس طرف بلایا ہو اُسے مین سمجھ گیا۔ مین جانتا تھا کہ ایک پیغمبر کا آنا باقی ہو مگر خیال تھا کہ وہ ارض شام سے ظاہر ہوگا۔ مین نے آپکے قاصد کی عزت کی۔ اور دو لونڈیان آپ کی خدمت مین بھیجتا ہون جو قوم قبط مین بہت معزز خیال کی جاتی ہین۔ اُن کے علاوہ لباس اور آپ کی سواری کے لیے ایک خچر بھیجتا ہون

ع ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۰

مقوقس کے ہدیے | والسلام" اس خط کے ساتھ مقوقس نے جو ہدیے آپ کی خدمت مین بھیجے اُن کی تفصیل مین بڑا اختلاف ہی۔ لونڈیون کی نسبت قابل اطمینان روایتون سے معلوم ہوتا ہی کہ چار تھین۔ ماریہ قبطیہ جو خود آپ کے حرم مین داخل ہوئین اُنکی بہن شیرین جو دربار رسالت سے حسانؓ بن ثابت کو عطا ہوئین۔ اور باقی دو لونڈیون کا نام نہین معلوم۔ کہتے ہین کہ ان لونڈیون کے ساتھ ایک خواجہ سرا غلام بھی تھا جو جناب ماریہ کا بھائی بتایا جاتا ہی۔ نچر جو آپ کی خدمت مین مصر سے آیا اُس کا نام دُلدُل تھا۔ اور بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اس نچر کے ساتھ فراز نام ایک گھوڑا اور عفیر یا یعفور نام ایک گدھا بھی تھا۔ ان ہدیون کے ساتھ ہزار مثقال سونا بیس عمدہ کپڑے۔ اور ایک شیشہ کا جام بھی بتایا جاتا ہی۔

الغرض اگرچہ مقوقس کا ایمان لانا نہین ثابت ہوتا۔ لیکن اُس نے نامۂ نبوت کی بڑی عزت کی۔ اُسے ہاتھ مین لیتے ہی چوما۔ اور نہایت ادب و شائستگی سے جواب دیا

جو خط قیصر روم ہرقل کے نام گیا تھا | وحیۂ کلبی آپ کا جو خط قیصر روم کے نام لے کے روانہ ہوئے تھے اُس کی عبارت بھی سوا دو ایک لفظون کے بجنسہ وہی ہی جو فرمان روائے مصر کے خط مین لکھی گئی تھی۔ ہرقل نے اُسی زمانے مین خسرو پرویز کے مقابلے مین نمایان

اُن دنون دولت روم کی حالت | فتحین حاصل کی تھین اور وہ تمام ممالک جو دولت روم کے قبضے سے نکل گئے تھے واپس لیے تھے۔ اِس عظیم الشان کامیابی مین اُس نے ارض مقدس کی زیارت کی تھی۔ وحیۂ کلبی پہلے حاکم و والی بُصرای شام کے پاس گئے۔ اور اُس کے ذریعے سے وہ نامہ ہدایت لیے ہوئے بیت المقدس مین خاص شاہی محل کے دروازے پر پہونچ کے اجازت باریابی حاصل کی۔ اور آپ کا

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۴۱ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۰ عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۳۰

للعہ تاریخ زوال روم مصنفہ گبن صفحہ ۱۸۱ عہ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵

نامۂ ہدایت شمامہ پیش کیا۔ تاجدار روم نے اس خط کو لے کے چوما۔ وحیہ کلبی کو ٹھہرایا۔ اور شہر رومیہ کے ایک بڑے تبحر عالم کو لکھ کے آپ کے متعلق اُس کی راے دریافت کی۔ اُس نے جواب مین لکھا "بے شک یہی وہ پیغمبر ہی جس کا ہمین انتظار تھا۔ اس کے دعوی کی تصدیق اور اُس کے احکام کی پیروی کیجیے"۔ اس طریقے سے اپنا اطمینان کرکے ہرقل نے تمام امراے دولت کو دیوان عام مین جمع کیا چارون طرف دروازے بند کروا دیے۔ اور خود ایک اونچی کھڑکی سے سر نکال کے تقریر کرنے لگا کہ "فلان شخص کا خط میرے پاس آیا ہی جس مین وہ مجھے اپنے دین کی طرف بلاتے ہین۔ اور خدا کی قسم یہی وہ پیغمبر موعود ہین جن کی نسبت ہماری کتابون مین پیشین گوئی کی گئی ہی۔ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ہم اُن کی تصدیق کرین اور اُن کے احکام کو مان لین۔ تاکہ دین و دنیا مین ہمین فلاح حاصل ہو"۔ بادشاہ کی زبان سے یہ تقریر سنتے ہی سب کے سب وحشت کھا کے دروازون کی طرف دوڑے کہ دربار سے نکل بھاگین۔ مگر ہرقل نے روکا اور کہا "مین نے صرف تمھاری مضبوطی اور اپنے دین پر قائم رہنے کا امتحان کیا تھا" اس بیان کو سُن کے سب پھر اُس کے سامنے آئے۔ سجدے مین گر پڑے۔ اور بادشاہ نے اطمینان دلا کے اُنھین رخصت کیا۔

روسیہ کے ایک متبحر عالم کا خیال آپ کی نسبت

ہرقل دین اسلام قبول کرنے کی کوشش کرتا ہی

اب وہ آپ کے سفیر کو روم کے بشپ کے پاس بھیجتا ہی

اب وہ جب سب جا لیے تو ہرقل نے وحیہ کلبی کو سامنے بلا کے کہا "مین جانتا ہون کہ جن صاحب نے یہ خط بھیجا ہی نبی مرسل ہین۔ لیکن اس کو کیا کرون کہ نصرانیون سے ڈرتا ہون۔ خیر اب تم روم کے سب سے بڑے بشپ اور مقتداے دین ضغاطر کے پاس جاؤ اور اُس سے اپنے پیغمبر کا حال بیان کرو۔ دیکھو وہ کیا کہتا ہی؟" اُس کے کہنے کے بموجب وحیہ روم مین جا کے اُس

مقدس مقتدائے دین سے ملے۔ اور حضرت سرور کائناتؐ کے حالات بیان کیے۔

روم کے بشپ کا مسلمان ہونا

اُس نے بھی سُن کے یہی کہا کہ "یہ تو وہی پیغمبر ہین جن کا ذکر اور جن کے علامات ہماری کتابون مین موجود ہین" یہ کہہ کے اُس نے عصا ہاتھ مین لیا۔ اور اپنی خانقاہ سے نکل کے بڑے کینسے مین آیا۔ اور سب لوگون سے کہا "اے اہل روم ہمارے پاس احمدؐ مرسل کا خط آگیا جو ہمین خدا کی طرف بلاتے ہین۔ اور مین تو اقرار کرتا ہون کہ "لا الہ الا اللہ و محمد عبدہ و رسولہ" یہ جملہ سنتے ہی لوگ برہمی کے ساتھ چارون طرف سے جھپٹ پڑے اور اُسے آناً فاناً مین مار ڈالا۔ یہ ظالمانہ تماشا دیکھ کے وہ کلبی قیصر روم کے پاس واپس آئے۔ اور ساری سرگذشت بیان کی۔ ہرقل نے سُن کے کہا "مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ مجھے رعایائے روم سے اندیشہ ہے۔ کہ وہ اس دین کو نہ قبول کرین گے"

اور شہادت پانا

ہرقل جزیہ قبول کرنے پر بھی آمادہ ہے

اس کے بعد ہرقل نے ارکان دولت کو رائے دی کہ ہم لوگ جزیہ ادا کرنا قبول کر لین۔ مگر اُن لوگون نے اِس کو بھی نہ منظور کیا۔ تب اُس نے مجبور ہوکے کہا "اگر یہ بھی نہین مانتے تو یہ کرو کہ ملک شام اس مدعی نبوت کو دے کے صلح کر لو۔ اور اپنا پیچھا چھڑا لو" مگر اس سے بھی انکار کیا گیا۔

ہرقل زیادہ تفتیش کے درپے ہے

لیکن ہرقل کو کسی طرح اطمینان نہ ہوتا تھا۔ وہ ہر ممکن طریقے سے کوشش کرتا تھا کہ رعایائے روم کو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرفدار بنا دے لیکن سارے اہل دربار اس خیال کے مخالف تھے۔ لہذا اُسکی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی

ابوسفیان وغیرہ مشرکین اس کے دربار مین۔

اب ہرقل نے ارادہ کیا کہ آنحضرت صلعم کے زیادہ مفصل حالات معلوم کرے۔ اور اُن لوگون سے بھی دریافت کرے جو آپ کے مخالف ہون۔ اس غرض کے لیے حکم دیا کہ سرزمین شام مین جہان اہل عرب ملین لاکے

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۰

حاضر کیے جائین - اتفاقاً ان دنون صلح حدیبیہ کا زمانہ تھا - اور ابوسفیان اور معززین قریش تجارت کی غرض سے شام مین ٹھہرے ہوئے تھے - ملازمان شاہی انھین پکڑ کے بیت المقدس مین لے گئے - اور قیصر کے سامنے لے جاکے کھڑا کر دیا - ہرقل کے گرد بڑے بڑے معزز سردار اور عمائد مملکت کھڑے ہوئے تھے - ان لوگون کو دیکھ کے اُس نے ترجمان کے ذریعے سے دریافت کیا "تم مین سے کون شخص اس مدعی نبوت سے زیادہ قریبی تعلق اور قرابت رکھتا ہے ؟" ابوسفیان نے کہا "مین" تب ہرقل نے اُسے نزدیک بلایا - اور اُس کے ہمراہیون کو اس کے پیچھے کھڑا کرکے حکم دیا کہ اگر یہ کوئی امر خلاف واقعہ بیان کرے تو تم ٹوک دینا - پھر ابوسفیان سے پوچھا "اس شخص کا نسب تم لوگون کے نزدیک کیسا ہے ؟" ابوسفیان نے جواب دیا "وہ ہم مین صاحب نسب ہے" یعنی شریف النسب ہے - اور اس حیثیت سے اُسے کوئی الزام نہین دیا جاسکتا - ہرقل نے دریافت کیا "تم لوگون مین سے کبھی کسی اور شخص نے بھی دعوائے نبوت کیا تھا ؟" جواب دیا "نہین" پوچھا "اچھا یہ بتاؤ شرفا اور معزز لوگ اس شخص کی پیروی کرتے ہین یا غریب و کم حیثیت آدمی ؟" جواب دیا ضعیف و کم حیثیت آدمی" پوچھا "وہ لوگ بڑھتے جاتے ہین یا انکی تعداد گھٹتی بھی ہے ؟ کہا "نہین برابر بڑھتے جاتے ہین" پوچھا "کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص اس دین کو اختیار کرے اور پھر ناپسند کرکے چھوڑ دے ؟" ابوسفیان نے کہا "کبھی نہین" اب ہرقل نے کہا "خیر یہ بتاؤ کہ دعوائے نبوت کرنے سے پیشتر تمھارے علم مین وہ کبھی جھوٹ بولتا تھا ؟" جواب دیا "نہین" پوچھا "اور کبھی بدعہدی و غدر کرتا ہے ؟" ابوسفیان نے جواب دیا "کبھی نہین لیکن اب اس زمانے مین جب سے ہم یہان آئے ہین اگر ایسا ہوا ہو تو ہم نہین جانتے" ہرقل نے پوچھا "تم اس سے لڑائی بھی ہوئی ہے ؟" کہا "جی ہان" "پھر اُسکا نتیجہ کیا ہوا ؟" جواب دیا "کبھی ہم غالب ہے اور کبھی وہ غالب" یہ اور دریافت کرنے کے بعد ہرقل نے عقاید کی طرف توجہ کی پوچھا "اور یہ شخص تمھین کس

آپکے متعلق ابوسفیان کا اظہار دربار قیصر مین

بات کا حکم دیتا ہے؟ ابوسفیان نے کہا وہ کہتا ہے خدائے واحد کی عبادت کرو۔ کسی کو اُس کا شریک نہ بناؤ۔ جو تمھارے باپ دادا کے عقائد تھے اُنھیں چھوڑ دو۔ نماز پڑھو۔ صدقہ دو۔ گناہوں سے بچو۔ اور تعلقات قرابت کو مضبوط کرو۔"

اُس کے اظہار پر ہرقل کی رائے

یہ تمام باتیں سُن کے ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اُن سے کہو میں نے نسب کا حال پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ عالی نسب ہے۔ اور پیغمبروں کا عام قاعدہ ہے کہ اپنی قوم کے اچھے گھرانے سے ظاہر ہوتے رہے ہیں یہ پوچھا کہ کبھی کسی اور نے بھی ایسا دعوی کیا تھا تو تم نے اس سے انکار کیا۔ اگر تم اس سے انکار نہ کرتے تو میں کہتا کہ اس نے کسی پہلے شخص کو دعوے کرتے دیکھ کے نبی بننے کی کوشش کی ہوگی۔ تم یہ بھی کہتے ہو کہ اُس کے آبا و اجداد میں کوئی بادشاہ نہیں ہوا ہے۔ ورنہ میں خیال کرتا کہ نبوت کے بہانے سے آبائی تاج و تخت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تم یہ بھی بتاتے ہو کہ دعوائے نبوت سے پہلے اُس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ جب اُس نے بندے کی نسبت کوئی جھوٹ بات نہیں کہی تو خدا کی نسبت جھوٹ کیوں کہنے لگا تھا؟ تم اقرار کرتے ہو کہ غربا و مفلوک الحال لوگ اُس کی پیروی کرتے ہیں۔ اور یہی قدیم سے معمول چلا آتا ہے کہ پیغمبروں کے پیرو ہمیشہ غربا و مفلوک الحال لوگ ہوتے رہے ہیں۔ تم نے بتایا کہ اُن کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اور یہی حال نبوت کا ہے کہ جب تک دین کی تکمیل نہ ہو جائے لوگ بڑھتے ہی جاتے ہیں۔ یہ بھی تم کہتے ہو کہ اس دین کو قبول کرنے کے بعد کوئی نہیں چھوڑتا اور یہ بھی دین حق کی پہچان ہے کہ جب دل میں اُس کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر کسی طرح نہیں مٹتا۔ یہ بھی تمھارا بیان ہے کہ یہ شخص عہد فریب نہیں کرتا۔ اور واقعی جعل و فریب انبیا کی شان کے خلاف ہے۔ جن جن باتوں کا وہ حکم دیتا ہے اُن کی تفصیل تم یہ بتاتے ہو کہ خدا کی عبادت۔ کسی کو اُس کا شریک

نہ کرنا۔ بت پرستی سے بچنا۔ نماز پڑھنا۔ خیرات دینا۔ اور گناہون سے پرہیز کرنا۔ اگر یہ شخص ایسا ہی ہے جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو عنقریب یہ شخص اس زمین کا مالک ہوجائیگا جس پر میرے قدم ہین۔ یہ مجھے معلوم تھا کہ اس زمانے مین ایک پیغمبر مرسل ظاہر ہونے والا ہے۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ وہ تم لوگون مین سے ہوگا۔ اگر مین جا سکتا تو اس کی خدمت مین حاضر ہوتا اور اس کے پاؤن اپنے ہاتھ سے دھوتا"

بادشاہ کی اس گفتگو کے بعد اُمرا سے رُوم زیادہ چلا چلا کے باتین کرنے لگے۔ اور غالبًا بادشاہ سے اپنی ناراضی ظاہر کرتے ہون گے۔ مگر قبل اس کے کہ دربار برخواست ہو یہ عربی مشرک تاجر نکال دیے گئے۔ اور دروازے سے باہر آنے کے بعد ابوسفیان نے اپنے رفقا کی طرف دیکھ کے حیرت سے کہا "اب تو ابن ابی کبشہ کی سطوت کا یہ حال ہے کہ بنی الاصفر (رومیون) کا بادشاہ بھی اُس سے ڈرتا ہے"

مورخین اسلام کی صحیح روایتون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس مین آتے ہی ایک رات ہرقل کو علم نجوم کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ ختنہ کرنے والون کا بادشاہ ظاہر ہوگیا جس سے وہ نہایت متردد ہوا اور ارکان دولت سے دریافت کیا کہ کون کون سی قوم ختنہ کرتی ہے اُن لوگون کے خیال مین اس رسم کا پابند سوا یہود کے اور کون ہوسکتا تھا جن سے پرانی عداوت چلی آتی تھی۔ اہل دربار نے مشورہ دیا کہ تمام شہرون کے حکام کے نام فرمان جاری کر دیا جائے کہ جہان جتنے یہودی ہون قتل کر ڈالے جائین۔ یہ مشورہ ہو رہا تھا کہ آپ کا نامہ برپہونچا۔ اور معلوم ہوگیا کہ اہل عرب بھی ختنہ کرتے ہین۔ غالبًا

ایک پیش بینی

ف ابوکبشہ عرب کا ایک پرانا جادوگر تھا۔ اور چونکہ مشرکین حضرت رسالت کو بھی جادوگر کہتے تھے لہذا اپنی اصطلاح مین محض توہین وتحقیر کی غرض سے اکثر آپ کو ابن ابی کبشہ یعنی ابوکبشہ کا بیٹا کہا کرتے تھے ف صحیح بخاری جلد اصفحہ ۵

یہی سبب تھا کہ ہرقل کے دل پر آپ کی وقعت قائم ہوگئی تھی - اور چاہتا تھا کہ رومیون کو آپ کا پیرو بنا کے اپنا تاج و تخت بچا لے -

وہ خط جو خسرو پرویز کے نام گیا تھا

دوسری طرف عبداللہ بن حذافہ آپ کا نامہ گرامی لے کے خسرو پرویز کے دربار مین پہونچے - پرویز کو اگرچہ ان دنون رومیون کے مقابلے مین سخت شکستین ہوچکی تھین - اور بہت سا ملک قبضے سے نکل گیا تھا لیکن دماغ سے ابھی تک غرور نہین نکلا تھا - اور اُس کی سرکش طبیعت کسی طرح گوارا ہی نہ کرسکتی تھی کہ کسی ناصح اور ہادی کی آواز پر کان لگائے اس حالت مین ابن حذافہ نے آپکا خط اس کے سامنے پیش کیا جس کی عبارت یہ تھی "بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی کسری عظیم فارس سلام علی من اتبع الہدی وآمن باللہ ورسولہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ وانی ادعوک بدعاء اللہ وانی رسول اللہ الی الناس کافۃً لانذر من کان حیاً ویحق القول علی الکافرین - فاسلم تسلم وان تولیت فان اثم المجوس علیک" (بسم اللہ الرحمن الرحیم پیغمبر خدا محمد رسول اللہ کی طرف سے کسری سردار فارس کے نام - جو کوئی ہدایت کی پیروی کرے - خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے - اس بات کا اقرار کرے کہ خدا کے سوا کوئی اور معبود نہین - اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہین - اُس پر سلام ہین مجھے اللہ کی طرف بلاتا ہون - اور مجھے اللہ نے اپنا پیغمبر بنا کے تمام نوع انسان کی طرف بھیجا ہے - تاکہ جو کوئی زندہ موجود ہو اُسے (عذاب دوزخ) سے ڈراؤن - اور جو لوگ خدا کی نافرمانی کرین اُن کے مقابلے مین اتمام حجت ہوجائے اسلام لا تجات پائیگا - اور اگر نہ مانے گا تو تمام مجوسیون کے ایمان نہ لانے کا گناہ بھی تیرے سر رہے گا"

پرویز کی متکبرانہ سرکشی

یہ خط ہاتھ مین لینے اور پڑھوا کے سننے کے ساتھ ہی خسرو پرویز کے غصے کی کوئی انتہا نہ تھی - نامۂ نبوت کو پھاڑ کے پھینک دیا - اور بولا "شخص (معاذ اللہ) میرا غلام ہو کے مجھے ایسا لکھتا ہے!" عبداللہ اُس کی یہ برگشتگی اور اُس کے کبر و نخوت کا

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۱

تماشا دیکھ کے ناکام واپس آئے۔ اور دربار نبوت مین حاضر ہوکے ساری سرگذشت بیان کی۔ آپ نے اُس کی اس گستاخی کا حال سُن کے کہ اُس نے خط کو پھاڑ کے پھینک دیا فرمایا "جس طرح اُس نے میرے خط کو پھاڑا ہے اُسی طرح خدا اُس کی سلطنت کے ٹکڑے اُڑا دے گا"

اُس کا فرمان حاکم یمن کے نام

عبداللہ بن حذافہ تو دربار کسریٰ سے ادہر واپس آئے اُدھر پرویز نے اپنے والی یمن باذان کے نام ایک فرمان بھیجا کہ "یہ شخص جو ارض حجاز مین دعوائے نبوت کر رہا ہے اس کے پاس اپنے ہمراہیون مین سے دو ہوشیار شخصون کو بھیجو کہ اُسے پکڑ کے میرے پاس لے آئین"۔ باذان نے یہ فرمان خسروی پاتے ہی اپنے منشی بابویہ اور خرخرہ نام ایک اور شخص کو آپ کی طرف روانہ کیا۔ اور ایک خط بھی آپ کے نام لکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ "آپ فوراً ان دونون شخصون کے ساتھ خسرو پرویز کے پاس چلے جائین"۔ پرویز کی برہمی اور اس کے اس حکم کی خبر مکے مین مشرکین قریش کو پہونچی تو بہت خوش ہوئے۔ اور ایک دوسرے کو بشارت دینے لگے کہ اب ہماری غرض شہریار ایران کے ہاتھون پوری ہوجائے گی۔ مکے مین یہ خوشیان منائی جارہی تھین کہ باذان والی یمن کے دونون سفیر دارالنبوۃ مدینہ مین آپہونچے۔

یمن کے عجمی سفیر مدینے مین

اور آپ کو کسریٰ کا حکم سُنایا۔ ان دونون ایلچیون کی وضع یہ تھی کہ ڈاڑھیان اور مونچھین مُنڈی ہوئی تھین۔ اہل عرب مین یہ وضع نہایت ہی نئی خلاف شیوۂ شرفا۔ اور ناپسندیدہ تھی۔ آپ نے اُن کو دو دفعہ حیرت سے دیکھا اور پوچھا

ڈاڑھی مُنڈانے کی مذمت

"اُس وضع کا تمھین کس نے حکم دیا؟" بولے "ہمارے خداوند (یعنی بادشاہ) نے" آپ نے ارشاد فرمایا "لیکن میرا خداوند (یعنی اللہ جل جلالہ) مجھے حکم دیتا ہے کہ داڑھی کو چھوڑ دون۔ اور مونچھین کٹوا ڈالون"

لہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۴۰۰۔

اس کے بعد اُن دونون نے باذان کا پیام پہونچایا۔ اور سمجھانے لگے کہ "اگر آپ دربار کسریٰ مین ہمارے ساتھ چلے چلین گے تو ہمارے سردار باذان سفارش کرکے آپ کو بچالین گے۔ اور اگر آپ نے اِنکار کیا تو وہ حملہ کرکے آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کرڈالین گے"۔

آپ کی غیب دانی اور سفیرون کے ساتھ برتاؤ

آپ نے فرمایا "اچھا اس وقت جاؤ مین کل جواب دُون گا"۔ رات کو اللہ جل شانہ نے آپ کو مطلع کردیا کہ پرویز خود اپنے بیٹے کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ دوسرے دن جیسے ہی وہ سامنے آئے آپ نے بتایا کہ "پرویز مارڈالا گیا۔ اور ارشاد کیا میرا دین اور میری سلطنت کسریٰ کی مملکت تک پہونچ جائین گے۔ اور باذان سے کہہ دینا کہ وہ اسلام قبول کرے۔ اگر اس نے اس نصیحت پر عمل کیا تو بدستور اپنے ملک پر قابض وحاکم رہے گا"۔ اس کے بعد آپنے فرخزہ کو سونے چاندی کی ایک پیٹی دی جو کسی فرمان روا نے ہدیۃً آپ کی خدمت مین بھیجی تھی اور رخصت کیا۔

اُن سفیرونکی واپسی

وہ دونون مدینے سے سفر کرکے یمن مین واپس گئے۔ اور ساری سرگذشت باذان سے بیان کی۔ اُس نے تمام واقعات سن کے کہا "یہ کسی بادشاہ کی شان نہین۔ یہ شان تو پیغمبر مرسل کی ہے۔ اور دیر کیا ہے امتحان بھی ہوجائے گا۔ جو خبر اُنھون نے بتائی اگر سچ ہوئی تو جان لینا چاہیے کہ واقعی پیغمبر ہین۔ اور اگر سچی نہ ثابت ہوئی تو دیکھا جائے گا"۔ اس کو زیادہ زمانہ نہین گذرا تھا کہ باذان کے نام نئے شہریار عجم شیرویہ کا فرمان آیا جس مین لکھا تھا کہ "مین نے پرویز کو قتل کرکے تاج وتخت پر قبضہ کرلیا۔ اس لیے کہ پرویز شرفاے فارس کو قتل کرتا چلا جاتا تھا"۔ اس کے ساتھ ہی یہ حکم دیا تھا کہ آیندہ ہر امر مین میری اطاعت کرو"۔ اور یہ بھی ہدایت کی تھی کہ اب اُس نئے پیغمبر عرب سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کرنا۔

باذان سمیت یمن کا ایمان لانا

شیرویہ کا یہ فرمان پاتے ہی باذان اپنے چند اور فارسی نژاد

سرداروں کے ساتھ مسلمان ہوگیا۔ اور سلطنت ہمیں ہیں دین اسلام کو ترقی ہونے لگی

باب بست وچہارم

فتوح خیبر و فدک اور یہود کی قوت کا استیصال وغیرہ

سحر کے متعلق ایک محققانہ خیال۔ یہود آپ پر جادو کرتے ہیں۔ اور اس واقعہ سہرۂ ابان بن سعید۔ یہود کے قلع وقمع کی ضرورت۔ غزوۂ خیبر۔ عساکر نبوت کی شان۔ ابن ابی کی منافقت۔ قلعہ ہائے خیبر کا محاصرہ۔ قلعۂ ناعم وقموص۔ ام المومنین صفیہ بنت حیی قلعہ صعب بن معاذ قلعہ ہائے وطیح وسلالم۔ مرحب۔ جناب علی مرتضیٰ کی فضیلت۔ مرحب کا آپ کے ہاتھ سے مارا جانا۔ جنگ مغلوبہ۔ کس شرط پر یہ قلعے فتح ہوئے۔ خلافت فاروقی میں اُن کا جلاوطن کیا جانا۔ زینب بنت حارث آپ کو زہر دیتی ہے۔ پھر اُس کی توبہ اور ایمان لانا حجاج بن علاط مکہ جاتے ہیں۔ اور مشرکین سے کہتے ہیں کہ آپ کو یہود خیبر نے گرفتار کرلیا اُس پر اہل مکہ کی خوشیاں۔ جناب عباسؓ کو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے۔ فتح فدک۔ اُس کی نصف زمین پر خود حضرت رسالت کا قبضہ۔ فدک کے متعلق شیعوں کا اعتراض اور اُس کی اصلی سرگذشت۔ جناب سیدہؓ کی ناراضی۔ حضرت عمرؓ کے دربار میں معاملہ فدک کا پیش ہونا۔ حضرت علیؓ وعباسؓ کی باہمی نزاع۔ حضرت عمرؓ کی گفتگو۔ اراضی فدک کی حالت حضرت سرور کائنات کے عہد میں۔ پھر ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں۔ حضرت فاروقؓ کے عہد میں اُس پر بنی ہاشم کا متولی قرار پانا۔ حضرت عمرؓ کے فیصلے کی سچائی۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں باقی ماندہ نصف زمین بھی اس میں شامل ہوگئی۔ فدک جناب عثمانؓ وجناب علیؓ کے عہد میں جناب معاویہؓ کے عہد میں۔ عمر بن عبدالعزیز کا اس پر قبضہ۔ اور بنی فاطمہ کو اُس کا متولی کرنا۔ عمر بن عبدالعزیز نے یہ اراضی بنی فاطمہ کو دی نہ تھی بلکہ اُنھیں صرف متولی بنایا تھا۔ اُس پر پھر

نکت ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۸۱

خلافت کا قبضہ مامون رشید کے عہد تک۔ فرقہ وہابی القرمی۔ لڑائی۔ اور فتح۔ مہاجرین حبشہ کی واپسی

سنہ ۱۸ سنہ آیا۔ جبکہ اسلام عرب کے دُور و دراز بلاد مین ترقی پا رہا تھا۔ اور حضرت رسالت کے خطوط نے اگر شاہی سطوت سے نہین تو پیمبرانہ اثر سے دنیا کی بڑی بڑی زبردست سلطنتون کو چونکا دیا تھا۔ مگر اطراف مدینہ مین جو یہودی باقی رہ گئے تھے وہ اُسی طرح دشمنی اور اندرونی ریشہ دوانیون مین مصروف تھے۔ بخلاف اور قسم کی چھپی چھپی اور ذلیل کوششون کے ایک دنائت یہ تھی کہ اُن کے جادوگر آنحضرت صلعم پر جادو کرتے کرتے تھکے جاتے تھے اور آپ پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

سحر کے متعلق ایک محققانہ خیال

جادو کا اُن دنون عرب مین اور خاصتہً یہود مین زیادہ رواج معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ آج کل کے اکثر محققین اور اُن کی پیروی مین تعلیم یافتہ لوگون کا یہ خیال قائم ہو گیا ہے کہ جادو کوئی چیز نہین۔ اور اس حد تک ہم بھی اُن کے ساتھ ہین کہ بات بات پر جادو کا وہم کرنا اور ہر بیماری یا بے لطفی کو اسی کی طرف منسوب کرنے لگنا نہایت ہی سخت اور شرمناک جہالت ہے۔ مگر روحانی قوی کی ترقیون اور مختلف قسم کی ریاضتون کے نتائج پر جن لوگون نے اچھی طرح غور کیا ہے وہ انکار نہین کر سکتے کہ ایسے امور خلاف فطرت نہین۔ اور بالکل اُس فطرت کے تابع ہین جو خدا نے قائم کر دی ہے۔ ہمارے نوجوانون کی سب سے بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ فطرت کے وسیع میدان کو اپنی معلومات کے تنگ دائرے پر محدود کرنا چاہتے ہین جس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ مذہب و تاریخ کے بہت سے واقعات اُنھین اپنے فلسفہ اور اپنے اُصول موضوعہ کے خلاف نظر آنے لگتے ہین مگر اصل مین یہ مذہب کا نقصان نہین بلکہ اُنھین کی تنگ خیالی ہے۔

یہود آپ پر جادو کرتے ہین

القصہ جب یہود اور کسی طرح کامیاب نہ ہوئے تو اس سال محرم کے مہینے مین اپنی قوم کے ایک سب سے بڑے جادوگر لبید بن اعصم کے پاس آئے اور کہا "اب ہمارا تو کوئی زور نہین چلتا۔ اگر تم محمدؐ پر جادو کرو تو جو مانگو دینے کو تیار ہین"

آخر تین دینار اُجرت قرار پائی۔ اور لبید نے آپ کے ایک یہودی الاصل غلام کو ملا کے آپ کے کچھ بال اور آپ کی کنگھی کے کچھ دندانے بہم پہونچائے۔ اور اُنھین پر جادو شروع کیا۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ آپ پورے ایک سال تک مریض رہے۔ اور آخر مرض مین یہ حالت ہوگئی کہ ازواج مطہرات کے پاس بھی نہ جاتے تھے۔ اکثر معلوم ہوتا کہ جیسے کوئی کام کیا ہے حالانکہ نہین کیا تھا۔ ہوتے ہوتے ایک دن آپ نے خواب مین دیکھا کہ جیسے دو فرشتے آئے ہین۔ اور اُن مین سے ایک دوسرے سے پوچھتا ہے "اُن کا کیا حال ہے؟" دوسرے نے کہا "جادو ہوا ہے" پہلے نے پوچھا "جادو کس نے کیا؟" جواب "لبید بن اعصم یہودی نے" پوچھا "اور کس چیز پر جادو کیا ہے؟" کہا "کنگھی اور کنگھی مین نکلے ہوئے بالون پر جو ایک نر درخت خرما کے خوشے کی کلی کے غلاف مین رکھ کے اور تانت پر گرہین دے کے چاہ اروان کے اندر ایک پتھر کے نیچے دبا دیے گئے ہین" یہ خواب دیکھتے ہی آپ اور اُس کا دنبیہ چونک پڑے۔ اور چند اصحاب کے ساتھ اس کنوین پر تشریف لے گئے۔ اس کنوین کا پانی سُرخ تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اُس مین مہندی گھلی ہوئی ہے۔ آپ کے اشارے سے ایک شخص کنوین کے اندر اُترا۔ اور کھجور کی کلی کے اُس غلاف کو نکال لایا۔ اُسے کھول کے دیکھا تو کنگھی کے دندانون اور بالون کے علاوہ آنحضرت صلعم کا ایک موم کا پُتلا بھی تھا جس مین سوئیان کونچی ہوئی تھین اور ایک تانت ملی جس مین گیارہ گرہین دی ہوئی تھین۔ آپ نے حسب ہدایت جبرئیل معوذتین یعنی سورت ہائے "قل اعوذ برب الناس" اور "قل اعوذ برب الفلق" پڑھ پڑھ کے اُن گرہون کو کھولا۔ اور اللہ جل شانہ نے آپ کو شفا دی۔ اُن چیزون کو جو برآمد ہوئی تھین کسی جگہ دفن کروا دیا۔ اور جن لوگون نے جادو کیا تھا اگرچہ اُنکا حال بہ خوبی کھل گیا تھا مگر آپ نے اُن سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا۔

سریۂ ابان بن سعید | ان فنون ابان بن سعید جنھون نے واقعہ حدیبیہ مین حضرت عثمانؓ ذی النورین کو پناہ دی تھی ایمان لاچکے تھے۔ آپ نے اُنھین چند لوگون پر سردار کرکے ارض نجد کی طرف روانہ کیا۔ جہان سے وہ اُس وقت واپس آئے جب آپ قلعہ ہائے خیبر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ اس سریئے کا حال اس سے زیادہ نہین ہوسکتا نہ یہ پتہ چلتا ہے کہ ابان کس قبیلے اور گروہ کے مقابلے پر روانہ کئے گئے تھے۔ اور نہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کامیاب ہوکے واپس آئے یا ناکام۔

یہود کے قلع وقمع کی ضرورت | اب بظاہر اسباب دیگر اطراف سے اطمینان تھا۔ اور ضرورت تھی کہ مدینے کے قرب وجوار مین جو یہودی قوتین باقی ہین توڑدی جائین۔ اس لیے کہ یہ لوگ جیسے سخت دشمن اسلام تھے ویسی ہی ذلیل کوششین دین برحق کے مٹانے کی کرتے رہتے تھے۔ جادو وہ کراتے تھے۔ فتنے اور فساد وہ برپا کرتے تھے۔ لوگون کو بہکا اور اُبھار کے آپ کے مقابلے مین وہ لاکھڑا کرتے تھے۔ الغرض انھین اسباب سے آپ نے اُن کے قلع وقمع کا ارادہ کیا۔ اور ۷ھ کے پہلے مہینے محرم کے ختم ہونے کو

غزوۂ خیبر | کچھ دن باقی تھے کہ آپ نے نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو اپنی جگہ مدینے مین چھوڑا اور خود چودہ سو پیدل نبرد آزماؤن اور دو سو سوارون کو ہمراہ رکاب لے کے مدینے سے چل کھڑے ہوئے۔

خیبر مدینہ منورہ سے تین منزل شام کی طرف ایک نہایت ہی زرخیز علاقے کا نام تھا جس مین بہت سے باغات اور کھیت تھے۔ اور قریب قریب متعدد قلعے قائم تھے۔ جن پر یہود کا قبضہ تھا۔ ان قلعون کی طرف عساکر نبوت اس شان سے روانہ

عساکر نبوت کی شان | ہوئے کہ مقدمۃ الجیش پر عکاشہ بن محصنؓ اسدی حلیف بنی نوفل سردار تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ۔ اور میسرہ پر ایک اور جلیل القدر صحابی سردار تھے۔ جبل نام ایک شخص

ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۴۶-۴۷ ع ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۸

اور ایک اُس کا رفیق فوج کی رہبری کر رہے تھے۔ اور جناب اُم سلمہؓ محمل مین سوار آپ کی رفیق سفر تھین۔ عبداللہ بن اُبی سلول نے اپنی عادت وطینت کے موافق

ابن ابی کی منافقت

اہل خیبر کو خبر کر دی کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ مسلمانون کا لشکر تم پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا ہے۔ اور خبردار دب نہ جانا۔ تمھاری جماعت زیادہ ہے اور یہ چند لوگ ہین جن کے پاس پوری طرح ہتھیار بھی نہین۔ یہ خبر پاتے ہی اہل خیبر نے بنی غطفان کے سردارون سے مدد مانگی۔ اور اپنی آدھی پیداوار دینے کا لالچ دلایا۔ اُن لوگون نے کمک پہونچانے کا وعدہ کیا۔ روانہ ہوئے۔ اور خیبر کے قریب آپہونچے تھے کہ پیچھے سے مسلمانون کے لشکر کا شور سُنائی دیا۔ اور گھبرا کے بھاگ کھڑے ہوئے۔

قلعہ ہائے خیبر کا محاصرہ

آپ لشکر اسلام کے ساتھ جا کے مقام رجیع مین اُترے۔ اور بنی غطفان کے آنے کا راستہ روک دیا۔ اہل خیبر کو آپ کے آپہونچنے کی خبر نہ تھی۔ اور نہ اُن کے خیال مین تھا کہ حضرت رسالت اس قدر قریب آگئے ہین۔ آپ رات کے وقت پہونچے تھے اور معمول تھا کہ صبح کو جب دیکھ لیتے کہ کسی طرف سے اذان کی آواز نہین آتی تب حملے کا ارادہ کرتے۔ یہان بھی ایسا ہی ہوا۔ رات بھر ٹھہرے رہے اور صبح کو جب کسی جانب سے توحید کا نعرہ نہین سُنا گیا تو حملے کا سامان کرنے لگے اتنے مین اہل خیبر جو غافل تھے اپنے ہل اور ٹوکریان وغیرہ لیے ہوئے قلعے سے نکلنے لگے۔ اگر سامنے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو دیکھتے ہی اُلٹے پاؤن بھاگے اور غل مچایا محمدؐ اور ان کا لشکر! بس کیا تھا سب لوگ چونک پڑے۔ قلعون کے پھاٹک بند ہوگئے اور اسی وقت سے قلعہ ہائے خیبر کا محاصرہ شروع ہوگیا۔ پہلے تو یہود نے قلعون مین محصور ہو کے لڑنے کا ارادہ کیا۔ لیکن چند ہی روز مین بدحواس ہوگئے۔ اور قلعے

قلعۂ ناعم و قموص

کے بعد قلعہ مفتوح ہونے لگا۔ سب سے پہلے قلعہ ناعم کے پھاٹک کھلے

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۴۷-۴۸ عہ ابن ہشام صفحہ ۵۰۷

پھر قلعہ قموص پر اسلام کا قبضہ ہوا۔ یہ قلعہ ابن ابی الحقیق کا تھا۔ اس کے فتح ہونے پر بہت سے غلام اور لونڈیاں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں۔ اور انھیں میں جناب صفیہؓ بنت

ام المومنین صفیہ بنت حیی

حیی بن اخطب بھی تھیں پہلے وہ کنانہ بن ربیع کی بیوی تھیں اب قسمت سے لونڈی بنا کے مسلمانوں میں لائی گئیں تو آنحضرتؐ نے انھیں دحیہ کلبی کے حوالے کر دیا۔ پھر قیمت دے کے دحیہ سے مول لیا۔ اور جناب ام سلمہؓ کے پاس رکھا۔ وہاں جب زمانۂ عدت پورا ہو گیا۔ اور خدا نے اُن کے دل میں نور ایمان بھی چمکا دیا تو آزاد کر کے اپنے عقد نکاح میں لے لیا۔ اور حضرت صفیہ کو مسلمانوں کی محترم ماں بننے کی عزت حاصل ہوئی

قلعہ صعب بن معاذ

پھر صعب بن معاذ کا قلعہ فتح ہوا۔ جس میں سب قلعوں سے زیادہ خوراک اور روغن وغیرہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ اور سب کے آخر میں قلعہ ہائے

قلعہ ہائے وطیح وسلالم

وطیح وسلالم نے کچھ اوپر دس دن کی محصوری کے بعد علم اسلام کے آگے سر جھکا دیا۔

مرحب

مرحب یہودی جو قلعۂ سلالم کا بہت بڑا نامی بہادر تھا اسی قلعہ کی لڑائی میں مارا گیا۔ آنحضرت صلعم کو اِن دنوں آدھے سر کے درد کی شکایت تھی۔ برابر دو دن تک باہر میدان میں نہیں تشریف لائے پہلے ابوبکر صدیقؓ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ اور بڑی دلیری و شجاعت سے مقابلہ کر کے واپس آئے۔ پھر عمر بن خطابؓ نے علم اسلام اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور وہ بھی جوہر مردانگی دکھا کے پلٹ آئے۔ مگر قلعہ دونوں سے نہ فتح ہو سکا۔ آپ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہو اور خدا و رسول کو اُس سے محبت ہو۔

جناب علی مرتضیٰ کی فضیلت

اس قلعہ کو معرکہ آرائی کر کے فتح کرے گا۔ دوسرے دن لوگ

ع ۱ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۸-۳۹

منتظر تھے کہ دیکھیے کس کا نصیبا جاگتا ہے۔ اور یہ الفاظ جو حضرت رسالتؐ کی زبان سے ادا ہوئے تھے کس کی قسمت میں ثابت ہوتے ہیں۔ ناگہان جناب علی مرتضےٰ آنکھوں پر پٹی باندھے اور ایک اونٹ پر سوار نمودار ہوئے۔ خیمۂ نبوت کے قریب آکے اپنا اونٹ بٹھایا۔ اُترے۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے پوچھا خیریت تو ہے؟ عرض کیا آپ کے تشریف لانے کے بعد میری آنکھیں آشوب کرآئیں آنحضرت صلعم نے قریب بُلا کے اپنا لعاب دہن آنکھوں میں لگا دیا۔ جس کی برکت سے خدا نے شفا دی۔ اور آپ نے علم اسلام اُن کے حوالے کیا۔ جناب علیؑ وہ جھنڈا لیے ہوئے میدان میں آئے ایک یہودی نے قلعہ پر سے دیکھ کے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں ہوں علیؑ ابن ابی طالبؑ اب مرحب جو اس قلعہ کا مالک تھا ایک آبدار یعنی خود سر پر رکھے ہوئے قلعے سے نکلا۔ اور رجز پڑھتا ہوا حضرت علیؑ کے مقابلے پر آیا۔ آپ نے بھی اشعار رجز پڑھے۔ اور دونوں حریفوں نے ایک ہی ساتھ ایک دوسرے پر وار کیے۔ مگر حضرت علیؑ کی تلوار اس پہلے ہی وار میں پورا کام کر گئی خود اور سر دونوں کو کاٹ دیا۔ اور مرحبؑ نے زمین پر گر کے جان دے دی۔

جنگ مغلوبہ

اس کے بعد جنگ مغلوبہ شروع ہوئی۔ کسی یہودی کے وار سے حضرت علیؑ کی ڈھال ہاتھ سے چھوٹ کے الگ جا گری تھی۔ آپ نے جوش میں آ کے ایک پٹ جو قلعہ کے پاس پڑا تھا اٹھا لیا اور جب تک دشمنوں کو شکست نہ دیدی اسی پٹ سے ڈھال کا کام لیتے رہے۔ اب وطیح وسلالم کے محصورین زندگی سے

کس شرط پر قلعے فتح ہوئے

عاجز آ گئے تھے۔ آپ کے پاس پیام بھیجا کہ اگر ہماری جانیں بچا دی جائیں اور ہمیں چلے جانے کی اجازت ملے تو قلعوں کے پھاٹک کھول دیں

ف ابن ہشام کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرحب کو جناب علی مرتضیٰؑ نے نہیں بلکہ محمد بن مسلمہ نے قتل کیا۔ اور یہ روایت صحیح بھی ہے۔ مگر متاخرین اہل سیر عموماً یہی لکھتے ہیں کہ مرحب کو حضرت علیؑ نے قتل کیا۔

اس شرط کو آنحضرتؐ نے قبول فرمایا۔ اور دونون قلعون پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا خیبر کے بعض قلعے لڑائی اور معرکہ آرائی کے بعد فتح ہوئے۔ اور بعض صلح سے اور اس اقرار پر کہ اُن کے رہنے والے جلا وطن کیے جائین۔ اس غزوے مین اول سے آخر تک کچھ اوپر بیس آدمی مہاجرین وانصارین سے شہید ہوئے۔ آنحضرتؐ نے فتح کے بعد مال غنیمت کو تقسیم کیا۔ اور اگرچہ جلا وطن کرنے کی شرط تھی مگر پھر بھی آپ نے اُن کے حال پر مہربانی کی۔ اور اُن کو انکی زمینون اور قلعون مین آباد رہنے دیا ہان اتنا اقرار البتہ لے لیا گیا کہ اپنی پیداوار کا نصف حصہ ہمیشہ مسلمانون کو ادا کیا کرین۔ اسی شرط اور اسی معینہ ٹکس یا خراج کی ادائی کے ساتھ وہ آنحضرتؐ کی آخر عمر تک اور اس کے بعد حضرت صدیقؓ کے پورے عہد خلافت مین اپنی زمینون پر قابض تھے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت مین بھی تھوڑے زمانے تک اسی حال مین رہے۔ مگر

خلافت فاروقی مین اُن کا جلا وطن کیا جانا

جب اُس خلیفۂ رسول اللہ کو خبر پہونچی کہ آنحضرت صلعم نے اپنے مرض موت مین فرمایا تھا کہ ارض عرب مین دو دین نہ باقی رہین تو ان کو خیبر سے جلا وطن کر دیا۔ اور اسی زمانے مین وہ تمام یہودی بھی جلا وطن کر دیے گئے جو مختلف بلاد عرب مین باقی تھے[1]

مگر واقعی یہودی اپنی دناءتون کی وجہ سے ایسی مہربانی کے مستحق نہ تھے۔ آپ نے اُنھین معاف کیا تھا۔ خراج ادا کرنے کے وعدے پر وہ اپنے گھرون اور قلعون مین آباد ہوئے تھے۔ اور ہنوز حضرت رسالت وہین ٹھہرے ہوئے تھے کہ ان ذلیل دشمنون کی طرف سے ان مہربانیون اور جان بخشیون کا یہ صلا ملا کہ سلام بن مشکم سردار یہود کی جورو زینب بنت حارث دعوت کے طریقے سے ایک بھنی ہوئی بکری کا گوشت لے کے آئی اور

زینب بنت حارث آپ کو زہر دیتی ہے

[1] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۴ [2] ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۹

آپ کے سامنے رکھ کے چلی گئی۔ آپ اور بشر بن براء بن معرور جو اس وقت آپ کے پاس بیٹھے تھے دونوں نے کھانا شروع کیا۔ بشر نے تو ایک نوالہ کھا لیا مگر آپ نے نوالہ منھ میں

پھر اسکی توبہ اور ایمان لانا

لے کے چبایا اور قبل اس کے کہ نگلیں اُگل دیا اور فرمایا "یہ بکری کہتی ہے کہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے" فوراً اُس عورت سے بُلا کے دریافت کیا گیا۔ اور اسے اقرار کرتے ہی بنی آپ نے پوچھا "آخر تو نے ایسی جرأت کیوں کی؟" بولی "آپ کے ہاتھوں میری قوم کا جو حال ہوا ظاہر ہے۔ جس کے انتقام کے لیے میں نے یہ کارروائی کی۔ اور دل میں کہا کہ اگر آپ سچے پیغمبر ہیں تو آپ کو معلوم ہی ہو جائے گا۔ اور اگر محض بادشاہ ہیں تو میں آپ کے ہاتھ سے نجات مل جائے گی"۔ غرض خدا نے اس زہر سے آپ کو بچا لیا۔ مگر بیچارے بشر جان بر نہ ہو سکے۔ اس یہودیہ عورت نے یہ دیکھ کے کہ آپ کو بے بتائے زہر کا حال معلوم ہو گیا۔ ایمان قبول کیا۔ اور اسی وجہ سے آپ نے اُس کی خطا بھی معاف کر دی۔

مجاج بن علاط کے جاتے ہیں

خیبر کے قلعے فتح ہو چکے تھے اور آنحضرت صلعم واپسی کا سامان کر رہے تھے کہ حجاج بن علاط سلمی نے آکے عرض کیا "یا رسول اللہ میرا بہت سا مال و اسباب مکے میں رہ گیا ہے۔ اجازت ہو تو جا کے لے آؤں"۔ آپ نے اجازت دی۔ تب حجاج نے کہا "لیکن وہاں مشرکین کے سامنے مجھے خلاف واقعہ امور بیان کرنا پڑیں گے"۔ آپ نے فرمایا "تمھیں اختیار ہے جو مناسب جاننا کرنا"۔ یوں حضرت رسالت سے اجازت حاصل کر کے حجاج نے مکے کی راہ لی۔ اہل مکہ کو یہ خبر پہونچ چکی تھی کہ آپ نے خیبر کا محاصرہ شروع کر دیا ہے۔ اور چونکہ اہل خیبر کو قوی اور زبردست خیال کرتے تھے لہذا نہایت ہی بے صبری سے اس لڑائی کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے حتے کہ بعض لوگ شہر کے باہر آکے ٹھہرتے کہ کوئی آنے جانے والا مل جائے تو اُس سے

لہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۴ لہ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۹

اور مشرکین سے کہتے ہین کہ آپ کو یہود خیبر نے گرفتار کرلیا

لڑائی کا حال دریافت کرین۔ اس شوق مین چند اہل مکہ آبادی سے باہر دیکھ رہے تھے کہ حجاج نظر آئے جن کے ایمان لانے کا حال اُنھین نہین معلوم تھا صورت دیکھتے ہی سب نے دور سے پوچھا کیا خبر ہے؟ اُنھون نے کہا نہایت اچھی خبر خیبر مین مسلمانون کو ایسی شکست ہوئی اور اس کثرت سے مارے گئے جیسا اتفاق کہ اس سے پیشتر کبھی نہین ہوا تھا۔ خود محمد کو اہل خیبر نے گرفتار کرلیا۔ اور یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اُنھین تمھارے پاس اس پر اہل مکہ کی خوشیان بھیج دین تاکہ قتل کرکے اپنے بھائی بندون کا انتقام لو۔ یہ خبر سننا تھا کہ سب مارے خوشی کے اُچھل پڑے اور دم بھر مین ہر طرف مکے مین یہی خبر مشہور ہوگئی اور جوش و خروش کے ساتھ خوشیان منائی جارہی تھین۔ حجاج نے موقع کو غنیمت سمجھ کے اپنا تمام مال و اسباب فراہم کیا جو جس سے وصول کرنا تھا وصول کیا اور واپسی کا سامان کررہے تھے کہ حضرت عباسؓ عم رسول اللہ گھبرائے ہوئے آئے اور پوچھا یہ کیا خبر ہے؟ حجاج نے کہا آپ میرے جانے کے بعد تین دن تک ضبط کرنے کا وعدہ کرین تو اصل حال بتادون۔ اُنھون نے وعدہ کیا اور انھون نے کہا یہ خالی میرا فقرہ تھا۔ اور اگر ایسا نہ کرتا تو اپنا مال و اسباب کیونکر لے جاسکتا تھا۔ اصلی خبر یہ ہے کہ تمام قلعہ ہائے خیبر پر آنحضرتؐ کا قبضہ ہوگیا۔ اور سردار یہود حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ آنحضرتؐ کے قبضے مین ہے۔ یہ بتاکے حجاج نے مدینے کی راہ لی۔ اور حضرت عباسؓ نے تیسرے دن اہل مکہ کو بتادیا کہ وہ خبر غلط تھی۔ اور حجاج نے محض اپنا مال لینے کے لیے تمھین دھوکا دیا تھا۔

جناب عباس کو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے

فتح فدک

خیبر سے واپس ہوکے آپ نے محیصہ بن مسعود کو اہل فدک کے پاس بھیجا اور اُنھین دین اسلام کی طرف بلایا۔ فدک خیبر کے قریب ہی تھا۔ اور وہان بھی

ع ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۷۷۰ - ۷۷۱

یہودی ہی رہتے تھے جن کا سردار ابن دنون یوشع بن نون نام ایک شخص تھا

اُس کی نصف زمین پر خود حضرت رسالت کا قبضہ

وہ یہ سُن ہی چکے تھے کہ خیبر والون کا کیا حشر ہوا۔ تھوڑے ہی تامل کے بعد اس امر پر راضی ہوگئے کہ فدک کی آدھی زمین حضرت رسالت کو دے دین اور آدھی پر خود قابض رہین۔ فدک کی یہ آدھی زمین جو حضرت سرور کائناتؐ کے قبضے مین آئی چونکہ بغیر کسی فوج کے گئے اور بغیر کسی مسلمان کی کوشش کے قبضۂ اسلام مین آئی تھی لہذا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے مین رہی۔ اور خاص آپ کی جائداد قرار پائی۔ یا ہماری اصطلاح مین یون سمجھنا چاہیئے کہ حضرت رسالتؐ کے لیے صرف خاص کے علاقے کی شان رکھتی تھی۔ اسی کی آمدنی سے آپ اپنی ازواج مطہرات کو نان ونفقہ دیتے تھے۔ اور یہ خانگی مصارف دے دلا کے جو کچھ بچتا تھا غریب لوللون اور محتاجون پر صرف ہوتا تھا

فدک کے متعلق شیعون کا اعتراض اور اُس کی اصلی سرگذشت

یہی فدک ہے جس کی نسبت شیعون کو جناب ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے فیصلون پر اعتراض ہے۔ مگر اصلی واقعہ جو اہل سنت کی معتبر و مستند روایتون سے مستنبط ہے اس سے ہم نہین سمجھ سکتے کہ کیونکر الزام دیا جا سکتا ہے۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد آپکے اہل بیت اس امر کے مدعی ہوئے کہ "حضرت سرور کائناتؐ کی جس قدر ذاتی جائداد ہے ہمین ورثے مین ملنی چاہیئے اس جائداد مین یہی فدک کی زمینین تھین۔ کچھ خیبر کی اور کچھ خاص مدینے کی۔ جن کے متعلق خود جناب سیدۃ النساء فاطمۂ زہراء ابوبکر صدیقؓ

جناب سیدہ کی ناراضی

کے پاس تشریف لائین اور اپنا ورثہ مانگا۔ ابوبکر صدیقؓ نے کہا جناب رسالت نے تو ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پیغمبر لوگون کا کچھ ورثہ نہین ہوتا۔ اور ہم جو کچھ چھوڑ جائین وہ خدا کی راہ مین صدقہ ہے" اس جواب پر جناب سیدہ برہم

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۵

ہوئین۔ اور جب تک زندہ رہین پھر ابوبکرؓ سے نہین ملین۔ ابوبکر صدیقؓ نے یہ جائداد ین کسی کو ورثے مین تو نہین دین لیکن اُن کو خلافت یا اسلامی سلطنت کے مقبوضات مین بھی نہین شامل کیا۔ بلکہ جو مصارف اِن کی آمدنی سے آنحضرتؐ کی زندگی مین ادا کیے جاتے تھے وہی مصارف اپنے عہد مین بھی ادا کرتے رہے۔ ازواج مطہرات کی خبرگیری۔ غربا و مساکین کی مدد۔ اور اسی طرح جس جس قسم کے کام لیے جاتے تھے بدستور جاری رکھے گئے۔

حضرت عمر کے دربار مین معاملہ فدک کا پیش ہونا

جناب عمر فاروقؓ کے عہد مین ایک مرتبہ یہ جھگڑا بڑی قوت کے ساتھ پیش ہوکے عجب لطف کے ساتھ طے ہوا تھا اُس وقت اِن جائدادون پر ایک متولی کی حیثیت سے حضرت عباسؓ عم رسول اللہ اور حضرت علیؓ مرتضی کا قبضہ تھا۔ اِن دونون مین باہم جھگڑا ہوا۔ اور تصفیہ کرانے کے لیے دونون اُس سادے دربار خلافت مین حاضر ہوئے۔ عثمانؓ بن عفان عبدالرحمن بن عوفؓ۔ زبیرؓ بن عوامؓ۔ اور سعدؓ بن ابی وقاص کے سے جلیل القدر صحابہ کو پہلے سے بھیج دیا کہ سفارش کرکے بہ آسانی ملوا دین۔ اور اُن کے جانے

حضرت علی و عباس کی باہمی نزاع

کے تھوڑی ہی دیر بعد خود حضرت عباسؓ و علیؓ آئے اور بیٹھتے ہی جناب عباسؓ نے نہایت برہمی کے ساتھ کہا "یا امیرالمومنین اِس ظالم (یعنی حضرت علی) کا اور میرا تصفیہ کردیجئے" ان کے کہتے ہی حضرت عثمانؓ وغیرہ جو سفارش کو آئے تھے بولے "بے شک اِن کا فیصلہ ہوجانا چاہیئے۔ تاکہ ایک کو دوسرے کی مخالفت سے نجات ملے" یہ درخواست اور سفارشین سُن کے

حضرت عمر کی گفتگو

حضرت عمرؓ نے جو تقریر کی بلفظہ نقل کرنے کے قابل ہے۔ اور اُسی گفتگو سے اصل حال معلوم ہوسکتا ہے کہ کس کی زیادتی تھی۔ اور خلافت کی طرف سے جو فیصلہ کیا گیا تھا کیسا تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "ذرا صبر کرو! وہ خدا

جس کی قدرت سے آسمان وزمین قائم ہین تمھین اُسی کا واسطہ دلاکے پوچھتا ہون رسول اللہؐ نے یہ فرمایا تھا یا نہین کہ ہم لوگ ورثہ نہین رکھتے۔ اور جو چھوڑ جائین وہ صدقہ ہی؟ سب نے کہا بے شک فرمایا تھا" پھر حضرت عمرؓ جناب علیؓ وعباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اور تم کو بھی اُسی خدا کا واسطہ دلاکے پوچھتا ہون کہ آپ کا یہ قول ہی یا نہین؟ دونون نے کہا بے شک ہی" اب حضرت عمرؓ نے فرمایا اُس معاملہ کو مین تم سے بیان کرتا ہون۔ اس غنیمت کو اللہ جل شانہ نے اپنے پیغمبر کے ساتھ مخصوص کیا تھا — اور کسی کو اس مین سے کچھ نہین دیا گیا" پھر یہ آیت قرآنی پڑھی وما افاء اللہ علی رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شئی قدیر" اور فرمایا لہذا یہ جائداد ین خالص حضرت رسالت کے لیے تھین۔ اور خدا کی قسم اُنھون نے یہ نہین کیا کہ خود ہی لے لیا ہو۔ یا خود لیتے وقت تمھارا کچھ خیال نہ کیا ہو تم سب کو دیا اور دے دلاکے یہ جائداد بچ رہی تو خود لی۔ اسکی آمدنی سے اپنی ازواج کو سال بھر کا نان نفقہ لیتے تھے اور جو کچھ بچ رہتا تھا اُسے خدا کی ملکیت مین تصور فرماتے تھے یہی حالت آپ کی زندگی بھر رہی مین تمھین خدا کا واسطہ دلاکے پوچھتا ہون کہ ایسا ہی تھا نہ؟ سب نے کہا بیشک تھا" اس کے بعد اسی طرح خدا کا واسطہ دلاکے حضرت علیؓ وعباسؓ سے بھی تصدیق کرائی۔ اور سلسلہ کلام آگے بڑھایا

پھر ابوبکر صدیقؓ کے حالات

پھر حضرت رسالت نے وفات پائی۔ اور ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم کی طرف سے مین ہی ان جائدادون کا ولی ہون۔ یہ کہہ کے اُن پر قبضہ کیا۔ اور اُن کی آمدنی سے وہی مصارف جاری رکھے جو آنحضرتؐ کے زمانے مین جاری تھے۔ اور خدا شاہد ہے کہ اس معاملے مین وہ سچے۔ نیک۔ راست رو۔ اور حق کے پابند تھے۔ اس کے بعد اُنھون نے انتقال کیا۔ اور اپنی خلافت کے ابتدائی دو سال تک مین نے بھی اُن کی آمدنی اُنھین کاموں مین

ارامنی خلک کی حالت حضرت سرور کائنات کے عہد مین

لگائی جن مین کہ حضرت رسالت پناہ اور ابو بکر صدیق کے زمانون مین صرف ہوا کرتی تھی۔ اور خدا شاہد ہے کہ مین بھی اس امر مین سچا۔ نیک۔ راست رو۔ اور مطیع حق تھا۔ پھر تم دونون آئے۔ اور دونون نے ایک ہی بات کہی اور ایک ہی غرض پیش کی اے عباسؓ۔ تم نے اپنے بھتیجے کا ورثہ مانگا۔ اور انھون نے یعنی علیؓ نے اپنی بیوی کی طرف سے اُن کے والد کا ورثہ طلب کیا۔ مین نے کہا حضرت رسالت کا قول تھا کہ ہم لوگ ورثہ نہین رکھتے۔ اور جو کچھ چھوڑین صدقہ ہے۔ پھر جب مجھے یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان اراضی پر تمھارا ہی قبضہ کرا دیا جائے تو مین نے تم سے کہا اگر تم چاہو تو یہ اراضی مین تمھین دے سکتا ہون۔ لیکن اسی شرط پر کہ خدا کو حاضر و ناظر جان کے اقرار کرو کہ ان کی آمدنی اُنھین کامون مین صرف کروگے جن مین کہ رسول اللہ صلعم کے وقت مین صرف ہوتی تھی۔ ابو بکر صدیقؓ کے دور مین صرف ہوئی۔ اور میری خلافت مین اس وقت تک صرف ہوتی رہی ہے تم نے اس بات کا اقرار کیا۔ اور مین نے تمھارے قبضے دے دین۔ مین تم سب کو قسم دلا کے پوچھتا ہون کہ مین نے دی تھین یا نہین؟ سب نے کہا بے شک آپ نے دی تھین" پھر خاص حضرت علیؓ و عباسؓ سے اس کی تصدیق کرائی اور اُنھون نے بھی تسلیم کیا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا "اگر تم اس فیصلے کے سوا کوئی اور فیصلہ چاہتے ہو تو اُسی خدا کی قسم جس کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہین مین کچھ نہین کر سکتا۔ لیکن اگر انتظام سے عاجز ہو گئے ہو اور نہین کر سکتے تو مجھے واپس کر دو مین خود انتظام کرلون گا۔

حضرت فاروق کے عہد مین اُس پر بنی ہاشم کا متولی قرار پانا۔

حضرت عمر کے فیصلے کی سچائی

خلافت فاروقی کے مذکورہ اجلاس کی کارروائی دیکھ کے

عہ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۳۵ - ۴۳۶

ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہو کہ جو کچھ کیا گیا حضرت رسالت کے احکام کی پابندی مین کیا گیا۔ صرف اتنی بات کہ یہ امر جناب سیدہ کی دل شکنی کا باعث ہوا بے شک افسوس کے قابل اور ایسا ہو کہ یقیناً حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کو بھی زندگی بھر اس کا صدمہ رہا ہوگا۔ لیکن اس کو کیا کرتے کہ صریح فرمان رسالت موجود تھا۔ جس کے مقابلے مین وہ جناب سیدہ کے خلاف فیصلہ کرنے پر مجبور تھے

حضرت عمر کے عہد مین باقی ماندہ نصف زمین بھی اُس مین شامل ہوگئی

جناب فاروق کے زمانے تک فدک کی آدھی زمین مسلمانون کے قبضے مین تھی۔ جب انھون نے یہ فیصلہ کیا کہ ارشاد حضرت رسالت کے مطابق یہود ارض حجاز سے جلا وطن کر دیے جائین تو تین ہوشیار اور راست باز صحابہ کو جن مین ایک زید بن ثابت تھے بھیجا کہ فدک کی باقی نصف زمین کی قیمت مشخص کر کے یہود کے حوالے کرین۔ اور پھر انھین حکم دین کہ ارض عرب سے جلا وطن ہو کے شام مین جائین اور وہین کی اقامت اختیار کرین چنانچہ ان بزرگون نے مشخصہ قیمت دے کے یہودیون کو فدک سے جلا وطن کر دیا۔ اور معلوم ہوتا ہو کہ اس وقت سے فدک کی پوری زمین کے محاصل ازواج رسول اللہ اور غربا و مساکین کے لیے مخصوص ہو گئے۔ حضرت عمر کے بعد جناب عثمان نے بھی ان اراضی کا یہی انتظام

فدک جناب عثمان و جناب علی کے عہد مین

رکھا۔ اور حیرت کی بات یہ ہو کہ حضرت علی مرتضی نے بھی اپنے عہد خلافت مین بدستور وہی انتظام قائم رکھا۔ اگر زمین موروثی سمجھتے ہوتے تو ضرور تھا کہ اُسے حضرات حسنین اور

جناب معاویہ کے عہد مین

جناب عباس کی اولاد پر بانٹ دیتے۔ مگر جناب معاویہ اس جائداد کو اپنے تصرف مین لے آئے۔ اس لیے کہ جاگیر کی حیثیت سے مروان بن حکم کو دے دی۔ مروان نے اپنے بیٹون عبد الملک اور عبد العزیز کو دی۔ پھر چند روز بعد در اثنۂ عمر بن عبد العزیز اور عبد الملک کے بیٹون سلیمان و ولید کے

قبضے مین تھی - ولید نے خلیفہ ہونے کے بعد اپنا حصہ بھی عمر بن عبد العزیز ہی کو دے دیا - پھر جب خلافت سلیمان کے ہاتھ مین آئی تو اُس نے بھی اپنا حصہ عمر بن عبد العزیز ہی کو دے ڈالا - اس طرح عمر بن عبد العزیز اس پوری جائداد پر قابض ہوا - اور جب خلافت اسلامی اسی عمر بن عبد العزیز کے قبضے مین آئی تو اُس نے ایک مجمع عام مین کھڑے ہوکے اس جائداد کی حالت بیان کی - ظاہر کیا کہ بنی اُمیہ نے اس پر ناجائز طریقے سے قبضہ کرلیا تھا اور اب چونکہ تمام وکمال میرے قبضے مین ہے لہذا مین اسے پھر اُسی قدیم حالت پر کیے دیتا ہون جس حالت پر کہ حضرت رسالت مآبؐ ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان ذی النورین اور علی مرتضیٰؓ کے مبارک زمانون مین تھی - یہ کہہ کے اُس نے جائداد وقف کردی - اور جناب سیدہؓ کی اولاد کو اُس کا متولی قرار دے دیا -

عمر بن عبد العزیز کا اس پر قبضہ

اور بنی فاطمہ کو اُس کا متولی کرنا

عمر بن عبد العزیز نے یہ اراضی بنی فاطمہ کو وہی نہ تھی بلکہ انھین متولی بنا دیا تھا

شیعون کی کتابون مین مشہور ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے وارث جائز سمجھ کے فدک کی زمین بنی فاطمہ کو دے دی - جس سے سمجھا جاتا ہے کہ اُس نیک دل خلیفہ نے حضرت ابوبکر و عمرؓ کے فیصلون کو ناجائز سمجھا - مگر ایسا نہین ہے - دراصل عمر بن عبد العزیز نے امیر معاویہ کے فعل کو غیر مستحسن سمجھ کے اس زمین کو بنی اُمیہ کے قبضے سے نکال لیا - اور پھر اُسی حالت پر کردیا جس حالت پر کہ خلفاے راشدینؓ کے دور مین رہی تھی -

اُس پر پھر خلافت کا قبضہ مامون رشید کے عہد تک

عمر بن عبد العزیز کے بعد پھر یہ جائداد بنی فاطمہ کی تولیت سے نکال لی گئی اور دوبارہ بنی اُمیہ کا قبضہ ہوگیا - یہان تک سنہ ۲۱۰ھ مین مامون رشید نے اس کی جانب توجہ کی - اور حسب دستور بنی فاطمہ کو اُسکا متولی بنا دیا[۱]

[۱] ابن اثیر جلد ۲ - صفحہ ۸۵

غزوۂ وادی القری | خیبر اور فدک کی مہمات سے فراغت کرنے کے بعد جمادی الآخرین آپ مقام وادی القری مین تشریف لے گئے۔ یہان بھی یہود آباد تھے۔ چار دن کے محاصرے کے بعد یہ یہودی شہر بھی اسلام کے زیر علم تھا۔ یہان والون والون کو اپنی قوت پر اتنا ناز تھا کہ خیبر و فدک کے مفتوح ہوجانے کا حال سننے پر بھی خائف نہ ہوئے۔ اور یہ سنتے ہی کہ عساکر نبوت نے ان کی طرف رُخ کیا ہے مقابلہ اور نبرد آزمائی کا سامان کرنے لگے۔ سامنا ہوتے ہی جناب سرور کائنات نے صحابہؓ کی صفین درست کین۔ اور علم اسلام سعدؓ بن عبادہ کے ہاتھ مین دیا۔ مگر میدان جنگ گرم ہونے سے پیشتر ایک بار اور آپ نے تبلیغ رسالت کی کوشش کی۔ اُنھین اسلامی توحید وخدا پرستی کی طرف بلایا۔ اور اسی ذیل مین یہ دنیاوی طمع بھی دلائی کہ اگر دین برحق کو قبول کرلیا تو تمھاری جانین بچ جائین گی۔ مال واسباب محفوظ رہے گا۔ اور اپنے اعمال و افعال کے متعلق صرف خدا کے جواب دہ رہ جاؤ گے۔ مگر اُن لوگون نے ان نصیحتون کو کسی طرح نہ سنا۔ اور لڑائی شروع ہوگئی۔ سب کے پہلے اُن مین سے لڑائی | ایک شخص نکلا اور زبیرؓ بن عوام کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر دوسرا نکلا اور اُسے بھی زبیرؓ ہی کی تلوار نے شربت مرگ پلایا۔ تیسرے کو حضرت علیؓ نے مارا۔ چوتھے اور پانچوین کو ابودجانہؓ نے۔ اس طرح شام تک اُن کے گیارہ آدمی مارے گئے۔ اور ہر شخص کے مارے جانے کے بعد آپ باقی ماندہ لوگون کو دین کی طرف بُلاتے تھے۔ الغرض یونہین شام تک مقابلہ ہوتا رہا۔ اور آنحضرتؐ کے اور فتح | ایک غلام نے اپنی زندگی ایک تیر کی نذر کی۔ بعض اہل سیر کا بیان ہے کہ آپ جس روز وادی القری کے گرد اُترے ہین اُس کے دوسرے ہی دن شہر

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۶۴ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۶

فتح ہوگیا۔ بہرتقدیر یہان بہت کچھ مال و دولت اور ساز و سامان مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ فتح کے بعد یہود وادی القریٰ کی جان بخشی کی گئی۔ اور وہان کی اراضی اور باغات وغیرہ بھی اُنھین کے قبضے مین چھوڑ دیے گئے۔ مگر وعدہ لے لیا گیا کہ آمدنی اور پیداوار کو اپنا حق نکال کے دربار نبوت مین حاضر کردین گے جب ان لوگون کا بھی یہ حال ہوا تو تیماء کے یہودیون نے بلا تامل جزیہ قبول کرلیا اور آنحضرت صلعم کامیاب و بامراد دار النبوت مدینہ مین داخل ہوئے۔

مہاجرین حبشہ کی واپسی

آپ خیبر سے واپس آرہے تھے کہ مہاجرین حبشہ حاضر ہوکے آپ کی زیارت سے شرفیاب ہوئے۔ جن مین حضرت جعفر طیار اور ام حبیبہؓ بھی تھین اُم حبیبہؓ کے ساتھ آپ کا عقد تو ارض حبشہ ہی مین خاص نجاشی کے اہتمام سے ہوگیا تھا۔ مگر اب یہان آکے اُنھین آپ کے ساتھ بہ حیثیت ایک محترم خاتون اور تمام مسلمانون کی مان کے رہنے کی عزت حاصل ہوئی۔

باب بست و پنجم

غلبہ اسلام اور حضرت خالدؓ وغیرہ کا ایمان لانا

سریۂ عمر فاروق - سریۂ ابوبکر صدیق - سریۂ بشیر بن سعد - اُن کے تمام ساتھیون کی شہادت سریۂ غالب بن عبداللہ لیثی - اُسامہ کے ہاتھ سے ایک ایمان قبول کرنے والے کا مارا جانا - آپ کی ناراضی - سریۂ بشیر بن سعد - عمرۃ القضا - مسلمانون کی روانگی کی شان - مشرکین کی گھبراہٹ - آپ کا مکے مین ورود - جو لوگ باہر رہ گئے تھے اُنکا بھی آکے عمرہ کرنا - اُم المومنین میمونہؓ آپ کے عقد مین - مکے سے آپ کی واپسی - جناب حمزہؓ کی بیٹی کا ساتھ آنا - اسماء بنت عمیس ان کی متکفل قرار پائین - سریۂ اخرم

ع۵ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۶۵

اور تمام ہمراہیون کی شہادت - ۸ھ - سریۂ غالب بن عبداللہ - جندب کا غیر معمولی ضبط و استقلال - دشمنون پر حملہ - تائید غیبی - عمرو بن عاص اور خالد بن ولید کا ایمان لانا - عمرو بن عاص کے ایمان لانے کا سبب - نجاشی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا - پھر خالد کے ساتھ مدینے مین آئے - اور ایمان لائے - سریہ غالب لیثی - سریہ فجاع بن وہب - سریہ کعب بن عمیر - اور ان کے ہمراہیون کی شہادت

سریۂ عمر فاروق معلوم ہوتا ہے کہ فتح وادی القری کے بعد دو مہینے تک آپ مدینہ طیبہ مین خاموش اور لوگون کو دینداری و خدا پرستی کی تعلیم دیتے رہے - لیکن شعبان کے مہینے مین پھر آتش فساد دبانے کے لیے اسلحہ سے کام لینے کی ضرورت پڑی - مکہ معظمہ سے دو دن کی راہ پر ایک وادی مین جو تربہ کے نام سے مشہور تھی قبیلۂ ہوازن کے چند مشرک جمع ہوئے جو آمادۂ فساد تھے اور ضرورت تھی کہ ان کا فتنہ فوراً دبا دیا جائے - چنانچہ اسی ماہ شعبان مین آپ نے حضرت عمر فاروق کو تیس بہادران صحابہ پر سردار مقرر فرما کے روانہ کیا - حضرت عمر اگرچہ راتون کو کوچ کرتے ہوئے نہایت ہی خموشی کے ساتھ گئے - مگر دشمنون کو پیشتر سے خبر ہوگئی - اور اپنا تمام مال و اسباب اور مویشیون کو لے کے بھاگ کھڑے ہوئے - حضرت عمر جب وہان پہونچے تو کسی کو نہ پایا - مجبوراً واپس روانہ ہوئے - مدینہ صرف چھ میل رہ گیا تھا کہ بنی ہلال مین سے کسی شخص نے آکے کہا "خبر بنی ہوازن تو آپ کو نہین ملے - لیکن یہان مشرکین کی ایک اور جماعت موجود ہے - جو بنی خثعم سے تعلق رکھتے ہین" جناب فاروق نے جواب دیا "ہون گے - لیکن مجھے حضرت رسالت نے مقام تربہ مین جاکے صرف ہوازن سے لڑنے کا حکم دیا تھا" اس سے نظر آسکتا ہے کہ حضرت عمر احکام نبوت کی پابندی مین کہان تک احتیاط کو دخل دیتے تھے -

سریۂ ابوبکر صدیق اسی ماہ شعبان ۸ھ مین آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو تھوڑی

فوج کے ساتھ ارض نجد مین مقام ضریہ کی طرف روانہ کیا۔ وہان بنی کلاب کا ایک گروہ مخالفت اور نور ہدایت پر خاک ڈالنے کے لیے جمع ہوا تھا۔ حضرت صدیق نے حکم رسالت کے مطابق ضریہ مین پہونچ کے دشمنون پر حملہ کیا۔ بنی کلاب شکست کھاکے بھاگے۔ اور بھاگنے مین اُن کے بعض لوگ مارے گئے۔ سلمہ بن اکوع اس سریہ مین ابوبکر صدیق کے ہمراہ تھے کہتے ہین دشمنون کی عورتین اور بچے چاہتے تھے کہ بھاگ کے ایک پہاڑ پر ہو رہین۔ مین نے ایک تیر پھینکا جو اُن کے آگے جاکے گرا اور وہ سب ٹھٹک کے کھڑے ہو گئے۔ پھر مین سب کو گھیر کے اور ہنکا کے ابوبکر صدیق کے پاس لایا۔ اور اُن مین ایک نہایت ہی حسین وصاحب جمال لڑکی تھی جسے مین نے ابوبکر صدیق سے مانگ لیا۔ اس طرح اُس نازنین کو اپنے قبضے مین کرکے سب کے ساتھ مدینے مین آیا۔ اور ابھی مین نے اُس لڑکی کا گھونگٹ کھول کے اچھی طرح صورت بھی نہین دیکھی تھی کہ آنحضرت صلعم نے وہ لڑکی مجھ سے مانگ لی۔ اور اہل مکہ کے پاس بھیج کے اس کے معاوضے مین کئی بے کس مسلمانون کو جو مشرکین کے ہاتھ مین گرفتار تھے آزادی دلائی۔

سریۂ بشیر بن سعد

اسی سال اور اسی شعبان کے مہینے مین ایک اور واقعہ پیش آیا جو واقعی نہایت افسوس ناک ہے۔ اور بتاتا ہے کہ ابتداے اسلام مین امر حق کی اشاعت کرتے وقت صحابہ کو کیسی کیسی دشواریان پیش آئی تھین۔ جس طرح آپ نے حضرت عمر اور حضرت صدیق کو مختلف فتنہ پرداز گروہون کے مقابلے کو روانہ کیا تھا اسی طرح نعمان بن بشیر کے والد بشیر بن سعد کو تیس جان بازون پر سردار کرکے بنی مرہ کی ایک سرکش جماعت کے استیصال کے لیے روانہ کیا۔ بشیر بنی مرہ کے چراگاہ مین جا پہونچے۔ اور اُن کے تمام مویشیون کو اپنے قبضے مین کرکے پھر آئے

ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ - ۲۱۷ -

پوچھا کہ خود بنی مرہ کہان ہین۔ اُنھون نے بتایا کہ یہان سے قریب ایک وادی مین اتنے مین بنی مرہ خود ہی آپہونچے اس لیے کہ بعض چرواہون نے بھاگ کے اُنھین خبر کردی تھی۔ بنی مرہ کو اگرچہ پہونچتے پہونچتے رات ہوگئی تھی مگر دشمن کو ضعیف دیکھ کے رات ہی کو حملہ کردیا۔ اور دونون جانب سے تیر اندازی شروع ہوگئی۔ تھوڑی دیر مین بشیر کے ہمراہیون کے ترکش خالی ہو گئے۔ اُن کے تمام ساتھیون کی شہادت | اور دشمنون کی تعداد مین کمی نہ ہوئی۔ آخر بنی مرہ نے ہر طرف سے گھیر کے سب مسلمانون کو شہید کیا۔ بشیر بھی زخمون سے چور ہو کے گرے۔ اور اگرچہ زندہ تھے مگر دشمنون کے خوف سے مُردون کی طرح بے حس و حرکت پڑے رہے۔ بنی مرہ نے اس امر کا اطمینان کرنے کے لیے کہ زندہ نہین ہین اُن کے ٹخنے زخمی کردیے۔ اور جب دیکھا کہ اب بھی حرکت نہین کرتے تو مردہ سمجھ کے چلے گئے۔ عقبہ بن زید نے آنحضرت صلعم کو اس واقعۂ جان گزا کی خبر کی۔ بشیرؓ نے یہ کیا کہ دشمنون کے جانے کے بعد جس طرح بنا فدک کے یہودیون مین جو قریب ہی تھے جا کے پناہ لی۔ اور جب زخم اچھے ہولیے تو بارگاہ رسالت مین حاضر ہوکے اپنی سرگذشت بیان کی۔

سریۂ غالب بن عبداللہ لیثی | ماہ مبارک رمضان مین کسی قدر زیادہ زبردست سرکشون کے مقابلے کے لیے آپ کو ایک قوی لشکر روانہ کرنا پڑا۔ میفعہ نام ایک قصبے مین جو علاقہ نجد مین تھا لوگ زیادہ مخالفت و سرتابی ظاہر کر رہے تھے آپ نے غالبؓ بن عبداللہ لیثی کو ایک سو تیس نبرد آزماؤن پر سردار مقرر فرما کے روانہ کیا اور اُسامہ بن زید بھی اس سریہ مین غالب بن عبداللہ کے ساتھ گئے۔ غالبؓ ٹھیک موقع پر پہونچے۔ بغیر اس کے کہ اُن لوگون کو خبر ہونے پائے خاص اُن کے قصبہ پر جا پڑے۔ جو سامنے آیا قتل ہوا۔ اور اُنکے تمام مویشی فنیمت حملہ آورون کے

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۶۰، عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۰

اُسامہ کے ہاتھ سے ایک ایمان قبول کرنے والے کا مارا جانا

قبضے مین آئے۔ اس معرکے مین اُسامہ بن زید سے ایک بڑی بھاری غلطی ہوگئی تھی۔ مرداس بن نہیک جو دشمنون کا ایک سردار تھا جب اُس نے دیکھا کہ تمام ہمراہی اور ساری قوم بھاگ کھڑی ہوئی تو اپنے مویشیون کو ایک پہاڑ کی آڑ مین کر لیا۔ اور سب کی طرف دیکھ کے بولا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ السلام علیکم" اُسامہ نے اُس کے اس قول کا خیال بھی نہ کیا۔ اور بے تکلف قتل کر ڈالا جب پلٹ کے مدینے مین آئے اور آنحضرتؐ کو

آپ کی ناراضی

اس واقعے کا حال معلوم ہوا تو اُسامہ سے فرمایا تم نے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کر ڈالا" اُسامہ نے کہا "یا رسول اللہ مین سمجھا کہ وہ فقط دکھانے اور جان بچانے کے لیے حیلہ کرتا ہے" مگر اس جواب سے آپ کا اطمینان نہ ہوا۔ بار بار برہمی کے ساتھ وہی سوال کرتے تھے اور اُسامہ کے بنائے کچھ نہ بنتی تھی یہانتک کہ اُسامہ کہتے ہین مجھے اپنے فعل پر اس درجہ ندامت ہوئی کہ دل مین کہتا تھا کاش مین آج ہی ایمان لایا ہوتا تاکہ یہ نہ خیال کیا جاتا کہ مسلمان ہونے کے بعد مجھ سے ایسا فعل سرزد ہوا۔ پھر آپ نے مرداس کے ورثہ کو اُس کے خون کا فدیہ ادا کیا۔ اور اُسامہ کو حکم دیا کہ ایک غلام کو آزاد کرین[۵]۔ مرداس کے قتل مین اُسامہ کے ساتھ ایک اور انصاری بزرگ بھی شریک[۵] تھے جن کی نسبت نہین معلوم کہ حضرت رسالتؐ نے کیا حکم دیا۔

سریۂ بشیر بن سعد

پھر شوال کے مہینے مین آپ نے تین سو بہادرون کا ایک اور زبردست لشکر بشیرؓ بن سعد کی ماتحتی مین یمن کی طرف روانہ کیا۔ بشیرؓ کے زخم اچھے ہوگئے تھے۔ اور اب وہ بخوبی تیار تھے کہ نئے سفر جہاد کے لیے کمر باندھین۔ اس سریہ کا سبب یہ تھا کہ خبر آئی غطفان کی سرزمین مین ایک گروہ آپ کی مخالفت

[۵] السیرۃ النبویۃ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ [۵] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۶

کے لیے جمع ہوا ہے۔ اور عینیہ بن حصن فزاری نے مدد دے کے اُنھین آمادہ کیا ہے کہ خاص مدینۂ طیبہ پر تاخت کرین۔ چنانچہ وہ لوگ اس ارادے سے روانہ بھی ہوگئے اور چھپتے ہوئے چلے کہ مدینے پر ناگہان آپڑین۔ اس دھن مین چلے آتے تھے کہ یکایک بشیرؓ کی روانگی کا حال سُنا۔ اور اُلٹے پاؤن بھاگے۔ بشیرؓ نے اُن کی سرزمین مین پہونچ کے بہت سے مویشیون پر قبضہ کرلیا اور لڑائی کی کوئی امید نہ تھی کہ اتفاقاً عینیہ کا لشکر اور عساکر حضرت رسالتؐ ایک مین مل گئے۔ اور عجب گھبراہٹ کی لڑائی شروع ہوئی۔ لیکن مشرکین اس پر بھی تاب نہ لائے۔ اور بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانون نے تعاقب کرکے اُن کے دو شخص گرفتار کرلیے۔ اور جو کچھ ہاتھ لگا اُسے لے کے مدینے مین واپس آئے۔ یہان آکے وہ دونون قیدی مسلمان ہوگئے۔ جس کے صلے مین اُن کو آزادی نصیب ہوئی۔

عمرۃ القضا

اب ذی قعدہ کا مہینہ آیا۔ اور آپ نے اس اقرار کے مطابق جو سال گزشتہ مشرکین سے ہوا تھا زیارت خانۂ کعبہ کی تیاریان کردین۔ اسی واقعہ کو عمرۃ القضا کہتے ہین۔ سوا موسم حج کے اور جب کبھی احرام باندھ کے خانہ کعبہ کی زیارت اور اس کے گرد طواف کیا جاے اُسے اصطلاح شرع مین عمرہ کہتے ہین۔ اور یہ عمرہ قضا اس لیے کہلایا کہ گذشتہ سال نیت کرکے آپ کو مشرکین کی مزاحمت کرنے سے احرام کھول ڈالنا پڑا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ عمرہ گویا اُسی پہلے غیر مکمل عمرے کے عوض اور ایک ساقط شدہ فرض کا ادا کرنا تھا۔ وہ تمام لوگ جو واقعۂ حدیبیہ کے وقت ہمراہ رکاب تھے اور زیارت کعبہ سے محروم رہ گئے تھے سب کو ساتھ لیا۔ ان کے علاوہ چند نئے لوگ بھی ہمراہ رکاب ہوئے۔ الغرض عورتون اور بچون کے علاوہ دو ہزار صحابیون کی جماعت سے آپ روانہ ہوئے۔

---

۵ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ ۵ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۶۸

مدینہ مین اپنی جگہ کلثوم بن حصین غفاری کو چھوڑا۔ جن جن لوگون کے پاس زرہین تھین پہن لین۔ ہتھیار لگائے اور کعبے کا رُخ کیا۔ مزید احتیاط کے لیے آپ نے ایک سو جرار بھی ساتھ لے لیے قربانی کے لیے ساٹھ اونٹ مخصوص کیے گئے۔ جو اسی وضع سے روانہ ہوئے جس طرح کہ قربانی کے جانور مکے کی طرف لیجائے جاتے تھے۔

مسلمانونکی روانگی کی شان

مقام ذی الحلیفہ مین پہونچ کے آپ نے لشکر کو مرتب کیا۔ سوارون کو آگے کیا جن پر محمد بن مسلمہ سردار تھے۔ پھر اُن کے پیچھے اُن لوگون کو کیا جو پیدل تھے اور ہتھیارون سے آراستہ تھے۔ اور اُن پر بشیر بن سعد کو سردار مقرر کیا۔ یون لشکر کو ترتیب دے کے احرام باندھا۔ اور سب لوگ "لبیک لبیک" کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ محمد بن مسلمہ اپنے سوارون کے ساتھ آگے بڑھ کے مقام مرالظہران مین پہونچے۔ وہان چند قریش ملے۔ جنھون نے اس شان سے آنے کا سبب پوچھا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا "خود حضرت رسالت کی سواری آرہی ہے۔ کل انشاء اللہ یہین ہون گے"۔ یہ جواب سُن کے قریش گھبرا گئے۔ آپس مین کہا

مشرکین کی گھبراہٹ

"ہم سے تو کوئی بدعہدی اور عہد شکنی نہین ہوئی۔ اور اس گھڑی تک اپنے معاہدے پر قائم ہین۔ پھر ہم پر حملہ کرنے کا کیا سبب ہوسکتا ہے؟" اس معمے کے حل کرنے کے لئے مکرز بن حفص کو چند قریش کے ساتھ آپ کی خدمت مین بھیجا۔ جس نے بطن یاجج مین حاضر خدمت ہوکے کہا "ہم لوگون نے کوئی بدعہدی نہین کی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ یون پورا سامان جنگ کرکے آئے ہین۔ ہم سے آپ سے اقرار ہے کہ مکے مین صرف اُتنے ہی ہتھیار لے کے آپ داخل ہون جتنے کہ انسان معمولاً سفر مین ساتھ لے لیا کرتا ہے"۔ آپ نے فرمایا "تم اطمینان رکھو مین ہتھیار لے کے مکے مین نہین داخل ہون گا"۔ یہ جواب پاکے مکرز واپس گیا۔ اور اہل مکے سے کہدیا کہ محمدؐ اپنے اقرار پر قائم ہین۔ کوئی گھبرانے کی بات نہین"

آپ کا مکے مین ورود

اس کے بعد آپ نے اسلحہ کو دو سو آدمیون کے ساتھ بطن یاجج مین چھوڑا اور باقی ماندہ ہمراہیون کو ساتھ لے کے مکے کی طرف روانہ ہوئے جب آپ قریب پہونچے تو قریش شہر سے نکل نکل کے پہاڑون کی چوٹیون پر چڑھ گئے کہ آپ کے آنے کی شان دیکھین مگر حضرت رسالتؐ کی سواری جس راستے سے نکلی وہان تک اُن کی نظر نہ پہونچتی تھی مکے مین داخل ہوتے وقت آپ کی یہ شان تھی کہ قربانی کے اونٹ آگے آگے تھے۔ اُن کے پیچھے ایک اونٹنی پر سوار خود حضرت رسالتؐ تھے۔ عبداللہ بن رواحہ کے ہاتھ مین شتر مبارک کی مُہار تھی۔ اور مسلمان تلوارین حمائل کیے چارون طرف حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ اس شان سے لبیک کہتے ہوئے آپ مکۂ معظمہ مین داخل ہوئے۔ حجر اسود کے پاس پہونچ کے اُسے ایک لکڑی کے ذریعہ سے جو ہاتھ مین تھی بوسہ دیا۔ اونٹنی پر سوار ہی سوار طواف کیا۔ ان تمام رسوم شرعی مین تمام صحابہؓ آپ کی پیروی کر رہے تھے۔ مشرکین مکہ کو یہ خیال تھا کہ ارض یثرب کے بخار نے مسلمانون کو ضعیف و ناتوان کر دیا ہوگا۔ چنانچہ اس خیال کے مٹانے کے لیے آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ تین طواف کودُ کودُ کے اور دوڑ دوڑ کے کرین۔ اس رفتار سے مشرکین کو مومنین کی صحت و توانائی اور پھرتی اور چالاکی اس شان پر نظر آئی کہ سب حیرت کرنے لگے۔ پھر شتر مبارک پر بیٹھے ہی بیٹھے آپ نے وہ سنت قدیم ادا فرمائی جو صفا و مروہ پر دوڑنے سے متعلق تھی۔ اور جب اس سے بھی فراغت ہو چکی تو کوہ و مروہ کے پاس ٹھہر کے اونٹون کو قربانی کیا۔ سر منڈایا۔ اور زیارت خانہ خدا یا عمرہ کی رسم سے فارغ ہو گئے۔

جو لوگ باہر رہ گئے تھے اُنکا بھی آکے عمرہ کرنا

جب آپ کو اور تمام ہمراہیون کو عمرے سے فراغت ہو لی تو دو سو صحابیون کو حکم دیا کہ بطن یاجج مین جا کے اسلحہ کی حفاظت کرین اور جو دو سو آدمی اس شرف دینی سے محروم رہ گئے ہین

اُنھین بھیج دین کہ وہ بھی آکے رسم عمرہ کو ادا کرلین چنانچہ اِن لوگون کے جاتے ہی اُن لوگون نے بھی آکے خانہ کعبہ کی زیارت کی۔

اُم المومنین میمونہ آپ کے عقد مین

قریش سے جو معاہدہ ہوا تھا اُس کے مطابق آپ تین دن تک مکے مین مقیم رہے۔ اس زمانے مین آپ نے جناب میمونہ بنت حارث کو اپنے عقد نکاح مین لیا۔ اور واپسی کے بعد مقام سرف مین پہونچ کے اُنھین ہمخوابی کی عزت حاصل ہوئی۔

مکے سے آپ کی واپسی

مکے مین داخل ہوئے آپ کو تیسرا دن تھا کہ مشرکین نے آکے حضرت علیؓ سے کہا "اب تین دن ہوگئے آپ لوگون کو واپس جانا چاہیے" آنحضرتؐ نے فوراً کوچ کا حکم دے دیا۔ آبادی سے نکلتے تھے کہ حمزہؓ بن عبدالمطلب مرحوم کی صاحبزادی جن کا نام کوئی اُمامہؓ بتاتا ہے کوئی عمارہ اور کوئی سلمیٰ چچا چچا کہتی ہوئی پیچھے دوڑین حضرت علیؓ نے اُن کی آواز سُن کے کہا "ہم اپنے چچا کی یتیم بیٹی کو یہان کس کی کفالت مین چھوڑ سکتے ہین؟" آنحضرتؐ نے کسی قسم کا تعرض نہین کیا اور حضرت علیؓ نے چچازادبہن کو ساتھ لے لیا مگر مدینے مین پہونچ کے ان صاحبزادی کی کفالت کے تین صاحب دعوے دار ہوئے ایک تو حضرت علیؓ مرتضیٰ جو ساتھ لے گئے تھے۔ دوسرے جعفرؓ طیار۔ اور تیسرے زیدؓ بن حارثہ آنحضرتؐ نے جناب جعفرؓ کے موافق فیصلہ کیا۔ اس لیے کہ اُن کی بیوی اسماء بنت عمیس ان صاحبزادی کی خالہ تھین۔ اور ارشاد فرمایا کہ "خالہ بجاے ماں کے ہے" اور چونکہ حضرت علیؓ کی گونہ دل شکنی ہوئی تھی لہذا اُن کی دل دہی کے لیے کہا "انت منی وانا منک" یعنی تم مجھ سے ہو اور مین تم سے ہون۔

اسماء بنت عمیس انکی تکفل قرار پائین

عہ سیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۰ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۶

سریۂ اخرم | اس سفر عمرۃ القضاء سے واپس آنے کے بعد ذی الحجہ کے مہینے مین آپنے اخرم ابن ابی العوجاء سُلمی کو پچاس جان بازان اسلام کے ساتھ بنی سُلیم کے مقابلے کو روانہ کیا جن کی سرکشی کی خبر آئی تھی۔ بنی سُلیم نے کسی شخص کو پہلے سے مامور کر رکھا تھا کہ مسلمانون کا کوئی لشکر روانہ ہو تو اُنھین خبر کردے۔ چنانچہ اُس نے اخرم کی روانگی کا حال کہلا بھیجا۔ یہ سُنتے ہی اُن لوگون نے ایک بڑی بھاری جماعت تیار کرلی۔ اور اخرم نے پہونچ کے اُنھین مقابلے پر آمادہ پایا۔ پہلے حسب ہدایت نبوی اُنھین اسلام کی طرف بلایا۔ اُن لوگون نے کہا "ہمین دین بدلنے کی کچھ ضرورت نہین" اور دونون جانب سے تیر چلنے لگے۔ لڑائی شروع ہوئے زیادہ دیر نہین ہونے پائی تھی کہ بنی سُلیم کی اور کمک آگئی۔ اور اب موقع پاکے اُن سب نے مسلمانونکا چارون طرف سے محاصرہ کرلیا۔ مسلمانون کو اگرچہ اپنی کمزوری کا یقین ہوگیا تھا اور تمام ہراہیونکی شہادت | اور کامیابی کی طرف سے بالکل مایوس تھے لیکن ہمت نہین ہاری۔ پورے استقلال و پامردی سے مقابلہ کرتے رہے۔ یہان تک کہ سب کے سب لڑکے شہید ہوگئے۔ بعض روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ سردار فوج اخرم زخمی ہوکے زندہ بچ گئے اور بعض کہتے ہین کہ ہراہیون کے ساتھ وہ بھی شہید ہوئے بہرحال اس سریے مین سخت ناکامی ہوئی۔ اور مسلمانون کو نقصان اُٹھانا پڑا۔ اور اسی واقعے کے ساتھ ۷ھ ہجری ختم ہوگیا۔

۸ھ ہجری مین موٴرخین سب سے پہلا یہ اندوہناک واقعہ بیان کرتے ہین کہ آپ کی صاحبزادی جناب زینبؓ نے اس دار فانی کو رخصت کیا۔ اور حضرت رسالت کے دل کو بنی سُلیم کے ہاتھ سے صحابہؓ کی ایک پُرجوش جماعت کے شہید ہونے کا صدمہ پہنچ چکا تھا کہ یہ دوسری اور سخت چوٹ لگی۔

عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۱ و ۲۲۲ عہ ابن اثیر جلد ۲ - صفحہ ۸۷

سریہ غالب بن عبداللہ | اس سال کے محرم میں کسی سرپے کی روانگی کا پتہ نہیں چلتا مگر صفر کے مہینے میں آپ نے غالب بن عبداللہ لیثی کو تھوڑی فوج کے ساتھ آب کدید کی طرف روانہ کیا جہاں بنی ملوح سرتابی پر آمادہ تھے جندب بن مکیث نامی ایک بزرگ غالب کے ہمراہ تھے۔ ابھی کدید کے کنارے نہیں پہونچنے پائے تھے کہ حارث بن مالک لیثی ملا۔ جو ابن برصار کے لقب سے مشہور تھا۔ اور دشمنوں میں نہایت معزز حیثیت رکھتا تھا۔ غالب نے اُسے فوراً گرفتار کرلیا۔ ابن برصار نے کہا میں تو اسلام لانے ہی کی غرض سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تھا۔ غالب نے جواب دیا کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر مسلمان ہو تو ایک رات دن بندھے رہنے سے تمہیں کچھ ضرر نہ پہونچے گا۔ یہ کہہ کے اُسے باندھ کے بٹھا دیا۔ اور ایک حبشی کو اُس پر مامور کیا کہ ذرا بھی غدر کا ارادہ کرے تو سر اُڑا دینا۔ اس حال میں ابن برصار کو یہیں چھوڑ کے آگے بڑھے۔ اب دشمنوں کے قریب ہی تھے۔ احتیاطاً جندب کو

جندب کا غیر معمولی ضبط و استقلال | بھیجا کہ دیکھو دشمن کیا کر رہے ہیں۔ جندب ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ اور بنی الملوح کے خیموں کو غور سے دیکھنے لگے۔ ایک شخص کو دور سے ان پر شبہ ہوا کمان ہاتھ میں لے کے اور نشانہ باندھ کے تیر چلایا جو لگا ہوا آ کے جندب کی آنکھ میں پیوست ہوگیا۔ جندب کمال استقلال سے اپنی جگہ پر قائم رہے۔ تیر ہاتھ سے کھینچ کے زمین پر ڈال دیا۔ اور بدستور اسی شخص کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر اُس نے دوسرا تیر پھینکا جو ان کے شانے پر پڑا۔ اُنھوں نے اُسے بھی کھینچ کے پھینک دیا اور اُسی طرح کھڑے رہے۔ وہ شخص سمجھا کہ یہ انسان نہیں کوئی اور چیز ہے۔ آدمی ہوتا تو میرے ان دو تیروں سے ضرور گر جاتا۔ یہ خیال کر کے کمان رکھدی اور اپنے کاروبار میں مشغول ہوگیا۔ اب دن

دشمنوں پر حملہ | ختم ہوا۔ اور رات نے تاریکی کی چادر اُڑھا کے تمام بنی ملوح کو

غافل سُلا دیا۔ صبح ہونے کو کچھ دیر تھی کہ یکایک مسلمانون نے زور و شور سے حملہ کیا بہتون کو قتل کر ڈالا۔ اور اُن کے تمام مویشیون کو ہنکاتے ہوئے واپس چلے غالب لیثی اُن لوگون کے مویشیون کو لیے چلے آتے تھے کہ دشمنون کی کمک آگئی۔ اور اُنھون نے مُسلمانون کا تعاقب کیا۔ غالب نے آگے بڑھ کو ابن برصار کو ساتھ لیا جو اب تک بندھا ہوا تھا اور آگے بڑھے اب تعاقب کرنے والے دشمن قریب آ گئے تھے۔ صرف وادی قدید جو سوکھی پڑی تھی دونون کے درمیان مین تھی اور مسلمان آپ کو ایک نہایت ہی خطرناک اور ایسی حالت مین پاتے تھے کہ سب کو موت کا یقین تھا۔ ناگہان بغیر ابر اور بارش کے وادی قدید مین ایک سیلاب آگیا جس نے دشمنون کو چلتے چلتے روک دیا۔ اور مسلمان جو اس پار آچکے تھے اُن کے سامنے اور اُن کے دیکھتے ہی دیکھتے کمال اطمینان کے ساتھ اونٹون اور مویشیون کو ہنکاتے ہوئے چلے آئے۔ اور بخیریت تمام مدینے مین داخل ہو کے مال غنیمت بارگاہ نبوت مین پیش کیا۔ ابن برصار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کے جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا۔ یعنی دین اسلام قبول کیا۔[1]

عمرو بن عاص اور خالد بن ولید کا ایمان لانا

لیکن اسی ماہ صفر مین اسلام کو سب سے بڑی فتح یہ حاصل ہوئی کہ عمرو بن عاص اور خالد بن ولید ایمان لائے جو اس سے پیشتر مشرکین کے سب سے بڑے مدبر اور سب سے زیادہ نامور شہسوار تھے۔ اور بعد کے واقعات سے ظاہر ہوگا کہ ان لوگون کی قوت بازو سے اسلام کو کیسی کیسی کامیابیان حاصل ہوئین۔ اور توحید کی آواز کہان سے کہان تک گونج اُٹھی۔ اُن کے ایمان لانے کی سرگذشت یہ ہے کہ غزوہ احزاب مین جب مشرکین ناکام

[1] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۲

عمرو بن عاص کے ایمان لانے کا سبب

وہ نامراد واپس گئے تو عمروؓ بن عاص نے اپنے رازدار دوستون سے کہا "مجھے محمدؐ کی قوت بڑھتی نظر آتی ہی۔ لہذا بہتر یہ ہی کہ ہم سب ارض حبشہ مین نجاشی کے پاس چلے چلین۔ اگر محمد قریش پر غالب آگئے تو ہم وہان امن وامان مین ہون گے۔ ورنہ واپس چلے آئین گے" سب نے اس راے کو پسند کیا۔ اور بہت سے تحفے اور ہدیے لے کے حبشہ کی راہ لی۔ عمروؓ بن عاص کو نجاشی کے دربار مین اس سے پیشتر بھی باریابی حاصل ہوچکی تھی جب وہ مہاجرین حبشہ کے خلاف اہل مکہ کے سفیر بن کے گئے تھے۔ چنانچہ اُن گذشتہ تعلقات ہی کی اُمید پر تحف و ہدایا لے کے اپنے رفقا کے ساتھ حبشی دربار مین پہونچے۔ اور اکثر نجاشی ہی کی صحبت مین رہنے لگے۔ جب سے عمرو بن اُمیہ ضمری حضرت رسالت کا خط لے کے پہونچے۔ عمروؓ بن ابی العاص کو درباریون نے یہان تک جرأت دلادی تھی کہ عمرو بن اُمیہ کی صورت دیکھتے ہی نجاشی سے درخواست کی "اُس شخص کو میرے حوالے کردیجئے تاکہ اسے قتل کرکے اہل مکہ کو خوش کرون" یہ درخواست سنتے ہی نجاشی نہایت برہم ہوا۔ اور عمروؓ بن عاص نے گھبرا کے کہا "مجھے یہ نہین معلوم تھا کہ یہ درخواست حضور کے خلاف ہوگی" اب نجاشی کا غصہ ذرا فرو ہوا۔ اور بولا "اُس شخص کے قاصد کو مجھ سے قتل کرنے کے لیے مانگتے ہو جس پر وہی فرشتہ اعظم اُترا کرتا ہی جو موسیٰؑ پر نازل ہوتا تھا" یہ جواب سُن کے

نجاشی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا

عمروؓ بن عاص نے دل مین پریشان ہوکے کہا "کیا حقیقت مین ایسا ہی ہی؟" نجاشی نے کہا "بے شک۔ اور اے عمروؓ میری پیروی مین اُس کا دین قبول کر۔ خدا کی قسم وہ حق پر ہی۔ اور جو مخالفت کرے گا مغلوب ہوگا بعینہ اُسی طرح جس طرح فرعون موسیٰؑ کے مقابلے مین مغلوب ہوا تھا" عمروؓ بن عاص کو سوا اس کے کسی بات مین مفر نہ نظر آیا کہ کہا "تو ہاتھ بڑھایئے مین

آپ ہی کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کرلون"۔ نجاشی نے فوراً ہاتھ بڑھا کے اُن سے بیعت لی اور اُنھین مُسلمان کیا۔

پھر خالد کے ساتھ مدینے مین آئے

اس طریقے سے عمرؓو بن عاص مسلمان تو اسی وقت ہو گئے مگر اپنے دوستون سے چُھپایا۔ اور سب سے رخصت ہو کے ملک عرب کو روانہ ہوئے تاکہ خود حضرت رسالت کی خدمت مین حاضر ہون راستے مین خالدؓ بن ولید ملے۔ عمرؓو بن عاص نے پوچھا کہان؟ خالدؓ نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص واقعی پیغمبر ہے۔ مین تو خدا کی قسم جاتا ہون ایمان لے آؤن گا۔ آخر کب تک؟ عمرؓو نے کہا اور مین بھی یہی نیت کر کے چلا ہون"۔ غرض دونون

اور ایمان لائے

ایک ساتھ مدینہ طیبہ مین داخل ہوئے۔ پہلے خالدؓ نے آپ کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کیا۔ پھر عمرؓو بن عاص نے تجدید ایمان کی

سریہ غالب لیثی

اسی صفر کے مہینے مین جبکہ غالب لیثی سریہ کدید پر گئے ہوئے تھے اور عمرؓو بن عاص و خالدؓ بن ولید نے دربار نبوت مین حاضر ہو کے توحید کو قبول کیا تھا آپ نے دوسو سوار آزماؤن کا ایک اور لشکر مرتب کر کے زبیرؓ بن عوام کے سپرد کیا۔ ایک جھنڈا بنا کے اُن کے ہاتھ مین دیا اور ارشاد فرمایا فدک کے قریب جہان بشیرؓ بن سعد کے ہمراہیون نے جام شہادت پیا تھا جاؤ۔ اور دشمنون کا قلع وقمع کردو"۔ لیکن زبیرؓ ہنوز روانہ نہین ہونے پائے تھے کہ غالب لیثی مال سے لدے پھندے کامیاب و بامراد داخل مدینہ ہوئے۔ اور اپنی فتح کا واقعہ بیان کیا جسے سُن کے آنحضرتؐ نے زبیرؓ سے کہا اب تمھارے جانے کی کوئی ضرورت نہین رہی۔ اس فوج کو بھی غالب ہی لے جا کے فتح حاصل کرین گے"۔ غالب اگرچہ ابھی آرام نہین لینے پائے تھے مگر فرمان نبوت پاتے ہی جوش و خروش سے

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸

اُٹھ کھڑے ہوئے۔ راستے مین مسلمانون کو اتفاق و خلوص کی ہدایت کی۔ آپس مین اُخوت کے رشتے مضبوط کیے۔ اور صبح ہوتے ہی دشمن پر جا پڑے۔ دشمنون نے تھوڑے ہی مقابلے کے بعد ہمت ہار دی۔ مسلمانون کی تلوارون نے بہتون کو جام مرگ پلایا۔ اور آخر غالب نے حضرت رسالت کی امید کے مطابق سابق شہدا کے خون کا بخوبی انتقام لے کے مشرکین کو گرفتار کیا اور بہت سے مویشی اپنے قبضے مین کرکے واپس چلے۔ اور مدینے مین حاضر ہوکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مژدۂ فتح سُنایا۔

سریۂ شجاع بن وہب

ربیع الاول مین آپ کو ایک اور چھوٹے سے سریے کے بھیجنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ ہوازن کے قبیلۂ بنی عامر کی ایک جماعت سُتی نام ایک تالاب کے کنارے جمع ہوئی تھی۔ یہ تالاب مدینہ طیبہ سے پانچ دن کے راستے پر تھا۔ ان لوگون کی سرکوبی کے لیے آپ نے شجاع بن وہب کو چوبیس مسلمانون پر سردار مقرر کرکے روانہ کیا۔ جو چھپتے ہوئے گئے۔ اور ایک صبح کو ناگہان دشمنون پر جا پڑے لوٹا مارا۔ اور پندرھوین دن مال غنیمت اور ان کے مویشیون کو ہنکاتے ہوئے دار البنوت مدینہ مین واپس آگئے[۵]

سریۂ کعب بن عمیر

مگر اسی ربیع الاول مین مسلمانون کا ایک نقصان بھی ہوا۔ وہ یہ کہ آپ نے مسلمانون کی ایک چھوٹی سی جماعت کو جس مین کل پندرہ جان باز صحابی تھے کعب بن عمیر غفاری کی ماتحتی مین مقام ذات اطلاح کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ لوگ اگرچہ چھپتے اور رات کے اندھیرے مین سفر کرتے ہوئے گئے مگر ابھی دشمنون کے قریب پہونچے تھے۔ سامنا ہونے کی نوبت نہین آئی تھی کہ دشمنون کے جاسوس نے ان کا حال دریافت کرلیا اور دشمنون کو خبر کردی

۵ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۶ و ۲۲۷ ۵ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۷۷

سرداری کریں۔ اور وہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ۔ جعفر بن ابی طالب نے جو سب میں سربرآوردہ تھے حیرت سے کہا مجھے یہ خیال نہ تھا کہ زید بن حارثہ مجھ پر سردار مقرر ہوں گے۔" آپ نے فرمایا "تم اس کی مصلحت نہیں جانتے" واقعی یہ حضرت کا معجزہ تھا کہ وہی قوم عرب جو اپنے شرافت اور غرور کے مقابلے میں کسی کی کچھ ہستی نہ سمجھتی تھی اُس کے بڑے بڑے معزز اور نامی گرامی سردار اس وقت ایک ایسے نوجوان کی اطاعت کو بسروچشم حاضر ہیں جو ایک غلام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

عبداللہ بن رواحہ کی خدا ترسی

یہ سب لوگ جب ساز وسامان سے تیار ہو کے روانگی پر آمادہ ہوئے تو تمام مسلمانوں نے اور خود حضرت سرور کائنات نے سب کو رخصت کیا۔ عبداللہ بن رواحہ کی آنکھوں سے رخصت ہوتے وقت آنسو جاری ہو گئے۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا بخدا مجھے نہ دنیا کی محبت ہے اور نہ تمھاری مفارقت کے خیال سے روتا ہوں۔ مگر یہ خیال ہے کہ دیکھیے آتش دوزخ سے کیونکر نجات ملتی ہے؟" سب نے اطمینان دلایا۔ پھر وہ رخصت ہونے کے لیے حضرت رسالت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی مغفرت اور آپ کی فتح مندی میں کچھ اشعار پڑھے۔ اور ارض شام کا رُخ کیا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے رخصت کرنے کے لئے مدینے کے باہر تشریف لائے۔ اور لشکر اسلام بہت ہی غیر معمولی جوش وخروش سے رخصت کیا گیا۔

مسلمانوں کا اہل مدینہ سے رخصت ہو کے جانا

فوج دشمن کی تعداد

الغرض صحابہ کے اس لشکر نے آپ سے رخصت ہو کے شمال کی راہ لی اور بہت سی منزلیں طے کرنے کے بعد ارض شام میں پہونچ کے مقام معان میں پڑاؤ ڈالا۔ مسلمان معان میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ معلوم ہوا خود قیصر روم ہرقل

۵ ابن ہشام صفحہ ۷۹۱ ۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۹ ۵ گبن رومن اسپائر صفحہ ۸۸۱

ایک لاکھ رومی لشکر کے ساتھ شہر مآب مین جو ارض بلقا یعنی عسانیون کی قلمرو سے تعلق رکھتی ہی آگیا ہی - اور اسی قدر نصرانی عرب بھی اس کے صلیبی جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے ہین - جن کا سپہ سالار مالک بن زافلہ نام ایک عربی نژاد نصرانی ہی -

مسلمانون کا تردد

دشمن کی یہ تعداد کیسر سُن کے مسلمان بہت گھبرائے کہ یہ تین ہزار جانباز دو لاکھ ٹڈی دل کا کیا مقابلہ کرسکین گے - دو دن تک شہر معان مین ٹھہر کے سوچتے رہے کہ کیا کرین - واپسی تو ان جان باز اور نبرد آزما شہسوارون کی شان کے خلاف تھی - مگر یہ رائے قرار پائی کہ دشمن کی تعداد سے حضرت رسالت کو خبر کردی جاے - یا تو آپ کمک بھیجین گے - یا یونہین ہمین لڑنے کا حکم دے دین گے جس کے

اور آخر لڑنے پر آمادہ ہونا

بعد پھر ہمین کسی قسم کا تامل نہ ہوگا - عبداللہ بن رواحہ نے یہ رائے سُن کے لوگون کو جوش دلایا - اور کہا "لوگو! خدا کی قسم تم جس غرض کے لیے نکلے ہو اس سے نفرت کرتے ہو - تمھاری اصلی غرض شہادت ہی - اور ہم ان لوگون سے نہ شمار کے زور پر لڑتے ہین - نہ طاقت کے زور پر - اور نہ کثرت کے زور پر ہم تو صرف اس دین کے زعم پر لڑتے ہین جس سے خدا نے ہمین شرف بخشا ہی بس چلے چلو - دو مین سے ایک فضیلت ضرور حاصل ہوگی یا تو غالب آئین گے یا شہید ہون گے" یہ ایسے پُرجوش اور موثر جملے تھے اور ایسے سچے دل سے ادا کیے گئے تھے کہ سب مسلمانون کی زبان سے نکلا "واللہ ابن رواحہ سچ کہتے ہین" پھر کیا تھا - لشکر اسلام آگے بڑھا - اور عبداللہ بن رواحہ کی یہ حالت تھی کہ گویا سوا شہادت کے اُنھین کسی بات کی آرزو ہی نہ تھی -

مقام موتہ مین ورود

اب یہ لوگ حدود بلقا مین داخل ہوئے - جہان معلوم ہوا کہ رومیون کا لشکر مشارف نام ایک قصبہ تک آپہونچا - یہ سُن کے اور آگے بڑھے اور اُسی شہر موتہ مین جہان حضرت رسالت کے نامہ بر حارث بن عمیر ازدی نے بے خطا

مقابلہ | جام شہادت پیا تھا اُتر پڑے اور وہین دشمنون سے سامنا ہوا۔ مسلمانون نے جب دیکھا کہ دشمن کا دریاے لشکر ایک سیلاب کی طرح بڑہتا چلا آتا ہے تو کمال مستعدی سے اپنی صفین درست کین۔ قطبہ بن قتادہ نام ایک عذری شخص کو میمنہ پر عبایۃ بن مالک نام ایک انصاری بزرگ کو میسرہ پر مقرر کیا۔ اور لڑائی شروع ہوگئی

لڑائی | اگرچہ دونون لشکرون مین کوئی نسبت نہ تھی۔ مگر صحابہؓ نہایت ہی استقلال و پامردی سے لڑے۔ زیدؓ بن حارثہ اُسی طرح حضرت رسالتؐ کا عطا کیا ہوا جھنڈا ہاتھ مین لیے ہوے لڑ رہے تھے۔ یہان تک کہ دشمنون کے نیزون نے چھید ڈالا۔ اور

زید کی شہادت | شہید ہوکے گرے۔ فوراً حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے بڑھ کے جھنڈا اپنے ہاتھ مین لیا۔ اور اس دلیری و شجاعت سے مقابلہ کرنے لگے کہ ہاشمی

حضرت جعفر کی شجاعت | خون کا پورا جوش جوانمردی نظر آگیا۔ حضرت جعفرؓ نے جب دیکھا کہ دشمنون کا سیلاب کسی طرح روکے نہین رُکتا تو جوش مین آکے گھوڑے کی پیٹھ سے اُترے۔ اُس کی کوچین کاٹ ڈالین۔ اور دشمنون پر جھپٹ پڑے۔ آخر دشمنون نے چارون طرف سے گھیر لیا۔ اور ہر طرف سے وار کرنے لگے۔ پہلے داہنے ہاتھ مین جھنڈا تھا۔ وہ ہاتھ کٹ کے گر گیا تو بائین ہاتھ مین لیا۔ اب یہ ہاتھ بھی کٹ گیا۔ تب جھنڈے کو دونون کٹے ہوئے بازوؤن سے روکا اور سینے سے لگا کے نہایت استقلال کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ مگر دشمن بدستور یورش کر رہے تھے۔

اور شہادت | آخر زخمون سے یہان تک چور ہوئے کہ زمین پر گرے اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اب حسب ارشاد رسالت عبداللہ بن رواحہ کی باری تھی۔ اور جس جھنڈے کے نیچے زیدؓ بن حارثہ اور جعفرؓ بن ابی طالب

عبداللہ بن رواحہ | نے نامور ی کی موت حاصل کی تھی اُن کے ہاتھ مین آیا۔ گھوڑا آگے بڑہایا۔ اور جوہر شجاعت دکھانے لگے۔ تھوڑی دیر یون مقابلہ

کرنے کے بعد گھوڑے سے اُترے اور چند ساعت کے لیے لڑائی سے غافل ہو گئے تھے کہ معلوم ہوا ایک طرف لشکر اسلام کو شکست ہو گئی۔ جوش مین آکے

اُن کی شہادت

بولے "مسلمانون کو شکست اور تو دنیا مین زندہ موجود ہے"! بس کیا تھا؟ تلوار کھینچ کے دشمنون پر حملہ کیا۔ اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

اب بنی عجلان کے بھائی ثابت بن ارقم نے علم اسلام اپنے ہاتھ مین لیا اور پکار کے کہا "مسلمانو! سب مل کے کسی کو اپنا سردار بنالو" اس لیے کہ حضرت رسالت نے جن تین بزرگون کو نامزد کیا تھا وہ تینون باری باری اسلامی جھنڈا ہاتھ مین لے لے کے اور اپنا حق ادا کر کے شہید ہو چکے۔ اب سوا اس کے کہ مسلمان خود ہی کسی کو اپنا سردار بنائین کیا ہو سکتا تھا؟ ثابت کے پوچھنے پر سب نے کہا "ہم تم ہی کو اپنا سردار بناتے ہین"، اُنھون نے کہا "مین اس قابل نہین ہون"

خالد بن ولید سردار فوج مقرر ہوئے

اور جب اُنھون نے انکار کیا تو سب نے مل کے خالد بن ولید کو سردار مقرر کیا۔ جو ثابت کے ہاتھ سے جھنڈا لے کے آگے بڑھے اور دشمنون سے مقابلہ کرنے لگے۔

یہ پہلا لشکر اسلام تھا جس پر خالد بن ولید کو سرداری کرنے کی عزت حاصل ہوئی۔ درحقیقت اس موقع پر اُنھین حمایت اسلام کا ثبوت دینے کا پہلا موقع ملا تھا۔ اور واقعی اُنھون نے نہایت ہی اچھا ثبوت دیا۔ مسلمانون کو

اُن کی بہادری

للکار کے اس زور سے دشمنون پر حملہ کیا کہ اُن کی صفین درہم وبرہم کر دین۔ اور اس شجاعت سے لڑے کہ نو تلوارین دشمنون کا خون بہا بہا کے اُن کے ہاتھ مین ٹوٹ گئین۔ اور آخر صرف ایک چھوٹی یمنی تلوار ہاتھ مین رہ گئی تھی[۵] اس بہادری سے لڑتے لڑتے خالد نے لشکر اسلام کو ہلاکت سے بچا لیا۔

---

[۵] ابن ہشام صفحہ ۷۹۲-۷۹۵ [۵] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۸۰

اور لڑائی کا خاتمہ

اور رومی خود ہی چھوڑ کے چلے گئے۔

جس وقت لشکر اسلام اس عظیم الشان مصیبت و آزمائش مین مبتلا تھا حضرت سالمؓ سے ایک عجیب معجزہ ظاہر ہوا۔ آپ کو یکایک میدان جنگ آنکھون کے سامنے نظر آیا۔ اور ارض شام کے حالات مدینے مین بیٹھے بیٹھے آپ اس طرح بیان کرنے لگے جس طرح کوئی شخص اصل واقعات کو دیکھ کے بتاتا ہے آپ نے فرمایا "زیدؓ بن حارثہ نے جھنڈا لیا۔ اُسے لیے لیے لڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔ پھر جعفرؓ بن ابی طالب نے جھنڈا لیا۔ اور وہ بھی لڑتے لڑتے شہید ہوئے" اتنا فرما کے آپ ایک لمحہ کے لیے خاموش ہو گئے۔ اب انصار نہایت ہی بیتابی کے ساتھ آپ کی صورت دیکھ رہے تھے۔ اس لیے کہ عبداللہؓ بن رواحہ مین اُن کا دل لگا ہوا تھا جو انھین مین سے تھے۔ اب آپ نے پھر معجز بیانی کا سلسلہ شروع کیا۔ اور ارشاد فرمایا "اب جھنڈا عبداللہؓ بن رواحہ نے لیا اور وہ بھی لڑتے لڑتے شہید ہوئے" پھر چند ساعت کے بعد آپ نے فرمایا "اب ایک ایسے شخص نے جھنڈا لیا جو اللہ کی تلوارون مین سے ایک تلوار ہے یعنی خالدؓ بن ولید"۔ اسی وقت سے خالدؓ بن ولید کو مسلمان سیف اللہ کے لقب سے یاد کرنے لگے۔ اور واقعی انھون نے اپنی آیندہ زندگی مین ثابت بھی کر دیا کہ سوا اُن کے اور کوئی شخص اس معزز الہامی خطاب کا مستحق نہین ہو سکتا تھا۔ اسی سلسلے مین آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "مین نے جعفرؓ کو فرشتون کی ایک جماعت کے ساتھ اس وضع مین دیکھا کہ ہاتھ پانون خون آلود ہین۔ اور ہاتھ ان کی جگہ دو پر ہین جن سے اُڑتے پھرتے ہین" چنانچہ اسی ارشاد نبوت کے مطابق حضرت جعفرؓ "طیار" کے

آنحضرتؐ ان واقعات کو مدینے مین بیٹھے دیکھ رہے ہین

خالدؓ کو سیف اللہ کا خطاب

جعفر کے لیے طیار کا لقب

ع۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۰ ع۵ ابن ہشام صفحہ ۷۹۶ ع۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۰

لقب سے یاد کیے جانے لگے جس کے معنی ہین "اُڑنے والے"

اُن کے بیوی بچون پر آپ کی شفقت | یہ غیب کے حالات آپ نے مجمع صحابہؓ ہی مین بیان نہین فرمائے۔ بلکہ اُٹھ کے جعفرؓ بن ابی طالب کے گھر مین گئے۔ اُن کی بیوی اسمأ بنت عمیسؓ سے ملے۔ جناب جعفرؓ کے بچون کو بُلوا کے پیار کیا۔ اور آنکھون مین آنسو بھر لائے۔ اسمأ نے گھبرا کے پوچھا "یا رسول اللہ آپ آبدیدہ کیون ہین؟ جعفرؓ کے وہان سے کوئی خبر آئی؟" فرمایا "ہان وہ سب شہید ہو گئے" جس کے بعد عورتون نے اسمأ کے پاس جمع ہو کے رونا پیٹنا شروع کیا۔ اور آپ نے اپنے گھر سے جا کے اُن کے لیے کھانا بھجوایا۔ چنانچہ اسی وقت سے اسلام مین یہ رسم جاری ہوئی کہ جس گھر مین کوئی مر گیا ہو۔ اور لوگ رنج وغم مین مبتلا ہون عزیزون کو چاہیئے کہ اُس کے وہان کھانا پکوا کے بھیج دیا کرین۔

بہادران موتہ کی واپسی | جس وقت یہ مصیبت زدہ لشکر ارض شام سے واپس آ کے مدینے کے قریب پہونچا ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ اور اکثر اہل مدینہ استقبال کو نکلے ہین اُس وقت کا منظر نہایت ہی جگر خراش تھا۔ شہیدون اور موتہ سے آفت زدون کے ننھے ننھے بچے بھی اہل مدینہ کے ساتھ باہر آئے تھے کہ اپنے باپون سے ملین یا اُن لوگون کو دیکھین جو اُن کے باپون کو خاک مین ملائے چلے آتے ہین۔ ان بچون کی مصیبت دیکھ کے حضرت رسالت مآبؐ اس قدر متاثر ہوئے کہ ہمراہی مسلمانون سے کہا "ان کو اپنے ساتھ اونٹون پر بٹھالو" اور حضرت جعفرؓ طیار کے صاحبزادے عبداللہ بن جعفرؓ کو اپنے آگے شتر مبارک پر بٹھا لیا۔ آخر ناکام ونامراد لشکر استقبال کرنے والون سے آ ملا۔ اور سب کی یہ حالت تھی کہ نادم دریائے غیرت مین غرق اور نہایت ہی ساکت وخاموش

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۰

مارے حیرت کے یہ بھی جی نہ چاہتا تھا کہ کسی سے چار آنکھین کرین - اس پر طرہ یہ ہوا کہ اہل مدینہ نے اُن پر خاک اُڑا کے پھینکنا شروع کی - اور طعنے دینے لگے "بھگوڑو! تم خدا کی راہ چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے!" مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کو اس قول سے منع فرماتے تھے - اور کہتے تھے "نہین بھگوڑے نہین بلکہ انشاء اللہ وہ لوگ جو حملے پر حملہ کرکے دشمن کی صفون کو درہم برہم کردینگے!"

موتہ مین نامی گرامی لوگ شہید ہوئے

واقعۂ موتہ مین جو لوگ شہید ہوئے اُن مین سے کل بارہ آدمیونکا نام مورخین کو معلوم ہوسکا ہی اُن مین سے بعض ایسے تھے جنھون نے تمام مسلمانون کے دلون کو یکسان صدمہ پہونچایا - اکیلے ایک جعفرؓ بن ابی طالب کی موت نے تمام بنی ہاشم اور کل مسلمانان قریش کے دل خون کردیے اور خود حضرت سرور کائنات کی آنکھون سے آنسو جاری تھے -

نصرانیون اور مسلمانون مین یہی پہلی لڑائی تھی

مسلمانون کو اس وقت تک جتنی لڑائیان پیش آئی تھین صرف قبائل عرب سے تعلق رکھتی تھین مگر یہ موتہ کی لڑائی پہلا معرکہ ہی جس نے مسلمانون اور عیسائیون کے درمیان مین دشمنی کی آگ بھڑکائی اور گویا یون سمجھنا چاہیے کہ وہ تمام عظیم الشان لڑائیان جو بعد کے زمانون مین مسلمانون اور عیسائیون کے فی مابین ہوتی رہین اور جنھون نے گذشتہ تیرہ صدیون کے دامن پر سب سے بُرے اور گہرے خون کے دھبے لگائے ہین اُن سب کا مقدمہ یہی پہلی اور مختصر لڑائی تھی - اس مین حملہ آور کون تھا اور کون اپنی حفاظت کررہا تھا اس کا اندازہ ان واقعات سے ہوسکتا ہی کہ چھیڑیون ہوئی کہ حضرت رسالت مآب کا ایلچی دینا کے مسلمہ اور مقبول عام اُصول کے خلاف بے جرم مارا گیا - پھر رومیونکی فوج کی کثرت بتاری ہی کہ اگر مسلمان بڑھ کے نہ روکتے تو شاید اُنھون نے

عہ ابن ہشام صفحہ ۷۹۸ عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۸۲

خود سبقت کرکے مدینے پر حملہ کر دیا ہوتا۔ بعض مسلمان راوی کہتے ہین کہ موتہ مین مسلمانون نے رومیون کو پوری شکست دے دی تھی۔ اگر یہ روایت نہ مانی جاے تو بھی اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ اُن تین ہزار جان باز صحابیون نے اپنی دلیری و شجاعت کا ایسا پورا امتحان دے دیا تھا کہ اُن کے واپس آنے کے بعد پھر رومیون کو ایک بے آب و گیاہ دشت اور بے پناہ سرزمین مین گھسنے کی ہُرأت نہ ہوئی۔ ورنہ وہ سامان اسی کا کر چکے تھے کہ کسی سخت آندھی کی طرح جزیرہ نماے عرب مین داخل ہو کے اُس چراغ ہدایت کو گُل کر دین جس نے ابھی صرف عرب کو روشن کیا تھا۔ اور بیرونی ممالک مین اس کی کرنین پہونچی بھی تھین تو اتنی ماند کہ بہت کم محسوس کی جا سکتی تھین۔

خالد گویا عیسویت کے مقابلے ہی کے لیے پیدا ہوئے تھے

ایک یہ بات بھی اس موقع پر غور طلب ہے کہ خالدؓ کی اسلامی شجاعت کا ظہور اسی واقعے سے شروع ہوتا ہے اُنھین کی تلوار نے اس معرکے مین مسلمانون کو تباہ ہو جانے سے بچایا اور اُنھین کی تلوار نے آیندہ بڑھ کے علم اسلام کو روم و شام کے عالی شان ایوانون اور قلعون پر اڑا دیا۔ گویا اُن کی اسلامی زندگی کا مقصود یہی تھا کہ عیسویت کے مقابلے مین دین اسلام کو فروغ دین۔

سریۂ عمرو بن عاص

جمادی الاول مین صحابہ کا زبردست لشکر ارض موتہ کو روانہ ہوا تھا اور جمادی الثانی مین آپ کو ایک اور مہم کے سر کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ ذات السلاسل کے اُس طرف ارض شام کے قریب قبائل بلی اور عذرہ کا ایک بڑا گروہ مجتمع ہوا تھا کہ مسلمانون پر تاخت کرے۔ اور اب اُن لوگون کی نیت تھی کہ خاص مدینۂ طیبہ کے قرب و جوار مین آ کے قتل و غارت شروع کر دین۔ خالدؓ سریۂ موتہ والون کے ساتھ جا چکے تھے اس موقعے پر

ضرورت اور مصلحت تھی کہ عمرؓو بن عاص کی جرأت و سپہگری اور دینداری و قومیت دینی کا امتحان لیا جاے۔ چنانچہ آپ نے تین سو سرداران مہاجرین و انصار کا ایک لشکر مرتب کیا۔ تیس سوار اس جماعت پر اضافہ کیے۔ اور عمرؓو بن عاص سے کہلا بھیجا کہ اسلحۂ جنگ سے آراستہ ہو کے آؤ۔ عمرؓو حسب فرمان رسالت حاضر ہوئے تو فرمایا "مین تمھین ایک فوج پر سردار بنا کے روانہ کرتا ہون تاکہ اللہ کی مدد سے تمھین مال غنیمت ملے"۔ عمرؓو نے عرض کیا "یا رسول اللہ مین مال و دولت کے لیے مسلمان نہین ہوا ہون"۔ چونکہ عمرؓو بن عاص کے اس جواب مین قدیم رہبانیت اور ترک دنیا کے مذاق کی بو آتی تھی لہذا ارشاد ہوا "مال نیک اگر مرد نیکوکار کے پاس ہو تو کوئی بُری چیز نہین۔ بلکہ بہت اچھی چیز ہے"۔ اس کے بعد ایک سفید جھنڈا بنا کے اُن کے ہاتھ مین دیا۔ اور ایک سیاہ بیرق بھی مرحمت فرمائی جنھین لے کے وہ مدینے سے چل کھڑے ہوئے۔ اور لوگون سے چھپتے اور راتون کو قطع منازل کرتے ہوئے جب دشمنون کے قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ دشمنون کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ فوراً رافع بن مکیث جہنی کو آنحضرتؐ کی خدمت مین بھیج کے کمک طلب کی۔ آپ نے اب ایک اور جھنڈا بنا کے ابو عبیدہ ان کی کمک کو جاتے ہین ابو عبیدہؓ بن الجراح کے سپرد کیا۔ اور دو سو آدمی اُن کے ہمراہ کر کے عمرؓو بن عاص کی مدد کو روانہ کیا۔ اس آخری لشکر مین بڑے بڑے اکابر صحابہؓ تھے۔ حتیٰ کہ ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ بھی ابو عبیدہؓ کے جھنڈے کے نیچے تھے۔ روانہ کرتے وقت آپ نے یہ خیال فرما کے کہ اس لشکر مین بڑے بڑے سابق الاسلام حامیان دین شریک ہین ابو عبیدہؓ کو نصیحت فرمائی کہ خبردار تم مین باہم اختلاف نہ ہو۔ اور ہر امر مین ایک دوسرے کے شریک رہنا"۔ وہان پہونچ کے ابو عبیدہؓ نے چونکہ عشرۂ مبشرہ مین تھے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا

تو عمروؓ بن عاص نے روکا اور کہا "اصلی سردار فوج مین ہون۔ تم صرف میری مدد کو آئے ہو" ابو عبیدہؓ نے جواب دیا "مجھے حضرت رسالت پناہ نے اختلاف کرنے سے منع کیا ہے۔ مین ہر امر مین تمھاری اطاعت کرنے کو حاضر ہون" چنانچہ عمروؓ بن عاص ہی فوج کو نماز پڑھاتے ہوے آگے بڑھے۔ اور سلاسل ایک تالاب کے کنارے دشمن کا سامنا ہوا۔ مسلمانون نے جوش وخروش سے حملہ کیا۔ اور قبائل عذرہ اور بلی والے اس پہلے ہی حملے مین شکست کھا کے بھاگے۔ فتح حاصل ہونے کے بعد ابن عاصؓ نے اسی تالاب کے کنارے پڑاؤ ڈال دیا۔ اور تین دن تک ٹھہرے رہے۔ مسلمان سوار روز ادھر اُدھر سے بھیڑ بکریان گھیر کے لاتے جو روز ذبح کر کے کھائی جاتین۔ سوا اس کے اور کوئی مال غنیمت اس فتح مین مسلمانون کے ہاتھ نہین آیا۔ یہ سریہ اگرچہ سریۂ عمروؓ بن عاص کہلاتا ہے مگر آب سلاسل کی رعایت سے جس کے کنارے معرکہ آرائی ہوئی تھی اسے سریۂ ذات السلاسل بھی کہتے ہین۔ عمروؓ بن عاص کو اس امر پر بڑا فخر تھا کہ اس سریے مین ابوبکرؓ و عمرؓ کے ایسے جلیل القدر صحابی ان کے ماتحت اور اُن کے جھنڈے کے نیچے تھے۔

معاہدہ حدیبیہ فسخ ہو گیا

اب وہ معاہدہ جو حدیبیہ کے دن آپ مین اور قریش مکہ مین ہوا تھا خود قریش کی شرارت اور بدعہدی سے ٹوٹ گیا۔ جس کا تفصیلی حال ہم فتح مکہ کی تمہید مین بیان کرین گے۔ اس معاہدے کے ٹوٹنے کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ مشرکین مکہ کے مال واسباب پر اور اُن کے قافلون کو لوٹنا مسلمانون کے لیے جائز ہو گیا۔ صحابہ کو سریۂ ذات السلاسل سے واپس آئے ابھی پورا مہینہ نہین گذرا تھا کہ ماہ رجب مین خبر آئی قریش کا کوئی قافلہ شام اور مکہ کے راستے پر

ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۱-۲۳۷-۲۳۸

گذرنے کو ہی۔ آپ نے فوراً ابو عبیدۃ بن الجراح کو بُلا کے کچھ اوپر تین سو بہادر مہاجرین و انصار اُن کے ہمراہ کیے۔ اور حکم دیا کہ بحر قلزم یعنی رڈ سی کے سواحل پر جا کے ٹھہرین۔ اور جیسے ہی قریش کا قافلہ گذرے لوٹ لین۔ روانہ کرتے وقت کھجورون سے بھرا ہوا ایک تھیلا بطور زادراہ اُن کے سپرد کیا۔ ابو عبیدہ حکم نبوت پاتے ہی بغیر اس امر کا خیال کیے کہ راستے مین کیا کھائین گے اور کیونکر بسر کرین گے چل کھڑے ہوئے۔ اور آپ کے ارشاد کے مطابق سمندر کے کنارے جا کے پڑاؤ ڈال دیا۔ ابتدا ایمان ہر روز ہر ہمراہی سپاہی کو ایک مٹھی چھوہارے ملتے تھے۔ آخر چھوہارے ختم ہونے کو پہونچ گئے۔ اور ہر سپاہی کو روز چوبیس گھنٹون مین صرف ایک چھوہارا ملنے لگا جسے چبا کے پانی سے پیٹ بھر لیتا۔ اب وہ ایک چھوہارا بھی بتدریج کم ہو گیا۔ اور لوگ مجبور ہوئے کہ درختون کے پتے توڑ توڑ کے پیٹ پالین اس حالت مین قیس بن سعد بن عبادہ نے اپنی طرف سے نو اونٹ ذبح کر کر کے کھلا دیے۔ مگر یہ فیاضی چونکہ اُن کی حیثیت سے زیادہ تھی لہذا سردار فوج ابو عبیدہؓ نے انھین ایسا کرنے سے روکا۔ اور واقعی اس ساحلی ریگزار مین تین سو سے زیادہ آدمیون کا پیٹ بھرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن آخر خدا مہربان ہوا۔ اور سمندر کی لہر نے ایک بڑی بھاری مری ہوئی مچھلی جو غالباً ویل مچھلی تھی کنارے پھینک دی۔ اور مسلمانون نے خدا کا شکر ادا کر کے اُسے کھانا شروع کیا۔ اور پندرہ یا اٹھارہ دن تک یون سیر ہو ہو کے کھائی کہ یا تو مارے بھوک کے سوکھے جاتے تھے یا دو ہی ہفتہ مین کھا کھا کے خوب موٹے ہو گئے۔ آخر ایک مدت کے بعد معلوم ہوا کہ اب قافلے کے ملنے کی کوئی اُمید نہین۔ لہذا ابو عبیدہؓ نے واپسی کا ارادہ

سریۂ ابو عبیدۃ جسے سریۂ سیف البحر کہتے ہین

ان لوگون مین کھانے کی تنگی

خدا کی خاص مہربانی

ف ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۸

کردیا۔ چلتے وقت اُس عظیم الشان مچھلی کے دو کانٹے ایک دوسرے سے اٹکا کے کھڑے کیے۔ اور ایک بڑا بھاری پھاٹک سا بنایا۔ پھر جو سب سے اونچا اونٹ تھا اُس پر ایک طویل القامت شخص کو بٹھا کے اُس کے اندر سے نکالا تو بغیر اس کے کہ جھکنا پڑے یا سر اوپر لگے بہ آسانی نکل گیا۔ یون کانٹون کی بلندی کا اندازہ کرکے اس مچھلی کا جس قدر گوشت بچ رہا تھا ساتھ باندھ لیا۔ اور مدینۂ طیبہ کی راہ لی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکے اس مچھلی کا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا یہ ایک رزق تھا جو تمھین خاص خدا کی مہربانی سے ملا تھا۔ کچھ باقی ہو تو مجھے بھی کھلاؤ۔ تھوڑا بہت گوشت اب تک باقی تھا فوراً حاضر خدمت کیا گیا اور آپ نے نوش فرمایا۔ اس سریے مین نہ کسی لڑائی کا پتہ چلتا ہے اور نہ کسی قسم کے مال غنیمت کا۔ سمندر کے سواحل پر ٹھہرنے کی وجہ سے یہ سریہ سیف البحر بھی کہلاتا ہے۔ لیکن اس کا اصلی نام سریۂ خبط ہے۔ خبط ایک درخت کے پتون کو کہتے ہین۔ اور یہ نام اس لیے تجویز کیا گیا کہ اس سفر مین ایک زمانے تک اسی درخت کے پتون پر صحابہ نے زندگی بسر کی تھی۔

سریۂ ابوقتادہ | شعبان کے مہینے مین آپ نے سُنا کہ رفاعہ بن قیس اور اُس کے بیٹے قیس بن رفاعہ نے قبیلہ جشم کے بہت سے لوگون کو جمع کرکے خود آپ کے مقابلے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ خبر پاتے ہی آپ نے ابوقتادہ کو تین آدمیون کے ساتھ اور بعض راویون کا بیان ہے کہ سولہ آدمیون پر سردار مقرر کرکے روانہ کیا کہ رفاعہ اور اُس کے ہمراہیون کی ٹھیک خبر لے آئین۔ غابہ جہان دشمنون کا مجمع تھا اُس کے چارون طرف یہ چند مسلمان جاکے چھپ رہے۔ ابومدرد نام ایک صحابی جو ابوقتادہ کے ساتھ تھے اپنے کمین گاہ سے دیکھ رہے تھے

ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۱ - ۲۴۰

کہ رفاعہ بن قیس اپنے بھروا ہے کے ڈھونڈھنے کو نکلا۔ اُنھون نے اپنی جگہ سے بیٹھے بیٹھے نشانہ باندھ کے ایک ایسا تیر چلایا جو جا کے رفاعہ کے دل پر پڑا۔ اور وہ بغیر اس کے کہ آہ بھی کر سکے تڑپ کے مر گیا۔ پھر اُنھون نے چپکے چپکے جا کے اُس کا سر بھی کاٹ لیا۔ اور زور سے تکبیر کہہ کے سب مسلمانون نے حملہ کر دیا۔ دشمن بدحواس بھاگے۔ صحابیون نے اُن مین سے بہتون کو قتل کر کے جو کچھ ملا اپنے قبضے مین کیا۔ اور مدینہ طیبہ کی راہ لی۔ اس سریے مین دو سو اونٹ دو ہزار بکریان مسلمانون کے ہاتھ آئین۔ ان کے علاوہ چار عورتین۔ کچھ بچے۔ اور لونڈیان بھی گرفتار ہوئین جن مین سے ایک نہایت ہی حسین و پری جمال لڑکی ابو قتادہ کو ملی تھی۔ مگر محمیۃ بن جزء زبیدی نے حضرت رسالت سے عرض کیا کہ آپ نے مجھ سے ایک لونڈی دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ آنحضرت نے اس لڑکی کو ابو قتادہ سے مانگ لیا۔ اور پھر مانگ کے اپنے وعدے کے مطابق محمیۃ کو دے دی۔

سریۂ ابو قتادہ ثانی | ابو قتادہ مذکورۂ بالا سریے مین کامیابی حاصل کر کے واپس چلے آتے تھے کہ اوائل رمضان مین آپ نے پھر اٹھارہ آدمی ہمراہ کر کے بطن اضم نام ایک اور مقام کی طرف روانہ کیا جو مدینے سے تین دن کی راہ پر تھا۔ اس سریے کے روانہ کرنے کا اصلی سبب یہ تھا کہ آپ اب شہر مکہ پر حملہ کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ مکے والون کو خبر نہ ہونے پائے۔ اور اچانک جا پڑین لہذا اس چھوٹی سی جماعت کو ایک اور جانب روانہ کر دیا تاکہ اس کی خبر اہل مکہ اور دیگر قبائل کو پہونچے۔ اور سمجھین کہ آپ بالفعل ایک اور مہم مین مشغول ہین اور مکے کا ارادہ نہین کر سکتے۔ ابو قتادہ کے ہمراہیون مین محکم بن جثامہ نام ایک صحابی بھی تھے راستے مین عامر بن اضبط نام ایک شخص ملا جس سے محکم سے پیشتر کی

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۶۸ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۰

عداوت تھی۔ عامر نے ان لوگون کا سامنا ہوتے ہی حسب رواج اسلام سلام کیا
محکم کے ہاتھ سے ایک کلمہ گو کا مارا جانا | اور اس برتاؤ سے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کردیا۔ مگر
محکم نے عداوت دیرینہ کے جوش سے بیتاب ہوکے حملہ کردیا۔ اور قتل کرڈالا
اب ابوقتادہ آگے بڑھے۔ جن دشمنون کے مقابلے کو گئے تھے اُن کا پتہ نہ چلا
مجبوراً مدینے کو پلٹے۔ مقام ذوخشب مین پہونچے تھے کہ سُنا جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم مکے روانہ ہوگئے۔ یہ خبر سنتے ہی اُنھون نے بھی مکۂ معظمہ کی راہ
لی۔ اور مقام سقیا مین حضرت سرور کائنات سے جاملے۔ جب آپ نے عامر
اس پر آپ کی ناراضی | بن اضبط کے باوجود اسلام ظاہر کرنے کے مارے جانے کا
حال سُنا تو نہایت برہم ہوئے۔ اور کہتے ہین کہ وہی آیت قرآنی جو اُسامہ سے
ایسی ہی غلطی ہوجانے کے وقت نازل ہوئی تھی اس موقع پر پھر نازل ہوئی
بہرتقدیر وہ آیت خواہ اُسامہ کی شان مین اُتری ہو خواہ محکم کی شان مین لیکن اس مین شک نہین کہ محکم
نہایت ہی نادم تھے۔ بارگاہ رسالت مین حاضر ہوکے معافی ومغفرت کی
درخواست کی مگر آپ نے فرمادیا کہ "نہین خدا تمھاری مغفرت نہ کرے گا"۔ محکم روتے
اور آنسو بہاتے ہوئے آپ کی صحبت سے اُٹھے۔ اور اس قدر دل شکستہ تھے
اسی ندامت مین محکم کا وفات پانا | کہ سات ہی دن مین مرگئے۔ کہتے ہین اُن کو دفن کیا
توزمین نے لاش کو نکال کے پھینک دیا۔ پھر دفن کیا اور پھر یہی حالت ہوئی۔ تب
لوگون نے دو چٹانون کے درمیان ایک گھاٹی مین لٹاکے اوپر سے پتھر چُن دیے
اور اس طرح اُن کی مٹی ٹھکانے لگی۔ جب لوگون نے ان کی لاش کے زمین سے
نکل نکل پڑنے کا واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا
تو آپ نے فرمایا "زمین تو اس سے بدتر لوگون کو بھی قبول کرلیتی ہے"۔ مگر

ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۸۳

ہان خدا کو منظور تھا کہ اس ذریعے سے تمھاری آنکھین کھولے تاکہ تمھین عبرت ہو"

باب بست و ہفتم

فتح مکہ

فتح مکہ کا وقت آگیا - بنی خزاعہ و بنی بکر - قریش کی بدعہدی - معاہدے کا ٹوٹنا - آپ کو بدعہدی قریش کی خبر - اہل مکہ مین خوف اور ہراس - ابوسفیان تجدید صلح کے لیے مدینے مین آتا ہے - اور ناکام واپس جاتا ہے - فوج کشی کی تیاری - حاطب کی مخالفانہ کارروائی اور عذر خواہی - لشکر اسلام کی روانگی - حضرت عباسؓ کا ہجرت کرکے آنا - مرالظہران مین آپ کا پڑاؤ - حضرت عباسؓ مکے والون کو آگاہ کرنا چاہتے ہین - حضرت عباسؓ کا ابوسفیان سے ملنا - اور اپنی کفالت مین لینا - حضرت عمرؓ کا سامنا - ابوسفیان دربار رسالت مین جناب عباسؓ کی سفارش - ابوسفیان کا حضرت عباسؓ کے کہنے سے ایمان لانا - آپ کی خواہش کہ ابوسفیان کو اسلام کی شان دکھائی جائے - جو کوئی ابوسفیان کے گھر مین پناہ لے اُسے امان دی گئی - ابوسفیان عساکر اسلام کو دیکھتے ہین - اہل مکہ کو خبر ہوتی ہے کہ لشکر اسلام آپہونچا ابوسفیان اور انکی بیوی ہند کے پر حملہ ہونے کی شان - مراجعت -

فتح مکہ کا وقت آگیا | اب دین اسلام کے سارے عرب پر غالب آنے - اور پوری قوم عرب کا دین بننے کا وقت آگیا تھا - جس کے لیے ضرورت تھی کہ قریش کی قوت بالکل ٹوٹ جائے - اور وہ قدیم ابراہیمی معبد جو دنیا مین سب سے پہلا عبادت خانہ تھا کفر و شرک کی نجاست سے پاک ہو - اُس مین سے بت نکالے جائین - اور حج کرنے والے بجائے بتون کی پرستش کرنے کے وہان خدائے واحد لم یزل کی عبادت کرین - لیکن اس کے لیے ضرور تھا

ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۱

آپ مین اور مشرکین قریش مین حدیبیہ کے موقع پر جو معاہدہ ہوا تھا اُس کا زمانہ منقضی ہو یا کوئی ایسی صورت پیش آئے کہ خود قریش اپنے طرز عمل سے اُس معاہدے کو توڑ دین۔ پہلی صورت کے لیے مدت چاہیے تھی۔ اور حضرت سرورکائنات کی عمر اتنی نہین باقی تھی کہ اُس وقت کا انتظار کیا جا سکتا۔ لہذا خدا نے دوسری صورت پیدا کر دی۔ اور قریش نے خود اپنے ہاتھون سے اپنے سر پر مصیبت کو بُلا لیا۔ جو بظاہر اُن کے حق مین چاہے کچھ ہو اور اُنہین کیسی ہی سخت آفت نظر آتی ہو لیکن اصل مین ایک بہت بڑی رحمت تھی جس سے صرف کعبے ہی نے نہین ساری دنیا نے نفع اٹھایا۔

بنی خزاعہ و بنی بکر

قریش سے یہ عہدی یون ظاہر ہوئی کہ بنی خزاعہ کسی قدیم زمانے سے اور بہت پیشتر سے بنی ہاشم کے دوست چلے آتے تھے۔ اس لیے کہ اُن سے اور جناب عبدالمطلب سے ایک قدیم معاہدہ ہو چکا تھا۔ اور ان کے مقابل بنی بکر دیگر خاندان ہائے قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ دونون قبائل ظہور اسلام سے کسی قدر پیشتر سے باہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے اور اس دشمنی کی ابتدا یون ہوئی تھی کہ قبیلہ بنی حضرم کا ایک شخص مالک بن عباد اسود بن رزن نام ایک بکری شخص کا حلیف تھا۔ مالک تجارت کے لیے گھر سے نکلا اور بنی خزاعہ کے علاقے مین گذر رہا تھا کہ خزاعیون نے اُس کا مال بھی لوٹ لیا اور اُسے قتل بھی کر ڈالا۔ اس کے انتقام مین بنی بکر نے ایک خزاعی شخص کو پکڑ کے مار ڈالا۔ جب یہ خبر بنی خزاعہ نے سُنی تو طیش مین آ کے خود اسود بن رزن سردار بنی بکر کے تین بیٹون سلمی کلثوم اور ذویب کو قتل کر ڈالا یہ بھگڑے ہو ہی رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوی نبوت کیا۔ سب کا خیال آپ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اور یہ باہمی لڑائیان چند روز کے لیے

ملتوی ہوگئیں۔ اب صلح حدیبیہ کا زمانہ آیا تو ضرور تھا کہ ان دونوں دشمن قبائل میں سے ایک قریش کو اپنا کفیل بنائے۔ اور ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی خزاعہ سے چونکہ بنی ہاشم سے قدیمی تعلقات تھے۔ اور جد رسول اللہ حضرت عبدالمطلب سے اگلے دنوں اُن سے ایک محالفہ ہو چکا تھا لہذا انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کفیل بنایا اور بنی بکر نے قریش کو۔

اب اس معاہدے کے بعد بنی بکر نے ارادہ کیا کہ خزاعیوں سے اپنے سردار اسود بن رزن کے بیٹوں کے خون کا بدلہ لیں۔ چنانچہ نوفل بن معاویہ

قریش کی بدعہدی

بنی بکر کی ایک کافی جماعت کو لے کے مکے کے قریب وتیر نام ایک تالاب کے کنارے خزاعیوں پر ناگہان جا پڑا۔ اور اُن کو قتل کرنا شروع کر دیا اور لطف یہ کہ قریش بجائے اس کے کہ بنی بکر کو اس ظلم سے روکیں خفیہ طور پر اُن کے شریک ہوگئے۔ اسلحہ اور سواریوں سے اُن کو مدد دی۔ اور صفوان بن اُمیہ عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو کے سے لوگ جو قریش میں نہایت معزز تھے خود لڑائی میں شریک ہوکے نوفل بن معاویہ کی طرف سے لڑے خزاعہ کو جب اور کہیں پناہ نہ ملی تو بھاگ کے حرم کعبہ میں پناہ لی۔ مگر یہاں بھی اُن کے خون سے ہاتھ نہ روکا گیا۔ بلکہ بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا بھی کہ لُبس لبس۔ اب ہم تمھارے خدا کے حرم میں ہیں" نوفل نے جوش میں آکے یہ کلمہ کفر زبان سے نکالا کہ "اے بنی بکر آج خدا وند انہیں ہے۔ بس جہاں تک ہوسکے انتقام لیے جاؤ"

معاہدے کا ٹوٹنا

اس طریقے سے صلح حدیبیہ کے ایک سال اور دس مہینے بعد قریش نے خود ہی بدعہدی کرکے اپنا معاہدہ توڑ دیا۔ اور بنی خزاعہ جو حضرت رسالت کی

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۸۰۲ - ۸۰۳

جو ارمین تھے اُن کی بیبیون جانین سخت مظلومی و بے حمیتی کے ساتھ لی گئین۔ قتل و قمع کے بعد جب تلوارین میان مین ہوئین تو قریش اپنے اس فعل پر نادم ہوئے۔ اور خود اُن کے دل اُنھین ملامت کرنے لگے کہ اُن سے یہ ایک ایسا فعل سرزد ہوا ہے جو اُن کی شان کے نہایت ہی خلاف تھا۔

آپ کو عہد قریش کی خبر | قریش ادہر اپنے کیے پر پچھتا رہے تھے کہ عمرو بن سالم نام ایک معزز خزاعی شخص نے مکے سے نکل کے مدینہ طیبہ کی راہ لی۔ اور حضرت سرور کائنات مسجد مین عام صحابہؓ کے مجمع مین بیٹھے ہوئے تھے کہ سامنے کھڑے ہو کے چند ایسے پُرسوز اشعار مین اپنی قوم کا مرثیہ سُنایا۔ آپ کا عہد یاد دلایا۔ اور مدد مانگی کہ آپ نے بلا تامل فرمایا "اے عمرو بن سالم بے شک تمھاری مدد کی جائے گی"۔ اس کے بعد خزاعیون مین سے بُدیل بن ورقاء اور چند اور لوگ بارگاہ نبوت مین حاضر ہوئے۔ اور دروازے پر پہونچ کے آپ کو آواز دی۔ آپ لبیک کہہ کے برآمد ہوئے۔ اور اُنھون نے اول سے آخر تک ساری سرگذشت کہہ سُنائی۔

اہل مکہ مین خوف اور ندامت | اہل مکہ کو اپنی عہد شکنی پر ندامت ہی نہ تھی بلکہ انتہا سے زیادہ خائف بھی تھے۔ اس لیے کہ اب حضرت رسالت کی قوت اتنی بڑھ گئی تھی۔ دین الٰہی مین اس کثرت سے لوگ داخل ہو گئے تھے۔ اور جان بازان مہاجر و انصار ایسی ایسی ناموری کی فتحین حاصل کر چکے تھے کہ اُنھین کسی طرح مقابلے کی جُرأت نہ ہو سکتی تھی۔ اب مکے کے بچے بچے کو یقین تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنی ناراضی بھی اُن کی قسمت پلٹ دے گی۔ اور نامورانِ قریش مین کوئی نہین ہے کہ عساکر نبوت کے حملون کی ذرا بھی تاب لا سکے۔ خوف اور اندیشے نے

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۸۵ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۱

خزاعیون کے مظلومانہ قتل کے ساتھ ہی مکے مین ہر طرف ایک عجیب تشویش پھیلا دی۔ اور سب لوگ گھبرائے ہوئے تھے کہ کیا کرین۔ ابوسفیان کی نسبت بعض لوگ کہتے ہین کہ خود اُس کی منظوری سے قریش خزاعیون کے مقابل بنی بکر کے ساتھ شریک ہوئے تھے اور بعض کا بیان ہی کہ اُسے اس کی خبر نہ تھی خیر ان دونون صورتون مین سے چاہے جو ہو مگر اب وہ بھی نہایت ہی پریشان و بدحواس تھا۔ جب اور کوئی تدبیر نہ بنی تو ابوسفیان نے مکے سے نکل کے مدینہ طیبہ کی راہ لی۔ اور ارادہ کیا کہ منت خوشامد سے جس طرح بنے حضرت رسالت کے سامنے عذرخواہ ہو۔ اور اپنے اور اپنی قوم کے لیے معافی مانگے۔ مدینے مین آکے اپنی بیٹی حضرت اُم المومنین اُم حبیبہؓ کے پاس گیا۔ اور رسول اللہ کے بچھونے پر بیٹھنے کو تھا کہ اُنھون نے روکا اور بچھونا لپیٹ کے الگ رکھ دیا۔ گھبرا کے بیٹی کی صورت دیکھی اور سبب پوچھا اُنھون نے کہا "یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا ہی۔ اور تم ابھی مشرک و ناپاک ہو" یہ سُن کے ابوسفیان کو اور حیرت ہوئی کہ خود اپنی بیٹی کی زبان سے یہ کیا سُن رہا ہون۔ جھنجھلا کے بولا "مجھ سے جدا ہونے کے بعد تم مین یہ خرابیان پیدا ہوگئین" اب وہ حضرت ام حبیبہؓ کے حجرے سے نکل کے بارگاہ نبوت مین حاضر ہوا۔ اور ہزار عذر کیے مگر آنحضرتؐ نے کچھ جواب ہی نہ دیا۔ مجبوراً آپ کے پاس سے اُٹھ کے ابوبکر صدیقؓ کے پاس گیا اور کہا "تم سفارش کردو"، اُنھون نے کہا "مین اس بارے مین کچھ نہین کہہ سکتا"۔ یہان سے ناکام ہو کے عمرؓ بن الخطاب سے جا کے ملا۔ اور اُن سے سفارش چاہی۔ اُنھون نے کہا "مین اور تمھاری سفارش کرون گا! خدا کی قسم مین آخر تک تم سے لڑتا رہون گا"۔ یہان سے بھی مایوسی ہوئی تو حضرت علیؓ مرتضیٰ

ابوسفیان تجدید صلح کے لیے مدینے مین آتا ہی

کے پاس گیا۔ اُن کے پاس اس وقت جناب سیدہؑ بیٹھی ہوئی تھین اور حضرت امام حسنؑ بھی موجود تھے جو ہنوز نوعمر بچے تھے۔ ابوسفیان نے یہان آکے حضرت علیؑ سے کہا "اے علیؑ تم میرے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو۔ مجھے تم سے یہ امید نہین ہو کہ ناکام پھیروگے۔ بس تم ہی چل کے رسول اللہ سے میری سفارش کردو" حضرت علیؑ نے جواب دیا "سنو رسول اللہ صلعم جس بات کا ارادہ کرچکے ہین اُس کے خلاف مین کچھ نہین کہہ سکتا"۔ ابوسفیان اب جناب سیدہؑ کی طرف مخاطب ہوا۔ اور بولا "اے محمدؐ کی بیٹی۔ بھلا اتنا کرسکتی ہو کہ اپنے اس صاحبزادے کو حکم دو کہ لوگون کو اپنی پناہ مین لے لے اور اس کے صلے مین رہتی دنیا تک اہل عرب کا سردار مانا جاے"؟ جناب سیدہؑ نے فرمایا "میرے بچے کی ابھی اتنی عمر ہی نہین کہ لوگون کو اپنی پناہ مین لے۔ اور رسول اللہ کے مقابلے مین کس کی مجال ہو کہ کسی کو پناہ مین لے سکے"؟ اب ابوسفیان کو ہر طرف سے مایوسی تھی نہایت مایوسی کے ساتھ جناب علیؑ کی طرف دیکھ کے بولا "مین دیکھتا ہون کہ معاملات نازک ہوگئے ہین تمھین کچھ مشورہ دو کہ اس حالت مین کیا کرون"؟ حضرت علیؑ نے فرمایا "مین کیا رائے دے سکتا ہون؟ لیکن آخر تم بنی کنانہ کے سردار ہو لوگون کو خود اپنی پناہ مین کیون نہین لے لیتے"؟ پوچھا "اس سے کوئی نتیجہ ہوسکتا ہو"؟ جناب مرتضیٰؑ نے فرمایا "مین کیا جانون ہوسکتا ہو یا نہین ہوسکتا لیکن اس کے سوا اور کوئی بات میرے خیال مین نہین آتی"۔ اب ابوسفیان جناب سیدہؑ کے گھر سے

اور ناکام واپس جاتا ہو

اُٹھ کے مسجد نبوی مین گیا۔ اور پکار کے کہا "لوگو! مین نے لوگون کو خود اپنی پناہ مین لیا"۔ یہ کہہ کے اونٹ پر بیٹھا اور مکے مین واپس آیا۔ یہان لوگون سے ساری سرگذشت بیان کی انھون نے پوچھا "مگر تم کر کیا آئے"؟ کہا "علیؑ کے کہنے سے مین نے سب لوگون کو اپنی کفالت مین لے لیا"۔ پوچھا "اور اُس کفالت کو محمد (صلعم) نے قبول کیا"؟ جواب دیا "نہین"۔ اس پر سب نے مضحکہ اُڑایا اور بولے "بخدا علیؑ نے تمھارے ساتھ مذاق کیا"۔

فوج کشی کی تیاری

اب آنحضرت صلعم نے صحابہ کو حکم دے دیا کہ مکے پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہوجائین اور درگاہ خداوندی مین دعا کی کہ "خداوندا جب تک ہم مکے مین پہونچ نہ لین قریش کو ہماری روانگی کا

ع ابن ہشام صفحہ ۸۰۷-۸۰۸

حال نہ معلوم ہو۔" لیکن باوجودیکہ حسب ارشاد نبوی سب لوگ اپنے ارادۂ جنگ کو چھپا رہے تھے
حاطب بن بلتعہ نے کنود نام ایک مزینہ عورت کے ہاتھ قریش کو ایک خط لکھ کے
حاطب کی مخالفانہ کارروائی | روانہ کر دیا کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ یہاں فوج کشی کا سامان ہو رہا ہے
اتفاقاً اس عورت کے روانہ ہوتے ہی آپ کو معلوم ہو گیا۔ اور آپ نے علیؓ مرتضیٰ
اور زبیر بن عوام کو دوڑایا کہ جس طرح ممکن ہو اور جہاں ملے اُسے پکڑ لاؤ۔ دونوں
صاحبوں نے جا کے کنود کو راستے ہی میں گرفتار کر لیا۔ اور مع اُس خط کے
آنحضرت کی خدمت میں لا کے حاضر کر دیا۔ آپ کو حاطب کے اس فعل پر سخت
اور عذر خواہی | تعجب ہوا۔ بُلا کے سبب پوچھا۔ اُنھوں نے عرض کیا "خدا کی قسم
میرے اعتقاد و ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ مگر ہاں یہ خیال کر کے کہ مکے میں
میرے اہل و عیال ہیں نہ رہا گیا۔ صرف اُن کے بچانے کی اُمید میں مجھ سے یہ خطا
ہو گئی۔" حضرت عمرؓ کھڑے سُن رہے تھے بولے "یا رسول اللہ حکم ہو تو اس کا سر
اُڑا دوں۔ یہ منافق معلوم ہوتا ہے۔" آپ نے حضرت عمرؓ کو روکا۔ اور ارشاد فرمایا
"میں نے معاف کیا۔ تم لوگوں کا جو جی چاہے کرو۔" اور اسی موقع پر یہ آیت نازل
ہوئی کہ "یا ایہا الذین آمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء الخ" یعنی اے ایمان لانے
والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ مطلب یہ تھا کہ مسلمان پھر اس کے
بعد کفار سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔[۵]

حاطب کے معاملے سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تمام مسلمانوں کو
لشکر اسلام کی روانگی | جو مدینے میں اور اُس کے گرد آباد تھے تیاری اور روانگی کا
حکم دے دیا۔ چنانچہ قبائل اسلم۔ غفار۔ مزینہ۔ جہنیہ۔ اشجع اور سُلیم سب اُٹھ
کھڑے ہوئے۔ جن میں سے بعض تو خاص مدینے ہی میں حاضر ہو گئے۔

---

[۵] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۲۔

اور بعض راستے مین آکے ساتھ ہولیے۔ یہ سب بندوبست کرنے کے بعد آپنے ابورہم کلثوم بن حصین غفاری کو اپنا قائم مقام بناکے مدینے مین چھوڑا۔ اور بدھ کے دن ۱۰۔ رمضان ۸ھ کو عصر کے بعد مدینہ طیبہ سے چل کھڑے ہوئے مقام کدید تک تو برابر روزے رکھتے گئے۔ لیکن جب وہان سے آگے بڑہے تو آپنے اور سب ہمراہیون نے سفر کے واجبی عذر سے فائدہ اُٹھایا۔ اور روزے چھوڑدیے

حضرت عباس کا ہجرت کرکے آنا

مقام جحفہ تک پہونچے تھے کہ عم رسول اللہ عباسؓ بن عبدالمطلب ملے جو ہجرت کے ارادے سے چلے آتے تھے۔ آپ نے اُن کا اسباب تو مدینے مین بھجوادیا۔ اور خود انھین اپنے ساتھ لے کے فرمایا "تم سب سے پچھلے مہاجر ہو اور مین سب سے پچھلا پیغمبر ہون"

اب یہان سے بھی آگے بڑہ کے مقام قدید مین پہونچے جہان جھنڈے اور ہیر قین بنابنا کے مختلف قبائل کو دین۔ اور پوری دس ہزار صحابہ کی جماعت سے

مرالظہران مین آپ کا پڑاؤ

مرالظہران مین جاکے پڑاؤ ڈال دیا جہان سے مکہ صرف چار فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ یہان آپ عشا کے وقت اُترے تھے۔ لہذا لوگون کو حکم دیا کہ جابجا کثرت سے آگ روشن کردین۔ اور حضرت عمرؓ کو ہدایت فرمائی کہ تم رات کو پہرہ دو۔ اور فوج اسلام کے گردگرد آوری کرتے رہو۔ فوراً دس ہزار جگہ پر آگ روشن ہوگئی۔ اور جناب فاروقؓ چارون طرف چکر لگانے لگے

حضرت عباس کے والون کو آگاہ کرنا چاہتے ہین

ابھی تک اہل مکہ کو بالکل خبر نہ تھی۔ یکایک حضرت عباسؓ نے دل مین کہا "افسوس مکہ تباہ ہوتا ہی! اگر قریش نے سرکشی کی اور یہ لشکر لڑتا ہوا شہر مین داخل ہوا تو نسل قریش کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوجائے گا" یہ خیال آتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر

---

۵ تاریخ الخمیس جلد ۲۔ صفحہ ۸۱ ۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۲ ۵ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۸

سوار ہو کے لشکر سے باہر نکلے۔ اور شہر مکہ کی طرف چلے کہ کوئی آتا جاتا مل جاے تو لوگون کو خبر کردون کہ رسول اللہ آپہونچے۔ جلدی آکے امان مانگو ورنہ غضب ہو جاے گا۔ اسی فکر مین پیلو کے درختون کے نیچے پھر رہے تھے کہ یکایک ابوسفیان بن حرب حکیم بن حزام اور بُدیل بن ورقا خزاعی کی آواز آئی۔ جو باہم یہ باتین کر رہے تھے۔

ابوسفیان" مین نے اس سے زیادہ آگ کبھی نہین دیکھی"

بُدیل۔ "یہ بنی خزاعہ ہین"۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بُدیل بنی خزاعہ مین سے ہی اصل حال سے واقف ہی۔ اور خود مدینے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کے۔ اپنی قوم کی مصیبت بیان کرکے۔ اور آپ سے فوج کشی کا وعدہ لے کے آیا ہی۔ اور خوش ہی کہ صبح کو بنی بکر اور قریش سے اپنے مقتولون کا انتقام مل جائے گا۔

ابوسفیان" بنی خزاعہ! اُن کی اتنی شان نہین ہو سکتی"

حضرت عباس کا ابوسفیان سے ملنا

سلسلۂ کلام یہین تک پہونچا تھا کہ حضرت عباسؓ قریب جا پہونچے اور پکارا "ابوحنظلہ"! یہ بھی ابوسفیان کی ایک دوسری کنیت تھی۔ ابوسفیان نے چونک کے کہا "ابوالفضل"! جس کنیت سے کہ حضرت عباسؓ عموماً یاد کیے جاتے تھے۔ اور ساتھ ہی پوچھا کیا خبر ہی؟" حضرت عباسؓ نے کہا "رسول اللہ دس ہزار مسلمانون کی جماعت سے آپہونچے"۔ ابوسفیان نے گھبرا کے کہا "پھر مین کیا کرون؟" جواب دیا "بس سوا اس کے کوئی چارہ نہین کہ میرے پیچھے خچر پر سوار ہو لو۔ اور مین تمھین امان دلوا دون گا۔ کہین یون گرفتار ہو گئے تو خدا کی قسم تمھاری گردن ماری جائے گی"۔ ابوسفیان فوراً پیچھے سوار ہو لیا اور جناب عباسؓ خیمۂ رسالت کی طرف چلے جس قبیلے کی آگ کے پاس ہو کے

اور اپنی کفالت مین لینا

حضرت عمرؓ کا سامنا گذرتے لوگ کہتے رسول اللہ کے چچا ہین اور حضرت رسالت کے خچر پر سوار ہین۔ ابوسفیان کو کوئی نہ پہچانتا۔ اتفاقاً راستے مین حضرت عمرؓ کا سامنا ہوگیا۔ اُنھون نے دیکھتے ہی ابوسفیان کو پہچان لیا اور جو کنا موکے بولے "این! ابوسفیان! الحمدللہ کہ بغیر کسی شرط اور اقرار کے خدا نے تجھے ہمارے قبضے مین کردیا" اتنا کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے۔ ظاہر ہے کہ ابوسفیان اس وقت عجب بیم ورجا کی حالت مین ہوگا۔ لیکن حضرت عباسؓ ہمدردی کو تیار تھے عمر فاروقؓ کو جاتے دیکھ کے اُنھون نے بھی خچر کو ایڑ لگائی۔ اور عمرؓ سے پہلے حضرت

ابوسفیان دربار رسالت مین رسالتؐ کی خدمت مین حاضر ہوگئے۔ مگر ہنوز کچھ کہنے نہین پائے تھے کہ حضرت عمرؓ نے آکے کہا "یارسول اللہ! یہ ابوسفیان آیا ہے اجازت ہو تو اس کی گردن ماردون"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس کے جواب مین کوئی لفظ نہین نکلا تھا کہ جناب عباسؓ نے کہا مگر "یارسول اللہ مین نے

جناب عباس کی سفارش انھین اپنی پناہ مین لیا ہے"۔ اس کے بعد جناب عباسؓ نے ابوسفیان کی سفارش مین التجا کرنی شروع کی۔ اور حضرت عمرؓ اسی طرح قتل کی اجازت مانگے جاتے تھے۔ آخر مجبور ہو کے اور کسی قدر جھنجھلا کے حضرت عباسؓ نے عمر فاروقؓ کی طرف متوجہ ہو کے کہا "عمرؓ تمھاری یہ ساری کوشش اس سبب سے ہے کہ یہ شخص عبد مناف کی نسل سے ہے۔ اگر بنی عدی (یعنی تمھارے قبیلے) مین سے ہوتا تو شاید تم ایسا نہ کہتے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے عباسؓ ایسا نہ کہو۔ تمھارا مسلمان ہونا مجھے خود اپنے باپ خطاب کے مسلمان ہونے سے زیادہ عزیز تھا"۔ اتنی گفتگو کے بعد اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اچھا عباسؓ مین نے کل تک کے لیے پناہ دی۔ مگر تمھارا فرض ہے کہ کل انہین لاکے حاضر کردو"۔ خلاصہ یہ کہ اس وقت تک ابوسفیان کی قسمت کا کوئی فیصلہ نہین ہوا۔ اور جناب عباسؓ کی ضمانت پر صرف ایک دن کے لیے

چھوڑ دیے گئے۔

ابوسفیان کا حضرت عباس کے کہنے سے ایمان لانا

دوسرے دن جب حضرت عباسؓ نے انہین بارگاہ رسالت مین لے جاکے پیش کیا۔ تو آپ نے پوچھا" افسوس ابوسفیان کیا تمھین یہ نہین معلوم ہوتا کہ سوا اُس ایک خدا کے دوسرا خدا نہین ہی؟" ابوسفیان نے کہا" بے شک معلوم ہوتا ہی۔ آپ پر میرے مان باپ فدا ہون۔ اور اگر کوئی اور خدا ہوتا تو میری کچھ مدد نہ کرتا؟" پھر آپ نے دریافت کیا" تو کیا افسوس تمھین یہ نہین معلوم ہوتا کہ مین خدا کا پیغمبر ہون؟" بولا" میرے مان باپ آپ پر فدا ہون بس اسی مین میرے دل کو شک ہی" حضرت عباسؓ پاس کھڑے تھے یہ جواب سُن کے ڈرے کہ کہین یہ سرکشی ابوسفیان کی جان نہ لے۔ بول اُٹھے کہ بہت جلدی کلمہ حق زبان سے نکال ورنہ گردن ماری جائے گی" حضرت عباسؓ کے اس ڈانٹنے پر ابوسفیان کو تنبہ ہوا۔ اور فوراً کلمۂ شہادت کہہ کے مسلمان ہوگیا۔ پھر اُس کے ساتھ ہی حکیم بن حزام اور بُدیل بن ورقا نے بھی دین اسلام قبول کرلیا جو معلوم ہوتا ہی آخر تک ابوسفیان کے ساتھ رہے تھے۔

آپ کی خواہش کہ ابوسفیان کو اسلام کی شان دکھائی جائے

اب حضرت رسالتؐ کو مناسب معلوم ہوا کہ ابوسفیان کو کلمۂ حق کی کامیابی کا تماشا اور غلبۂ اسلام کی شان و شوکت بھی دکھادی جائے تاکہ وہ اندازہ کرے کہ جس پیغمبر کو اس نے جلا وطن کرکے گھر سے نکالا تھا۔ جس دین کے مٹانے مین اُس کے ہاتھون سے کوئی دقیقہ نہین اُٹھ رہا تھا اسی کو خدا نے کیسی ترقی دلائی۔ اور دین برحق آج کس عروج و اقبال پر ہی چنانچہ آپ نے جناب عباسؓ سے فرمایا انھین لے جاکے اُس تنگ گھاٹی کے پاس کسی ٹیلے کی بلندی پر کھڑا کرو۔ اور اس خدا کے لشکر کے گذرنے کی شان دکھاؤ" حضرت عباسؓ نے عرض کیا" مین انھین وہان

لیے جاتا ہون - مگر اتنی اور سفارش کرتا ہون کہ ان کے ساتھ کوئی خاص ایسی بات بھی کی جاے جس کی وجہ سے انھین فخر کرنے کا موقع ملے - اس لیے کہ انھین لوگون مین ممتاز رہنے اور دوسرون کے مقابل فخر کرنے کی بڑی ہوس ہی"۔

جو کوئی ابوسفیان کے گھر مین پناہ لے اسے امان دی گئی

آپ نے فرمایا "اچھا جو کوئی ابوسفیان کے گھر مین داخل ہو اُسے امان دی جاتی ہی - اور اُن لوگون کو بھی امان ہی جو حکیم بن حزام کے گھر مین یا مسجد حرام مین پناہ لین - اور اُنھین بھی جو اپنے دروازے بند کر کے گھرون مین بیٹھ رہین" یہ فیاضانہ احکام اور گویا تمام اہل مکہ کے لیے عفو و مرحمت کے پروانے حاصل کر کے حضرت عباس ابوسفیان کو ساتھ لیے ہوے چلے گئے۔

ابوسفیان عساکر اسلام کو دیکھتے ہین

اب حضرت عباسؓ اور ابوسفیان اس گھاٹی کے عین دہانے پر جو مکے جاتے وقت راستے مین پڑتی تھی ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے - اور لشکر اسلام مکہ معظمہ اور خانہ کعبہ پر قبضہ کرنے کے لیے پوری شان و شوکت سے جھنڈے اور بیرقین اُڑاتا ہوا بڑھا - برابر آگے پیچھے قبائل عرب گذر رہے تھے - ابوسفیان ہر ہر قبیلہ کو دیکھ کے مرعوب ہوتا اور اُس کا پتہ پوچھتا تھا - اور حضرت عباسؓ بتاتے جاتے تھے - "پوچھا یہ کون لوگ ہین؟ کہا "قبیلہ اسلم والے" بولا "ہون گے مجھے ان سے سروکار نہین" پھر پوچھا "یہ کون گروہ ہی؟ کہا "بنی جہنیہ" پھر وہی کہا کہ "ان سے بھی مجھے علاقہ نہین" اب خود حضرت سرورکائنات تشریف لائے - مہاجرین و انصار گرد حلقہ کیے ہوئے تھے - اور سر پر علم سبز لہرا رہا تھا - پوچھا "اور یہ کون لوگ ہین؟" حضرت عباسؓ نے کہا "خود حضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہاجرین و انصار کے ساتھ ہین" یہ شان و شکوہ دیکھ کے ابوسفیان دل مین کانپ گیا اور بولا "واقعی تمھارے بھتیجے کی سلطنت نے

خوب عروج حاصل کیا۔" حضرت عباسؓ نے جھنجھلا کے کہا کمبخت یہ سلطنت نہین نبوت ہی۔" بولا اچھا یونہین سہی۔"

اہل مکہ کو خبر ہوتی ہی کہ لشکر اسلام آپہونچا

اس کے بعد حضرت عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا "لے اب لپکے ہوئے مکے مین جاؤ اور لوگون کو ہوشیار کردو کہ جلدی جان بچانے کی کوشش کرین۔" حکیم بن حزام اس وقت تک ابوسفیان کے ساتھ تھا۔ اُسی کے ساتھ امان پائی تھی۔ اُسی کے ساتھ ایمان لایا تھا۔ اُسی کے ساتھ لشکر اسلام کی شان وشوکت دیکھی تھی۔ اور اب اُسی کے ساتھ دوڑتا ہوا مکے مین گیا۔ ابوسفیان نے مسجد حرام مین جاتے ہی لوگون سے پکار کے کہا "اے جماعت قریش محمدؐ اپنی فوج کے ساتھ آپہونچے۔ اور سنو جو کوئی میرے گھر مین پناہ لے گا۔ یا مسجد حرام مین چلا آئے گا۔ یا دروازہ بند کرکے گھر مین بیٹھ رہے گا اُسے امان ملے گی۔" پھر بولا "اور اے اہل قریش۔ بس اب ایمان لے آؤ اس لیے کہ اسی مین خیریت ہی" اور سب لوگ تو یہ خبر سنتے ہی بدحواسی کے ساتھ اپنے گھرون اور اُن مقامات کی طرف دوڑے جہان پناہ مل سکتی تھی۔ مگر اُس کی جورو ہند غصے مین آکے خود اُس پر جھپٹ پڑی۔ اُس کی ڈاڑھی پکڑ لی۔ اور چلائی "اے آل غالب اس بے وقوف بڈھے کو قتل کرو۔" ابوسفیان نے برہم ہوکے کہا "ڈاڑھی چھوڑ۔ اور مین قسم کھاتا ہون کہ اگر تو نے ایمان نہ قبول کیا تو تو بھی قتل کی جائے گی۔" اس سخت جواب پر ہند نے شوہر کی ڈاڑھی چھوڑ دی اور چلی گئی۔[1]

ابوسفیان اور اُنکی بیوی ہند

مقام ذی طوی تک پہونچ کے آنحضرتؐ نے اپنے لشکر کو مختلف حصون پر بانٹ دیا۔ اور حکم دیا کہ ہر سردار نے راستے سے مکہ مین داخل ہو چنانچہ زبیر بن عوام ایک طرف سے سعدؓ بن عبادہ ایک طرف سے۔ خالدؓ بن ولید ایک جانب سے بڑھے اور ابوعبیدہؓ بن الجراح

مکے پر چڑھنے کی شان

[1] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۲-۹۳

خود حضرت سرور کائنات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے مسلمانون کی صفون کو بڑہاتے ہوئے ایک جانب سے شہر مکہ پر حملہ کرنے کے لیے چلے۔ سعدؓ بن عبادہ انصار کے خاص سرگروہ تھے اور اُنہین قریش اور اہل مکہ کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ ہوسکتی تھی۔ اپنی فوج کو بڑہاتے وقت بولے "آج معرکہ آرائی کا دن ہی! اور آج حرم کے اندر قتل وخونریزی جائز ہو گی"۔ اتفاقاً اُن کا یہ کلمہ حضرت عمر فاروقؓ کے گوش گذار ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑے گئے۔ اور عرض کیا کہ "سعدؓ بن عبادہ یہ کہتے ہین" آپ نے فوراً علیؓ بن ابی طالب کو دوڑایا۔ اور کہا "سعدؓ سے جھنڈا لے لو۔ اور تمھین اُسے لے کے مکے مین داخل ہو"۔ مگر مختلف روایتون سے معلوم ہوتا ہی کہ سعدؓ کی دلشکنی کے خیال سے آپ نے جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس نہین رکھا۔ بلکہ پھر سعدؓ کے بیٹے قیسؓ بن سعد کو دے دیا۔

لشکر اسلام اس ٹھاٹھ سے مکے پر بڑہ رہا ہی۔ اور قریش مین مزاحمت یا روکنے کی ذرا بھی تاب نہین۔ سب لوگ بدحواس اور سہمے ہوئے ہین۔ ابوسفیان کے مسلمان ہوجانے نے اور بھی رہے سہے حواس غائب کردیے۔

مزاحمت تاہم چند لوگ جان پر کھیل کے لڑنے کو آمادہ ہی ہوگئے۔ صفوان بن امیہ۔ عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے تھوڑے لوگون کو جمع کیا اور مقام خندمہ پر جاکے کھڑے ہوئے کہ جو لشکر اسلام اُدہر سے گذرے گا اُسے روکین گے۔ خالد بن قیس نام ایک شخص بھی ان لوگون کے ساتھ تھا۔ وہ گھر مین اسلحہ درست کر رہا تھا کہ بیوی نے پوچھا "یہ ہتھیار کیون درست کر رہے ہو؟" بولا "محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کے مقابلے کے لیے" جورو نے کہا "وہ تو اب کسی کے روکے نہین رُکتے"۔ جواب دیا "بعض کو تو مار کے گرادون گا"۔ الغرض یہ سب لوگ

خندمہ کا نام کارد کے کھڑے تھے کہ حضرت خالدؓ اپنی فوج کو لیے ہوئے اُدھر سے گذرے اور سامنا ہوتے ہی تلوار چلنے لگی۔ تھوڑی دیر کی لڑائی مین مسلمانون کی طرف سے کرز بن جابر اور خنیس بن خالد جو اپنے گروہ سے الگ جا پڑے تھے نہایت بہادری سے مقابلہ کر کے مارے گئے۔ خنیس گر چکے تھے۔ جابر نے اُن کی لاش اپنے دونون پیرون کے درمیان مین کر لی۔ اور دشمنون کا مقابلہ کرتے کرتے خود بھی اُس پر گر کے ڈھیر ہو گئے۔ ان کے علاوہ سلمۃ نام ایک اور مسلمان نے بھی اس موقع پر اپنی جان دشمنون کے نذر کی۔ مگر اس کے مقابل مشرکین کے بارہ تیرہ آدمی مارے گئے۔ اور آخر سب کے سب شکست کھا کے بھاگے۔ حماس جب یہان سے بھاگ کے گھر گیا تو جاتے ہی بیوی سے کہا "جلدی دروازہ بند کر" وہ بولی "اور جو تم وہ بہادریان جتاتے تھے کیا ہوئین؟" اس پر حماس نے چند اشعار پڑھے جن مین ظاہر کیا تھا کہ کیونکر عکرمہ وغیرہ مسلمانون سے مقابلہ کر کے بھاگے اور مقابلہ کا کیا نتیجہ ہوا۔

باب بست وہشتم

مکے پر حکومت اور اُس کے نتائج

مشرکہ عورتون کی مزاحمت۔ کون کون لوگ واجب القتل قرار دیے گئے۔ عکرمۃ بن ابی جہل۔ اُسے امان دی گئی۔ صفوان بن امیہ اور اُس کی جان بخشی۔ عبداللہ ابن سعد اُسے بھی امان دی گئی۔ عبداللہ بن زبعری کو بھی امان ملی۔ وحشی کی بھی جان بخشی ہوئی۔ عبداللہ بن خطل کا قتل ہونا۔ حویرث بن نقید کا قتل۔ مقیس بن صبابہ کا قتل۔ ہند کی جان بخشی۔ شارہ عمرو بن مطلب کی لونڈی کا قتل۔ عبداللہ بن خطل کی مغنیہ عورتین

ح ابن ہشام صفحہ ۸۱۷ - ۸۱۸

ایک قتل ہوئی اور ایک ایمان لائی - مکے مین آپ کا داخلہ - آپ کعبے مین - کل پرانے حقوق کالعدم ہوے - نسبی فخر بھی اسلام مین منسوخ ہوا - مگر اس اصول کو مسلمان قائم نہ رکھ سکے - قریش کے ساتھ آپ کا برتاؤ - آپ کوہ صفا پر اور اہل مکہ کا ایمان لانا کعبے مین اذان - خانہ کعبہ بدستور حرم رہا - ایک شخص آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور آپ جان جاتے ہین - اور وہ آپ کے معجزے سے ایمان لاتا ہے علیہ اسلام اور خدا کی مہربانی

مشرکہ عورتون کی مزاحمت

آپ نے تمام سرداران فوج کو حکم دے رکھا تھا کہ سوا اُس شخص کے جو مقابلہ کرے اور کسی کو قتل نہ کرنا - جب لشکر اسلام ہر طرف سے مکے مین داخل ہونے لگا - تو مردون مین بجز خندمہ والون کے کسی کو سامنا کرنے کی جرات نہ ہوئی لیکن مشرکہ عورتون نے یہ کیا کہ بال کھول دیے - اور سامنے آکے مسلمانون کے گھوڑون کے منھون کو دوپٹون اور اوڑھنیون سے مارنے لگین - یہ تماشا دیکھ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے - اور ابوبکر صدیق کی طرف دیکھ کے جو پہلو مین کھڑے تھے فرمایا "ہان وہ حسان نے کیا کہا تھا؟" ابوبکرؓ نے یہ شعر پڑھا -

تکا وجیا دنا مستمطرات یلطمن بالخمر النسا

(قریب ہو کہ ہمارے گھوڑے سرپٹ بڑھتے چلے جاتے ہون اور عورتین انہین اپنی اوڑھنیون سے مار مار کے ہٹانا چاہتی ہون)

کون کون لوگ واجب القتل قرار دیے گئے

آپ نے اس موقع پر اگرچہ ہر شخص کو پناہ دے دی تھی مگر آٹھ مردون اور چار عورتون کی نسبت اذن عام تھا کہ جہان ملین قتل کیے جائین - وہ مرد تو یہ تھے عکرمہ بن ابی جہل صفوان بن اُمیہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح - عبداللہ بن زبعری - وحشی بن حرب قاتل حمزہ عم رسول اللہ - عبداللہ بن خطل - حویرث بن نقید - اور مقیس بن صبابہ - اور عورتین مندرجہ ذیل تھین - ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی - سارہ عمرو بن مطلب کی لونڈی - عبداللہ بن خطل کی دونون رنڈیان جن مین سے ایک کا

نام قریبہ تھا۔ اور دوسری کا نام نہین معلوم۔ مگر باوجود اس کے کہ ان لوگون کے قتل کرنے کی عام اجازت دے دی گئی تھی۔ لیکن بجز چند کے اُن مین سے بھی اکثر زندہ بچ گئے۔ امان پائی۔ اور اسلام قبول کر کے مقدس جماعت صحابہ مین شامل ہوئے۔

عکرمہ بن ابی جہل

عکرمہ اپنے باپ کی طرح ہمیشہ آنحضرت کے تکلیف دینے کی فکر مین رہا کرتا تھا۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو بھاگ کے یمن مین چلا گیا۔ مگر اُس کی بیوی اُم حکیم ایمان لائی اور اپنے شوہر کے لیے بارگاہ رسالت سے امان حاصل کر کے اُس کی تلاش مین نکلی۔ ایک رومی غلام ساتھ لیا جس نے اُس سے راستے مین زبردستی زنا کیا۔ آگے بڑھ کے سمندر کے کنارے عکرمہ مل گیا جہان یہ دو جہاز پر سوار ہو کے کہین بھاگ جانے کی فکر مین تھا۔ اُم حکیم نے روکا۔ اپنی سرگذشت بیان کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی کہ آپ کیسے رحم دل۔ مہربان اور قرابت کا پاس ولحاظ فرمانے والے ہین۔ یہ فرد سُن کے پہلے تو اُس نے اپنے بے وفا رومی غلام کو قتل کیا۔ پھر بارگاہ نبوت مین حاضر ہو کے شرک سے توبہ کی۔ توحید کو قبول کیا۔ اور اپنے لیے مغفرت چاہی۔

اُسے امان دی گئی۔

صفوان بن امیہ اور اُس کی جان بخشی

صفوان بن اُمیہ بھاگ کے جدّے چلا گیا تھا۔ عُمیر بن وہب نے حضرت رسالتؐ کی خدمت مین عرض کر کے اس کے لیے بھی امان حاصل کی۔ آنحضرتؐ نے اپنا وہ عمامہ جسے باندھے ہوئے مکے مین داخل ہوئے تھے بطور امان کی سند کے عُمیر کو دیا۔ عُمیر اُس عمامے کو لیے ہوئے جدّے مین گئے۔ اور صفوان کو امان ملنے کا مژدہ سُنایا۔ صفوان دین الٰہی کی مخالفت مین ایسی ایسی کارروائیان کر چکا تھا کہ اُسے کسی طرح یقین ہی نہ آتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے سے سرکش دشمن کی خطا معاف کر دی ہو گی

مگر عمیر نے اطمینان دلایا۔ اور بجھا بجھا کے مکے مین لائے۔ یہان آکے صفوان نے بارگاہ رسالت مین حاضر ہوکے کہا "عمیر کا خیال ہی کہ آپ نے میرا قصور معاف کردیا؟" آپ نے فرمایا "ہان سچ کہتے ہین"۔ یہ جواب سُن کے بولا "اگر یہ صحیح ہی تو مجھے دو مہینے تک اپنی حالت پر چھوڑ دیجے"۔ ارشاد ہوا "دو مہینے نہین چار مہینے"۔ غرض چار مہینے تک اُسی طرح اپنے بُت پرستی کے دین پر قائم رہا۔ مگر آپ کے احسان نے اس قدر گرویدہ کرلیا تھا کہ اُس کفر کی حالت مین بھی حُنین وطائف کی لڑائیون مین علم اسلام کے نیچے تھا۔ اور اُس سے مسلمانون کو بڑی مدد ملی تھی۔ پھر چار مہینے کے بعد مسلمان ہوگیا۔ اور حضرت علیؓ کی خلافت تک صادق الاعتقاد مسلمانون کی سی زندگی بسر کرکے رہ پیاے عالم آخرت ہوا۔

عبداللہ ابن سعد

عبداللہ بن سعد پیشتر مسلمان ہوچکا تھا۔ اور ایک مدت تک اُس نے کاتب وحی کی خدمت سرانجام دی تھی۔ لیکن چند روز بعد مرتد ہوکے قریش مکہ سے آملا۔ اور کہا "محمدؐ کے قرآن کو مین لکھتے مین جس طرح چاہتا تھا بدل دیا کرتا تھا۔ اور محمدؐ بھی میری اُن اصلاحون کو قبول کرلیتے تھے۔ تمھارا دین اُن کے دین سے اچھا ہی"۔ اُنھین اتہامون کی وجہ سے وہ بھی واجب القتل قرار دیا گیا تھا مکے کے فتح ہوتے ہی اُس نے بھاگ کے حضرت عثمانؓ کے پاس پناہ لی۔ اس لیے کہ اُن کا رضاعی بھائی تھا۔ جناب عثمانؓ پہلے اُسے چھپاتے رہے اور جب لوگون مین سکون ہولیا۔ اور ہر طرف امن وامان قائم ہوگیا تو لاکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر کیا۔ اور اس کے لیے امان طلب کی۔ اس درخواست کے جواب مین آپ بہت دیر تک خاموش رہے۔ اور آخر اُس کی خطا بھی معاف ہوئی۔ اور اُس نے بھی دوبارہ اسلام قبول کرلیا۔

اُسے بھی امان دی گئی

عبداللہ بن زبعری کو بھی امان ملی

عبداللہ بن زبعری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی

رجو کہا کرتا تھا۔ اب جو دیکھا کہ مکہ مین بھی پناہ نہین مل سکتی تو بھاگ کے ارض نجران مین ہو رہا۔ مگر چند روز بعد حاضر خدمت ہو کے اپنی خطا معاف کرائی اور آپ نے معاف کی اور امان دی۔ جس کے بعد وہ بھی ایمان لے آیا۔

وحشی کی بھی جان بخشی ہوئی | وحشی بن حرب جناب حمزہؓ کے قاتل کا حال ہم پیشتر ہی بیان کر چکے ہین کہ فتح مکہ کے وقت تک مکہ مین رہا۔ لیکن جب یہان جان بچنے کی کوئی صورت نہ نظر آئی تو بھاگ کے طائف چلا گیا۔ پھر چند روز بعد اہل طائف کے ساتھ "اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ" کہتا ہوا آپ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپ نے اُس سے حمزہؓ کے شہید کرنے کی پوری تفصیل سنی۔ جسے سُن کے روئے۔ اور فرمایا کہ تو میرے سامنے نہ آیا کر۔ مگر باوجود اس کے اُس کا بھی قصور معاف فرما دیا۔

جن آٹھ آدمیون کے قتل کی اجازت دی گئی تھی اُن مین سے یہ پانچ تو وہ تھے جو زندہ بچ گئے۔ معذرت خواہ ہوئے۔ ایمان لائے۔ اور زمرہ صحابہؓ مین شامل ہوئے۔ مگر باقی تین بدنصیب شخصون کی قسمت مین یہی تھا کہ کافر مارے جائین

عبداللہ بن خطل کا قتل ہونا | عبداللہ بن خطل بھی عبداللہ بن سعد کی طرح ایک زمانے مین مسلمان ہو گیا تھا۔ آپ نے ایک انصاری بزرگ اور ایک رومی نژاد نومسلم غلام کو اُس کے ہمراہ کر کے حکم دیا کہ جا کے مسلمانون سے صدقہ وصول کر لائے۔ مگر بجاے اس کے کہ صدقہ وصول کرے عبداللہ نے اُس غلام کو مار ڈالا اور مرتد ہو گیا۔ اب اُسے حضرت سرور کائنات سے یہان تک عداوت تھی کہ دو گانے والی رنڈیان فراہم کی تھین۔ جو ہر روز اس کے سامنے آنحضرتؐ کی ہجو مین گایا کرتین۔ یہ مکے سے بھاگنے نہین پایا تھا کہ سعید بن حریث مخزومی اور ابو برزہ اسلمی کی تلوارون نے اس کا کام تمام کر دیا

حویرث بن نقید کا قتل حویرث بن نقید بھی آپ کی ہجو کہا کرتا تھا۔ فتح مکہ کے دن اپنے گھر سے نکل کے بھاگا جاتا تھا کہ علی مرتضی کا سامنا ہو گیا۔ اور حسب فرمان رسالت شمشیر حیدری کا شکار ہوا۔

مقیس بن صبابہ کا قتل مقیس بن صبابہ کے قتل کا حکم محض اس سبب سے دیا گیا تھا کہ وہ ایک انصاری بزرگ کو قتل کر کے مرتد ہو گیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد وہ ایک مکان مین چھپ کے بیٹھ رہا تھا۔ مگر ایک دن اسی مکان مین چند دوستون کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ بدست پکڑا گیا۔ اور اسی حالت مین نمیلہ بن عبداللہ کلبی نے اُسے نذر اجل کر دیا۔

ہند کی جان بخشی اب صرف اُن عورتون کا حال باقی ہے جو واجب القتل ٹھہرائی گئی تھین۔ اُن مین ہند تو ایک دن چند عورتون کے ساتھ پوشیدہ طور پر حضرت سرور کائنات کی خدمت مین حاضر ہو کے ایمان لائی۔ اور آپ نے بھی اُس کا گناہ معاف کیا۔ یہان سے جا کے ہند نے اپنے گھر مین جتنے بت پائے توڑ ڈالے۔ و ذیل آنحضرت کو ہدیۃً نذر کیے۔ اور آپ کی خدمت مین آ کے شکایت کی کہ میری بھیڑ بکریون کے بہت کم بچے ہوتے ہین اور گلہ بڑھنے نہین پاتا۔ آپ نے اُس کے لیے برکت کی دعا کی۔ جس کے بعد سے اُس کے گلے مین بڑی ترقی ہوئی۔ اور اکثر بھیڑیان خدا کی راہ مین دیتے وقت کہا کرتی تھی کہ "یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے اور خدا کا ہزار ہزار شکر کہ ہمین ہدایت اسلام نصیب ہوئی"۔

سارہ عمرو بن مطلب کی لونڈی کا قتل عمرو بن مطلب کی لونڈی سارہ پہلے مدینے مین آ کے ایمان لائی تھی مگر اس کے بعد مکے مین واپس جا کے مرتد ہو گئی اور اسی جرم مین فتح مکہ کے بعد حسب اجازت حضرت سرور کائنات جناب علی مرتضی کے ہاتھ سے ماری گئی۔

عبداللہ بن خطل کی سفینہ عبودیت ایک قتل ہوئی اور ایک ایمان لائی۔

عبداللہ بن خطل کی دونون مغنیہ لونڈیون مین سے ایک جس کا نام قریبہ تھا قتل ہوئی اور دوسری کو مکے سے بھاگ جانے کا موقع مل گیا۔ مگر چند روز بعد بارگاہ نبوت مین حاضر ہوکے مسلمان ہوگئی۔ اور خلافت فاروقی کے دور تک زندہ رہی[1]

مکے مین آپ کا داخلہ

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سیاہ عمامہ سر پر باندھے اور ایک سُرخ چادر اوڑھے ہوئے مکے مین داخل ہوئے۔ اس شان وشوکت سے مکہ کو فتح کرنے کا خیال آیا تو آپ نے کجاوے پر سر رکھ دیا۔ گویا اس عظمت و سطوت کے شکریے مین درگاہ رب العزت مین سجدہ ادا کیا۔ اور فرمایا "خداوندا اصلی عیش وہی ہے جو عالم آخرت مین حاصل ہوگا" چند ہی ساعت مین زبیر بن عوام نے اپنا جھنڈا مقام حجون مین پہونچ کے گاڑ دیا۔ اور خالد بن ولید نے شہر کے نشیبی حصے مین عین اُس جگہ پر جہان سے آبادی شروع ہوئی تھی[2]

آپ کعبے مین

مکے مین داخل ہوتے ہی آپ سیدھے خانۂ کعبہ کے پاس آئے۔ سات بار طواف کیا۔ اور عثمان بن طلحہ کو بلا کے خانۂ خدا کی کنجی لی۔ اُسے کھلوایا۔ اس مین دو لکڑی کے بنے ہوئے کبوتر نظر آئے۔ اُنھین اپنے دست مبارک سے توڑ کے گرا دیا۔ پھر تمام بُت جن کا شمار تین سو ساٹھ بتایا جاتا ہے گرا کے توڑ ڈالے۔ دیوارون پر بعض انبیاے سلف کی تصویرین بنی ہوئی تھین اُنھین مٹوایا۔ اور باہر آکے دروازۂ کعبہ پر کھڑے ہوکے فرمایا لا الٰہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ الا کل دم او مأثرۃ او مال یدعی فھو تحت قدمی ھاتین الا سدانۃ البیت وسقایۃ الحج" یعنی سوا اُس اکیلے ایک خدا کے کوئی معبود نہین۔ اُس کا وعدہ سچا ہوا۔ اپنے بندے کی اُس نے مدد کی۔ اور صرف اُسی نے بڑے لشکرونکو

[1] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۴-۹۵-۹۶ [2] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۶

کل پرانے حقوق کالعدم ہوئے

شکست دے دی۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تمام خون۔ حقوق اور مال جن کا دعوی کیا جاتا ہو میرے ان دونون پاؤن کے نیچے ہین بجز خانہ کعبہ کی دربانی اور حاجیون کو پانی پلانے کے۔ اس سے صاف ظاہر ہو کہ اس وقت سے وہ تمام حقوق جو قدیم الایام سے چلے آتے تھے اور جن کا مفصل حال ہم جاہلیت کے حالات مین لکھ چکے ہین منسوخ ہو گئے۔ اور صرف دو حقوق باقی رہ گئے جو سدانہ کعبہ اور سقایہ کے لفظون سے تعبیر کیے جاتے تھے۔

نسبی فخر بھی اسلام مین منسوخ ہوا

پھر قریش کی طرف دیکھ کے فرمایا یا معشر قریش ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ وتعظمھا بالاباء الناس من آدم و آدم من تراب" (اے جماعت قریش خدا نے وہ جاہلیت کا غرور اور اپنے باپ دادا ون کی بڑائی کرنا تم سے دور کر دیا سب آدمی آدم سے ہین۔ اور آدم مٹی سے بنے تھے) پھر اسی سلسلہ مین یہ آیۂ قرآنی پڑھی۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" (اے لوگو ہم نے تمھین نر و مادہ سے پیدا کیا۔ اور تمھاری شاخین اور نسلین قرار دین تاکہ آپس مین پہچانے جا سکو۔ اور تم مین سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک وہی جو زیادہ متقی ہو) یہ حکم بنوت صاف ظاہر کر رہا ہو کہ اسلام نے نسبون پر فخر کرنے اور خاندانون پر غرور و ناز کرنے کی قطعاً بیخ کنی کر دی تھی۔ اور جو اُخوت عامہ اُس مواحدانہ دین نے قائم کی تھی اُس مین وقعت و فضیلت کا اصلی معیار صرف یہ تھا کہ جو جتنا زیادہ متقی ہو اتنا ہی زیادہ معزز ہو۔ مگر افسوس یہ تہذیب اور یہ اصلاح مسلمانون مین

مگر اس اصول کو مسلمان قائم نہ رکھ سکے

بہت ہی تھوڑے دنون قائم رہ سکی۔ اور آپ کے چند ہی روز بعد وہ جاہلیت کا نسبی غرور پھر عود کر آیا۔ پہلے بنی ہاشم و بنی امیہ کے جھگڑے خاندانی تمکنت کے پہلو سے نمودار ہوئے۔ اور آخری سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ عربی نژاد عجمی مسلمانون کو اپنے سامنے ذلیل و حقیر

خیال کرنے لگے۔ دراصل یہی چیز تھی جس نے اسلام کو ساری دنیا کا عام مذہب نہین بننے دیا۔ اور صد ہزار افسوس کہ آج بھی یہی چیز ترقی اسلام کی سب سے بڑی مزاحم و مانع ہے۔

قریش کے ساتھ آپ کا برتاؤ

اس عام نصیحت کے بعد آپ نے قریش سے جو سامنے ہجوم کیے کھڑے تھے پوچھا "اس بارے مین تمھارا کیا خیال ہے کہ مین تمھارے ساتھ کیا کرون گا؟" سب نے کہا "بھلائی۔ اس لیے کہ آپ اچھے بھائی اور اچھے بھتیجے ہین"۔ ارشاد ہوا "بہتر جاؤ تم سب آزاد ہو"۔ یہ فرما کے آپ مسجد کعبہ مین بیٹھ گئے۔ حضرت علیؓ کعبہ کی کنجی ہاتھ مین لیے ہوئے آئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ خانہ کعبہ کی دربانی اور سقایہ دونون ہم لوگون یعنی بنی ہاشم مین جمع فرما دیجیے۔ آپ نے اس کا جواب دینے کے عوض عثمان بن طلحہ کو بلا کے جو قدیم سے خانہ کعبہ کے کلید بردار تھے کنجی اُن کے ہاتھ مین دے دی اور فرمایا "آج نیکی اور وفائے عہد کا دن ہے"۔

آپ کوہ صفا پر اور اہل مکہ کا ایمان لانا

پھر یہان سے اُٹھ کے آپ کوہ صفا پر جا کے بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ آپ سے ذرا پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اور اہل مکہ نے حاضر ہو ہو کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور اسلام لانا شروع کیا۔ جب مردون سے فراغت ہو چکی تو عورتون کی باری آئی۔ آپ نے اُنھین نصیحتین کین اور حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ آپ کی طرف سے بیعت لے کے انھین داخل اسلام کرین۔ خود آپ نے کسی عورت سے ہاتھ نہین ملایا۔ اور آپ کا یہ عام معمول تھا کہ سوا اُن عورتون کے جو آپ پر حلال ہون اور کسی عورت سے کبھی ہاتھ نہ ملاتے تھے اب ظہر کا وقت آیا۔ اور حسب فرمان نبوت بلالؓ نے مسجد کعبہ مین کھڑے ہو کے

ع ابن ہشام صفحہ ۸۲۱

اذان دی۔ اس وقت قریش پہاڑون پر گھبرائے ہوئے پھرتے تھے بعض ایمان لاتے تھے۔ اور بعض امان مانگتے تھے۔

کیفیت اذان

اب اگرچہ اکثر لوگ مسلمان ہو چکے تھے مگر جاہلیت کا اتنا غرور ابھی تک بعض لوگون مین باقی تھا کہ یہ اذان کی آواز اکثرون کو ناگوار ہوتی۔ ابوسفیان عتاب بن اُسید اور حارث بن ہشام صحن کعبہ مین بیٹھے ہوئے تھے یکایک یہ نعرۂ توحید سُن کے عتاب بول اُٹھا "خدا نے اُسید یعنی میرے باپ کے حال پر بڑی مہربانی کی کہ اس آواز کے سننے سے بچا لیا" حارث بولا "مگر مین تو اگر یہ جانتا ہوتا کہ محمد اپنے دعوے مین سچے ہین تو اس کو قبول کر لیتا" ابوسفیان نے کہا "مین اس بارے مین کچھ نہین کہہ سکتا۔ اگر زبان ہلاؤن تو یہ کنکریان جو زمین پر پڑی ہین یہ ہی محمد سے جا کے بیان کر دین گی"۔ اور خدا کی قدرت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس گفتگو کی پوری خبر ہو گئی۔ ان لوگون کے پاس تشریف لائے اور فرمایا "جو کچھ تم کہہ رہے تھے مجھے معلوم ہے۔ اتنا سنتے ہی سب کو حیرت ہو گئی۔ اور حارث اور عتاب جو اس وقت تک اپنے آبائی دین پر قائم تھے مسلمان ہو گئے۔

خانۂ کعبہ بدستور حرم رہا

اس موقع پر منجملہ اور سب باتون کے آپ نے حرمت کعبہ پوری طرح قائم رکھی تھی یعنی یہ کہ اُس مین جو آئے قتل نہ کیا جائے۔ اور اُس کا احاطہ حرم سمجھا جائے۔ بعض لوگون نے قدیم عداوتون پر ایک آدہ شخص کو قتل بھی کر ڈالا تو آپ نے اُس کا فدیہ ادا کیا۔ انصار کو خیال پیدا ہوا تھا کہ اب تو حضرت رسالتؐ نے اپنا وطن فتح کر لیا۔ غالباً ہمین چھوڑ کے یہین کی سکونت اختیار کر لین گے۔ لیکن آپ نے اس خیال کو اُن کے دلون سے نکال ڈالا

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۶

اور ارشاد فرمایا "معاذ اللہ! بھلا مین ایسا کرون گا! اب زندگی تمھاری زندگی کے ساتھ ہی - اور موت تمھاری موت کے ساتھ"

ایک شخص آپکے قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہی

اسی فتح مکہ کے وقت آپ سے ایک عجیب اور نمایان معجزہ ظاہر ہوا. خانہ کعبہ کے گرد طواف کر رہے تھے کہ فضالہ بن عمیر نام ایک مشرک نے ارادہ کیا کہ طواف کرتے ہی مین آپ کو شہید کر ڈالے اس ارادے

اور آپ جان جاتے ہین

سے قریب آیا تھا کہ آپ نے پوچھا "کون؟ فضالہ؟" بولا "جی ہان فضالہ" پوچھا "تم دل مین کیا کہہ رہے تھے؟" بولا "کچھ نہین خدا کو یاد کرتا تھا" یہ جواب سن کے آپ ہنسے اور فرمایا "توبہ کرو" اور اتنا کہہ کے فضالہ کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھدیا. جس سے اُس کے دل کو تسکین سی ہوئی - اور خود اُسی کا بیان ہی کہ

اور وہ آپکے معجزے سے ایمان لاتا ہی

آپ کے دست مبارک کے ہٹتے ہی میرے دل کی یہ حالت تھی کہ ساری دنیا مین آپ سے زیادہ کوئی چیز مجھے عزیز نہ تھی

غلبہ اسلام اور خدا کی مہربانی

الغرض اس طریقے سے اللہ جل شانہ نے مکے کو مسلمانون کے ہاتھ پر فتح کیا اور وہی شہر جس سے نہایت ناکامی سخت پریشانی - حد سے زیادہ مایوسی - اور ذلیل سے ذلیل توہین و دل شکنی کے ساتھ آپ چھپ کے بھاگے تھے وہی شہر آج آپکے قبضے مین ہی اور قریش حیرت سے دیکھ رہے ہین کہ جس بے حامی و مددگار یتیم کو انھون نے بے گھر بار اور خانمان برباد کیا تھا اس وقت کس شان و شکوہ سے خدا کے مقدس گھر مین داخل ہوا ہی اور ان کی قسمت کا مالک ہی -

باب بست ونہم

غزوۂ ہوازن اور فتح طائف

نبوت مین شان سلطنت - خالد کی بے اعتدالی - اور اُس کا سداوضہ - متعبد

ع ابن ہشام صفحہ ۸۲۲ - ۸۲۴ - ۸۲۵

عزیٰ کا انہدام - سواع کی مورت توڑی جاتی ہے - اور مناۃ کی مورت بھی - غزوہ ہوازن کی ابتداء - لشکر کفار کی روانگی - درید بن صمہ اور اس کی رائے - فوج کفار کی ترتیب آپ بھی لڑائی کا سامان کرتے ہین - لشکر اسلام کی روانگی اور ترتیب لشکر اسلام کا جاسوس نومسلمون مین پڑانے دین کا اثر - وادی حنین - دشمنون کی سخت تیراندازی مسلمانونکی شکست - نومسلمون مین بوے کفر - آپ کی حوصلہ افزائی - انصار کی جان نثاری دشمنونکی شکست انکے مقتولین درید بن صمہ خاتمہ - ام سلیم کی شجاعت - خالد کی جان بازی - آپ کی رضاعی بہن گرفتار - فرشتون کی مدد - شہداے اسلام - غنیمت اور قیدی - ذوالخلصین کی مورت توڑی گئی - اسلام مین تخییر کا ابتدائی رواج - آپ کا حملہ طائف پر - طائف کا محاصرہ - دشمن باہر نہین نکلتے - ان کی مستعدی و ہوشیاری - مجبوراً محاصرہ اٹھالیا گیا - ابویہ بنت غیلان کی گرفتاری - درہ کا حسن و جمال - جعرانہ مین آپ کا ورود - ہوازن والے خود ہی آکے ایمان لاتے ہین - وہ اپنے حقوق یاد دلاتے ہین - اور باوجود شواری کے ان کے حال پر مہربانی - ہوازن کی تائید مین آپ کا خطبہ - ہوازن کے اہل و عیال کا مسترد ہونا - طمع اور اس کا نتیجہ - سردار ہوازن مالک بن عوف کا ایمان لانا - لوگ بیباکی سے حصہ غنیمت مانگتے ہین - اس کی تقسیم - اہل مکہ پر شفقت - ان کا لقب مولفۃ القلوب - انصار کا اس غنیمت سے محروم رہنا - اس کے نتیجے مین ان کی ناراضی - آپ ان کی دل داری و دلجوئی فرماتے ہین - آپ کا عمرہ یعنی زیارت کعبہ - ورود مدینہ

نبوت مین شان سلطنت

اب مکہ فتح ہوگیا ہے - اور خانہ کعبہ چونکہ سارے عرب کا مذہبی مرکز و معبد ہے لہذا قریب قریب سارے عرب نے علم اسلام کے آگے سر جھکا دیا ہے - نبوت نے دنیا کے ایک وسیع حصے سے توحید کو منوا کے اور کلمۂ حق کی آواز بلند کر کے سلطنت کی شان حاصل کر لی ہے - عرب کے تھوڑے ہی قبائل دین اسلام مین شامل ہونے کو رہ گئے ہین - اور اسی کے مناسب

آپ کی زندگی کا بھی تھوڑا زمانہ باقی رہ گیا ہے۔

خالد کی بے اعتدالی

فتح مکہ کے بعد آپ نے مختلف جماعتوں کو اطراف مکہ میں بھیجا کہ گرد و جوار کے لوگوں کو بھی خدا کے مقدس و برگزیدہ دین میں شامل کریں اور ان سب لوگوں کو قطعی ممانعت کر دی تھی کہ خبردار کسی جگہ لڑائی اور قتل و خونریزی کی نوبت نہ آنے پائے۔ انھیں جماعتوں میں سے ایک گروہ خالدؓ بن ولید کی ماتحتی میں روانہ ہوا۔ جنھیں آپ نے جنگجوئی کے لیے نہیں بلکہ محض تبلیغ اسلام اور دعوت کے لیے بھیجا تھا۔ خالدؓ مکے سے نکلتے ہی غمیصا نام ایک تالاب کے کنارے اُتر پڑے جو بنی حذیمہ کے علاقے میں تھا۔ ان لوگوں نے عہد جاہلیت میں کسی موقع پر خالدؓ کے چچا کو یمن سے واپس آتے وقت لوٹ لیا تھا۔ جس کا بخار اس وقت تک خالدؓ کے دل میں باقی تھا۔ خالدؓ کی صورت دیکھتے ہی بنی حذیمہ نے ہتھیار سنبھالے۔ مگر خالدؓ نے کہا ہتھیار رکھ دو۔ اس لیے کہ تمام لوگوں نے دین اسلام کو قبول کر لیا۔ یہ سُن کے اُنھوں نے ہتھیار رکھ دیے اور خالدؓ نے موقع پا کے سب کی مشکیں بندھوا لیں۔ اور اُن میں سے جن جن کو چاہا قتل کرڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس جور و تشدد کی خبر پہونچی تو گھبرا کے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے۔ اور کہا خداوندا! خالدؓ نے جو کچھ کیا میں اس سے بری ہوں۔ اور فوراً بہت سا روپیہ دے کے حضرت علیؓ کو بھیجا

اور اُس کا معاوضہ

جنھوں نے بنی حذیمہ میں جا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برات ظاہر کی۔ اور آپ کی طرف سے ہر خون کا خون بہا ادا کیا۔ آدمی درکنار اگر اُن کا کوئی کتا بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا تو اس کا بھی خون بہا دے دیا۔ اور سب دے دلا کے اور یہ دریافت کر کے کہ اب ان کا کوئی خون نہیں باقی رہا ہے۔ تھوڑا بہت روپیہ جو بچ رہا تھا وہ بھی اُن کے حوالے کیا

اور کہا یہ رقم مین مزید احتیاط کے لیے تمھین حضرت رسالت کی طرف سے دیتا ہون - اس کا پتہ بالکل نہین چلتا کہ اس بارے مین خالدؓ بن ولید سے باز پرس کی گئی یا نہین - اور کی گئی تو کیا اور کیونکر -

معبد عزی کا انہدام مکہ فتح ہونے کے پانچ دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ بن ولید کو تیس سوارون کے ساتھ بھیجا کہ وہان جا کے معبد عزی کو منہدم کر دین بعض لوگ کہتے ہین کہ عزی ایک درخت تھا جس کی پرستش کی جاتی تھی اور بعض راویون کا بیان ہے کہ درخت نہین مورت تھی جسے کسی قدیم زمانے مین سعد بن ظالم غطفانی نے لوگون کو مکے مین کعبے کا طواف کرنے اور صفا و مروہ پر دوڑتے دیکھ کے یہان کی ہر جگہ سے ایک ایک پتھر لے جا کے نخلہ مین قائم کیا تھا اور اُس کی پرستش جاری کرائی تھی - یہ بت خانہ سارے عرب مین کعبے کے بعد سب سے زیادہ معزز و محترم خیال کیا جاتا تھا - بت پرستی کے پُرانے حامی و مجتہد عمرو بن لحی نے لوگون مین مشہور کر دیا تھا کہ خدا جاڑون مین لات کے پاس رہتا ہے جو کعبے مین تھا اور گرمیون مین عزی کے پاس جو نخلہ مین قائم تھا - نخلہ کا یہ معبد عزی مکے سے ایک منزل تھا - قریش اور بنی کنانہ اس کی پرستش کرتے تھے - اور بنی شیبان اس کے پجاری تھے - کعبے کی طرح اس بت خانے مین بھی نذرین چڑھائی جاتی تھین - طواف کیا جاتا تھا - اور قربانیان کی جاتی تھین - لیکن اس کے ساتھ سب کو اس بات کا اقرار تھا کہ کعبہ اس سے افضل ہے کیونکہ یہ حضرت ابراہیمؑ کا بنایا ہوا مکان تھا معبد عزی کے دربان کو جب خالد کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو اپنی تلوار بت خانے مین لٹکا دی اور ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اے عزی خالد کو اپنی سختی اور اپنا جلال دکھا - اور جب خالدؓ جا پہونچے تو پھر اپنے

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۰ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰

بت کو پکارا۔ اکثر اہل سیر لکھتے ہین کہ ناگہان ایک کالی کلوٹی اور ننگی عورت غل مچاتی اور خاک اڑاتی ہوئی نکلی جسے خالدؓ بن ولید نے تلوار سے قتل کر ڈالا پھر اس کے بعد مورت کو توڑا۔ بت خانہ منہدم کیا۔ اور حضرت رسالت کی خدمت مین حاضر ہو کے ساری سرگذشت بیان کی۔ آپ نے اُس عورت کا حال سُن کے فرمایا وہی عورت عزّیٰ تھی۔

سُواع کی مورت توڑی جاتی ہے

انہین ایام اور اسی رمضان کے مہینے مین آپ نے عمروؓ بن عاص کو روانہ کیا کہ جا کے بنی ہذیل کے بت سُواع کو بھی توڑ ڈالین اور وہ بت خانہ بھی منہدم کر دیا جاے۔ یہ بت مکے سے تین میل باہر قائم تھا۔ عمروؓ بن عاص جا کے پہونچے تو وہان کے پوجاری نے پوچھا کیون آئے ہو؟ جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بت کے توڑنے کو بھیجا ہے۔ اس نے کہا یہ تمھاری طاقت سے باہر ہے۔ پوچھا کیون؟ بولا اس لیے کہ یہ دیوتا خود ہی اپنے آپ کو بچا لے گا۔ عمروؓ نے کہا تجھے نہین نظر آتا کہ یہ مورت نہ دیکھ سکتی ہے؟ اور نہ سن سکتی ہے؟ یہ کہہ کے اسے توڑ ڈالا اور پجاریون نے اُن کا اشارہ پاتے ہی سواع کا بت خانہ بھی منہدم کر دیا۔ اس کارروائی سے فراغت کر کے عمروؓ بن عاص نے اُس پوجاری کی طرف دیکھ کے کہا "دیکھا"؟ اُس نے کہا "اب کیا ہے۔ مین خدائے واحد لم یزل پر ایمان لاتا ہون"۔ اور یہ کہہ کے مسلمان ہو گیا۔

اور مناۃ کی مورت بھی

اسی زمانے مین مدینے کے قبائل اوس و خزرج کا بت مناۃ بھی توڑا گیا۔ جس کے لیے آپ نے سعدؓ بن زید اشہلی کو بیس سوارون کے ساتھ روانہ فرمایا تھا۔ یہ بت خانہ مقام قدید کے قریب سمندر کے کنارے مشلّل نام ایک بستی مین پہاڑ کی بلندی پر قائم تھا۔ سعدؓ مشلّل مین پہونچے تو وہان کے

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۹ ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۰۷

پوجاری سے اور اُن سے بھی کچھ ویسی ہی گفتگو ہوئی جیسی کہ عمرؓو بن عاص اور سواع کے پوجاری مین ہوئی تھی - یہان بھی بعض لوگ کہتے ہین کہ ایک عورت نکلی اور سعدؓ کی تلوار سے ماری گئی - بہر تقدیر یہ بت خانہ سعد بن زید کے ہاتھون منہدم ہوا - بعض لوگ اس بت کا توڑنے والا ابوسفیان کو اور بعض حضرت علیؓ کو بتاتے ہین - مگر غالب و قوی روایت یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ کام سعد بن زید کے ہاتھون پورا ہوا[1]

الغرض ماہ مبارک رمضان اسی حال مین گذرا کہ اطراف و حوالی مکہ کے بت توڑے جاتے تھے - بت خانے منہدم ہو رہے تھے توحید کی آواز ہر جانب بلند تھی - اور اہل مکہ ایمان لا رہے تھے - اسلام کا روز افزون عروج دیکھ دیکھ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ مہاجرین و انصار جو دین اسلام اختیار کرنے کی ابتدائی دشواریان اور مصیبتین جھیل چکے تھے خوش ہو رہے تھے کہ شعبان کا مہینہ آیا اور عید کی دینی مسرت کے بعد ایک نئی اور بہت سخت مشکل کا سامنا ہوا جسمین غالبًا خدا کی یہ مصلحت تھی کہ خوشی مین آکے لوگ اُس کی طرف سے غافل نہو جائین

غزوہ ہوازن کی ابتدا | مکے کے فتح ہو جانے کا حال جب قبیلۂ ہوازن والون کو معلوم ہوا - اور ان کو خود بخود یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ عنقریب عساکر اسلام اُن مین بھی پرانی بت پرستی اور قدیم رسوم کو پامال کر دین گے تو بڑے جوش و خروش سے اور پوری تیاریون سے مقابلہ کرنے کو تیار ہو گئے - مالک بن نضر نے ان کی ایک بڑی بھاری جماعت کو مجتمع کیا - اور یہ خیال کر کے کہ مکہ فتح کرنے کے بعد

لشکر کفار کی روانگی | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر حملہ نہ کر دین بڑے ساز و سامان کے ساتھ آپ ہی سبقت کر کے مقابلے کے لیے چل کھڑے ہوئے - ہوازن کے علاوہ قبیلہ ہاے ثقیف قیس جشم اور ہلال کے لوگ بھی ان کے جھنڈے

[1] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۱

کے نیچے تھے۔ جن کی مجموعی تعداد تیس ہزار تھی[۳]۔ زیادہ بہادری دکھانے اور سپہ گروں میں حمیت و غیرت کا جوش پیدا کرنے کے لیے سب نے اپنے ہوی بچے بھی ساتھ لے لیے تھے۔ اس خیال سے کہ ان کو چھوڑ کے کوئی بھاگ نہ سکے گا۔ بنی جشم کے ساتھ عرب کا مشہور شہسوار اور نامی گرامی شاعر دُرید بن صمہ بھی موجود تھا جو ان دنوں

دُرید بن صمہ اور اس کی رسائی

ایک شیخ فانی اور چلنے پھرنے تک سے معذور تھا اور صرف رائے سے فائدہ اٹھانے اور اس کے تجربوں سے سبق حاصل کرنے کے لیے ساتھ لے لیا گیا تھا۔ یہ لشکر جب مقام اوطاس میں آ کے ٹھہرا تو دُرید نے پوچھا یہ بچوں کے رونے کی آواز کیسی؟ لوگوں نے کہا مالک بن نصر نے سب کے اہل و عیال کو بھی ساتھ لے لیا ہے۔ یہ سُن کے اُس نے مالک سے اس کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا "میں نے ان لوگوں کو اس خیال سے ساتھ لے لیا ہے کہ لوگ اپنے بال بچوں کی حمایت میں زیادہ جوش سے لڑیں گے"۔ دُرید نے کہا بھلا بھاگنے والے کو بھی کوئی چیز روک سکتی ہے؟ اگر فتح ہوئی تو سوا اُس مرد کے جس کے ہاتھ میں تلوار یا نیزہ ہو اور کوئی نہ کام آئے گا۔ لیکن اگر شکست ہو گئی تو تمہیں سوچو کہ کتنی بڑی رسوائی اور بے عزتی ہوگی؟" اس کے بعد دُرید نے لڑائی کے متعلق چند اور مشورے دیے مگر مالک نے ایک نہ سنی۔ اور کہا "تجھ سے ہم سے اتفاق نہیں ہو سکتا"۔ دُرید نے جب یہ حالت دیکھی تو قبیلہ ہوازن کو بُھلایا۔ مگر انھوں نے بھی نہ مانا اور مالک ہی کا ساتھ دینے پر آمادہ رہے۔

فوج کفار کی ترتیب

اب مالک نے آگے بڑھنے کے لیے اپنی فوج کو یوں مرتب کیا کہ سواروں کے پرے آگے کیے۔ اُن کے پیچھے پیادوں کی صفیں قائم کیں

---

[۲] ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۹۹ [۳] السیرۃ النبویہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۰۲

[۴] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۹ و ۱۰۰۔

اُن کے پیچھے اونٹون پر عورتون اور بچون کو بٹھایا۔ اور اپنے مویشیون کے گلے اور اونٹ وغیرہ عورتون کے بھی پیچھے کیے۔ پھر سب کی طرف متوجہ ہو کے کہا "دشمن کا سامنا ہوتے ہی بس یکایک یکسان شجاعت و دلیری سے ٹوٹ پڑنا"۔ اس نشان اس ٹھاٹھ اور اس ارادے سے اہل ہوازن حضرت رسالتؐ کے مقابلے کو روانہ ہوئے

آپ بھی لڑائی کا سامان کرتے ہین

جب ان لوگون کی روانگی کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے بھی مقابلے کا سامان شروع کر دیا۔ پہلے صفوان بن امیہ سے پچاس ہزار درہم۔ عبداللہ بن ربیعہ سے چالیس ہزار درہم۔ اور حویطب بن عبدالعزی سے بھی چالیس ہزار درہم قرض لے کے لشکر کے غریبون اور مسکینون مین تقسیم کر دیے۔ تاکہ اطمینان سے دشمن کا مقابلہ کر سکین۔ اس اثنا مین سنا کہ صفوان بن امیہ کے پاس بہت سی عمدہ اور مضبوط زرہین اور اسلحہ موجود ہین۔ لہذا اس کے پاس کہلا بھیجا کہ تھوڑے دنون کے لیے یہ زرہین اور ہتھیار ہمین قرض دے دو"۔ اُس نے تیور بدل کے پوچھا "کیا آپ ان کو غصب کرنا چاہتے ہین؟" بارگاہ نبوت سے جواب ملا "نہین صرف عاریۃً کام نکلتے ہی واپس کر دی جائین گی"۔ یہ سن کے وہ بولا "خیر اس مین کوئی مضائقہ نہین"۔ اس طریقے سے اُس سے سو زرہین مع اُن کے مناسب اسلحہ کے آپ کو ملین جو بعد واقعہ ہوازن واپس دی گئین۔ تو صفوان نے لینے سے انکار کیا۔ اور کہا "اس وقت مین مشرک تھا اور اب مسلمان ہون"۔ پھر آپ نے نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے تین ہزار نیزے عاریۃً لیے۔ یہ سب سامان فراہم کرنے کے بعد آپ نے عتابؓ بن اُسید کو اپنا نائب بنا کے مکے مین چھوڑ دیا۔ معاذ بن جبل کو مامور کیا کہ

لشکر اسلام کی روانگی

اہل مکہ کو دین اسلام کی تعلیم دین۔ اور خود بارہ ہزار فوج ہمراہ رکاب لے کے جن مین سے دس ہزار تو وہی بہادر تھے جو مدینے سے

ساتھ آئے تھے یعنی جن کے ہاتھون مکہ فتح ہوا تھا اور دو ہزار خاص اہل مکہ جن مین سے اکثر مسلمان اور اسی مشرک تھے ہفتے کے دن ۶- شوال کو مکے سے نکلے اور دشمنون کے مقابلے کو روانہ ہوئے-

اور ترتیب | مقام عدو مین پہونچ کے آپ نے لشکر کو مرتب کیا- مہاجرین کا جھنڈا علی مرتضیٰؓ کے ہاتھ مین دیا- خزرجیون کا جھنڈا حبابؓ بن منذر کو- اوس والون کا جھنڈا اسیدؓ بن حضیر کو عطا کیا- پھر اُن کے ماتحت مختلف قبیلون اور گروہون کے جھنڈے مختلف لوگون کے ہاتھ مین دیے جن مین سے ایک جھنڈا سعدؓ بن ابی وقاص کو اور ایک عمرؓ بن الخطاب کو ملا- یہ انتظام کرکے آپ نے دو زرہین خود پہنین- خود سر پر رکھا- اور اپنے نقرۂ فخر پر جس کا نام دُلدل تھا سوار ہوئے- اس موقع پر لشکر اسلام کی کثرت اور فوج صحابہ کی شان و شوکت دیکھ کے آپ نے فرمایا آج تو یہ امید نہین ہے کہ فوج کی کمی کی وجہ سے ہم پر کوئی غالب آسکے[1]

لشکر اسلام کا جاسوس | اس فخر و ناز کے کلمے ہی کا نتیجہ تھا کہ خدا نے اس معرکے مین آپ کو ایک سخت آزمایش مین مبتلا کر دیا-

پوری تیاریان ہو چکنے کے بعد آپ نے ابو حدرد اسلمی کو بھیجا کہ دشمنون کی خبر لائین- وہ گئے- دو دن دشمنون کی فوج مین رہ کے واپس آئے- اور ساری کیفیت بیان کی- ہوازن کی عورتون اور بچون کے ساتھ ہونے کا حال سن کے آپ نے مسکرا کے فرمایا "یہ انشاء اللہ مسلمانون کی غنیمت ہونگے"[2]

اب آپ عساکر اسلام کو ساتھ لیے ہوئے حنین کی طرف چلے جاتے تھے اور ہمراہیون خصوصاً اہل مکہ مین سے بہت سے ایسے تھے جو ابھی نئے نئے مسلمان

[1] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ [2] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۰

[2] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶

نومسلمون مین پرانے دین کا اثر

ہوئے تھے۔ راستے مین ایک بڑے بھاری سرسبز درخت کے پاس سے گذر ہوا جو عرب کے اُس مشہور درخت کے مشابہ تھا جو "ذات انواط" کے لقب سے مشہور تھا۔ جاہلیت مین لوگ ذات انواط کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ ہر سال اُس کے گرد ایک میلا ہوا کرتا تھا۔ اُس کی ٹہنیون مین ہتھیار لٹکائے جاتے تھے۔ اور نیچے قربانیان کی جاتی تھین۔ اس درخت کو دیکھ کے لوگون کو وہی ذات انواط یاد آگیا۔ اور آنحضرتؐ سے کہنے لگے "یا رسول اللہ جس طرح مشرکین کا ایک ذات انواط ہے اُسی طرح اس درخت کو آپ ہمارا ذات انواط قرار دے دیجئے" یہ عجیب وغریب درخواست سن کے آپ کو حیرت ہوگئی۔ فرمایا "اللہ اکبر! خدا کی قسم تمھاری یہ فرمایش تو ویسی ہی ہے جیسی فرمایش موسیٰ سے اُن کی قوم نے کی تھی کہ جیسے اِن لوگون کے دیوتا ہین ویسا ہی ایک دیوتا ہمارے لیے بھی مقرر کر دیجیے"[1]

وادی حنین

ابھی تک دشمنون کا کہین پتہ نہ تھا۔ اور آپ صبح تڑکے ہنوز اندھیرا تھا کہ وادی حنین مین پہونچے۔ اور لشکر اسلام اُس کی تنگ و تاریک گھاٹی مین داخل ہوا۔ سب لوگ کمال اطمینان سے بے خوف وخطر چلے جاتے تھے کہ ناگہان چارون طرف سے دشمن نکل پڑے۔ اور مسلمانون پر تیرون کا ایک نہایت ہی مہیب مینھ برسنے لگا۔ درید بن صمہ کے مشورے سے مالک بن نصر نے

دشمنون کی سخت تیراندازی

یہان چارون طرف اپنی فوج کو چھپا دیا تھا۔ جو مسلمانون کو ٹھیک اپنی زد پر پاکے یکایک حملہ آور ہوئے۔ اور سب سے زیادہ ستم یہ ہوا کہ ہوازن تیراندازی مین نہایت ہی مشاق تھے۔ اس آفت ناگہانی سے مسلمان اس قدر پریشان و بدحواس ہوئے کہ سب کا قدم اُکھڑ گیا۔ اور اس طرح بہیبت کھاکے بھاگے کہ کسی کو کسی کا خیال نہ تھا۔ بس آناً فاناً مین

[1] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۸۴۲

مسلمانون کی شکست | یہ حالت ہوگئی کہ آپ کے گرد صرف چند گنتی کے آدمی باقی تھے جن مین ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ عباسؓ۔ فضلؓ بن عباس۔ ابوسفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب۔ اسامہؓ بن زیدؓ۔ ربیعہؓ بن حارث بن عبدالمطلبؓ عقبہؓ بن ابی لہب۔ معتبؓ بن ابی لہب اور ایسے ہی چند اور لوگون کا نام بتائے جاتے ہین اس نازک موقع پر جن بہادرون نے ثابت قدمی دکھائی ان کی تعداد بعض لوگ دس بعض بارہ بعض اسی بعض سو اور بعض تین سو بتاتے ہین[1]۔ مگر صحیح یہی ہے کہ دس بارہ آدمیون سے زیادہ نہین رہ گئے تھے۔

نومسلمون مین بروے کفر | اہل مکہ مین سے جن لوگون کے دلون مین کفر و عداوت کا مادہ باقی تھا اُنھین اس موقع پر اپنے اپنے خیالات ظاہر کرنے بلکہ بعض کو تو انتقام لینے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ ابوسفیان بولا "اب یہ شکست سمندر کے ساحل تک نہین ختم ہوسکتی"۔ مکدہ بن فضیل نے کہا "اب اس وقت تو جادو کا زور ٹوٹ گیا"۔ یہ جملہ سُن کے اُس کے اخیافی بھائی صفوان بن امیہ کو جو پاس کھڑا تھا باوجودیکہ وہ ابھی تک اپنے پرانے دین پر قائم تھا تاب نہ آئی۔ بھنجھلا کے بولا۔ "چپ رہ! خدا تیرا مونھ بند کرے! ایک قریشی شخص کو اپنا سردار بنانا مجھے پسند ہے بمقابلہ اس کے کہ بنی ہوازن کا کوئی شخص میری قسمت کا مالک ہوجائے"۔ شیبہ بن عثمان نے اس گھڑی سب سے زیادہ یہ جرأت کی کہ بولا "آج مجھے اپنے باپ کے خون کا بدلہ مل جائے گا" اُس کا باپ معرکہ اُحد مین مارا گیا تھا۔ اور یہ کہہ کے بڑھا کہ آپ پر حملہ کرے مگر دل پر کوئی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ کسی طرح ہمت نہ ہوئی۔ اور پلٹ آیا۔

آپ کی حوصلہ افزائی | آنحضرتؐ نے لوگون کو بھاگتے دیکھ کے روکنے کی کوشش کی

[1] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ و ۳۰۷

تین دفعہ پکار پکار کے کہا "لوگو! ادہر آؤ۔ مین رسول اللہ ہون۔ مین محمد بن عبداللہ ہون" مگر لوگ اس قدر حواس باختہ تھے کہ کسی نے خیال نہ کیا تب آپ نے حضرت عباسؓ کی طرف دیکھا جو آپ کے خچر کی لگام پکڑے کھڑے تھے۔ اور فرمایا "اے عباس تم ذرا للکار و کہ اے گروہ انصار" حضرت عباسؓ توانا و تنومند آدمی تھے۔ اور آواز بھی بہت بلند تھی۔ انھون نے جو انصار کو للکار کے پکارا تو انصار اس طرح لبیک! لبیک کہتے ہوئے حضرت رسالت کی طرف دوڑے کہ بعض کے اونٹ جلدی مین موڑنے سے نہ مڑ سکے تو اونٹون پر سے کود کود کے حاضر ہو گئے۔ اور حضرت سرور کائناتؐ کے گرد سو جان بازون کا ہجوم ہو گیا۔ اور ان لوگون نے بڑی دلیری و شجاعت سے دشمنون کا مقابلہ شروع کیا۔ لڑائی کی شدت اور اپنے وفا کیش صحابیون کی جان نثاری دیکھ کے آپ کو بھی جوش آگیا۔ اور بہ آواز بلند یہ نعرہ نبوت بلند کیا "انا النبی لا کذب۔ انا ابن عبدالمطلب" یعنی اس مین ذرا جھوٹ نہین کہ مین پیغمبر ہون اور مین عبدالمطلب کا بیٹا یعنی اُن کی اولاد سے ہون۔ اب بڑے زور و شور کی لڑائی ہو رہی تھی۔ جن جان بازون نے حمایت اسلام مین قدم جما دیے تھے اُن کی شجاعت دیکھ دیکھ کے دشمنون کے حوصلے پست دشمنون کی شکست ہوئے جاتے تھے۔ یہ رنگ دیکھ کے حضرت سرور کائناتؐ نے اپنے رہوار دُلدُل کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا "اے دُلدُل جھک کے زمین سے لگ جا" اشارہ پاتے ہی وہ جھکا۔ آپ نے ایک چنگل بھر خاک زمین سے اٹھا کے دشمنون کی طرف پھینکی۔ اور بس اسی کے ساتھ ہی اُنھون نے نہایت بدحواسی کے ساتھ منھ پھیر دیا۔ مسلمانون نے تعاقب کیا۔ اور دم بھر مین بہتون کو قتل کر ڈالا۔ بہتون کو گرفتار کر لیا۔ جو رسیون مین باندھ کے حضرت رسالتؐ کے

انصار کی جان نثاری

سامنے کھڑے کر دیے گئے۔

ان کے مقتولین اس معرکے مین ہوازن کے قبیلۂ ثقیف اور بنی مالک مین سے ستر آدمی مارے گئے تھے۔ اور اُن کے حلیف اور ساتھ دینے والے قبیلون مین سے صرف دو کی جان گئی تھی۔ اس کا یہ سبب تھا کہ وہ لوگ پہلے ہی سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ بعض مشرکین نے میدان حنین سے بھاگ کے شہر طائف کا رُخ کیا۔ اور عساکر رسالت اُن کے تعاقب مین روانہ ہوئے۔ عین اس حالت مین جبکہ دشمنون کا تعاقب ہو رہا تھا ربیعۃ بن رفیع سلمی نے درید بن صمہ کو پالیا جس کو ہم بیان کر چکے ہین کہ شیخ فانی اور نہایت ہی سن رسیدہ شخص تھا ربیعہ اُسے پہچانتے نہ تھے قریب گئے تو درید نے اپنا اونٹ بٹھایا اور پوچھا "کیا چاہتا ہے؟" ربیعہ نے کہا "یہ کہ تمھین قتل کرون" پوچھا "اور تو ہے کون؟" انھون نے اپنا نام بتایا اور ساتھ ہی تلوار سے وار کیا۔ مگر تلوار ایسی اوچھی

درید بن صمہ کا خاتمہ پڑی کہ بالکل اثر نہ ہوا۔ تب درید نے کہا۔ تیری ماں نے تجھے کیا بُرے اسلحہ دیے ہین لے یہ میری تلوار لے۔ اور اس طرح وار کر کہ ہڈیون کو کاٹتی ہوئی اوپر آئے اور دماغ پر جھک پڑے۔ اسی طریقے سے مین جوان مردون کو قتل کیا کرتا تھا۔ اور اپنی ماں کے پاس جانا تو کہہ دینا کہ مین نے درید بن صمہ کو قتل کیا ہے۔ اور یاد رکھ کہ مین نے مختلف موقعون پر تیرے گھرانے کی عورتونکو بچا دیا ہے" ربیعہ نے اسی ہدایت کے مطابق درید بن صمہ کو قتل کیا۔ پھر اپنی ماں سے آکے سرگذشت بیان کی تو اُس نے بتایا کہ درید نے تین بار تیری ماؤن کو آزاد کرایا تھا۔ ماؤن سے مراد غالباً گھرانے کی وہ بزرگ عورتین ہین جو ماں کی ہم رتبہ ہون۔

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱

ام سلیم کی شجاعت

اس معرکے مین ابو طلحہ کی بیوی اُم سُلیم کمر مین چادر لپیٹے ہوئے مستعد کھڑی تھین اور خنجر ہاتھ مین لیے ہوئے تھین کہ اگر مسلمان بھاگین تو اُنھین روگردانی کی سزا دین اور اگر دشمن قریب آجائین تو انھین قتل کرکے ثواب آخرت حاصل کرین۔ خالدؓ بن ولید میدان حنین مین اس دلیری و

خالد کی جان بازی

بیباکی سے لڑے تھے کہ سخت زخمی ہوئے۔ اور بوجہ ضعف و ناتوانی کے اپنے کجاوے سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور اُٹھنے کے قابل نہ تھے کہ حضرت رسالتؐ اُن کو ڈھونڈھتے ہوئے پہونچے اور اپنا لعاب دہن لگاکے اچھا کردیا۔ خالدؓ کے ہاتھ سے ایک مشرکہ عورت بھی ماری گئی تھی۔ اُس کی لاش کو دیکھ کے حضرت سرور کائنات نے فوراً خالدؓ کے پاس کہلا بھیجا کہ خبردار اب کسی بچے یا عورت یا ایسے شخص کو جو کسی مسلمان کی کفالت مین آگیا ہو نہ قتل کرنا۔ مشرکین مین سے بجاد نام ایک شخص کی نسبت آپ نے حکم دیا تھا کہ ملے تو فوراً پکڑ لیا جائے۔ چنانچہ مسلمان اُسے گرفتار کرکے جناب سرور کائنات کی طرف لے چلے۔ اُسی کے ساتھ جناب حلیمہ سعدیہ کی بیٹی شیماء بنت حارث جس نے بچپن مین آپ کو کھلایا تھا اور اکثر آپ کی نگہبانی کیا کرتی تھی مسلمانون کے ہاتھ مین اسیر ہوئی۔ لوگون نے لے چلنے مین اُس پر کچھ سختیان کین تو بولی "یہ جان رکھو کہ مین تمھارے صاحب یعنی پیغمبر کی رضاعی بہن ہون" اس وقت کسی کو اس کا یقین نہین آیا۔ لیکن جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکے کھڑی کی گئی تو بولی یا رسول اللہ مین آپ کی رضاعی بہن ہون" آپ نے پوچھا اُس کا ثبوت؟ بولی ایک دفعہ مین آپ کو پیٹھ پر لیے ہوئے تھی اور آپ نے کاٹ کھایا تھا

عہ ابن ہشام صفحہ ۸۴۷ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۲

اُس کا یہ نشان اس وقت تک میری پیٹھ پر موجود ہے" یہ نشانی دیکھ کے آپ نے
آپ کی رضاعی بہن | اپنی چادر بچھا دی اُسے اُس پر بٹھایا اور فرمایا "تمہین اختیار ہے چاہو میرے پاس
بجار | رہو اور میری محبت و شفقت سے فائدہ اُٹھاؤ۔ اور چاہو مجھ سے کچھ خرچ لو اور اپنی
قوم مین چلی جاؤ" اُس نے آخری صورت پسند کی اور آپ نے کچھ دے دلا کے
اُسے رخصت کر دیا۔

فرشتون کی مدد | اس معرکے مین خداوند جل و علا نے فرشتون کی فوج سے اپنے
پیغمبر کی مدد کی تھی۔ جن کو بعض راسخ العقیدہ مومنین نے ان دنیاوی آنکھون سے
بھی دیکھ پایا[۱] اور بجاد میدان حنین کے قریب ہی مقام اوطاس مین گرفتار کیے گئے
تھے۔ جہان شکست کے بعد چند مشرکین نے جا پناہ لیا تھا۔ اور آنحضرت نے ابو عامر
اشعری کو تھوڑے مسلمانون کے ساتھ اُن کے منتشر کرنے کے لیے روانہ فرمایا تھا۔
ابو عامر تو وہان درید بن صمہ کے بیٹے سلمہ کے تیر سے شہید ہوئے۔ مگر مسلمان دشمنون
کو پوری شکست دے کے اور نجاد و شیما، کو گرفتار کر کے واپس آئے[۲]

شہدائے اسلام | حنین مین جن مسلمانون نے شوکت اسلام حاصل کرنے کی
کوشش مین اپنی جانین صرف کین اُن مین سے صرف چار مسلمانون کے نام
ہمین معلوم ہو سکے ہین۔ اُم ایمن کے بیٹے ایمن بن عبید۔ یزید بن زمعہ۔ سراقہ بن
حارث۔ اور ابو عامر اشعری۔ مشرکین مین لڑائی کے وقت مترسے زیادہ مارے گئے
اور بھاگنے مین کہتے ہین کہ تین سو سے بھی زیادہ تعاقب کرنے والون کے نیزون
سمت اور قیدی | اور اُن کی تلوارون کی نذر ہوئے۔ دشمنون کی ایک بڑی بھاری
جماعت گرفتار کر لی گئی۔ اور چھ ہزار عورتین اسیر ہوئین۔ اس کے علاوہ جو
مال غنیمت ہاتھ آیا اس کی تفصیل یہ ہے کہ چوبیس ہزار اونٹ۔ چالیس ہزار سے

[۱] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۸۵۶ [۲] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۱ و ابن ہشام صفحہ ۸۷۱

زیادہ بھیڑ بکریان۔ اور چار ہزار اوقیہ چاندی اور ان مین اُن اسیر شدہ چھ ہزار عورتون کو بھی شامل کیا جائے تو نظر آسکتا ہی کہ اس معرکے کی ابتدائی دشواریون کے معاوضے مین خدا نے کتنی دولت عظیم مسلمانون کو عطا فرمائی تھی۔ اُس تمام مال غنیمت کو آپ نے مقام جعرانہ مین رکھا۔ مسعود بن عمرو غفاری کو اُس کی حفاظت پر مامور کیا[۱]۔ اور خود ارادہ کیا کہ شہر طائف کو فتح کرکے دشمنون کی بالکل بیخ کنی فرمالین تو اس مال و دولت کو مسلمانون پر تقسیم کرین۔ اس لیے کہ دشمن میدان حنین سے بھاگ کے طائف مین پناہ گزین ہوگئے تھے۔ اور محصور ہوکے لڑنے کا سامان کررہے تھے۔

ذوالکفین کی مورت توڑی گئی | مگر طائف کی طرف کوچ کرنے سے پیشتر ہی آپ نے طفیل بن عمرو دوسی کو تھوڑے خدا پرستون پر سردار مقرر فرما کے حکم دیا کہ یہان سے قریب ہی ذوالکفین نام جو لکڑی کا بت ہی اُس کی طرف جاؤ۔ اسے جلا کے خاک کردو۔ اور اُس کے قرب وجوار سے بت پرستی کی بنیاد کھود کے مجھ سے طائف مین آملو۔ طفیل حسب فرمان نبوت وہان گئے۔ ذی الکفین کی چوبی مورت کو جلایا۔ اُس کے معبد کو منہدم کیا۔ اور وہان کے چار سو آدمیون کو اپنا اور حضرت رسالتؐ کا مطیع و فرمان بردار بنا کے طائف کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جناب سرور کائنات سے جاملے۔

اسلام مین منجنیق کا ابتدائی رواج | اِس زمانے مین حضرت صلوات اللہ علیہ کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی تھی کہ عساکر اسلام مین منجنیقون اور اسی قسم کی اور جنگی کلون کو رواج دیا جائے۔ اس لیے کہ اُن دنون جنگ و پیکار اور بڑی

[۱] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ [۲] ابن ہشام صفحہ ۸۵۷

[۳] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۳

بڑی لڑائیون مین ان چیزون کی بے انتہا ضرورت سمجھی جاتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقام جرش مین یہ کلین عمدہ بنائی جاتی تھین۔ اور اسی وجہ سے آپ نے عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ کو وہان بھیجا کہ ان چیزون کے بنانے اور چلانے کے فن کو بخوبی سیکھ لین۔ چنانچہ یہ دونون شخص نہ میدان حنین مین مسلمانون کے ساتھ شریک جہاد ہوسکے اور نہ محاصرۂ طائف مین جس کا ذکر اب آئیگا۔

آپ کا حملہ طائف پر

اب آپ جان بانہان اسلام کو ہمراہ لے کے شہر طائف کی طرف روانہ ہوئے جہان دشمنون نے پوری طرح مقابلے اور اسلامی قوت کی مزاحمت کا سامان کیا تھا۔ اور پورے ایک سال کی خوراک فراہم کرلی تھی ایک ہزار صحابہ کی فوج کے ساتھ خالدؓ بن ولید آپ کے آگے آگے مقدمۃ الجیش کی شان سے چلے۔ پہلا پڑاؤ مقام نخلہ یمانیہ مین ڈالا۔ پھر قرن مین۔ پھر ملیح مین پھر بحرۃ الرغا مین۔ جہان آپ نے ایک مسجد تعمیر کرائی اور اس مین نماز پڑھی یہان سے قریب ہی مقام لیہ مین مالک بن عوف کا ایک قلعہ تھا جسے آپ نے منہدم کرادیا۔ پھر آگے بڑھ کے ضیقہ نام ایک منزل مین پہونچے۔ جس کی نسبت ارشاد فرمایا "اس جگہ کا نام ضیقہ نہین رہیگا" یہان سے کوچ کرکے مقام نخب مین ایک بیر کے درخت کے نیچے اترے۔ قریب ہی دشمن قبیلہ ثقیف کے ایک شخص کا باغ تھا۔ اس سے آپ نے کہلا بھیجا "یا تو خود حاضر ہوکے اطاعت قبول کرو ورنہ باغ مسمار کردیا جائے گا" اس نے حاضری سے انکار کیا

طائف کا محاصرہ

اور اس کا باغ تباہ کردیا گیا۔ اب یہان سے روانہ ہوکے آپ خاص طائف کی دیوارون کے نیچے اترے۔ مگر اتنے قریب کہ دشمنون نے شہر پناہ پر سے تیر برسانا شروع کردیے۔ اور مسلمانون کو اُن پر حملہ کرنے کا کوئی موقع

عہ ابن ہشام صفحہ ۸۶۹ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۳

نہ ملتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بعض صحابی تیرون کا نشانہ بن بن کے شہید ہوئے۔ اور بہت سے مسلمان زخمی ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کے آپ مسلمانون کے ساتھ اُس بلند مقام پر جا کے ٹھہرے جہان اب مسجد طائف قائم ہی۔ اور فوراً چارون طرف سے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ سلمانؓ فارسی کی تجویز اور مشورے کے مطابق ایک منجنیق بھی قائم کر دی گئی۔ اور شہر پناہ پر سنگباری ہونے لگی۔ لیکن اس محاصرے اور سنگباری سے دشمنون کو کسی قسم کا ضرر نہین پہونچ سکتا تھا۔ آخر خالد بن ولید نے دیوار قلعہ کے پاس کھڑے ہو کے اہل شہر کو پکارا اور کہا جو کوئی مرد ہو میرے مقابلے کو آئے۔ مگر کوئی نہ آیا۔ اور عبد یالیل نے پکار کے جواب دیا "ہم مین سے کوئی نہ نکلے گا۔ سب یونہین اطمینان سے قلعہ مین بیٹھے رہین گے۔ اس لیے کہ برسون کا سامان رکھ لیا ہی۔ لیکن ہان اگر تم لوگ دنون تک گھیرے پڑے رہے کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ باقی رہے تو تلوارین لے کے یکایک نکل پڑین گے۔ اور سب کے سب لڑکے مرجائین گے"

دشمن باہر نہین نکلتے

اُن کی مستعدی وہوشیاری

لیکن باوجود اس کے کہ دشمنون مین یہ مستعدی نظر آتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھارہ دن تک محاصرہ قائم رکھا اُن دنون چمڑے کے بڑے بڑے متحرک قبہ سے بنائے جاتے تھے جن کے نیچے نیچے لوگ جا کے قلعون کی دیوارون مین سیند دیتے تھے۔ اِن حفاظت کے آلات کو دبابہ کہتے تھے۔ چنانچہ ایسے ہی دو دبابون کے نیچے نیچے چند صحابی خاص دیوار قلعہ تک پہونچ گئے۔ اور سیند دینے لگے۔ بنی ثقیف کو اس کی خبر ہو گئی اُنہین مار مار کے ہٹانے لگے۔ اور لوہے کے ٹکڑے آگ مین دہکا دہکا کے پھینکنا شروع کیے جن کے خوف سے صحابیون کو مجبوراً دیوار کے پاس سے

ع ابن ہشام صفحہ ۸۷۱

ہٹنا پڑا۔ مگر ہٹے ہی تھے کہ یکایک اوپر سے تیروں کا ایک مینھ برسا۔ اور بیچارے سب کے سب شہید ہو گئے۔

اب آپ نے لاچار ہو کے اُن کے بعض باغوں کو کٹوا ڈالا۔ جو قلعے کے باہر تھے۔ یہ دیکھ کے وہ گھبرائے۔ اور درخواست کی کہ خدا کے لیے ہم پر رحم کیجئے اور ان باغوں کو نہ کٹوائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی یہ درخواست منظور فرمائی۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ کیا کہ آپ کی طرف سے ایک شخص نے قلعے کے پاس جا کے پکار دیا کہ جو غلام قلعے سے نکل کے ہمارے پاس چلا آئیگا آزاد ہے اس کا یہ اثر ہوا کہ دس یا کچھ اِس سے زیادہ لوگ باہر چلے آئے۔ جنھیں پناہ دی گئی اور اُن میں سے ہر شخص کسی صحابی کے سپرد کر دیا گیا تاکہ اُس کی بخوبی خبر گیری ہو سکے انھیں لوگوں میں جو قلعۂ طائف سے نکل کے پناہ گزیں ہوئے ایک ابوبکرہ بھی تھے

مجبوراً محاصرہ اُٹھا لیا گیا

یہ سب کچھ ہوا مگر اہل طائف پر مسلمانوں کا کوئی زور نہ چل سکتا تھا۔ آخر عاجز آ کے آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا۔ لوگوں سے بلا کے مشورہ کیا۔ اور یہی رائے قرار پا گئی کہ واپسی اور کوچ کا حکم دے دیا جائے۔ روانگی کے وقت ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ اگر آپ بنی ثقیف کو یونہیں چھوڑے جاتے ہیں تو اُن کے حق میں بددعا کیجئے۔" آپ نے دعا کی کہ "یا اللہ ثقیف کو ہدایت دے۔ اور انھیں میرے پاس لا" اس محاصرے میں مسلمانوں کی طرف کل بارہ آدمیوں نے جام شہادت پیا۔ جن میں ایک حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ بھی تھے۔ اُن کے ایک تیر لگا تھا جس سے زخمی ہو کے مدینے میں آئے۔ اور اس زخم سے اتنی مدت دراز تک تکلیف اٹھائی کہ حضرت سرور کائناتؐ کی وفات کے بعد راہی ملک بقا ہوئے۔

ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۴ و ۳۱۵۔

اس معرکے مین باوجودیکہ لشکر اسلام بے نیل مرام واپس آیا تھا۔ مگر پھر بھی عرب کی ایک نہایت ہی حسین اور صاحب جمال عورت بادیہ بنت غیلان کو صحابہ

بادیہ بنت غیلان کی گرفتاری

کسی طرح موقع پاکے گرفتار کرلائے۔ یہی عورت ہے جس کی نسبت مدینے کے مشہور ہجڑے ہیت نے عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا تھا کہ اگر خدا مدد کرے اور تم شہر طائف کو فتح کرو تو رسول اللہ سے بادیہ بنت غیلان

اور اُس کا حسن و جمال

کو مانگ لینا۔ اس لیے کہ اُس کی کمر پتلی ہے۔ بامذاق وشوخ ادا ہے۔ آنکھین بڑی بڑی ہین۔ آواز ایسی نغمہ خیز ہے کہ باتین کرتے وقت معلوم ہوتا ہے گا رہی ہے۔ کھڑی ہوتی ہے تو جسم نازک ٹہنی کی طرح لچکنے لگتا ہے۔ چلتی ہے تو جھومتی جاتی ہے بیٹھتی ہے تو سیدھی اور قائم رہتی ہے۔ خرام ناز کے وقت سامنے سے دیکھیے تو پیٹ مین چار بٹین پڑی ہوئی ہین اور پیچھے سے دیکھیے تو دونون جانب پٹھون کے چار چار نشان نظر آنے سے آٹھ بٹین معلوم ہوتی ہین۔ دانت بابونے کے پھول معلوم ہوتے ہین اور دونون ٹانگون کے درمیان مین معلوم ہوتا ہے کہ ایک تشتری اوندھائی ہوئی ہے[ع]۔ اس سے پیشتر یہ ہجڑا ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین آتا جاتا تھا مگر اُس کے یہ الفاظ سن کے آپ نے اُسے اپنے گھر مین آنے سے منع فرما دیا۔ جس کا اصلی منشا یہ تھا کہ عورتون کے حسن کی نسبت جس کے ایسے خیالات ہون وہ اندر آنے اور شریف زادیون مین اُٹھنے بیٹھنے کے قابل نہین ہے۔

جعرانہ مین آپ کا ورود

طائف سے واپس روانہ ہوکے آپ مقام جعرانہ مین فروکش ہوئے۔ جہان معرکۂ حُنین کا مال غنیمت چھوڑ دیا گیا تھا۔ بنی ہوازن کی

ع عورت کے حسن کی یہ تعریف عربی مذاق کے مطابق ہے اور باوجودیکہ ہندوستانی مذاق سے بعض باتون مین علٰحدہ ہے مگر اس مین شک نہین کہ اپنی حد پر نہایت ہی مکمل ہے۔

چھ ہزار عورتین اور بچے جو میدان حنین مین گرفتار کیے گئے تھے یہان موجود تھے جن کی وجہ سے سارا قبیلہ ہوازن ایک عام مصیبت و ذلت مین مبتلا ہوگیا تھا

ہوازن والے خود ہی آکے ایمان لاتے ہین

جعرانہ مین پہونچ کے دس دن سے زیادہ آپ نے اس بات کا انتظار کیا کہ شاید بنی ہوازن آکے اپنے اسیرون کو چھڑا لے جائین۔ مگر کوئی نہ آیا۔ اور آپ نے تمام مال و اسباب اور لونڈیان وغیرہ تقسیم کر دین۔ تقسیم سے فراغت ہوتے ہی بنی ہوازن کا ایک وفد جسے آجکل کے مذاق مین ڈپوٹیشن کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین بارگاہ نبوت مین حاضر ہوا۔ ان لوگون نے آتے ہی دین اسلام قبول کیا اور بکمال ادب عرض کیا "یا رسول اللہ ہم ایک خاص قبیلے کی حیثیت رکھتے ہین اور جس آفت مین مبتلا ہوگئے ہین وہ آپ پر بخوبی ظاہر ہے۔ لہذا ہم پر احسان کیجئے۔ اللہ جل شانہ آپ پر احسان کرے گا" ہنوز آپ کچھ جواب نہین دینے پائے تھے کہ انھین وہ اپنے حقوق یاد دلاتے ہین

ہوازن مین کے قبیلہ بنی سعد کا ایک شخص جس کا نام زہیر تھا اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا "یا رسول اللہ ان عورتون مین آپ کی چچیان خالائین۔ اور پالنے والیان بھی ہین۔ جنھون نے آپ کو بچپن مین پرورش کیا ہے اگر ہم سے حارث بن ابی شمر فرمان روائے غسان یا نعمان بن منذر حاکم حیرہ سے ایسے تعلقات ہوتے اور پھر ہم پر ایسی مصیبت پڑتی جیسی کہ پڑی ہے تو ہمین ان لوگون سے مہربانی کی امید ہوتی۔ اور آپ کو تو خدا نے اُن سے بہتر گرداناہے" آپ کی دودھ پلانے والی جناب حلیمہ اسی قبیلہ بنی سعد سے تھین۔ اور اسی بنا پر ان لوگون نے آپ پر اپنے حقوق ثابت کیے اور ان حقوق کو یاد دلایا۔ آپ نے اس کے جواب مین پوچھا "اچھا بتاؤ تمھین اپنے عیال و اطفال

ع۵ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۹

زیادہ عزیز ہین یا اپنا مال واسباب ؟" عرض کیا "عیال واطفال"۔ درحقیقت یہ نہایت نازک معاملہ تھا۔ حضرت رسالتؐ بخوبی جانتے تھے کہ لونڈی غلام اور مال واسباب جو جو چیزین غنیمت مین ملی ہین وہ اصل مین آپ کی ملکیت نہین ہین۔ بلکہ اُن مین تمام مسلمانون کا حصہ ہے۔ جن سے ان کا حق کسی طرح چھینا نہین جا سکتا تھا۔ لہذا آپ نے جب بنی ہوازن کی زبان سے "عیال و اطفال" کا لفظ سنا تو فرمایا "اچھا اس مین سے جو کچھ میرا اور عبد المطلب کے تمام گھرانے والون کا ہے وہ تو مین نے تم کو دیا"۔ لیکن چونکہ محض آپ کی اس ذاتی فیاضی سے سب لوگون کے بال بچے نہین مل سکتے تھے لہذا فرمایا تم ایک کام کرو۔ جب مین مسلمانون کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھون تو تم بلا تامل اُٹھ کھڑے ہونا اور کہنا کہ ہم جناب رسالتؐ سے چاہتے ہین کہ تمام مسلمانون کی خدمت مین اور تمام مسلمانون سے التجا کرتے ہین کہ بارگاہ نبوت مین ہماری سفارش کردین کہ ہمارے اہل وعیال ہمین واپس مل جائین"۔ ان لوگون نے آپ کی ہدایت کے مطابق ظہر کی نماز کے بعد کھڑے ہو کے یہی جملہ کہا۔ آنحضرتؐ نے سنتے ہی پھر مجمع عام مین وہی ارشاد فرمایا جو پہلے کہا تھا کہ جو کچھ میرا اور عبد المطلب کے گھرانے والون کا ہے مین نے تم کو دیا[1]

ہوازن کی تائید مین آپ کا خطبہ | اس موقع پر آپ نے ایک خطبہ پڑھا جس مین فرمایا مسلمانو! تمھارے یہ بھائی آئے ہین اور اپنے کفر سے توبہ کرتے ہین۔ لہذا مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اہل وعیال ان کو واپس کردیے جائین جو شخص خوشی سے دینا پسند کرے اس کا احسان ہوگا۔ اور جسے یہ نہ منظور ہو اُسے ہر انسان کے معاوضے مین چھ اونٹ دیے جائین گے۔ اور اس رقم کو آیندہ سب سے پہلے موقع پر مین اپنے پاس سے ادا کرون گا"۔ یہ گفتگو سُن کے مہاجرین

[1] ابن ہشام صفحہ ۸۷۰

و انصار نے کہا ہم نے اپنا حصہ حضرت رسالت کو دیا۔ اور جتنے لونڈی غلام ملے تھے یونہین واپس کر دیے۔ مگر اقرع بن حابس نے اپنے اور بنی تمیم کی طرف سے اور عینیہ بن حصن فزاری نے اپنے اور بنی فزارہ کی طرف سے انکار کیا اسی کے ساتھ عباس بن مرداس نے اپنے اور بنی سلیم کی طرف سے بھی انکار کیا۔ لیکن بنی سلیم نے کہا "نہین ہم اپنے حصے کے لونڈی غلام جناب رسول اللہ کو یونہین نذر کر دین گے"

ہوازن کے اہل وعیال کا مسترد ہونا

لوگون کے یہ جواب سن کے آپ نے فرمایا "اب یہ لوگ مسلمان ہین۔ اور مین انہین اختیار دے چکا ہون۔ لہذا ان کے مال بچے انہین ملنے چاہیئے۔ جو کوئی یون دینا نہ پسند کرے اُسے ہر جان کے عوض پانچ اونٹ منظور کر کے دینا چاہیئے۔ اس پر سب لوگ راضی ہو گئے اور اُنہین اہل وعیال مل گئے۔

طمع اور اُس کا نتیجہ

مگر اس کے ساتھ ہی لوگون پر واپسی کے لیے کوئی جبر نہین کیا گیا تھا۔ اس لیے کہ عینیہ بن حصن فزاری کو ایک عالی خاندان بڑھیا ملی تھی جس کے واپس دینے سے انھون نے انکار کیا۔ اور محض اس خیال سے کہ مجھے تھے مجھے اس کے معاوضے مین بنی ہوازن سے بہت کچھ ملے گا۔ ابتداً اس عورت کے لڑکون نے سو اونٹ تک دینے کا وعدہ کیا مگر عینیہ کو ایسی طمع دامنگیر ہوئی کہ دو سو اونٹ مانگتے رہے۔ چند روز بعد وہ لڑکے پھر ملے تو عینیہ نے کہا "اچھا سو اونٹ ہی لاؤ۔ انھون نے کہا "اب ہم صرف پچاس اونٹ دین گے" تھوڑے دنون بعد وہ پچاس لینے پر بھی راضی ہو گئے مگر انھون نے کہا "اب فقط پچیس ملین گے" بعد چندے یہ پچیس اونٹون پر بھی راضی ہوئے تو انھون نے دس ہی اونٹ دینے کی حامی بھری۔ اس کے بعد یہ دس پر بھی راضی ہوئے تو انھون نے جواب دیا "اب تو وہی چھ اونٹ ملین گے جو حضرت

رسالت دیتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ بچارے نے چھ ہی اونٹ لے کے وہ بڑھیا اُن کے حوالے کی

سردار ہوازن مالک بن عوف کا ایمان لانا۔

ان لونڈی غلامون مین سردار ہوازن مالک بن عوف کے اہل وعیال بھی تھے جو طائف مین محصور ہو کے لڑا تھا اُس کے اہل وعیال کو آپ نے لوگون پر تقسیم نہین کیا۔ بلکہ اپنی پھوپھی جناب عاتکہ کے سپرد کیا کہ حفاظت سے رکھین۔ اور ہوازن کے وکیل آئے تو اُن سے پوچھا "مالک بن عوف کہان ہین؟" انھون نے بتایا کہ "وہ بنی ثقیف کے ساتھ طائف مین ہین" ارشاد ہوا ان سے کہہ دینا کہ اگر وہ حاضر ہو کے دین اسلام قبول کرین تو ان کے اہل وعیال اُنھین واپس دیے جائین گے اور ان کے علاوہ مین سو اونٹ بھی اپنی طرف سے دون گا" ان لوگون نے جب واپس جا کے مالک کو یہ پیام پہونچایا تو وہ اپنے ہمراہیون سے چھپ کے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے۔ دین اسلام قبول کیا۔ اپنے اہل وعیال اور سو اونٹون کو لے کے خوش خوش واپس گئے۔ اور حضرت سرور کائنات کی مدح مین اشعار کہے جن کا مطلع تھا۔

ماان رائیت ولا سمعت بمثل فی الناس کلہم بمثل محمد

(سارے انسانون مین جیسے محمد کے مثل نہ کسی کو دیکھا ہے اور نہ سنا ہے)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھین ان کی قوم کے اُن لوگون پر جو ایمان لا چکے تھے سردار مقرر کیا۔ اور واپسی کے بعد اُن کا معمول تھا کہ اپنے ہمراہیون کو لے کے بنی ثقیف بنی خالہ اور بنی سلمہ وغیرہ پر جو طائف کے گرد آباد تھے حملہ کیا کرتے اور اُن کو یہان تک مجبور کیا کہ چند روز بعد سب نے دین اسلام قبول کر لیا

ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۶ و ۳۱۹ ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۳ ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۶

لوگ بیباکی سے حصہ غنیمت مانگتے ہین | طائف کا مال غنیمت واپس کرنے کے بعد آپ سوار ہوکے روانہ ہوئے۔ اور لوگ پیچھے پیچھے کہتے جاتے تھے یا رسول اللہ مال غنیمت تقسیم کیجیئے۔ یہان تک کہ اُن کے گھیرنے سے آپ ایک درخت کے نیچے ٹھہر گئے۔ اتنے مین لوگون نے آپ کی چادر کھینچ لی۔ تب سب کی طرف متوجہ ہوکے آپ نے فرمایا "لوگو میری چادر مجھے دو۔ خدا کی قسم اگر ارض تہامہ کے درختون کے برابر دولت میرے پاس ہو تو بھی اُسے تم پر بانٹ دون گا۔ اور تم مجھے بخیل بزدل اور جھوٹا نہ کہو گے" پھر آپ نے ایک اونٹ کے کوہان مین سے ایک بال نوچ کے سب کو دکھایا۔ اور کہا "سوا پانچوین حصہ کے تمھاری غنیمت مین سے کوئی چیز حتی کہ یہ بال تک میرا نہین ہے۔ اور پانچوان حصہ بھی تو تمھین پر صرف ہوتا ہے" اس ارشاد نے سب کو خاموش کر دیا۔ اور جو کچھ مال غنیمت باقی تھا اُسے آپ تقسیم کرنے لگے۔ غالباً یہ وہ غنیمت تھی جو بنی ہوازن کے علاوہ انکے دیگر شریک دہم خیال قبائل سے حاصل ہوئی تھی۔ یا اس فیاضی مین اُس رقم سے کام لیا گیا جو بعض شرفاے مکہ سے قرض لی گئی تھی۔

اُس کی تقسیم | تقسیم کرتے وقت آپ نے نومسلم شرفاے مکہ کو سب سے زیادہ مرحمت فرمایا۔ ابوسفیان بن حرب۔ ان کے بیٹے معاویہ۔ حکیم بن حزام علاء بن جاریہ ثقفی۔ حارث بن ہشام۔ صفوان بن امیہ۔ سہیل بن عمرو۔ حویطب بن عبدالعزیٰ۔ عیینہ بن حصن۔ اقرع بن حابس۔ اور مالک بن عوف کو فی کس سو سوا اونٹ دیے۔ مخرمہ بن نوفل زہری عمیر بن وہب ہشام بن عمرو۔ سعید بن یربوع۔ وغیرہ کو فی کس کچھ کم سوا اونٹ عطا ہوئے عباس بن مرداس کو غالباً اسنے ہم مرتبہ لوگون سے کچھ کم ملا تھا جس کی انھون نے شکایت کی۔ اور آپ نے اتنا دیا کہ راضی ہوگئے۔ یہ لوگ باوجودیکہ جدید الاسلام

اہل مکہ پر شفقت

تھے اور اس وقت تک دین الٰہی پر اپنا کوئی حق نہیں ثابت کر سکے تھے مگر حضرت رسالتؐ نے اس پاسی سے کہ یہ لوگ سارے عرب میں اثر رکھتے ہیں خاندانی رئیس و سردار ہیں۔ اور خانہ کعبہ کے محافظ و نگہبان اُن پر تمام سابق الاسلام صحابہؓ سے زیادہ فیاضی کی۔ اسی وجہ سے یہ لوگ "مولفۃ القلوب" کے لقب سے

ان کا لقب مولفۃ القلوب

مشہور ہو گئے۔ یعنی وہ لوگ جن پر آنحضرتؐ نے صرف خاطر داشت اور اُن کے دل ہاتھ میں لینے کے لیے زیادہ مراعات کی۔ بعض عوام اسی "مولفۃ القلوب" کے لفظ سے ایسا خیال کرتے ہیں کہ یہ دل سے ایمان نہیں لائے تھے۔ اور ہر طرف سے مجبور ہو کے صرف دکھانے کے لیے مسلمان بنگئے تھے۔ مگر یہ غلطی ہی نہیں اُن معززین قریش کی خدمت میں گستاخی ہے۔ یہ سب دل سے ایمان لائے تھے بہ ظاہر اسباب ان کے اسلام میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور اُن کو جو سب سے زیادہ انعام دیا گیا اس کی صرف یہ وجہ تھی کہ اُن کی دل شکنی نہ ہو۔ اور ان کے دل میں یہ خیال نہ پیدا ہونے پائے کہ توحید کے قبول کرنے کے بعد تباہی کم ہو گئی۔ اور کم مایہ لوگ ہم سے زیادہ معزز و محترم خیال کیے گئے۔

درحقیقت اب نبوت نے شاہی کی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ لہذا سخت ضرورت تھی کہ حکمت عملی اور نصائح ملکی کی پاسی سے مناسب کام لیا جائے جو ملک داری و ملک گیری کے لوازم میں سے ہیں۔ اس موقع پر صرف اتنا ہی نہیں ہوا کہ مکے کے جدید الاسلام لوگوں کو ان کے حقوق سے زیادہ

انصار کا اس غنیمت سے محروم رہنا

دیا گیا۔ سب سے بڑی یہ بات تھی کہ اس غنیمت میں سے جو کچھ دیا گیا صرف قریش اور ان کے متعلق دہم مرتبہ قبائل قریش کو دیا گیا انصار تک کو کچھ نہیں عطا ہوا جن کے آپ اور تمام مہاجرین دینا دی معاشرت اور

نیز دینی سرگرمی مین ممنون احسان تھے انھون نے حمایت اسلام مین سب سے زیادہ اپنا خون بہایا تھا۔ حُنین کے میدان مین جب وہ پکارے گئے ہین تو نہایت جوش و خروش سے دوڑے تھے اور حضرت رسالت کے ساتھ دین کو بھی صدمے اور زوال سے بچا لیا تھا۔ چنانچہ اس غنیمت کا حصہ نہ پانے سے اُن کے دلون مین ایک ناگواری کا خیال پیدا ہوا۔ اور ان مین سے کسی شخص کی زبان سے بھی نکل گیا کہ "اب کیا ہے۔ اب تو رسول اللہ اپنی قوم والون سے آملے" سعد بن عبادہ نے جو انصار کے سردار تھے یہ مضمون آپ کی خدمت مین عرض کیا۔ آپ نے پوچھا "اور تمھارا کیا خیال ہے؟" سعد نے کہا "مین بھی اپنی قوم ہی کا ایک شخص ہون" اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ ناگواری انصار مین اس حد تک پھیلی ہوئی تھی کہ سعد بن عبادہ بھی آپ کے سامنے قبول کرتے ہین ہاں میرا بھی ایسا ہی خیال ہے۔ یہ جواب سُن کے آپ نے تمام انصار کو بلوا کے اپنے گرد جمع کیا۔ اور ایک ایسا پرجوش اور پُر اثر خطبہ پڑھا کہ سب کے دل نرم ہو گئے۔

آپ ان کی دل دہی و تسلی فرماتے ہین

اس خطبے مین آپ نے فرمایا "اے انصار مین تمھاری طرف سے یہ کیا شکایت سُن رہا ہون؟ کیا ان امور مین تمھین شک ہے کہ تم گمراہ تھے خدا نے میرے ذریعے سے تمھین ہدایت کی؟ تم محتاج تھے خدا نے میرے ذریعے سے تمھین مالدار کر دیا؟ اور تم باہم ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا نے میرے ذریعے سے تم سب کے دل ملا دیے؟" سب نے عرض کیا "بے شک ایسا ہی ہے اور جو کچھ احسان اور فضیلت ہے سب خدا اور رسول کی برکت سے ہے" آپ نے کہا "تو تم جواب کیون نہین دیتے؟" عرض کیا "ہم کیا جواب دین؟" آپ نے فرمایا "تم کہہ سکتے ہو کہ جب تم آئے ہو سب تمھین جھٹلا رہے تھے ہم نے تمھاری تصدیق کی۔ ذلیل و بیکس تھے ہم نے مدد دی۔ بے خانمان تھے ہم نے گھر دیا بے اہل و

عیال تھے ہم نے عزیزداروں کا کام دیا - اے گروہ انصار کیا تمھارے دلوں میں اُس تھوڑی سی دنیاوی دولت کی حرص پیدا ہوئی جو میں نے ایک جماعت کو صرف اس خیال سے دے دی کہ اُن کے دل ہاتھ میں آجائیں اور وہ اسلام قبول کریں؟ اور تمھیں تمھارے اسلام کے سپرد کر دیا - کیا تم اس پر نہیں راضی ہو کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کے جائیں اور تم خدا کے پیغمبر کو اپنے گھر لے جاؤ؟ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر ہجرت کا واقعہ نہ پیش آچکا ہوتا تو میں بھی انصار ہی میں سے ہوتا - لوگ اگر ایک راستے جائیں اور انصار ایک راستے تو میں اُسی راستے جاؤنگا جدھر انصار جا رہے ہیں - خداوندا انصار اُن کے بیٹوں اور اُن کے پوتوں پر رحم کر" آپ یہیں تک کہنے پائے تھے کہ انصار زار و قطار رونے لگے - سب نے سر جھکا لیے اور بولے "ہم حصہ غنیمت اور مال دنیا کے عوض رسول اللہ کے لینے پر راضی ہیں" اور تھوڑی دیر کے بعد خوش خوش واپس گئے -

مال غنیمت کی تقسیم - شرفاے مکہ کی دلدہی اور انصار کی دلجوئی کے بعد

آپ کا عمرہ یعنی زیارت کبہ

۵ - ذی قعدہ کو آپ نے یہیں جعرانہ سے جو مکہ معظمہ سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر ہے زیارت کبہ یعنی عمرے کی رسم ادا کی - خانہ کعبہ کا طواف کیا - صفا و مروہ پر دوڑے - سر منڈایا - اور پھر جعرانہ کو واپس گئے عتاب بن اسید کو بدستور والی مکہ کیا جن کی تنخواہ ایک درہم یومیہ مقرر ہوئی - معاذ بن جبل کو چھوڑا کہ اہل مکہ کو دین اسلام اور عقائد توحید کی تعلیم دیں - الغرض

ورود مدینہ

تیرھویں دن مدینۂ طیبہ کی طرف کوچ کیا - اور ذی قعدہ کے ختم ہونے کو تین دن باقی تھے کہ دار النبوۃ مدینہ میں داخل ہوئے -

---

ع۵ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۴ ع۵ ابن ہشام صفحہ ۸۰۷

باب سی ام

سطوت نبوت اور اسلام کی روز افزوں ترقی

عمرو بن عاص کا اہل عمان سے زکوۃ وجزیہ وصول کرنا۔ قیس بن سعد کا سریہ یمن اور قیس کے پہونچنے سے پیشتر وہاں والوں کا ایمان لانا۔ تحصیلدار زکوۃ بشر بن سفیان بنی خزاعہ میں۔ بنی تمیم کی وجہ سے اُن کی زکوۃ کا نہ وصول ہونا۔ اور اس کے نتیجہ میں سریہ عیینہ بن حصن بنی تمیم کا معذرت کے لیے مدینے میں آنا۔ اور بدتمیزی کے ساتھ اپنے قیدیوں کی رہائی چاہنا۔ اُن کے شاعر وخطیب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر وخطیب کا مقابلہ فصاحت میں۔ بنی تمیم کا خطیب عطارد بن حاجب۔ دربار نبوت کے خطیب ثابت بن قیس۔ پھر اُن کے شاعر زبرقان اور نبوت کے شاعر حسانؓ کا مقابلہ۔ بنی تمیم کا انفعال اور ایمان لانا۔ اس سال حج میں آپ کا نہ شریک ہونا اور اس کا سبب۔ آپ کے صاحبزادے ابراہیمؓ کی ولادت ۸ھ کا آغاز۔ یہ سال کیوں سنہ وفود کہلاتا ہے۔ کعبؓ بن زہیر کا ایمان لانا۔ اُن کا قصیدہ لامیہ آنحضرت کی شان میں۔ وہ چادر جو اس قصیدے کے صلے میں مرحمت ہوئی۔ کعبؓ کا دوسرا قصیدہ انصار کی مدح میں۔ ولیدؓ بن عقبہ کا زکوۃ وصول کرنے بنی المصطلق میں جانا۔ اور محض غلط فہمی سے واپس آنا۔ اس غلط فہمی کا رفع ہونا۔ بنی المصطلق خود ہی حاضر ہو کے عہد کرتے ہیں۔ اُن کی زکوۃ وصول کرنے کے لیے بشیرؓ مقرر ہوئے۔ بنی عمرو بن عارثہ کے نام نامہ ہدایت۔ اُن کی احمقانہ گستاخی جو آپ کا ایک معجزہ بن گئی۔ بنی خثعم کے مقابلہ میں قطبہ بن عامر کا سریہ۔ سریہ ضحاک بنی کلاب کے مقابلے میں سریہ علقمہ جدہ کی طرف حبشیوں کی تادیب کے لیے۔ عبداللہ بن حذافہ کا ایک مذاق

اور آنحضرت کا اس کے خلاف تنبیہ فرمانا۔ حضرت علی فلس کی مورت توڑنے کو جاتے ہین۔ حاتم طائی کی بیٹی سفانہ کا گرفتار ہوکے آنا۔ اُس کے عدل پر آپ کی شفقت۔ عدی بن حاتم کا ایمان لانا۔ عدی خود اپنی سرگذشت بیان کرتے ہین دولت اسلام کی نسبت آپ کی پیشین گوئی۔ سریہ عکاشہ مقام جاب کی طرف

عمرو بن عاص کا اہل عمان سے زکوۃ وجزیہ وصول کرنا

اسی سال ماہ ذی قعدہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓو بن عاص کو ایک چھوٹی جماعت مسلمین کے ساتھ ارض عمان کی طرف روانہ کیا کہ جنیدی کے دونون بیٹون جعفر اور عبد سے ملین جو قبیلہ آزد کی یادگار اور عمان کے حکمران تھے۔ اور اُن سے زکوۃ وصدقہ کی رقم وصول کرلین۔ عمرؓ نے وہان پہونچ کے حسب فرمان رسالت صدقے کی رقم وصول کرکے وہین کے غربا پر تقسیم کردی۔ وہان کی آبادی بستیون مین آتش پرستون کا زور وشور تھا جن سے جزیہ وصول کیا۔ اور مدینہ طیبہ مین واپس آئے[عہ]۔

قیس بن سعد کا سریہ مین

اسی زمانے مین جعرانہ سے واپس آنے کے بعد آپ نے سعد بن عبادہ کے بیٹے قیس کو چار سو سوارون کے ساتھ اطراف یمن مین بھیجا کہ قبیلۂ صداء والون سے مقابلہ کرین۔ قیس کی روانگی کا حال صداء والون کو معلوم ہوا تو اُن مین کا ایک معزز شخص زیاد بن حارث صدائی بارگاہ نبوت مین حاضر ہوا۔ اور پوچھا کہ اُس سریہ کو آپ نے کس غرض سے روانہ فرمایا ہے؟

اور قیس کے پہونچنے سے پیشتر وہان والون کا ایمان لانا

آپ نے جواب دیا کہ تبلیغ اسلام اور اشاعت توحید کے لیے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اس فوج کو واپس بلوا لیجئے۔ مین اپنی قوم کا وکیل بن کے آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۴

اور ذمہ داری کرتا ہون کہ وہ اسلام قبول کرین گے - اور آپ کے مطیع و فرمانبردار رہین گے" آپ نے یہ سُن کے فرمایا "بہتر تم جاؤ - اور قیس بن سعد کو میری طرف سے واپسی کا حکم دے دو" زیاد نے کہا "یا رسول اللہ میرا اونٹ تھکا ہوا ہے اُن تک نہ پہونچ سکون گا" تب آپ نے چند اور لوگون کو بھیج کے قیس اور اُن کے لشکر کو واپس بلا لیا - بہرحال ادہر جانبازان اسلام روانگی کے پندرھوین دن مدینے مین واپس آئے - اُدہر زیاد بن حارث صدائی نے واپس جا کے اپنے ہم قومون کو دین اسلام مین داخل کر لیا -

تحصیلدار زکوۃ بشر بن سفیان بنی خزاعہ مین

اسی سال اختتام پر ایک نہایت ہی دلچسپ واقعہ پیش آیا جس مین اس عہد کی شان شرافت اور لوگون کے قومی غرور و ناز کی بہت اچھی تصویرین نظر آتی ہین - آپ نے بشر بن سفیان عدوی کو گروہ خزاعہ مین سے بنی کعب مین بھیجا تھا کہ صدقے اور زکوۃ کی رقمین اُن سے وصول کر کے غرباے قوم کو فائدہ پہونچائین - اتفاقاً جب بشر بنی کعب مین پہونچے ہین وہ عرب کے معزز قبیلہ بنی تمیم کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے - بنی کعب چونکہ اسلام قبول کر چکے تھے بغیر کسی عذر کے زکوۃ ادا کر دی - مگر بنی تمیم نے انھین روکا اور مجبور کرنے لگے کہ ہرگز نہ دو - بنی کعب نے کہا "ہم اسلام قبول کر چکے ہین - اور اس دین مین ضرور ہے کہ سالانہ زکوۃ ادا کر دی جایا کرے" مگر بنی تمیم نے نہ مانا - ہتھیار لے کے لڑنے پر آمادہ ہو گئے اور کہا "ہم تو خدا کی قسم یہان سے ایک اونٹ بھی نہ جانے دین گے" بشر یہ حالت دیکھ کے مدینے مین واپس آئے اور ساری سرگذشت دربار نبوت مین عرض کی -

بنی تمیم کی وجہ سے ان کی زکوۃ کا نہ وصول ہونا

اور اس کے نتیجے مین سریہ عیینہ بن حصن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن فزاری کو

پچاس سوارون کے ساتھ بنی تمیم کی تنبیہ و تادیب کے لیے روانہ فرمایا۔ اس مختصر لشکر مین صرف دیگر قبائل عرب کے لوگ تھے۔ مہاجرین و انصار مین سے کوئی شخص نہ تھا۔ عیینہ نہایت خموشی کے ساتھ منازل سفر طے کرتے ہوئے پہونچے۔ اور بنی تمیم پر ناگہان جا پڑے۔ ان کے گیارہ مرد۔ اکیس عورتین۔ اور تیس بچے پکڑ لیے اور انھین لاکے مدینے مین حاضر کر دیا۔ جہان آنحضرت صلعم کے حکم سے وہ سب رملہ بنت حارث کے مکان مین گرفتار کیے گئے۔

بنی تمیم کا معذرت کے لیے مدینے مین آنا

بنی تمیم سے سوا اس کے کچھ نہ بن پڑا کہ ان کی بڑی بھاری جماعت جس مین تقریبًا ستر اسی اکابر قوم تھے مدینۂ طیبہ مین حاضر ہوئے کہ عجز و الحاح سے کام لے کے اپنے قیدیون کو چھڑا لے جائین یہ لوگ مدینے مین آتے ہی پہلے اپنی قوم کے گرفتاران بلا کی طرف سے گذرے عورتون اور بچون نے ان کی صورت دیکھی تو زار و قطار رونا شروع کیا۔ وہ اُن سب کو روتا پیٹتا چھوڑ کے مسجد نبوی مین آئے۔ دیکھا کہ بلالؓ ظہر کی اذان دے رہے ہین۔ صحابہؓ نماز کے لیے جمع ہین۔ اور سب کو آنحضرت کے برآمد ہونے کا انتظار ہے۔ کچھ دیر تک انتظار کرتے رہے۔ مگر جب آپ کو تشریف لانے مین دیر ہوئی تو ازواج رسول اللہ کے حجرون کے پچھواڑے جا کے زور سے چلائے "باہر آیئے! ہم آئے ہین کہ ایک دوسرے کے مقابل مین اپنا فخر و ناز بیان کرین۔ اور ایک دوسرے کو اپنے اپنے اشعار سُنائین! ہماری مدح سرائی موجب عزت ہے اور ہماری ہجو گوئی سے لوگ بدنام ہو جاتے ہین" آپ کو اُنکا یہ کلام کسی قدر ناگوار ہوا۔ تشریف لائے۔ اور آپ کی صورت دیکھتے ہی بلالؓ نے حسب معمول تکبیر کہنا شروع کر دی۔ مگر انھون نے آپ کو روک کے کہا "ہم بنی تمیم ہین اپنے

ان کے شاعر و خطیب اور رسول اللہ صلعم کے شاعر و خطیب کا مقابلہ فصاحت مین

شاعر و خطیب کو ساتھ لیتے آئے ہین۔ تاکہ آپ کے مقابلے مین اپنے اشعار پڑہین اور اپنا فخر بیان کرین" آپ نے فرمایا "ہم نہ شاعری کے ساتھ مبعوث کئے گئے ہین۔ اور نہ ہمین اس کا حکم ہے کہ ایک دوسرے کے مقابل مین کھڑے ہوکے اپنا فخر بیان کرین" اتنا کہہ کے آپ چلے گئے۔ ظہر کی نماز پڑھی۔ بعد فراغت نماز صحن مسجد مین بیٹھ گئے۔ اور اُن لوگون نے سامنے آکے پھر یہ دعوی کیا کہ ہماری مدح سرائی موجب عزت ہے۔ اور ہماری ہجو گوئی سے لوگ بدنام ہوجاتے ہین" اس لیے کہ ہم سارے عرب مین افضل واکرم ہین" آپ نے فرمایا "تم غلط کہتے ہو۔ اصل مین موجب عزت اللہ کا مدح کرنا اور باعث بدنامی اس کا مذمت کرنا ہے" مگر اس جواب سے وہ خاموش نہ ہوئے۔ بلکہ دوبارہ کہا "ہمارے خطیب اور شاعر کو اپنا کمال دکھانے کی اجازت دیجئے"

جاہلیت کے رواج کے مطابق تمام قبائل کا معمول تھا کہ اپنی خوبیان اور اپنے کارنامے دیگر قبائل کے سامنے پیش کرتے۔ خطیب اور شاعر بھائیون کی طرح اُن کے ساتھ رہتے۔ اور عام مجمعون میلون اور لڑائی کے موقعون پر بڑے زور وشور کے ساتھ اپنے قبیلے کو دوسرے قبیلون سے افضل واعلی بتلاتے۔ یہی چیز ان کی سرمایۂ ناز تھی۔ اور جس کا خطیب یا شاعر زیادہ فصاحت وبلاغت ظاہر کرتا وہی بازی لے جاتا۔ اس رواج کو آنحضرتؐ بالکل ناپسند فرماتے تھے۔ اسلام جس اخوت اور جس دینی شرف کو لوگون مین پیدا کرنا چاہتا تھا اُسے اس قسم کی طفلانہ مزاجیون اور خود ستائیون سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ مگر ان لوگون پر بغیر ایسے ہی اور اُنھین کے مذاق کے ذرائع افتخار کا ثبوت دیئے چونکہ آپ کا اور اسلام کا کوئی اثر

نہ پڑ سکتا تھا لہذا انھین اجازت دے دی کہ اپنے شاعر و خطیب کو پیش کرین۔

بنی تیم کا خطیب عطارد بن حاجب

اجازت پاتے ہی اُن کا خطیب عطارد بن حاجب اُٹھ کھڑا ہوا اور نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے خدا کی تعریف کے بعد اپنی قوم

دربار نبوت کے خطیب ثابت بن قیس

کی خوبیان بیان کرنے لگا۔ اپنی وقعت و عزت ظاہر کی۔ اور دعوی کیا کہ نہ کوئی قبیلہ تعداد و شمار مین ہمارا مقابلہ کر سکتا ہی نہ سپہگری و شمشیر زنی مین۔ اور جسے دعوی ہو ہم سے اچھا کلام سُنائے۔ یا ہمارے کارناموں سے بہتر کارنامے پیش کرے۔" یہ خطبہ سن کے آپ نے ثابتؓ بن قیس بن شماس کو جو انصار مین نہایت ہی فصیح البیان خطیب تھے جواب دینے کا حکم دیا۔ ثابت نے اشارہ ہوتے ہی کھڑے ہو کے اپنا خطبہ شروع کیا جس مین اپنے قابل فخر کارنامے بتائے اور سب سے بڑی یہ فضیلت ظاہر کی کہ خدا نے ہمین ایک ایسا پیغمبر عطا کیا ہی جو ہدایت کرتا ہی۔ ایسا صاحب خاندان اور ایسا راست باز ہی اُس پر اپنی کتاب اُتاری۔ اور ایسی ایسی فضیلتین مرحمت کین۔"

پھر اُن کے شاعر زبرقان اور نبوت کے شاعر حسان کا مقابلہ

خطیبون کی جادو بیانیان ختم ہو چکین تو شعرا کی باری آئی۔ اور بنی تیم کے مشہور شاعر زبرقان نے ایک زبردست قصیدہ اپنی قوم کے فضائل مین پڑھا جس کے جواب مین اُدھر سے حسانؓ بن ثابت نے اپنی تیغ زبان کے جوہر دکھائے۔ دیر تک دونون شعر خوانی مین مقابلہ کرتے رہے۔ یہ سلسلہ ختم نہین ہوا تھا کہ بنی تیم مین سے اقرع بن دارم بولا "محمدؐ خدا کی قسم مین نے کچھ شعر کہے ہین۔ اُنھین سن لو۔" ارشاد ہوا "پڑھو"۔ اُس نے اپنے دو شعر پڑھے جن مین بھی وہی قوم کی فضیلت و شوکت بیان کی تھی۔ اس کا جواب بھی بارگاہ نبوت سے اشارہ پا کے حسانؓ بن ثابت نے دیا۔ اور خوب خوب جوش فصاحت دکھایا۔

بنی تیم کا انفعال اور ایمان لانا

آخر اقرع بن حابس نے تسلیم کیا کہ آپ کا خطیب ہمارے خطیب سے اور آپ کا شاعر ہمارے شاعر سے اچھا ہے۔ اس کا بھی اعتراف کیا کہ دربار نبوت کے خطیب و شاعر کی آوازیں بھی ہمارے خطیب و شاعر کی آوازوں سے بلند ہیں۔ اور قدم آگے بڑھا کے کہا "اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ واشہد انک رسول اللہ" ایمان لانے کے بعد انہیں اپنے گذشتہ افعال و اعمال پر ندامت ہوئی۔ مگر آپ نے اُس ندامت کے اثر کو یہ ارشاد فرما کے بالکل ہٹا دیا کہ جو افعال اس سے یعنی دین اسلام قبول کرنے اور تائب ہونے سے پیشتر سرزد ہوئے ہیں اُن سے تمھیں کوئی ضرر نہ پہونچے گا"

اقرع بن حابس کے مسلمان ہونے کے بعد اُن کے اور سب ہمراہیوں نے بھی دین اسلام قبول کر لیا۔ اور آپ نے کمال شفقت سے ان کے قیدیوں کو آزادی دے کے اُن کے سپرد کیا۔ پھر اس مہربانی کے علاوہ اُن تمام لوگوں کو جو اپنی قوم کے وکیل بن کے آتے تھے فی کس بارہ اوقیہ چاندی انعام کے طور پر مرحمت فرمائی۔ حضرت رسالت کی ان فیاضیوں مہربانیوں سے فائدہ اٹھا کے وہ لوگ عقائد اسلامیہ سیکھنے اور قرآن کی تعلیم پانے کے لیے چند روز تک مدینہ طیبہ میں ٹھہرے رہے۔ اور ان مقاصد دینی کو حاصل کر کے اپنی قوم میں واپس گئے

اس سال حج میں آپ کا نہ شریک ہونا اور اُس کا سبب

اس سال آپ حج میں نہیں شریک ہو سکے اس لیے کہ ذی قعدہ کے آخر ہی میں وارد مدینہ ہوئے تھے لہذا اتنی جلدی مکہ واپس جانا غیر ممکن تھا۔ اور بوجہ اس کے کہ حج کے متعلق کوئی ہدایات اسلامی نہیں بتائے گئے تھے قدیمی رسوم اور جاہلیت کے مروجہ دستور العمل کے مطابق والی مکہ عتاب بن اُسید نے اہل مکہ اور اُن تمام لوگوں کو جو اطراف و جوانب عرب سے

آپ کے صاحبزادے ابراہیم کی ولادت

آئے تھے حج کرایا - اسی سال ذی الحجہ کے مہینے مین جناب ماریہ قبطیہ کے بطن سے آنحضرتؐ کے صاحبزادے ابراہیمؑ پیدا ہوئے - جن کی ولادت کے وقت آنحضرت صلعم کی لونڈی سلمیٰؓ دائی کی خدمت بجالائی - اور اُن کی ولادت کا مژدہ سُن کے آپ اس قدر خوش ہوئے کہ ابورافعؓ کو جنھون نے آکے یہ مژدہ سنایا تھا ایک غلام عطا فرمایا - پھر اُن صاحبزادے کو حسب رواج عرب اُم برد بنت منذر انصاریہ کے سپرد کیا کہ دودھ پلائین اور پرورش کرین

سنہ ۸ کا آغاز | اب سنہ ۸ ختم ہوا اور سنہ ۹ شروع ہوا - جو اسلام کی نمایان ترقی اور سلطنت اسلام مین یک بیک ایک شوکت و سطوت پیدا ہو جانے کا زمانہ ہے اس لیے کہ مکے پر علم اسلام کے لہرانے کی وجہ سے تمام اختلافات دب گئے تھے - دشمنون کو اپنی سرکشیون پر ندامت تھی - قبائل عرب حضرت سرور کائنات کی نبوت و سلطنت کے آگے بلا عذر سر جھکائے جاتے تھے - اور خدا کا یہ وعدہ پورا ہو رہا تھا کہ "اذا جاء نصر اللہ والفتح ورائت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا" (جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے - اور لوگون کو اس حال مین دیکھے کہ فوجین کی فوجین خدا کے دین مین داخل ہو رہی ہین) - اسی وجہ سے اس سال کو تاریخ اسلام مین سنہ وفود کہتے ہین یعنی وہ سال جس مین ہر طرف سے قبائل عرب کے وکیل دربار نبوت مین حاضر ہو ہو کے دین اسلام قبول کرتے تھے

یہ سال کیون سنہ وفود کہلاتا ہے

- اور مطیع اسلام ہوتے تھے -

کعب بن زہیر کا ایمان لانا | سنہ ۹ کی ابتدا ہی مین عرب کا ایک مشہور و مقبول شاعر کعب بن زہیر دین اسلام مین داخل ہوا - کعب بن زہیر اس سے پیشتر اکثر حضرت رسالت کی ہجو مین کہا کرتا تھا - اور جو ہتھیار اس کے پاس تھا اُس سے

ع۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۴

قوت نبوت کے مٹانے کی پوری کوشش کر رہا تھا کہ مکہ فتح ہوا۔ اور اُس نے بھاگ کے اپنی جان بچائی۔ وہ اپنے باپ ابو سلمی اور بجیر نام ایک بھائی کے ساتھ بھاگتے بھاگتے مقام ابرق غراف مین پہونچا۔ یہان بجیر نے اُس سے کہا تم میری بھیڑون کی نگرانی کرتے رہنا مین ذرا اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ تو آؤن۔ دیکھون کیا کہتا ہی" کعب نے وعدہ کیا۔ اور بجیر دربار نبوت مین حاضر ہوا۔ یہان آتے ہی نور نبوت نے دل پر ایسا اثر کیا کہ فوراً آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور مسلمان ہو گیا کعب کو جب بھائی کے ایمان لانے کی خبر پہونچی تو برہم ہوا۔ اور چند شعر کہے جن مین آنحضرت کو برا کہا تھا اور بھائی کو لعنت ملامت کی تھی۔ اُن اشعار کو جب آپ نے سنا تو برہم ہوئے اور فرمادیا کہ ایسے دشمن دین کا قتل کرنا جائز ہی بجیر نے گھبرا کے اپنے بھائی کو لکھ بھیجا کہ جو شعرا حضرت رسالت کی ہجو مین کیا کرتے تھے اُن مین سے بعض قتل ہوئے۔ اور بعض نے بھاگ کے اپنی جان بچائی۔ لہذا اگر تم پسند کرو تو یہان آکے اپنی خطا کا اعتراف کرو۔ اور دین اسلام قبول کرو۔ حضرت رسالت ہمیشہ اُس شخص کی خطا معاف کر دیتے ہین جو توبہ کرے۔ اور اپنے گذشتہ افعال پر نادم ہو۔ لیکن اگر تمھین یہ نہین منظور ہی تو کسی اور ملک مین بھاگ کے پناہ لو۔ ورنہ تمھاری خیریت نہین ہی یہ خط پاتے ہی کعب بہت پریشان ہوا۔ اور آخر بھائی کے مشورے کے مطابق مدینے مین آکے ایک جہنی شخص کے گھر مین اُترا۔ دوسرے دن صبح تڑکے مسجد نبوی مین آیا۔ آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور بعد نماز آنحضرت کے ہاتھ مین اپنا ہاتھ دیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ۔ اگر کعب بن زہیر توبہ کر کے اور مسلمان ہو کے آئے اور امان مانگے تو آپ اُسے امان دین گے؟ آپ نے

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۴

فرمایا "بے شک" عرض کیا "تو مین ہی کعب بن زہیر ہون"۔ یہ نام سنتے ہی ایک انصاری شخص جھپٹے اور عرض کیا "یا رسول اللہ اجازت دیجئے کہ دشمن خدا کی گردن ماردون! آپ نے فرمایا "الگ بیٹھو۔ یہ توبہ کرکے آیا ہی" اب پوری طرح امان مل گئی تو کعب بن زہیر نے اپنا قصیدۂ لامیہ جو حضرت سرور کائنات کی مدح مین کہا تھا سنانا شروع کیا[1]۔

اُن کا قصیدہ لامیہ آنحضرت کی شان مین

اور یہی اصلی قصیدۂ بردہ ہی۔ مگر عوام مین ایک اور قصیدہ قصیدۂ بردہ کے نام سے مشہور ہی جو حضرت رسالت سے تقریبًا چھ سو برس بعد تصنیف ہوا تھا کعب بن زہیر کے قصیدے کا مطلع ہی

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول متیم عندہا لم یجز مکبول

(سعاد (معشوقہ) جدا ہوگئی۔ لہذا آج میرا دل چاک چاک ہی۔ مین اُسکے نزدیک ذلیل ہون۔ مظلوی کا کچھ بدلا نہین ملا اور اسیر ہون) یہ اٹھاون شعر کا ایک بڑا قصیدہ ہی جس مین جاہلیت کی شاعری اور شعرائے عرب کی قادر الکلامی کے بہت سے نمونے نظر آتے ہین۔ پڑھتے پڑھتے جب وہ اس شعر پر پہونچا کہ۔

نبئت ان رسول اللہ اوعدنی والعفو عند رسول اللہ مامول

(رسول اللہ نے معاف کرنے کا وعدہ کیا ہی۔ اور رسول اللہ سے عفو کی بھی امید ہی)

آپ بہت خوش ہوئے۔ اور پھر تھوڑی دور آگے بڑھ کے جب اُس نے یہ شعر سنایا کہ

ان الرسول لنور یستضاء بہ مہند من سیوف اللہ مسلول

(رسول اللہ بے شک نور ہین جس سے روشنی حاصل ہوتی ہی۔ اور اللہ کی تلوارون مین سے ایک برہنہ سونتی تلوار ہین)

آپ نے اپنی ردائے مبارک جسے اوڑھے بیٹھے تھے اُتار کے دے دی۔ جس کو کعب نے چادر خواص قصیدہ کے صلے مین

وہ چادر اس قصیدہ کے صلے مین کعب بن زہیر نے موجب برکت سمجھ کے زندگی بھر بڑی احتیاط سے رکھا اور بیماری مرمت ہوئی

[1] ابن ہشام صفحہ ۸۸۷ و ۸۸۹۔

عزیز تھی کہ جناب معاویہؓ نے اپنے عہد مین دس ہزار مثقال سونا دے کے لینی چاہی تو نہ دی۔ مگر کعب کے بعد اُن کے وارثون نے بیس ہزار مثقال پر حضرت معاویہؓ کے ہاتھ بیچ ڈالی۔ اُس زمانے سے یہ ردا نبوی خزانۂ خلافت مین داخل ہوئی۔ اور غالباً اس وقت بھی سلاطین آل عثمان یعنی قسطنطنیہ کے خزانہ تبرکات مین موجود ہے۔ اس لیے کہ سلطان سلیم کے بیٹے سلطان مراد خان کے عہد کے مورخ مصنف تاریخ الجنیس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے وقت تک سلاطین اسلام کے خزانون مین موجود تھی۔

کعب کا دوسرا قصیدہ انصار کی مدح مین

اس قصیدے مین کعب بن زہیر نے صرف مہاجرین کی تعریف کی تھی اور انصار کو کسی جگہ نیکی سے نہین یاد کیا تھا۔ یہ امر انصار کو ناگوار گذرا۔ اور آپ نے بھی یہ ریمارک فرمایا کہ اگر تم انصار کو نیکی سے یاد کرتے تو بے شک وہ اس کے اہل تھے،، تب کعب نے ایک اور قصیدے مین انصار کی بھی زور و شور سے تعریف کی۔ جس مین کہتے ہین

وارثوا الخیار عن کابر ان الخیار ہم بنو الاخیار

(وہ لوگ (انصار) نسلاً بعد نسل عمدہ خصلتون کے وارث ہوئے۔ وہ اچھے ہین اور اچھونکی اولاد ہین)

بعض لوگ کہتے ہین کہ کعب بن زہیر اسلام لانے سے پیشتر حضرت علیؓ کی بہن ام ہانی بنت ابی طالب پر اظہار عشق کرتے تھے۔ اور اپنے شاعرانہ خیالات کا نشانہ اسی پاک دامن ہاشمیہ خاتون کو بنا رکھا تھا۔ جس پر برہم ہوکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا تھا کہ جہان ملے قتل ہو اور اُس کی زبان کاٹ لی جاوے۔

عہ تاریخ الجنیس بسلسلہ ۲ صفحہ ۱۳ عہ ابن ہشام صفحہ ۸۹۲ و ۸۹۳

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

ولید بن عقبہ کا زکوۃ وصول کرنے بنی المصطلق مین جانا

۹ھ کی ابتدا ہی مین ایک [illegible] جس نے آپ کے دل مین ایک [illegible] تشویش پیدا کردی تھی۔ واقعہ یہ ہوا کہ آپ نے ولید بن عقبہ کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے بنی مصطلق کے پاس بھیجا۔ بنی مصطلق اس سے پیشتر صدق دل سے ایمان قبول کرچکے تھے۔ اُن کے مسکنون کے قریب مسجدین بن گئی تھین۔ اور نمازین ادا ہوتی رہتی تھین۔ اُن کو جیسے ہی خبر پہنچی کہ عقبہ زکوۃ وصول کرنے کو آتے ہین جوش وخروش سے استقبال کو آمادہ ہوئے

اور محض غلط فہمی سے واپس آیا

چنانچہ بیس آدمی فرستادۂ بارگاہ رسالت کا شایان مقدم ادا کرنے کے لیے دور تک آئے۔ مگر چونکہ وہ لوگ مسلح تھے اور شان وشوکت سے آرہے تھے عقبہ کو خیال گذرا کہ مخالفت پر آمادہ ہین۔ اور مقابلہ کرنا چاہتے ہین۔ جاہلیت مین عقبہ سے اور ان سے دشمنی بھی رہ چکی تھی۔ اس پیز نے اُنھین ایسی رائے قائم کرنے پر اور آمادہ کیا۔ غرض ان مسلح استقبال کرنے والون کی صورت دیکھتے ہی وہ واپس چل کھڑے ہوئے اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کے عرض کیا کہ وہ لوگ ہتھیار لے کے میرے مقابلے کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور زکوۃ دینے سے انکار کرتے ہین [illegible]

اس غلط فہمی کا رفع ہونا

ارادہ فرمایا کہ ان کی سرکوبی کے لیے کوئی فوج روانہ کی جائے۔ بعض روایتون مین مذکور ہے کہ آپ نے خالد بن ولید کو بھیجا کہ چپکے سے جائین اور مخفی رہ کے دیکھ آئین کہ اُن لوگون کی کیا حالت ہے۔ اور وہ دین اسلام پر قائم ہین یا مرتد ہوگئے۔ خالد گئے۔ اور دیکھا کہ [illegible] جاری ہین۔ نمازین جماعت سے ادا ہو رہی ہین۔ اور سواد کی داری اور حضرت رسالت کی اطاعت کے کوئی مخالفت کی کارروائی ہین نظر نہ پڑی پلٹ کے

آنحضرتؐ کی خدمت مین آئے اور کہا "وہ لوگ دل وجان سے مسلمان ہین اور کسی قسم کی سرکشی کے اندر نہین پائے جاتے"۔ اس اثنا مین خود اُن لوگون کو بھی خبر پہونچ گئی تھی کہ ان کی طرف سے آنحضرت صلعم کے دل مین شبہات پیدا ہوگئے ہین جس کے سنتے ہی ان کا سردار حارث بن ضرار خزاعی مدینے مین آکے آنحضرتؐ سے ملا۔ آپنے پوچھا "تم نے زکوۃ دینے سے انکار کیا؟ اور میرے قاصد کی جان لینے کے درپے تھے؟ اُس نے کہا "جس خدا نے آپ کو مبعوث کیا اس کی قسم ہے کہ ہم سے ایسی خطا سرزد نہین ہوئی"۔ پھر وہ سوار بھی خدمت رسالتؐ مین حاضر ہوئے جو عتبہ کے استقبال کو نکلے تھے۔ اور اصل ماجرا بیان کیا۔ تب آپ نے رقم زکوۃ وصول کرنے کے لیے عُبّاد بن بشر کو اُن کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ اور حکم دیا کہ اُن مین رہ کے زکوۃ بھی وصول کیا کرین۔ اور انھین شریعت اسلام اور قرآن مجید کی بھی تعلیم دین۔

بنی المصطلق خود ہی حاضر ہوکے عذر کرتے ہین

اُن کی زکوۃ وصول کرنے کیلئے بشر مقرر ہوئے

بنی عمرو بن حارثہ کے نام نامہ ہدایت

اسی سال صفر یا ربیع الاول کی پہلی تاریخ آپ نے عبداللہ بن عوسجہ کو ایک خط دے کے بنی عمرو بن حارثہ کے پاس بھیجا۔ اور انھین دین اسلام کی طرف بُلایا۔ اُن لوگون نے دین توحید کے اختیار کرنے سے انکار کیا۔ خط کا جواب بھی نہین دیا۔ اور اُس نامہ ہدایت سے یہ کام لیا کہ جو کچھ لکھا تھا دھو ڈالا۔ اور اپنے ایک چمڑے کے ڈول مین اس کا پیوند لگا لیا۔ عبداللہ ناکام واپس آئے۔ اور جب آپنے یہ سُنا کہ انھون نے خط سے ایسا بیہودہ کام لیا ہے تو ان کی نسبت بددعا کی کہ خدا وند

ان کی احمقانہ گستاخی جو آپ کا ایک معجزہ بن گئی

عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۱ و ۳۳۲

جس طرح انھون نے یہ حماقت کا کام کیا ہے اسی طرح ہمیشہ بے عقل و بے وقوف رہین چنانچہ کہتے ہین کہ اس قبیلہ کے لوگ اس وقت تک بے عقل ہین۔ ان کے اعضا بیہودگی سے پھڑکا کرتے ہین۔ اور اتنی جلدی بات کرتے ہین کہ بمشکل سمجھ مین آتی ہے[1]۔

بنی خثعم کے مقابلے مین قطبہ بن عامر کا سریہ

اسی صفر کے مہینے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطبہؓ بن عامر کو بیس بہادرون پر سردار مقرر کرکے روانہ فرمایا کہ اطراف مکہ مین علاقہ تربد کے قریب مقام عبشہ مین جاکے بنی خثعم پر حملہ کرین جو سرکشی پر آمادہ تھے۔ قطبہؓ نے جاتے ہی اُن پر تاخت کی۔ اور اُنھون نے بھی جرأت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ دونون جانب بہت سے لوگ زخمی ہوئے مگر قطبہؓ نے نہایت شجاعت دکھائی اور دشمنون کے کئی آدمی قتل کرکے فتح حاصل کرلی شکست دینے کے بعد اُن کے اونٹون اور مویشیون کو اور ان عورتون اور بچون کو جو گرفتار ہوئے تھے مدینے مین لاکے بارگاہ نبوت مین حاضر کیا۔ اور اُن کے مقابلے مین اتنی غنیمت ہاتھ آئی تھی کہ پانچوان حصہ نکالنے کے بعد ہر سپاہی کے حصہ مین چار چار اونٹ اور بیس بیس بھیڑین آئین[2]

سریہ ضحاک بنی کلاب کے مقابلے مین

ربیع الاول مین آپ نے ضحاکؓ بن سفیان کلابی کو تھوڑی فوج کے ساتھ بنی کلاب کی طرف روانہ کیا ضحاکؓ وہان پہونچے۔ اُن لوگون کو دعوت اسلام کی۔ مگر انھون نے بجاے توحید قبول کرنے کے ہتھیار اُٹھائے۔ مسلمان بھی مقابلے کو آمادہ ہوگئے۔ اور لڑائی ہوئی تھوڑی دیر کی نبرد آزمائی کے بعد صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ و ۳۲۲

[2] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۲۲

شکست دے دی اور مال غنیمت لے کے مدینے مین واپس آئے۔

سنہ ۹ علقمہ جدہ کی طرف حبشیون کی تادیب کے لیے

اسی زمانے مین خبر آئی کہ حبشیون کی ایک جماعت نے اہل جدہ کو دھمکی دی اور اُن پر حملہ کیا چاہتے ہین ان کی تادیب و سرکوبی کے لیے آپ نے ربیع الآخر کے مہینے مین علقمہؓ بن مجزز مدلجی کو تین سو جان باز ان اسلام کے ساتھ روانہ فرمایا کہ سواحل پر جا کے مسلمانون کو حبشیون کے شر سے بچائین۔ علقمہؓ گئے۔ ایک جزیرے مین جو سمندر کے اندر واقع تھا حبشیون کو پایا۔ اور ارادہ کیا کہ سمندر سے اُتر کے اُن پر حملہ کرین مگر وہ مسلمانون کو آتے دیکھ کے کشتیون پر بیٹھ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مجبوراً علقمہؓ مدینہ طیبہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ ہمراہیون مین سے بعض لوگون نے کوشش کی کہ اپنے ساتھیون سے پہلے ہی مدینے مین پہونچ جائین اس خیال سے آگے بڑھ آئے۔ ان آگے بڑھ آنے والون پر علقمہؓ نے عبداللہ بن حذافہ سہمی کو سردار مقرر کر دیا تھا جو ایک ظریف آدمی تھے۔ راستے مین ایک مقام پر

عبداللہ بن حذافہ کا ایک مذاق

ہمراہیون نے آگ روشن کی۔ اور جب اس مین خوب شعلے بھڑکنے لگے تو عبداللہ نے کہا مین چاہتا ہون کہ تم لوگ اس آگ مین پھاند پڑو۔ خدا پرست سپاہی جنھین اپنے سردارون کی فرمان برداری کرنے کا تاکیدی حکم تھا اس حکم کی تعمیل پر بھی آمادہ ہو گئے۔ عبداللہ نے جب دیکھا کہ لوگ آگ مین پھاندا ہی چاہتے ہین تو روکا اور کہا مین مذاق کرتا تھا۔ اس کے بعد جب

اور آنحضرت کا اُس کے خلاف تنبیہ فرمانا

مدینے مین آئے تو کسی نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بیان کر دیا۔ آپ نے سُن کے فرمایا جو کوئی شخص تمھین کسی گناہ مین مرتکب ہونے کا حکم دے تو ہرگز نہ مانو

ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۲

بلکہ بعض روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے فرمایا اگر وہ لوگ آگ مین چلے جاتے تو پھر کبھی اُس سے نہ نکلتے" یعنی ہمیشہ آگ اور دوزخ ہی مین رہتے۔

حضرت علی فلس کی مورت توڑنے کو جاتے ہین

اسی ربیع الآخر مین آپ نے جناب علیؑ مرتضی کو حکم دیا کہ قبیلۂ بنی طی مین جاکے اُن کے بت فلس کو توڑ ڈالین[عہ] جناب علیؑ ڈیڑھ سو انصاریون کے ساتھ جو ایک سو اونٹون پر سوار تھے اور اُن کے علاوہ پچاس سوار ہمراہ لے کے بنی طی کی سرزمین کی طرف روانہ ہوئے۔ خالدؓ بن ولید بھی اس سفر مین اُن کے ہمراہ رکاب تھے۔ اس اسلامی لشکر نے منزل مقصود مین پہونچتے ہی دشمنون پر حملہ کر دیا۔ حاتم طائی کا بیٹا عدیؓ جو قوم کا سردار تھا بھاگ کے ارض شام مین چلا گیا اور اُس کی قوم کو مسلمانون نے لوٹا۔ بہت سی عورتون اور بچون کو پکڑ لیا۔ جتنے مویشی ملے اپنے قبضے مین کیے۔ اور فلس اور اُس کے تجانے کو توڑا اور منہدم کیا۔ بنی غسان کے فرمان روا حارث ابن ابی شمر نے کسی زمانے مین دو عمدہ تلوارین فلس کی مورت پر چڑھائی تھین جو اس وقت تک اُس کے گلے مین لٹکی ہوئی تھین۔ یہ بھی جناب علیؑ نے اپنے قبضے مین کین اور بارگاہ نبوت کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ خالدؓ بن

حاتم طائی کی بیٹی سفانہ کا گرفتار ہو کے آنا

ولید نے اس معرکے مین مشہور فیاض عرب حاتم طائی کی بیٹی کو گرفتار کر لیا تھا جس کا نام سفانہ تھا۔ مدینے مین لا کے سفانہ مسجد نبوی کے ایک ایسے حصے مین رکھی گئی۔ جدھر سے حضرت سرور کائناتؐ کا گذر ہوا کرتا تھا۔ پہلے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے دیکھ کے اُٹھ کھڑی ہوئی اور عرض کیا یا رسولؐ اللہ والد فضا کرگئے اور جو نہر گیری کو آتا بھاگ گیا

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۹

سہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ للعہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۹

آپ نے پوچھا وہ کون ہے؟ بولی "میرا بھائی عدی بن حاتم" اس کے جواب میں آپ نے فرمایا "جو خدا اور اس کے رسول سے بھاگا ہے" اور چلے گئے۔ دوسرے دن پھر آپ اُدھر سے گذرے اور پھر وہی پہلے دن کی سی گفتگو ہوئی۔ تیسرے دن آپ پھر اُدھر سے تشریف لیے جاتے تھے۔ مگر اب سفانہ مایوس تھی اور کچھ کہنے کا ارادہ نہ تھا حضرت علیؓ نے جو آنحضرتؐ کے پیچھے پیچھے تھے اشارہ کیا۔ اور اُس نے اشارہ پاتے ہی۔ پھر کھڑے ہو کے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ والد قضا کر گئے۔ اور جو جنگی کرتا بھاگ گیا۔ مجھ پر احسان کیجیے خدا آپ پر احسان کرے گا" آپ نے فرمایا "میں نے تمہاری درخواست منظور کی لیکن ابھی یہاں ٹھہرو۔ جب کوئی ایسا قابل اعتبار شخص ملے جو آرام سے تمہیں گھر پہونچا دے اُس وقت مجھ سے کہنا" چند روز بعد بنی طے کا ایک گروہ آیا۔ اور سفانہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ "اب ایسے لوگ آ گئے جن کے ساتھ میں جا سکتی ہوں" آپ نے یہ سن کے اُسے لباس اور سواری دی۔ زاد راہ عطا فرمایا۔ اور کمال شفقت سے رخصت کیا۔ سفانہ یہاں سے آزادی پا کے ارض شام میں گئی اپنے بھائی عدی سے ملی۔ عدی نے پوچھا اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو نے کیسا پایا؟ بولی میری رائے تو یہ ہے کہ تم فوراً جا کے اُن سے ملو۔ اگر وہ واقعی پیغمبر ہیں تو جس قدر جلد اطاعت کرو بہتر ہے۔ اور اگر بادشاہ ہیں تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ فرمان برداری کرنے کے بعد امن و امان سے رہو گے" عدی نے کہا "بے شک یہی مناسب معلوم ہوتا ہے" چنانچہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کے اسلام قبول کیا۔ اور معززین صحابہؓ میں شمار کیے گئے[۵]

سفانہ کا اُس کے عدل پر آپ کی شفقت

عدی بن حاتم کا ایمان لانا

---

[۵] السیرۃ النبویہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۳۴

عدی خود اپنی سرگذشت بیان کرتے ہین

عدی بن حاتم اس سے پیشتر دین عیسوی کے پیرو تھے۔ خود کہتے ہین کہ مین آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور اپنا نام و نشان بتایا۔ آپ مجھے اپنے گھر لے گئے۔ راستے مین ایک ناتوان و ضعیف بڑھیا نے روکا۔ آپ رُک گئے۔ اور دیر تک اُس کی حاجتین سُنتے رہے۔ پھر گھر مین پہونچ کے مجھے بچھونے پر بٹھایا۔ اور خود زمین پر بیٹھے۔ یہ ایسی باتین تھین جنھین دیکھ کے مین نے اپنے دل مین کہا "واقعی یہ پیغمبر برحق ہین۔ بادشاہو نکی یہ شان نہین ہوسکتی"۔ پھر ارشاد فرمایا "اے عدی تم رعایا سے پیداوار کا چوتھائی

دولت اسلام کی نسبت آپ کی پیشین گوئی

حصہ وصول کیا کرتے ہو۔ یہ امر تو تمھارے دین مین بھی نہین جائز ہے۔ اور شاید تم اس خیال سے اسلام نہین قبول کرتے کہ ہم محتاج نظر آتے ہین۔ اور ہمارے دشمنون کی تعداد بہت زیادہ پاتے ہو۔ مگر خدا ہم کو اتنی دولت دے گا کہ روپیہ ہوگا اور لینے والے نہ ملینگے اور مین قسم کھا کے کہتا ہون کہ کسی دن تم سنوگے کہ ایک عورت قادسیہ سے سوار ہوکے خانہ کعبہ کی زیارت کو آئی۔ اور راستہ بھر سوا خدا کے اُسے کسی کا خوف نہ تھا۔ ایک دن یہ بھی دیکھ لوگے کہ بابل کے سفید محل فتح ہوگئے ہین۔ اور اسلام کے قبضے مین ہین"۔ یہ کلمات ہدایت سُن کے مین نے دین اسلام قبول کیا۔ اور خدا کی قسم جو کچھ آپ نے فرمایا تھا آنکھون سے دیکھ لیا۔ یہ امن و امان بھی دیکھا کہ تنہا عورت بے خوف و خطر حج خانہ کعبہ کو آتی ہے۔ اور یہ دولت مندی بھی دیکھی کہ دولت دی جاتی ہے اور کوئی لینے والا نہین ملتا"۔

سریہ عکاشہ مقام جباب کی طرف

اسی مہینے مین آپ نے عکاشہ بن محصن اسدی کو ایک کافی جماعت کے ساتھ مقام جباب کی طرف روانہ فرمایا جہان قبائل

ع۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۰۹

غدرہ اور بلی آباد تھے۔ مگر اس سریہ کے متعلق سوا اتنے واقعے کے کہ روانہ کیا گیا تھا اور کچھ حال مورخین کو نہین معلوم ہو سکا۔

باب سی ویکم

غزوہ تبوک یا غزوہ عسرۃ

غزوہ تبوک یا غزوہ عسرۃ۔ اسلام اور نصرانیت کا مقابلہ۔ اس غزوے کا سبب۔ رومی لشکر کا جمع ہونا۔ مسلمانون کی تیاری مقابلے کے لیے۔ اس عظیم الشان مہم کے لیئے مسلمانونکی دیانیان مسلمانونکی بے سروسامانی۔ منافقین کی فتنہ پردازیان۔ اس گھر مین آگ لگادی گئی جس مین منافق فتنہ پردازی کی کمیٹیان کیا کرتے تھے۔ آپ حضرت علی کو اپنی جگہ مدینے مین چھوڑتے ہین۔ روانگی جو سچے مسلمان نفس کے پھندے مین پھنس کے آپ کے ساتھ نہ گئے۔ اور ان کی عبرت ناک توبہ۔ عساکر صحابہ کی ترتیب۔ اور ان کا شمار۔ قوم ثمود کے آثار۔ آپ کا غضب الٰہی کی اس یادگار سے ڈرنا۔ آپ کی نافرمانی کے نتائج۔ آپ کی دعا سے پانی برسنا۔ ایک اور معجزۂ نبوت۔ ابوذر کی سچی جان نثاری۔ آپ کا ورود تبوک مین مگر دشمن کا پتہ نہ تھا۔ تاہم یہ غزہ بیکار نہین ہوا۔ آپ کی تحریر یوحنا بن رویہ حاکم ایلہ کے نام۔ آپ کی تحریر اہل اذرح وجرباء کے نام۔ خالد بن ولید کا قلعہ دومۃ الجندل پر روانہ ہونا۔ اور حضرت رسالتؐ کے وعدے کے مطابق وہان کے حاکم کو بہ آسانی گرفتار کر لینا۔ خالدؓ کا حملہ قلعہ مازن پر۔ اور صلح کے ساتھ اس قلعہ کا فتح ہونا۔ صحابہؓ کے مشورے سے آپ کی واپسی۔ آپ کے معجزے سے ایک خشک چشمے کا لبریز ہو جانا۔

غزوہ تبوک یا غزوہ عسرۃ اس کے بعد دو مہینے تک کسی خاص واقعے کا پتہ نہین لگتا۔ اور غالباً اس زمین سے پچھلا مہینہ۔ اس سب سے بڑی اور نہایت ہی عظیم الشان مہم کی

تیاریون مین صرف ہوا ہوگا جو غزوہ تبوک یا غزوہ عسرۃ کے نام سے مشہور ہے

اسلام اور نصرانیت کا مقابلہ

اور جس کے لیے رجب کے مہینے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بڑا اور تمام غزوات سے زیادہ زبردست لشکر ہمراہ لے کے روانہ ہوئے تھے۔ اگرچہ قبائل عرب مین بھی بعض نصرانی بہادر موجود تھے۔ اور ان سے اسلام کو مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ مگر عیسویت کا اصلی مقابلہ اُنھین معرکون کو کہنا چاہیے جو دولت روم اور مسلمانون کے درمیان مین پیش آئے۔ اور یہی معرکے ان مسلسل لڑائیون کی بنیاد ہین جو بعد کے زمانون مین پیش آتی رہین۔

ان معرکون مین سے پہلا تو وہ تھا جسے ہم سریۂ موتہ کے نام سے بیان کر آئے ہین۔ اور دوسری یہ مہم ہے جو غزوہ تبوک کہلاتی ہے۔

اس غزوے کا سبب

اس غزوے کا سبب اگرچہ مختلف روایتون مین جدا جدا واقعات بتائے گئے ہین مگر اُن سب کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی غسان جو عرب کے شمالی حصے مین حکومت کر رہے تھے اور دولت روم کی ماتحتی مین ایک مدت دراز سے اپنی شان و شوکت بڑھاتے رہتے تھے اب جزیرہ نماے عرب مین اسلام کو ترقی کرتے اور آپ کی قوت کو بڑھتے دیکھ کے گھبرائے۔ اور ڈرے کہ کہین ایسا نہ ہو ہمین بھی اپنی وقعت و سلطنت کھو کے اسلام کے آگے عاجزی سے سر جھکانا پڑے۔ علاوہ برین اس سے پیشتر تمام قبائل عرب مین غسانیون کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اُن کے جاہ و جلال کے واقعات عربی صحرانشینون کی طرح بیان کیے جاتے تھے۔ لیکن اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ اہل عرب کے دلون مین اُن کی بے وقعتی ہونے لگی تھی۔ اور ان کے فرمان رواؤن کے عوض حضرت رسالت کا

نام طہرت وعظمت حاصل کرتا جاتا تھا۔ بس یہی چیزین تھین جن پر نبی غسان کو حسد آیا۔ اور تنہا اپنی قوت کو غیر کافی خیال کرکے اس امر پر آمادہ ہوئے کہ دولت روم کو اسلام کی بیخ کنی پر آمادہ کردین۔

رومی لشکر کا جمع ہونا | اب خواہ جان بوجھ کے فریب دینے کے لیے یا واقعی یہ غلط خبر سن کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ اور اہل عرب قحط ومصیبت مین مبتلا ہین فرمان روائے نبی غسان نے قیصر روم ہرقل کو لکھا کہ اگر آپ عرب والون کو اپنے دین کا پابند بنانا چاہتے ہین تو اس سے بہتر اور مناسب موقع نہین مل سکتا یہ خبر پاتے ہی ہرقل فوج کشی پر آمادہ ہوگیا۔ ایک بڑا رومی لشکر مجتمع ہوا۔ اور نبی غسان کی کوشش سے روم کے عقابی جھنڈے کے نیچے بہت سے عرب کے نصرانی قبائل بھی جمع ہوگئے۔ جن مین بنی لخم بنی جذام بنی عاملہ اور بنی غسان وغیرہ تھے ایک رومی سردار چالیس ہزار کی جمعیت سے آگے بڑھا اور ارض غسان کی دارالسلطنت بلقاء مین پہونچ کے پڑاؤ ڈال دیا۔ اور خود ہرقل شام کے پرانے شہر حمص مین ٹھہر گیا

مسلمانون کی تیاری مقابلے کیلیے | بخارے اور تاجرانہ قافلے جو ارض شام سے روغن زیتون وغیرہ مدینے اور عرب کے بازارون مین لاکے بیچا کرتے تھے اُن کے ذریعے سے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی۔ اور آپ بھی مستعدی وسرگرمی سے رومیون کے روکنے اور بڑھ کے مقابلہ کرنے کا سامان کرنے لگے ان دنون گرمیون کا موسم تھا۔ بلا کی تپش ہوتی تھی۔ اور اس کے ساتھ خوراک کی بھی کمی تھی۔ اس لیے کہ فصل کا آخری زمانہ تھا۔ پھل پک کے تیار ہورہے تھے اور لوگون کو زیادہ فکر اسی بات کی تھی کہ اپنے باغون کی حفاظت کرین۔ اور نئی فصل سے فائدہ اٹھانے کی کوشش مین غافل نہ ہون۔ بہرحال یہ ایسا زمانہ تھا

عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۳۶

کہ کسی لشکر کا مرتب کرنا اور ایسی دور دراز مہم کے لیے تیار ہوجانا قبائل عرب کے لیے نہایت دشوار اور ضرر رسان تھا۔ انہین دشواریون کی وجہ سے اس مہم کا نام غزوہ عسرۃ اور اس فوج کا نام جو رومیون کے مقابلے کو تیار ہوئی جیش عسرۃ رکھدیا گیا[۴]

آپ کا ہمیشہ اور ہر غزوے مین معمول رہا تھا کہ سفر جہاد پر روانہ ہوتے وقت لوگون پر ظاہر نہین فرماتے تھے کہ کن لوگون کے مقابلے کو اور کہان جانا ہی مگر انہین دشواریون کے خیال سے اس غزوے مین آپ نے سب کو پہلے ہی سے خبر کردی تھی کہ ارض تبوک مین اور بنی الاصفر کے مقابلے کو جانا ہی[۵]۔ غرض سب لوگون کو حکم ہوا کہ تیار ہوجائین اور جس طرح بنے سامان سفر مہیا کرلین۔ ہزارہا ایسے غربا تھے جن کے پاس نہ سواری تھی اور نہ غذا جن کے لیے آپ نے صاحب استطاعت مسلمانون کو فیاضی اور غازیون کی خبر گیری پر آمادہ فرمایا۔ اور سچے مسلمان بڑے جوش و خروش سے مال و دولت اور مختلف قسم کا سامان لالا کے حاضر کرنے لگے۔ سب کے پہلے ابوبکر صدیق نے جوش فیاضی دکھایا۔ اور چار ہزار درہم حضرت رسالت کے سامنے لاکے رکھ دیے۔ آپ نے پوچھا کچھ اپنے اہل و عیال کے لیے بھی باقی رکھا؟ عرض کیا "اُن کے لیے خدا اور رسول کافی ہین"۔ عمر فاروق نے اپنے کل سرمائے کا پورا نصف حصہ خدا کی راہ مین دے دیا۔ عبدالرحمن بن عوف نے دو سو اوقیہ چاندی لاکے حاضر کی عاصم بن عدی نے ستر وسق خرمے پیشکش کیے۔ اور جناب عثمان نے اپنی دولتمندی کے مطابق یہ سب سے بڑا اور نمایان کام کیا کہ ایک تہائی فوج کے لے جانے اور اس کی خوراک کا بندوبست خاص اپنے پاس سے کردیا جس کی تفصیل مین بڑا اختلاف ہی۔ بعض راویون کا بیان ہی کہ ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے

اس عظیم الشان مہم کے لیے مسلمانون کی فیاضیان

۴ ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۶ ۵ ابن ہشام صفحہ ۸۹۴

دیے تھے بعض تین سو اونٹ اور ایک ہزار دینار لکھتے ہین۔ بعض صرف ایک ہزار دینار بتاتے ہین اور بعض دس ہزار دینار۔ بہر تقدیر حضرت عثمانؓ نے اتنا دیا اور اس جہاد مین غربائے مجاہدین کی اس قدر مدد کی کہ حضرت سرور کائناتؐ متحیر ہو گئے۔ اور جوش مسرت سے دعا فرمائی "خداوندا! تو عثمانؓ سے راضی ہو اس لئے کہ مین اُن سے راضی ہون"۔ پھر فرمایا "اب اس کے بعد عثمانؓ کے لیے کوئی اندیشہ نہین ہے"۔ اسی طرح ہر شخص نے اپنی استطاعت و حیثیت کے موافق فیاضی دکھائی۔ بہت سے لوگون نے یہ کیا کہ اپنے ساتھ کسی ایک اور شخص کے لیے جانے کا بندوبست کر لیا۔ عورتون نے ثواب آخرت حاصل کرنے کے شوق مین اپنی بالیان اور انگوٹھیان گھونگرو۔ بازوبند۔ اور خوشبو کا مشک وغیرہ جو کچھ ممکن ہوا لالا کے حاضر کر دیا۔

مسلمانون کی بے سروسامانی

مگر باوجود اس کے کہ پُرجوش مسلمانون نے ایسی ایسی فیاضیان دکھائین پوری فوج کے روانہ ہونے کا بندوبست نہ ہو سکا۔ چنانچہ سات آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوے آئے اور درخواست کی کہ یارسولؐ ہمین سواری اور زاد راہ مرحمت ہو۔ آپ اُن کے لیے کوئی سامان فراہم نہ کر سکے۔ اور وہ روتے ہوئے واپس گئے۔ اُن مین سے دو کو تو یامین بن عمیرؓ نے ایک اونٹ دے دیا جس پر باری باری چڑھتے ہوئے روانہ ہو گئے اور باقی پانچ آدمیون کے لیے کوئی بندوبست نہ ہو سکا۔

منافقین کی فتنہ پردازیان

مگر منافقین اس موقع پر بھی اپنے شر اور اپنی دنائت سے باز نہ آئے۔ یہ کوشش کر رہے تھے کہ لوگون کو ڈرا دھمکا کے اور بہلا پھسلا کے روک رکھین۔ ہر شخص کو رومیون کی ہیبت و سطوت سے ڈراتے

عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۶ عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۳۷

یاد دلاتے کہ تمھارے باغون کی فصلین بے پروائی سے غارت ہو جائین گی۔ اس گرمی اور تپش مین ہلاک ہو جاؤ گے۔ الغرض اپنے نزدیک لوگون کے روکنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ مگر آنحضرتؐ کا یہ طرز عمل تھا کہ منافقین کی بھی دل دہی کیے جاتے اُن کے دلون کے ہاتھ مین لینے کی کوشش کرتے۔ اور اُنھین اُنھین کے مذاق کے موافق لڑائی اور جہاد پر آمادہ فرماتے۔ چنانچہ جد بن قیس سے جو منافقون مین نہایت ہی صاحب اثر اور متمول شخص تھا آپ نے فرمایا تمھین بنی الاصفر (رومیون) کی لڑکیون کے دیکھنے کا شوق ہے؟" میری قوم کے تمام لوگ جانتے ہین کہ مین عورتون پر بہت جلد فریفتہ ہو جاتا ہون مجھے اندیشہ ہے کہ وہان بنی الاصفر کی حسین وصاحب جمال عورتین دیکھ کے مین بیتاب نہ ہو جاؤن مناسب ہو تو مجھے یہین رہنے دیجئے۔ اور فتنے مین نہ ڈالیے"۔ آپ نے ناگواری کے ساتھ فرمایا "مین نے تمھین ٹھہرنے کی اجازت دی"[۱]

جد بن قیس تو منافقین مین تھا مگر اُس کا بیٹا عبداللہ بن جد سچا پر جوش مسلمان تھا۔ اور ان معزز و واجب التعظیم صحابیون مین شمار کیا جاتا تھا جنھین معرکۂ بدر مین شریک ہونے کی عزت حاصل ہوئی تھی۔ جب اس نے اپنے باپ کا یہ واقعہ سنا تو اُسے لعنت ملامت کی اور کہا تم کو خدا نے دولت دی ہے تمھارے لیے کیا عذر ہو سکتا ہے جو جہاد سے بھاگتے ہو۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ تمھارے اس بے موقع بیٹھ رہنے پر خدا کا عتاب نہ نازل ہو۔ اور تمھاری مذمت مین کوئی آیت نہ اُترے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ اس لیے کہ آیۂ کریمہ ومنھم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الخ (اور اُن مین (منافقین مین) سے وہ شخص ہے جو کہتا ہے مجھے ٹھہرنے کی اجازت دو اور فتنے مین نہ ڈالو) اسی شخص کی شان مین اُتری ہے۔

---

[۱] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ [۲] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۳۷

منافقین جہان اور مخالفانہ کارروائیان کررہے تھے وہان ایک یہ بھی تھی کہ سویلم یہودی کے گھر مین جمع ہو ہو کے خاص اس بات کی کوششین اور تدبیرین کرتے کہ یہ لوگ آپ کا ساتھ دینے اور اس سفر جہاد پر جانے سے انکار کردین - یہ باغیانہ کمیٹی خفیہ ہی خفیہ دراندازیان کررہی تھی کہ آپ کو حال معلوم ہوگیا - آپنے طلحہؓ بن عبیداللہ کو چند اور صحابی ساتھ کرکے بھیجا کہ اُس گھر مین جاکے آگ لگادو جناب طلحہؓ نے حسب فرمان نبوت پہونچتے ہی بے تکلف آگ لگادی - اور جو لوگ اس مین تھے نکل نکل کے بھاگے - جن مین سے ضحاک بن خلیفہ بھاگتے وقت پچھواڑے کی طرف اس بدحواسی سے کودا کہ ٹانگ ٹوٹ گئی[۵]

اُس گھر مین آگ لگادی گئی جسمین منافقین فتنہ پردازی کی کمیٹیان کیا کرتے تھے

مگر منافقین کی یہ ذلیل کوششین بالکل بے کار ثابت ہوئین - اور آپنے پورا اور کافی لشکر فراہم کرلیا - اور سباع بن عرفطہ کو والی مدینہ بناکے اور حضرت علیؓ مرتضی کو اپنے اہل وعیال کا متکفل قرار دے کے مدینے سے باہر نکلے - منافقین نے مشہور کردیا کہ آپ حضرت علیؓ کو بار سمجھ کے پیچھے ڈال گئے ہین اس کا جناب مرتضوی پر اس قدر اثر ہوا کہ ہتھیار لگاکے مدینے سے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راستے مین جاملے اور عرض کیا کہ "منافقین ایسا کہتے ہین" آپ نے فرمایا "جھوٹے ہین - جن لوگون کو مین مدینے مین چھوڑ آیا ہون اُن کے واسطے تم کو اپنا جانشین بناکے جاتا ہون - کیا تمھین یہ نہین پسند ہو کہ میرے ساتھ تمھاری وہی نسبت رہے جو نسبت موسیٰ کے ساتھ ہارونؑ کو تھی - اگرچہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہین ہوسکتا" الغرض یہ کلمات تشفی سُن کے حضرت علیؓ اطمینان کے ساتھ مدینے مین واپس آئے اور آپنے لشکر آگے بڑھانے کی

آپ حضرت علیؓ کو اپنی جگہ مدینے مین چھوڑتے ہین

---

[۵] ابن ہشام صفحہ ۸۹۵ [۵] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ -

جانب توجہ کی۔

روانگی | آپ نے مدینے سے نکل کے تمام فوج اور کل ہمراہیون کے ساتھ اُس پہاڑی کے دامن مین پڑاؤ ڈالا جو ثنیۃ الوداع کہلاتی تھی اور جہان تک مدینے والے آکے لوگون کو رخصت کیا کرتے تھے۔ یہان تک بہت سے منافقین بھی ہمراہ آئے تھے۔ مگر جب یہان سے کوچ کرنے کا وقت آیا تو پُرانا مشہور منافق عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے تمام ہم مذاق وہم خیال واپس گئے۔ واپسی کے وقت ابن ابی کی زبان پر تھا کہ واہ! محمدؐ اور بنی الاصفر (رومیون) کا مقابلہ! اور اس شکستہ حالی اور اس گرمی مین! اور پھر اتنی دور جاکے! محمدؐ بنی الاصفر سے لڑنا کھیل سمجھے ہین! مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ جیسے ان کے ساتھی رسیون مین بندھے ہوئے ہین۔"

جو سچے مسلمان نفس کے پھندے مین پھنس کے آپ کے ساتھ نہ گئے | خیر ان لوگون کا ٹھہر جانا تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے مگر حیرت یہ ہے کہ چار سچے اور خالص دل داوگان توحید نے بھی خدا جانے کیا خیال کرکے آپ کے ساتھ جانے سے چشم پوشی کی۔ جن کے نام یہ ہین ابوخثیمہ۔ کعب بن مالک مرارہ بن ربیع۔ اور ہلال بن امیہ۔ ان مین سے ابوخثیمہ پر خدا مہربان ہوا۔ اور آنحضرتؐ کے کوچ کرنے کے چند روز بعد ایک دن گھر مین آئے۔ اُنکی دو بیویان تھین۔ اور دیکھا کہ دونون نے اپنے اپنے حجرون مین پانی چھڑک رکھا ہے ٹھنڈا پانی اور عمدہ کھانا تیار ہے۔ یہ لطف کا سامان دیکھ کے یکایک تنبہ ہوا۔ بولے رسول اللہؐ تو لو اور تپش کی مصیبت مین مبتلا ہین۔ اور ابوخثیمہ گھر مین رہ کے سایے مین بیٹھے اور ٹھنڈا پانی پیے! یہ انصاف کے خلاف ہے۔ خدا کی قسم جب تک مین جاکے رسول اللہ سے نہ مل جاؤن۔ یہ دونون حجرے مجھ پر حرام ہین۔" بس اسی وقت اونٹ تیار کیا۔ زاد راہ لیا۔ اور اکیلے چل کھڑے ہوئے۔ اور خاص شہر تبوک مین جاکے

ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۹

آپ سے ملاقی ہوئے۔

اور اُن کی عبرت ناک

مگر باقی ماندہ تین آدمیون کی توبہ بڑی مصیبت سے قبول ہوئی اُن سے یہ ایسی خطا سرزد ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر خدا کی منظوری کے اُن کو معاف کرنا بھی اپنے اختیار سے باہر خیال فرماتے تھے۔ اور اسی وجہ سے تبوک سے واپس آتے ہی آپ نے تمام مسلمانون کو حکم دے دیا کہ خبردار کوئی اُن سے نہ ملے جلے ساتھ بٹھائے اور نہ بات کرے۔ جس کے معنے یہ ہین کہ اپنی برادری یا اپنی سوسائٹی سے نکال دیا۔ اور اسی کو آج کل انگریزی خوانون کی اصطلاح مین "بُوٹ آف سینشور پاس کرنا" کہتے ہین۔ لیکن شاید کبھی کسی کو سوسائٹی سے نکالے جانے پر اتنی شدید اور ایسی سخت مصیبت نہ برداشت کرنی پڑی ہوگی جیسی کہ ان تین گناہگار صحابیون کو برداشت کرنی پڑی۔ اور سب منافقون نے آپکے سامنے آآکے اور قسمین کھا کھا کے جھوٹے عذرات پیش کیے اور آپ نے بلا تکلف قبول کرلیے۔ مگر ان راست باز صحابیون نے نہ کوئی عذر پیش کیا اور نہ اُن کی خطا معاف ہوئی۔ کعب بن مالک جو ان مین سب سے زیادہ معزز تھے خود بیان کرتے ہین کہ میرے نہ جانے کا سبب سوا سُستی اور کاہلی کے اور کچھ نہ تھا۔ جب تک کوچ کی تیاریان ہو رہی تھین مین اطمینان سے بیٹھا تھا اور کہتا تھا کہ جب آپ چلین گے فوراً تیار ہوجاؤن گا۔ مگر جب آپ چل کھڑے ہوئے اور مین تیار نہ تھا تو دل مین کہا بہتر کل جا کے آپ سے راستے مین مل جاؤن گا۔ کل ہوئی تو مین نے کہا اب کل چلون گا۔ بس یون ہی سُستی کی بدولت کل کل کہتا رہگیا اور آپ واپس آگئے اب منافقین نے تو جھوٹے عذر بنا بنا کے پیش کیے مگر مین نے جھوٹ بولنا مناسب نہ جانا اور جو اصل حقیقت تھی بیان کردی۔ آپ نے کہا تم نے سچ کہدیا

ع ابن اثیر جلد ۲ - صفحہ ۱۰۶

اب اٹھو جاؤ۔ اور تمھارے بارے مین جو فیصلہ خدا کرے گا وہی ہوگا" اس کے بعد آپ نے منع کر دیا کہ ہم تینون سے جو بے عذر گھر مین بیٹھ رہے تھے لوگ بات چیت نہ کرین۔ اس حکم کا یہ نتیجہ ہوا کہ جیسے دنیا نے ہمین چھوڑ دیا۔ لوگ ہمارے سامنے سے بھاگتے تھے۔ یہ حالت تھی کہ جیسے کبھی کسی سے شناسائی بھی نہ تھی۔ چند ہی روز مین زندگی سے عاجز آ گیا۔ میرے دونون ہم خطا تو اپنے گھرون مین دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے مگر مین جوان تھا۔ نماز پڑھنے کو مسجد مین آتا تھا۔ بازارون مین پھرتا تھا۔ اور اس حالت مین جو کسی کو بات کرتے نہ دیکھتا تو مجھے جنون سا ہوا جاتا تھا۔ مسجد مین آ کے آنحضرتؐ کو سلام کرتا اور کر کے دیکھتا کہ جواب کے لیے آپ کے ہونٹ ہلے یا نہین۔ مگر کچھ نہ معلوم ہوتا۔ مین جب نماز مین ہوتا آپ میری طرف دیکھتے۔ اور جب مین آپ کی طرف آنکھ اٹھاتا تو آپ دوسری طرف منھ پھیر لیتے۔ اس پریشانی مین ایک دن مین ابو قتادہ کے احاطے کی دیوار پر چڑھ گیا جن سے مجھ سے بہت ہی محبت اور راہ و رسم تھی۔ اور احاطے مین ابو قتادہ کو دیکھ کے سلام کیا۔ مگر خدا کی قسم انھون نے سلام کا جواب نہین دیا مین نے قسم دلا کے پوچھا "بتاؤ مین خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہون یا نہین"؟ اس کا بھی جواب نہ ملا۔ مین نے پھر قسم دلائی اور پھر جواب ندارد۔ آخر مین نے تیسری دفعہ قسم دلائی تو وہ بولے "اس کو خدا اور رسول ہی جان سکتے ہین کہ تم خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہو یا نہین"۔ یہ سُن کے میری آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور اُٹھ کے چلا آیا۔

دوسرے دن مین بازار مین گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک شامی بنیا جو غلہ وغیرہ بیچنے کو لایا تھا لوگون سے میرا پتہ پوچھ رہا ہے۔ لوگون نے اشارے سے بتا دیا اور اُس نے میرے پاس آ کے ایک خط میرے ہاتھ مین دیا۔ پڑھتا جو ہون تو فرمانروائے آل غسان کا خط ہے۔ اور مضمون یہ ہے کہ "ہم نے سنا تمھارے صاحب (سردار)

تم پر ظلم کیا۔ مگر تم کوئی ذلیل شخص نہین ہو۔ ہمارے پاس چلے آؤ۔ یہان تمہارے ساتھ ہمدردی کی جائے گی۔" یہ خط پڑھتے ہی میرے ہوش اُڑ گئے۔ اور مین نے دل مین کہا یہ اور آفت ہے اب مین اس درجے کو پہونچ گیا کہ جو لوگ شرک مین مبتلا ہین وہ مجھے اپنی طرف بلاتے ہین!" یہ کہتے ہی مین نے لپک کے وہ خط ایک ہنڈیا مین ڈال دیا۔

الغرض ہم تینون آدمیون کو اسی حالت مین چالیس دن گذر گئے۔ چالیسوین دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اپنی بیوی سے بھی علیحدہ ہو جاؤ" مین نے پوچھا "کیا طلاق دے دون؟" کہا طلاق نہین۔ مگر ملو جلو نہین! اور اس کے پاس نہ جاؤ۔" اور ایسا ہی حکم اسی دن میرے اُن ہم گناہون کے پاس بھی پہونچا۔ مین نے فوراً اپنی بیوی سے کہا "تم اب اپنے میکے چلی جاؤ۔ دیکھو خدا کیا کرتا ہے"۔ اب مین بالکل یکہ و تنہا تھا۔

ہم تینون مین ہلال بن اُمیہ بالکل بوڑھے تھے۔ اُن کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑی گئین۔ اور عرض کیا "یا رسول اللہ ہلال بالکل بوڑھے ہین۔ کوئی خادم پاس نہین ہے۔ کیا مین اُن کا کوئی کام بھی نہ کرون؟" آپ نے فرمایا "نہین میرا یہ مطلب نہین ہے۔ صرف اُن سے علیحدہ رہو۔" ہلال کی بیوی نے کہا ان کی تو یہ حالت ہو رہی ہے کہ جب سے آپ ناراض ہین سوا رونے کے کوئی کام بھی نہین۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ اُن کی آنکھین نہ جاتی رہین۔"

یہ سُن کے میری ایک بیوی نے کہا "تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کر لو کہ مین تمہاری خدمت کیا کرون۔" مین نے کہا "نہین۔ مین جوان ہون اور آپ کو اس کا مستحق نہین پاتا۔ اور خدا جانے پوچھون تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کیا فرمائین - الغرض مین نے ایسی درخواست پیش کرنے سے قطعی انکار کر دیا - اور اس واقعے کو بھی دس دن گذر گئے - اب ہمین معتوب ہوئے پورے پچاس دن ہوئے تھے - اور میری یہ حالت تھی کہ اپنے ایک مکان کی چھت پر ایک خیمے مین پڑا رہتا تھا پچاسوین صبح کو اسی خیمے مین فجر کی نماز پڑھ کے بیٹھا تھا کہ دیکھا ایک شخص ایک ٹیلے پر چڑھا ہے اور پکار رہا ہے "یا کعب بن مالک تمھین بشارت ہو!" یہ صدا سنتے ہی مین سجدے مین گر پڑا -

اور واقعہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھتے ہی صحابہ پر ظاہر فرمایا کہ خدا نے ہم لوگون کی توبہ قبول کی - لوگ ہمین بشارت دینے کو دوڑے - ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کے میری طرف دوڑا - مگر اس سے پہلے ہی مجھے اُس شخص کی آواز نے مطلع کر دیا جس نے ٹیلے پر چڑھ کے اپنی صدا بلند کی تھی اور اگرچہ میرے پاس سوا اُن کپڑون کے جو پہنے ہوئے تھا اور کوئی جوڑا نہ تھا مگر خوشی کے جوش مین اُس بشارت دینے والے کو جب میرے پاس آیا تو اپنے کپڑے اُتار کے دے دیئے پھر کسی اور سے ایک جوڑا مانگ کے پہنا اور بارگاہ رسالت مین حاضر ہوا - طلحہؓ بن عبید اللہ نے اُٹھ کے میرا استقبال کیا - اور جب مین نے آنحضرتؐ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا "تمھین بشارت ہو - اس لیے کہ جب سے تم پیدا ہوئے ہو آج تک ایسا خوشی کا دن تمھین نصیب ہوا ہو گا" اس کے بعد سوا خیبر کی تھوڑی زمین کے مین نے اپنی تمام جائداد خدا کی راہ مین دے دی - اور چونکہ راستبازی کے ثمرے مین یہ برکت حاصل ہوئی تھی لہذا عہد کیا کہ اب کبھی زندگی بھر جھوٹ نہ بولون گا"

اس موقع پر ان بزرگ صحابیون کی توبہ قبول ہونے مین جو آیتین نازل ہوئین وہ یہان سے شروع ہوئی ہین لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین

والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کان تزیغ قلوب فریق منہم ثم تاب علیہم انہ بہم رووف رحیم وعلی الثلثۃ الذین خلفوا الخ (اللہ نے توبہ قبول کی نبی کی اور مہاجرین وانصار کی جنھوں نے دشواری کے وقت اُس نبی کا ساتھ دیا۔ بعد اس کے کہ ان مین سے ایک گروہ کے دلون مین خرابی تھی۔ پھر اللہ نے اُن کی توبہ قبول کی وہ بخشنے والا مہربان ہو۔ اور ان تین لوگون کی بھی توبہ قبول کی جو پیچھے رہ گئے تھے)

عساکر صحابہ کی ترتیب | جب ثنیۃ الوداع سے چلنے کا وقت آیا تو آپ نے لشکر اسلام کو ترتیب دیا۔ سب سے بڑا علم ابوبکر صدیقؓ کو عطا ہوا۔ اور سب سے بڑی بیرق زبیرؓ بن عوام کو مرحمت کی گئی۔ پھر انصار مین سے بنی اوس کا نشان اسیدؓ بن حضیر کو اور بنی خزرج کا نشان حبابؓ بن منذر کو ملا۔ اور اسی طرح تمام قبائل عرب اور جماعت ہائے انصار کے جدا جدا نشان معزز لوگون کے ہاتھون مین دیئے گئے۔ اور اسی وقت اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ علم اسلام کے نیچے کل تیس ہزار جان بازان توحید مین

اور اُن کا شمار | جن مین دس ہزار سوار ہین۔ اور باقی پیدل۔ غزوہ تبوک کے لشکر کی تعداد مین اکثر راوی مختلف ہین۔ بعض چالیس ہزار بتاتے ہین اور بعض ستر ہزار مگر صحیح یہی معلوم ہوتا ہو کہ کل تیس ہزار کی جماعت تھی

قوم ثمود کے آثار | یہان سے کوچ کرنے کے بعد آپ منازل سفر طے کرتے اور مختلف وادیون مین پڑاؤ ڈالتے ہوئے مقام حجر مین پہونچے۔ جہان قدیم الایام مین قوم ثمود آباد تھی اور یہی وہ جگہ تھی جہان اس تباہ شدہ قوم پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا۔ اُن کی

آپ کا غضب الٰہی کی اس یادگار سے ڈرنا | عظمت وشوکت اور غضب الٰہی کے آثار اس وقت تک نمایان تھے۔ جن کو دیکھ کے آپ کو عبرت معلوم ہوئی اور خدا کا جلال ایسی نمایان شان سے نظر آیا کہ تمام لوگون کو حکم دے دیا

ع ابن ہشام صفحہ ۹۰۷ تا ۹۱۳ ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۹

یہان کا نہ پانی پیو نہ اُس سے وضو کرو۔ اور اگر آٹا وا ٹا گوندہ لیا ہو تو اُسے بھی پھینک دو یا اونٹون کو کھلا دو۔ اور نہ یہان کی کوئی چیز کھاؤ۔ اور یہ بھی خیال رکھو کہ کوئی شخص بغیر کسی اور کو ساتھ لیے ہوئے تنہا باہر نہ جائے"۔ کل جان نثاران رسالت نے

آپ کی نافرمانی کے نتائج | اس حکم کی تعمیل کی مگر اتفاقاً دو شخص تنہا لشکر گاہ سے باہر چلے گئے تھے۔ ایک تو حاجت ضروری کے لیے گیا تھا اور دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش مین مگر اس نافرمانی کی دونون کو سزا مل گئی۔ پہلا تو مجنون ہو گیا۔ اور دوسرے کو ہوا کے تیز جھونکے ڈھکیل ڈھکیل کے بنی طے کی سرزمین مین ڈال آتے۔ لیکن مجنون کو تو خدا نے آپ کی دعا کی برکت سے شفا دی۔ اور دوسرے کو جب آپ مدینے مین واپس جا لیے تو بنی طے نے آپ کی خدمت مین بھیج دیا۔

آپ کی دعا سے پانی برسنا | یہان کا پانی استعمال کرنے سے لوگ روک دیے گئے تو یہ خرابی پیدا ہوئی کہ فوج مین پانی کا قحط ہو گیا۔ اور ہر شخص پریشانی مین مبتلا تھا کہ آپ نے دعا کی اور ناگہان خدا کی مہربانی سے ابر گھر آیا۔ مینھ برسنے لگا اور سب نے

ایک اور معجزہ نبوت | ضرورت کے موافق پانی بھر لیا۔ اسی سفر مین کسی مقام پر آپ سے ایک یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ کا شتر مبارک کھو گیا اور آپ نے یہ فرما کے کہ "مجھے صرف انھین باتون کی خبر ہوتی ہے جن کی خبر مجھے اللہ جل شانہ دے دیتا ہے" بتا دیا کہ اونٹ فلان وادی اور فلان گھاٹی مین ہے۔ اور اس کی مہار ایک درخت مین اٹکی ہوئی ہے"۔

ابوذر کی سچی جان نثاری | اس سفر مین آپ کا معمول تھا کہ جس کسی کے رہ جانے کا حال سنتے فرماتے "اگر اس مین کوئی نیکی ہے تو اللہ اُسے پہونچا دے گا"۔ اتفاقاً راستے مین ایک مقام پر ابوذر غفاری کا اونٹ اڑ گیا۔ اور ایسا ڈرا کہ ہزار بڑھاتے مین نہین بڑھتا لوگون نے یہ واقعہ آنحضرتؐ کی خدمت مین عرض کیا۔ آپ نے وہی جملہ جو سب کی نسبت کہتے تھے ابوذر کی نسبت بھی فرما دیا۔ اور آگے بڑھ گئے۔

ابوذرؓ نے جب دیکھا کہ لشکر نکل گیا اور مین رہا جاتا ہون تو اونٹ کا کجاوہ اتار کے اپنی پیٹھ پر لادا۔ اونٹ کو وہین چھوڑ دیا۔ اور پا پیادہ چل کھڑے ہوئے۔ جب لشکر اسلام مین پہونچے تو آپ دیکھ کے بہت خوش ہوئے۔ اور ان کے حق مین چند پیشین گوئیان کین۔ جو پوری ہوئین۔

آپ کا ورود تبوک مین مگر دشمن کا پتہ نہ تھا

اب آپ منازل سفر طے کر کے تبوک مین پہونچ گئے۔ لیکن نہ کوئی رومی فوج مقابلے کو آئی۔ اور نہ نصرانی قبیلۂ غسان نے مزاحمت کا ارادہ کیا۔ اب یا تو اس کا یہ سبب تھا کہ لشکر اسلام کے آپہونچنے کی خبر بھی غلط تھی جو آپ کو مدینے مین پہونچی تھی کہ رومیون اور عرب متنصرہ کا ایک

تاہم یہ سفر بیکار نہین ہوا

بہت بڑا لشکر نور اسلام پر خاک ڈالنے کے لیے آمادہ ہے۔ تاہم آپ کا آنا بیسود نہین ہوا۔ اس لیے کہ آپ کے نزول اجلال فرماتے ہی مختلف سرحدی قبائل عرب کے حاضر ہو ہو کے اطاعت قبول کرنی شروع کی۔ چنانچہ ایلہ کے فرمان روا یوحنا بن رؤبہ نے آکے جزیہ ادا کیا۔ اور وعدہ کیا کہ ہر سال ادا کرتا رہے گا۔ یوحنا ابن رؤبہ نے علاوہ اطاعت قبول کرنے کے ایک سفید خچر آپ کی خدمت مین لا کے نذر کیا۔ جس کے معاوضے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے اپنی ایک چادر مرحمت فرمائی۔ اہل ایلہ کے جزیے کی مجموعی تعداد تین سو دینار تھی اسی طرح اہل اذرح نے بھی دربار نبوت مین حاضر ہو کے ایک سو دینار جزیہ ادا کیا۔ اور ہمیشہ رجب کے مہینے مین ادا کرتے رہنے کا وعدہ کیا۔ اہل جربا نے بھی جزیہ دینا قبول کیا۔ اور اہل مقنا نے وعدہ کیا کہ اپنی پیداوار کا چوتھائی حصہ ادا کیا کرین گے۔

اس موقع پر آپ نے ان تمام سردارون اور قبائل کو جنھون نے جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا اور اطاعت قبول کی تھی فرمان کے طریقے سے ایک

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ عہ ابن ہشام صفحہ ۹۰۲ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۴۹ للعہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۰

آپ کی تحریر یوحنا بن روتہ حاکم ایلہ کے نام

ایک تحریر بھی لکھ دی تھی چنانچہ یوحنا بن رؤبہ کو جو تحریر دی گئی اُس کی عبارت یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہذہ امنۃ من اللہ ومحمد النبی رسول اللہ لیحنۃ بن روبہ واہل ایلۃ سفنہم وسیارتہم فی البر والبحر لہم ذمۃ اللہ ومحمد النبی ومن کان معہم من اہل الشام واہل الیمن واہل البحر فمن احدث منہم حدثاً فانہ لایحول مالہ دون نفسہ وانہ طیب لمن اخذہ من الناس وانہ لاحل ان یمنعوا ماء یردونہ ولا طریقاً یریدونہ من برا وبحر[1]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ "یہ امان نامہ ہے اللہ اور نبی محمدؐ کی طرف سے جو اللہ کے پیغمبر ہیں یوحنا بن رؤبہ اور اہل ایلہ کے لیے۔ اُن کی کشتیاں اور ان کے مسافر جب خشکی اور دریا میں گذریں تو اللہ اور نبی محمدؐ کی ذمہ داری میں ہیں۔ اور وہ شامی یا یمنی یا قرب دریا کے رہنے والے جو ان کے ہمراہ ہوں وہ بھی۔ لیکن اُن میں سے جو کوئی بدعہدی کرے اس کی جان تو بچے گی مگر اس کا مال واپس نہیں مل سکتا۔ اور جو کوئی شخص اُس کا مال چھین لے اس کے لئے حلال وجائز ہے۔ یہ بھی نہیں جائز ہے کہ وہ لوگ کسی تالاب پر اُترنے اور پانی لینے سے یا کسی راہ میں گذرنے سے روکے جائیں۔ عام اس سے کہ وہ راستہ خشکی کا ہو یا سمندر کا"

آپ کی تحریر اہل اذرح وجرباء کے نام

جو تحریر اہل اذرح اور جرباء کو عطا کی گئی اُس کی عبارت حسب ذیل تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا کتاب محمد النبی لاہل اذرح وجرباء انہم امنون بامان اللہ وامان محمد وان علیہم مائۃ دینار فی کل رجب واقیۃ طیبۃ واللہ کفیل بالنصح والاحسان الی المسلمین۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ

یہ نبی محمدؐ کی تحریر اہل اذرح وجرباء کے نام ہے وہ اللہ اور محمدؐ کی امان میں ہیں۔ اور ان کے ذمے ہے کہ

[1] ابن ہشام صفحہ ۹۰۲

ہر رجب کے مہینے مین پورے اور جائز طریقے سے حاصل کیے ہوئے دینار ادا کیا کرین اور اللہ نصیحت واحسان کے ساتھ مسلمانون کا کفیل ہے۔

الغرض دس دن سے زیادہ آپ تبوک مین ٹھہرے رہے۔ اور بجائے اس کے کہ صحابہ کو کسی لشکر سے مقابلہ کرنے کی زحمت اٹھانی پڑے یونہین ہر طرف اسلام کا رعب پڑ گیا۔ اکثر نے تو اطاعت اسلام قبول کر لی۔ اور جو سرکشی پر آمادہ تھے انھین بھی سوا اس کے کچھ نہ بنی کہ ادھر اُدھر جہان موقع ملا بھاگ گئے۔

خالد بن ولید کا قلعہ دومۃ الجندل پر روانہ ہونا

یہان سے قریب ہی علاقہ دومۃ الجندل کا زبردست قلعہ مازن تھا۔ یہ مقام دمشق سے پانچ منزل اس طرف تھا۔ اور وہان کا حکمران اکیدر نام ایک زبردست شخص تھا جو خاندان بنی آل کندہ مین سے تھا۔ اور مذہبا دین عیسوی کا پابند تھا۔ اس نامی سردار کا قرب وجوار کے قبائل پر بڑا اثر تھا۔ اور بغیر اس کے مطیع کیے ان سرحدی علاقون مین دین اسلام کی وقعت نہین قائم ہو سکتی تھی۔ لہذا آپ نے خالد بن ولید کو چار سو بیس شجاعان اسلام کے ساتھ اس کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اور روانہ کرتے وقت فرمایا تم اسے بیلون کے شکار مین مشغول پاؤ گے۔ خالد فرمان رسالت پاتے ہی جوش وخروش سے چل کھڑے ہوئے۔ ایک رات کو چاندنی کھلی ہوئی تھی کہ قریب جا پہونچے۔ اور قلعہ مازن سامنے نظر آنے لگا۔ کیا دیکھتے ہین اکیدر اور اسکی بیوی قلعہ کی چھت پر بیٹھے ہوئے ہین۔ اور ایک بیل نیچے کھڑا اپنے سینگون سے دروازے پر ٹکرین مار رہا ہے۔ اکیدر کی بیوی نے یہ دیکھ کے تعجب سے کہا بھلا یہ تماشا

اور حضرت رسالت کے ارشاد کے مطابق وہان کے حاکم کو بہ آسانی گرفتار کر لینا

عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۰

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۴۱

کبھی اور بھی نظر آیا تھا کہ شکار خود آ کے دروازے پر دستک دے؟" اکیدر نے کہا "کبھی نہیں" یہ کہتے ہی قلعے سے اتر کے گھوڑے پر سوار ہوا۔ چند عزیزون کو ساتھ لیا اور باہر نکل کے اس بیل کے پیچھے گھوڑا ڈالا۔ تھوڑی ہی دور آیا ہوگا کہ جماعت صحابہؓ سے مقابلہ ہوا۔

خالد کا حملہ قلعہ مازن پر

اکیدر کو تو خود مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر اس کا بھائی حسان گھوڑا بڑھا کے آگے آیا۔ اور مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ حسان کے گرتے ہی تمام ہمراہی بھاگے۔ اور اکیدر خالدؓ کے ہاتھ مین گرفتار تھا۔ حسان جس قبا کو پہنے ہوے مارا گیا تھا وہ اس قدر قیمتی اور خوش نما تھی کہ خالدؓ نے اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بھیج دیا۔ صحابہ اس کے دامنون کو ہاتھ مین لے لے کے دیکھتے تھے اور حیرت کرتے تھے آنحضرتؐ نے سب کو متحیر دیکھ کے فرمایا تم اسے دیکھ کے تعجب کیا کرتے ہو؟ سعدؓ بن عبادہ کو جنت مین جو رومال ملے ہین وہ اس سے اچھے ہین"

اکیدر کو گرفتار کر لینے کے بعد خالدؓ قلعۂ مازن پر حملہ کرنے کے لیے بڑھے۔ مگر اُن کے پہونچنے سے پیشتر ہی اکیدر کے دوسرے بھائی مصاد نے دروازے بند کر لئے تھے۔ اکیدر نے یہ دیکھ کے خالدؓ سے کہا بہتر یہ ہوگا کہ جس قدر مال وجائداد پر مناسب معلوم ہو آپ ہم سے صلح کر لیجیے۔ اور مجھ سے میرے بھائی کو

اور صلح کے ساتھ اس قلعہ کا خالی ہونا

آنحضرت صلعم کی خدمت مین لے چلیے۔ اُنھین جو مناسب معلوم ہوگا حکم دین گے" خالدؓ نے یہ صورت پسند کی۔ اور دو ہزار اونٹ آٹھ سو گھوڑے چار سو زرہین۔ اور چار سو نیزے لے کے اہل قلعہ کو امان دے دی۔ فوراً قلعۂ مازن کے پھاٹک کھل گئے۔ اور خالدؓ موعودہ چیزین وصول کر کے دونو بھائیون اکیدر اور مصاد کو لیے ہوے بارگاہ نبوت مین حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۷

دونون سے ادائے خراج کا وعدہ لے کے جان بخشی کی اور ایک تحریر لکھدی[عہ]
تبوک مین دشمنون کا کافی انتظار کرنے کے بعد آپ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا
کہ رومیون کے مقابلے کے لیے اور آگے بڑھین یا مدینہ طیبہ کی طرف واپس روانہ
ہون۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ اگر خدا نے آگے بڑھنے کا حکم دیا ہی تو
بلا تامل تشریف لے چلیے"۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے خدا کا حکم مل چکا ہوتا تو مین تم سے
مشورہ نہ کرتا۔ تب صحابہؓ نے اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ "رومیون کی فوج بہت
صحابہ کے مشورے سے آپ کی واپسی | زیادہ ہی۔ اور جس سرزمین مین اب داخل ہونا ہی
وہان کوئی خدا پرست کلمہ گو نہین۔ یہان اتنے دنون قیام کرنے سے تمام نصرانی
قبائل پر ہمارا رعب پڑ گیا ہی اور مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اپنے اس رعب کو غنیمت
خیال کرکے اس سال ہم واپس چلے چلین"۔ اس رائے کو آپ نے پسند کیا۔
اور عساکر اسلام دار البنوۃ مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔

راستے مین تھوڑی ہی دور آگے بڑھ کے وادی المشقق نام ایک وادی مین
ایک چشمہ تھا جس مین سے تھوڑا تھوڑا پانی رسا کرتا تھا۔ اور ایک یا دو آدمیون سے
آپ کے بھڑنے سے ایک چشمے کا لبریز ہو جانا | زیادہ کے لیے کافی نہ ہو سکتا تھا۔ آپ نے سب لوگون کو
منع فرما دیا کہ "جب تک مین وہان نہ پہونچ لون کوئی
شخص اس مین سے پانی نہ لے"۔ چند منافقین نے اس حکم نبوی کا پاس ولحاظ نہ کیا
سب سے آگے بڑھ کے وہان جا پہونچے۔ اور جتنا پانی ملا لے کے پی گئے۔ جب
آپ وہان پہونچے اور لوگون سے ان کی اس نافرمانی کا حال سنا تو اُن کو لعنت
ملامت کی اُن کے حق مین بد دعا کی۔ پھر اتر کے اپنا ہاتھ سوتے کے نیچے رکھ دیا
اور درگاہ رب العزت مین برکت کی دعا کی۔ یا تو وہ سوتا بہت آہستہ آہستہ

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۰

رس رہا تھا یا آپ کے دعا فرماتے ہی اُس مین سے پانی کی دھار جاری ہوگئی - اور اتنا پانی مل گیا کہ سارے لشکر کی ضرورت پوری ہوگئی - اور سب نے آپ کا یہ روشن معجزہ دیکھ کے اور بخوبی سیراب ہوکے آگے کوچ کیا

باب سی و دوم

منافقون کا استیصال اور عام اہل عرب کا رجحان اسلام کی طرف

مدینے کے قریب ذی اودان مین آپ کا ورود - مسجد ضرار کے بانی - اور اُس مسجد کا انہدام - عروہ بن مسعود کا ایمان لانا - اور تبلیغ دین کرتے ہوئے شہید ہونا - عروہ کے بیٹون کا ایمان لانا اور اُن پر آپ کی شفقت آپ نے مدینہ شریف لاکے مزار ابن شقیف کی حاضری دربار نبوت مین اور اس کا سبب - مغیرہ اور حضرت صدیق کے ذریعے سے یہ مژدہ آپ تک پہونچتا ہے - اُن کے ساتھ آپ کا اخلاق - اُن کی عجیب و غریب شرطین - اُن کا ایمان لانا - وہ تحریر جو اُن لوگون کو دی گئی - ابوسفیان اور مغیرہ لات کی مورت توڑنے کو روانہ ہوتے ہین - ابوسفیان کی کمزوری مغیرہ کے ہاتھ سے لات کی مورت ٹوٹنا - منکلہ لعان - اُس کی صورت - مختلف جماعت ہائے وفود کا حاضر خدمت ہونا - وفد بنی اسد - وفد اہل یمن وفد اہل بحرا - وفد بنی کنانہ - وفد فزارہ - وفد تغلبہ - وفد سعد بن بکر - وفد بنی کی خلقت - اُس زمانے کے بعض [illegible] ان سب کی سفارت بارگاہ نبوت مین - جو لوگ ان کو دین کی تعلیم دینے کے لیے بھیجے گئے - موسم حج - آپ کی نیابت مین ابوبکر صدیق حج کراتے ہین - حضرت علی سورہ برات سنانے کے لیے جاتے ہین - زن و مرد کو برہنہ حج کرنے کی ممانعت - قرضیت زکوۃ - بنا بہ ام کلثوم بنت رسول اللہ کا انتقال - سب سے بڑے منافق عبداللہ بن ابی بن سلول کا مرنا - نجاشی کی وفات

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۸ -

مدینہ کے قریب ذی اوان مین آپ کا ورود

چند روز کی رہ نوردی کے بعد آپ مدینے کے قریب پہونچے۔ اور مقام ذی اوان مین فروکش ہو گئے۔ جہان سے مدینہ ایک گھنٹہ کی راہ پر تھا۔ غزوہ تبوک پر جاتے وقت چند منافقین نے جن کے نفاق کا حال آپ کو نہین معلوم تھا حاضر خدمت ہو کے عرض کیا تھا کہ "یا رسول اللہ ہم نے

مسجد ضرار کے بانی

ایک مسجد بنائی ہے تاکہ بیماری۔ ضرورت بارش۔ سردی اور کسی معذوری سے اگر لوگ آپ کی مسجد مین نہ حاضر ہو سکین تو اُسی مین نماز ادا کر لین۔ آپ ایک دفعہ چل کے ہمین اس مین نماز پڑھا دیجئے" آپ نے فرمایا "اب اس وقت تو مین سفر پر جا رہا ہون۔ اور وہان چلنے کا موقع نہین ہے لیکن میری واپسی کے وقت اگر کہو گے تو انشاء اللہ چل کے نماز پڑھاؤن گا" واپسی مین آپ ذی اوان مین ٹھہرے ہی تھے کہ اُن لوگون نے آ کے پھر تقاضا کیا۔ اللہ جل شانہ اُن کی بدنیتی اور اُن کے نفاق سے واقف تھا۔ فوراً یہ آیت نازل ہوئی کہ "والذین اتخذوا مسجداً ضراراً وکفراً وتفریقاً بین المومنین الخ" (اور جن لوگون نے ضرر پہونچانے کفر ظاہر کرنے اور مسلمانون مین تفرقہ ڈالنے کے لیے ایک مسجد اختیار کر لی) جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ کو معلوم ہوا کہ منافقین نے یہ مسجد صرف اس نیت سے بنائی ہے کہ مسلمانون کی جماعت کو توڑ دین۔ فوراً مالک بن دخشم اور معن بن عدی کو

اور اس مسجد کا انہدام

بلا کے حکم دیا کہ جا کے اُس مسجد کو منہدم کر دو اور اُس مین آگ لگا دو۔ ان دونون فرمان بردار صحابیون نے بلا عذر حکم نبوت کی تعمیل کی۔ اور وہ تفرقہ اندازی کا گھر جلا کے ڈھا دیا وہ مسجد تو اُسی وقت مٹ گئی۔ مگر تاریخ اسلام مین منافقین کی ذلیل فتنہ انگیزیان یاد دلانے کے لیے آج تک مسجد ضرار کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

ع ابن ہشام صفحہ ۹۰۶

عروہ بن مسعود کا ایمان لانا

اسی سال غزوہ تبوک سے پیشتر بلکہ اُس وقت جب کہ آپ طایف سے مدینے کو واپس آئے تھے عروہ بن مسعود ثقفی نے جو بنی ثقیف اور طائف والون مین نہایت معزز حیثیت رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کے دین اسلام قبول کیا تھا۔ اور عرض کیا تھا کہ اس دین توحید کو مین واپس جاکے اپنی قوم کے سامنے بھی پیش کرون گا۔" آپ نے فرمایا تھا "وہ تمھین مار ڈالین گے۔" عروہ نے کہا تھا "وہ لوگ مجھے بہت عزیز رکھتے ہین اور اُن سے مجھے ایسی امید نہین ہی" آپ یہ جواب سُن کے خاموش ہو رہے تھے مگر اُن کی یہ پیمبرانہ پیشین گوئی بے پوری ہوئے نہ رہ سکتی تھی عروہ نے اپنے وطن شہر طائف مین داخل ہوتے ہی یہ کیا کہ ایک اونچی چھت پر چڑھ گئے۔ اور پکار کے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور سب سے کہا "تم بھی اس سچے دین کو قبول کرو" اُن کی یہ آواز بنی ثقیف کو ایسی ناگوار ہوئی کہ چارون طرف سے تیر برسنے لگے

اور تبلیغ دین کرتے ہوئے شہید ہوا

اور ایک تیر ایسا پڑا کہ انہین زندگی سے یاس ہو گئی کسی نے خون بہا کی نسبت اُن کی رائے دریافت کی تو کہا "خدا نے مجھے ایک بزرگی دی ہی۔ اور شرف شہادت عطا فرمایا ہی۔ مجھ مین بھی وہ تمام باتین ہین۔ جو ان لوگون مین تھین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے اور شہید ہوئے تھے۔ لہذا مجھے دفن بھی اُنہین کے پاس کرنا" اُن کی اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ اور آج تک شہدائے طائف کے جوار مین آرام فرما رہے ہین عروہ کے

عروہ کے بیٹون کا ایمان لانا اور اُن پر آپ کی شفقت

بعد اُن کے بیٹے ابو ملیح اور قارب بن اسود نام اُن کے چچازاد بھائی اپنی قوم سے ناراض ہو کے اور ہمیشہ کے لیے عزیزون کو چھوڑ کے مدینے مین چلے آئے۔ اور ایمان قبول کیا

ف ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۰

آپ نے اُن کو بے یار و مددگار دیکھ کے فرمایا "جس کو کہو تمھارا دوست اور متکفل قرار دے دوں" جواب دیا "ہمین اللہ اور رسُول کی کفالت بہت ہی" تاہم آپ نے اُن کا منشا دریافت کر کے ابوسفیان بن حرب کو جن سے اُن سے ننہالی قرابت تھی اُن کا متکفل بنا دیا۔

آپ مدینہ مین تشریف لائے | اب ماہ مبارک رمضان مین آپ غزوہ تبوک سے واپس آ کے مدینہ طیبہ مین داخل ہوئے۔ اور یہ برکت و فضیلت کا مہینہ ختم نہین ہونے پایا تھا کہ اہل طائف یعنی بنی ثقیف کے معزز سردارون نے بارگاہ نبوت مین حاضر ہو کے اطاعت اسلام قبول کی۔ اور ان کے آنے کا یہ سبب ہوا کہ بنی ثقیف کے سردار عبد یالیل بن عمرو اور عمرو بن اُمیہ نام ایک نامی سردار عرب مین باہم عداوت تھی اب جو یکایک یہ حالت نظر آئی کہ طائف کے گرد کے تمام قبائل نے دین اسلام قبول کر لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع فرمان ہو گئے تو عمرو بن اُمیہ ایک دن چپکے سے آ کے عبد یالیل سے ملا اور کہا "اب ہمین ایسی دشواریون سے سابقہ پڑا ہی کہ اس گذشتہ مخالفت کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اس شخص (رسول اللہ صلعم) کو دیکھتے ہو کہ تمام اہل عرب اُس پر ایمان لے آئے۔ اور ہمارے مخالفون کا اتنا بڑا گروہ تیار ہو گیا ہی کہ ہم مین مقاومت کی طاقت نہین ہی" ادہر تو ان دونون سردارون مین یہ گفتگو ہوئی۔ اُدہر قبیلۂ ثقیف کے دیگر ارکان نے باہم مل کے کہا "اب تو بڑی خرابی کا سامنا ہی۔ ہمین کسی جگہ امان نہین مل سکتی۔ اور ہم مین سے جو شخص باہر نکلتا ہی گویا اپنی قوم سے ہمیشہ کے لیے چھوٹ جاتا ہی۔ مناسب یہ ہی کہ کسی شخص کو اپنا وکیل بنا کے اس شخص کے پاس روانہ کریں۔ اور اپنے لیے امن و امان حاصل کریں" یہ رائے قرار پا جانے کے بعد سردار قوم عبد یالیل کے سامنے پیش کی گئی۔ اور خواہش کی گئی کہ وہی

سرداران بنی ثقیف کی حاضری دربار نبوت مین اور اس کا سبب

قوم کا وکیل بن کے دربار رسالت مین حاضر ہو۔ یہ خیال تو اس کے دل مین پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ مگر ڈرا کہ کہین ایسا نہ ہو یہ لوگ آخر مین دغا کرین اور میری بھی وہی حالت ہو جو عروۃ بن مسعود کی ہوئی لہذا اسی اندیشے کے مٹانے کے لیے بولا مین جانے کو تو تیار ہون مگر اکیلا نہ جاؤن گا۔ اس شرط سے جاتا ہون کہ کئی اور معزز آدمی بھی میرے ہمراہ کردو" یہ درخواست قوم ثقیف نے منظور کی۔ اور تین ثقفی شخص اور دو ایسے آدمی جو بنی ثقیف کے حلیف تھے اس کے ہمراہ کیے گیے اس طرح عبد یالیل ملا کے چھ آدمیون کا ایک وفد یا ڈپوٹیشن حضرت سرور کائنات سے ملنے کے لیے مدینے کو روانہ ہوا۔

مغیرہ اور حضرت صدیق کے ذریعے سے یہ وفد آپ تک پہونچتا ہے

یہ لوگ مدینے کے قریب پہونچ کے مقام قناۃ مین اترے جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواری کے جانور چرائی کے لیے رہا کرتے تھے اور صحابہ باری باری چراتے اور ان کی نگرانی کرتے تھے۔ جس وقت بنی ثقیف کا ڈپوٹیشن پہونچا ہے مغیرہ بن شعبہ اس خدمت کو انجام دے رہے تھے۔ ان لوگون کو دیکھا اور ان کا ارادہ معلوم ہوا تو مغیرہ ایسے خوش ہوئے کہ جانورون کو انہین تازہ دار دنیا نون کے سپرد کردیا۔ اور خود خوش خبری سنانے کے لیے سجد نبوی کی طرف دوڑے۔ مگر ابھی بارگاہ نبوت مین نہین داخل ہونے پائے تھے کہ ابو بکر صدیق سے ملاقات ہوئی مغیرہ سے ضبط نہ ہو سکا ساری سرگذشت اُن سے بیان کردی۔ بنی ثقیف اور طائف والون کا اطاعت اسلام قبول کرنے کے لیے آنا اتنا بڑا اہم معاملہ اور ایسا سعدیہ کا یابی تھا کہ ابو بکر صدیق نے مغیرہ کو قسم دلائی تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ جاؤ یہین سے پرا گاہ کو پلٹ جاؤ۔ اور اجازت دو کہ یہ مژدہ تمھارے عوض مین جا کے آپ کی خدمت مین عرض کرون" مغیرہ نے اجازت دی ابو بکر صدیق نے

آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوکے عرض کیا کہ "بنی ثقیف کے وکلا حاضر ہوئے ہین اور چند شرائط کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہین"۔ اور مغیرہؓ واپس جاکے اُن لوگون سے ملے۔ اُنھین بتایا کہ کن آداب سے بارگاہ رسالت مین حاضر ہون اُن کے ساتھ آپ کا اخلاق اور آپ کو کیونکر سلام کرین۔ مگر اُنھون نے نہ مانا۔ اور آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو اُسی طرح اور اُنھین الفاظ مین سلام کیا جن کا جاہلیت مین رواج تھا۔ آپ نے اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ ان کی بڑی قدر و منزلت کی مسجد نبوی کے کونے مین اُن کے لیے ایک خیمہ کھڑا کروایا جس مین وہ ٹھہرائے گئے۔ اور خالدؓ بن سعید بن عاص کی وساطت سے آپ مین اُن مین تمام امور کا تصفیہ ہوا۔ اور خالدی نے وہ تحریر لکھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اُن کو مرحمت ہوئی تھی۔ تاہم ان لوگون کو ابھی تک یہان کی کسی بات کا اعتبار نہ تھا۔ حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنھین کھانا بھیجتے تو جب تک خالدؓ بن سعید اس مین سے کچھ چکھ نہ لیتے نہ کھاتے تھے۔

اُن کی عجیب وغریب شرطین | اُن کی طرف سے جو شرطین پیش ہوئین عجیب وغریب اور حیرت سے خالی نہ تھین۔ پہلے عرض کیا "ہمارے بُت لات کو تین سال تک رہنے دیجئے۔ پھر اس کے بعد آپ چاہیے گا تو منہدم کرا دیجئے گا"۔ ظاہر ہے کہ ایسی شرط کو ایک خدا پرست پیغمبر جو صرف شرک کی بیخ کنی کے لیے دنیا مین آیا تھا کیونکر منظور کر سکتا تھا۔ قطعاً انکار کیا گیا۔ انھون نے کہا "اچھا دو ہی سال سہی"۔ ارشاد ہوا "نہین"۔ بولے تو پھر ایک ہی برس کے لیے اس کو رہنے دیجئے"۔ فرمایا "ہرگز نہین"۔ آخر کم کرتے کرتے انھون نے ایک مہینے کی اجازت مانگی اور آپ نے اسے بھی نامنظور کیا۔

اس بارے مین جب ان لوگون کو قطعی مایوسی ہوگئی تو بولے "اچھا

یہ نہین تو ہماری دو اور باتین قبول فرمائیے۔ ایک تو یہ کہ ہمارے بت لات کی مورت خود ہمارے ہاتھ سے نہ توڑوائی جائے۔ اور دوسرے یہ کہ ہم لوگ نماز سے معاف کردیے جائین۔" آپ نے فرمایا "تمھاری پہلی بات کو تو مین منظور کرتا ہون تم نہین تو نہ سہی۔ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ یہان سے جا کے توڑ ڈالین گے۔ باقی رہا نماز کا معاف کرنا یہ غیر ممکن ہی۔ جس دین مین نماز نہین اُس مین کوئی خوبی نہین۔"

اُن کا ایمان لانا | آخر کفر و بت پرستی کے اِن تمام جذبات کو اللہ جل شانہ نے اُن کے دل سے دور کیا۔ نور نبوت کی کرنون نے اُن کے سینے روشن کیے۔ اور انھون نے بخوشی خاطر توحید و اسلام کو قبول کیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن ابی عاص کو جو اُنھین مین سے تھے۔ اور سب سے کمسن تھے اُن پر سردار مقرر کیا۔ اس لیے کہ اُنھین علم دین حاصل کرنے اور قرآن مجید کی تعلیم پانے کا بہت شوق تھا۔ رخصت کرتے وقت آپ نے عثمان بن ابی عاص کو نصیحت کی کہ "دیکھو نماز کی پابندی کرنا۔ اور خیال رکھنا کہ تم مین بڑے چھوٹے ضعیف و ناتوان سب ہی طرح کے لوگ ہین کسی کے حقوق نہ تلف ہونے پائین۔"

وہ تحریر جو ان لوگون کو دی گئی | جو تحریر ان لوگون کو لکھ کے دی گئی تھی اُس کی عبارت یہ ہی۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد النبی الی المومنین ان عضاہ وج وصیدھا یعضد من وجد یفعل شیبا من ذلک فانہ یجلد وتنزع ثیابہ فان یوخذ فیبلغ بہ النبی محمداً وان ہذا امر النبی محمد رسول اللہ وکتب خالد بن سعید بامر الرسول محمد بن عبداللہ فلا یتعدہ احد فیظلم نفسہ فیامر بہ محمد رسول اللہ" جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ (نبی محمد رسول اللہ کی طرف سے تمام مسلمانون کے نام۔ وج (شہر طائف) کے خاردار درختون اور شکاری جانورون پر کوئی دست درازی نہ کرے۔ جو کوئی اس حکم کے خلاف عمل کرتا ہوا ملے اُسے کوڑے مارے جائین اور اُس کے

کپڑے بھی چھین لیے جائین - اگر اس پر بھی باز نہ آئے تو گرفتار کر کے پیغمبر محمدؐ کے پاس روانہ کیا جائے۔
اور یہ ذلت ہو کہ محمدؐ رسول خدا کا۔ خالد بن سعید نے محمد بن عبد اللہ کے حکم سے لکھا۔ لہذا کوئی اس کے خلاف
نہ کرے۔ اس لیے کہ ایسے جرم کا مرتکب حکم محمد رسول اللہ کی خلاف ورزی کر کے خود اپنے نفس پر ظلم کرے گا

• یہ تحریر حاصل کر کے جب وہ لوگ طائف کو واپس چلے تو ان کے ساتھ ہی لات کی مورت توڑنے کے لیے ابوسفیان بن حرب اور مغیرہؓ بن شعبہ بھی روانہ ہوئے

ابوسفیان اور مغیرہ لات کی مورت توڑنے کو روانہ ہوتے ہین

لیکن یہ خدمت ایسی نازک تھی کہ اس کے بجالانے مین دونون کو خطرہ نظر آتا تھا۔ اس لیے کہ لات بنی ثقیف کا بت تھا۔ ساری قوم اس وقت تک اس کی پرستش کر رہی تھی۔ اور طائف مین بہت کم تھے جو دین اسلام قبول کر چکے ہون۔ طائف مین داخل ہو کے مغیرہؓ نے چاہا کہ ابوسفیان کو آگے بڑھائین۔ اور انہین کے ہاتھ سے وہ بت توڑا جائے ابوسفیان نے کہا یہان تمھاری قوم کے لوگ موجود ہین۔ لہذا یہ تمھارا ہی کام ہو کہ اُن سے جا کے مقابلہ خدا پرستی کا امتحان دو۔ مجبوراً مغیرہؓ گئے اُن کی قوم کے لوگ چاردن طرف سے گھیر کے کھڑے ہو گئے کہ عروہ بن مسعود کی طرح کسی تیر یا پتھر کا نشانہ نہ بنین۔ اور انھون نے ایک لوہے کی سلاخ ہاتھ مین لے کے بت کو توڑنا شروع کیا۔ اس موقع پر بنی ثقیف نے پورے تحمل سے کام لیا۔ مگر انکی

ابوسفیان کی کمزوری

عورتین برہنہ سر روتی پیٹتی ہوئی آئین۔ اور نظم مین مغیرہؓ کو گالیان دینے لگین۔ مغیرہؓ نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔ اور تھوڑی دیر مین لات کو توڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اس بت کو مشرکین نے بہت کچھ چھپا رکھا تھا۔ کچھ مین زیور پڑے ہوئے تھے۔ ان سب چیزون کو مغیرہؓ نے اپنے قبضہ مین کر کے ابوسفیان کے ہاتھ بھیج دیا۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جو سرمایہ لات کی مورت سے ملے اُس سے ابوسفیان کو ان کے

مرحوم و شہید والد عروہ کا خون بہا دلوایا جائے۔ اور باقی ماندہ رقم سے عروہ اور اُن کے سگے بھائی اسود کا قرض ادا کیا جائے۔ بنا بنا چہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور جو رقم لات کے مندر مین ملی تھی بنی ثقیف ہی کو دے دی گئی۔

اسی سال حضرت رسالتؐ کے غزوہ تبوک سے واپس آجانے کے بعد لعان کا واقعہ پیش آیا۔ لعان کے لغوی معنے تو لعنت کے ہین۔ لیکن اس موقع پر اس سے ایک خاص قسم کی لعنت مراد ہے۔ زنا کے لیے شرع اسلام مین رجم کی سزا موجود تھی۔ مگر بعض ایسی صورتین پیدا ہو سکتی تھین کہ اس سزا سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جا سکتا۔ زنا کی شرعی سزا اُسی حالت مین دی جا سکتی تھی جب ثبوت کے لیے کافی شہادت موجود ہو۔

مسئلہ لعان | مگر بعض موقعون پر ایسا پیش آ سکتا تھا کہ خود شوہر اپنی زوجہ کو زنا کرتے دیکھ لے یا اُسے اپنی جورو کے زانیہ ہونے کا یقین ہو جائے اور اس کے ہاتھ مین اتنی شہادت نہ ہو کہ حکم شرعی سے فائدہ اُٹھا سکے۔ اسی دشواری کے ہٹانے کے لیے ایک نئی صورت لعان کی بتائی گئی جس مین شوہر و زوجہ دونون کا فرض ہے کہ حلف کے ساتھ اپنی برأت اور مخالف کے جھوٹے ہونے کا اقرار کرین۔ مندرجہ ذیل واقعہ سے معلوم ہو جائے گا کہ لعان کس طرح اور کس طریقے سے کیا جاتا تھا۔

اُس کی صورت | انصار مین ایک صحابی تھے عویمر بن حارث عجلانی۔ اُنھون نے ایک مرتبہ کسی طریقے سے دیکھ پایا کہ اُن کی بیوی خولہ بنت قیس انھین کی برادری کے ایک شخص شریک بن سحما سے زنا کرا رہی ہے۔ اس واقعے کو دیکھ کے از خود رفتہ ہو گئے۔ اور حضرت رسالتؐ سے آ کے شکایت کی۔ آپ نے اسی دن تیسرے پہر کو تینون شخصون کو اپنے سامنے بلوایا۔ اور پہلے عویمرؓ کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا "دیکھو خدا سے ڈرو۔ اور اپنی بیوی اپنے چچا کی بیٹی پر تہمت نہ لگاؤ"

ف ابن ہشام ۹۱۴ تا ۹۱۹

انھون نے قسم کھا کے کہا کہ "یارسول اللہ جب مین اپنی آنکھون سے دونون کو اس فعل شنیع مین مشغول دیکھ چکا ہون تو کیونکر صبر کرون؟ مین چار مہینے سے اس عورت کے قریب نہین گیا اور اسے میرے سوا کسی اور کا حمل ہے" تب آپ خولہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "دیکھو تم بھی خدا سے ڈرو۔ اور مجھے سچ سچ بتا دو کہ کیا واقعہ ہے" خولہ نے کہا یارسول اللہ مجھ پر صرف تہمت لگائی جاتی ہے۔ اس کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ عویمرؓ کے مزاج مین رقابت و بدگمانی کا مادہ بہت زیادہ ہے۔ مجھے رات کو اکثر دیر تک جاگتے اور شریک سے باتین کرتے دیکھ کے اُن کے دل مین بدگمانی پیدا ہوگئی ہے۔ ورنہ اصل مین مین بری ہون" اس کے بعد آپ نے شریک سے دریافت کیا۔ انھون نے بھی خولہ کے بیان کی تائید کی۔ ان سب کا بیان سن کے آپ خاموش ہو رہے۔ اتنے مین اس مشکل کے حل کرنے کیلیے اللہ جل شانہ نے آیت لعان نازل کی جس کی ابتدا یہ ہے کہ "والذین یرمون ازواجہم الایۃ" اب نکہ عصر کا وقت آگیا تھا لہذا اذان دی گئی۔ اور آپ نے صحابہ کے ساتھ نماز ادا کی بعد نماز آپ نے ان تینون آدمیون کو پھر حاضر کرایا۔ اور جب آسیے تو حکم خداوندی کے مطابق لعان کی کارروائی اس طریقے سے عمل مین آئی کہ پہلے آپ نے عویمرؓ سے کہا اُٹھ کے سامنے کھڑے ہو۔ اور کہو مین خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ خولہ نے زنا کیا۔ اور مین سچ کہتا ہون" جب عویمرؓ نے یہ جملہ کہہ دیا۔ تو آپ نے کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ مین نے شریک کو اس کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اور مین سچ کہتا ہون" تیسری بار آپ نے اُن سے کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ وہ میرے سوا کسی اور شخص سے حاملہ ہے۔ اور مین سچ کہتا ہون" چوتھی بار کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ مین چار مہینے سے اُس کے پاس نہین گیا۔ اور مین سچ کہتا ہون" اِن مدعیانہ اور اقراری حلفون کے بعد

پانچوین بار آپ نے اُن سے کہلایا "عویرؔ پر (یعنی خود مجھ پر) خدا کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹ کہتا ہو" اتنی کارروائی کے بعد آپ نے عویرؔ کو بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ اور خولہ کو سامنے بلا کے کھڑا کیا۔ اور کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتی ہون کہ مین نے زنا نہین کیا۔ اور عویر جھوٹے ہین" دوسری بار کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتی ہون کہ اُنھون نے شریک کو مجھ سے مشغول زنا نہین دیکھا اور یہ جھوٹے ہین" تیسری بار کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتی ہون کہ مین انہین سے حاملہ ہون اور یہ جھوٹے ہین" چوتھی بار کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتی ہون کہ انھون نے مجھے کبھی زنا کرتے نہین دیکھا۔ اور یہ جھوٹے ہین" پھر ان انکاری اور تردیدی حلفون کے بعد آپ نے پانچوین بار کہلایا "اگر عویرؔ سچ کہتے ہون تو خولہ پر (یعنی مجھ پر) اللہ اپنا غضب نازل کرے" بس یہی صورت لعان کی تھی۔ جس کے بعد دونون میان بیویون مین آپ نے مفارقت کرادی۔

مختلف جماعت ہاے وکلا کا حاضر خدمت ہونا

۹ھ کے واقعات مین ابھی بہت بڑی چیز یہ باقی ہے کہ اللہ جل شانہ نے فتح مکہ کے بعد سورۂ فتح نازل فرما کے جو وعدہ کیا تھا کہ اب دین الٰہی مین لوگ فوج کے فوج داخل ہون گے اُس کی تکمیل ہو۔ اگرچہ دین اسلام عرب کے تمام لوگون کا دین مکہ کے فتح ہوتے ہی بننے لگا تھا۔ مگر غزوہ تبوک سے واپس آنے کے بعد لوگون مین یکایک دین حق اختیار کرنے کا ایک جوش پیدا ہو گیا۔ ہر طرف سے اور ہر قبیلے کی جانب سے وکلا اور ڈپوٹیشن آنے اور دین اسلام اختیار کر کے آپ کی اطاعت و فرمان برداری قبول کرنے لگے۔ وہ جماعت وکلا جو کسی قوم یا آبادی کی طرف سے انگریزی ڈپوٹیشن کہلاتی ہے اور

ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۴۸-۱۴۹

اور اسی کو عربی مین وفد کہتے ہین۔ مگر افسوس کہ عربی کا لفظ اردو مین اس قدر غیر مانوس ہی کہ بہت کم لوگ سمجھ سکتے ہین۔ اور ڈپوٹیشن کا لفظ ہندوستان مین اس قدر عام ہی کہ قریب قریب ہر جگہ مروج ہی اور ہر جماعت مین بہ آسانی سمجھا جا سکتا ہی۔

جن وفود کا تذکرہ اوپر آچکا ہے اُن کے علاوہ جو وفود اس سال

وفد بنی اسد | بارگاہ نبوت مین حاضر ہوئے۔ حسب ذیل ہین۔ ایک وفد بنی اسد کی طرف سے آپ کی خدمت مین آیا۔ ان لوگون نے حاضر دربار ہوتے ہی احسان رکھنے کے لہجے مین کہا "ہم آپ کے بلائے بغیر اور قبل اس کے کہ آپ کا کوئی شخص ہمارے پاس آئے خود ہی چلے آئے" جس پر یہ آیت نازل ہوئی یمنون علیک ان اسلموا الخ،، (تجھ پر احسان رکھتے ہین (اے نبی) کہ وہ ایمان لے آئے) ایک وفد اہل بلی کی

وفد اہل بلی | طرف سے آیا۔ جو ماہ ربیع الاول مین وارد مدینہ ہوا تھا۔ دس آدمیون کا ایک وفد اور آیا

وفد اہل ہجر | جو وفد زرارہ کہلاتا ہی ایک وفد ہجر کی طرف سے آیا جو لوگ مدینہ مین مقداد بن

وفد بنی بکار | اسود کے مہمان ہوئے تھے۔ ایک وفد بنی بکار کی طرف سے آیا۔

وفد بنی فزارہ | ایک وفد بنی فزارہ کی طرف سے جس کے ارکان مین ایک خارجہ

وفد ثعلبہ | بن حصن بھی تھے۔ ایک وفد ثعلبہ بن منقذ کی طرف سے اور ایک وفد

وفد سعد بن بکر | سعد بن بکر کی جانب سے آیا جس خدمت کو اکیلے ضمام بن ثعلبہ نے سرانجام دیا تھا۔ ثعلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کے ایمان لائے۔ دین کی باتین پوچھین۔ اور جب واپس چلے گئے تو آنحضرت نے صحابہ کی طرف دیکھ کے فرمایا "اس شخص نے جو کچھ کہا اگر یہ سچ ہی تو اس کے جنت مین داخل ہونے مین کوئی شبہ نہین" ادہر آپ نے تو یہ پیشین گوئی کی

اُدھر ثعلبہ نے اپنی قوم مین پہونچ کے سب لوگون کو جمع کیا۔ اور اُن کے سامنے جو گفتگو کی اُس کا پہلا جملہ یہ تھا "بُرے ہین لات اور عزّیٰ" لوگون نے روک کے کہا "دیکھو کہین ایسا نہ ہو کہ برص جذام یا جنون مین مبتلا ہو جاؤ" مشرکین کا اعتقاد تھا کہ ان بتون کو جو کوئی برا کہے اِن عوارض مین مبتلا ہو جاتا ہے۔ ثعلبہ نے کہا کس وہم مین پڑے ہوئے ہو۔ یہ بُت نہ کسی قسم کا ضرر پہونچا سکتے ہین اور نہ ان سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ سنو۔ اللہ نے ایک پیغمبر مبعوث کیا ہے۔ اُس پر ایک کتاب نازل کی ہے تمھین ان خرابیون سے بچا لیا جن مین تم مبتلا تھے۔ اور اپنا سچا دین اسلام غالب وظاہر کر دیا" ثعلبہ کی اس تقریر نے ایسا معجز نما اثر کیا کہ شام سے ساری قوم مسلمان ہو گئی۔ اور آفتاب غروب ہونے کے بعد نہ کوئی مشرک مرد باقی تھا نہ کوئی مشرکہ عورت

وفود یمن کی عظمت

مگر ان تمام وفود سے زیادہ کامیابی و ترقی اسلام ان وفود اور خطون سے نظر آتی تھی جو اطراف یمن کے فرمان رواؤن اور سلاطین کی طرف سے بارگاہ نبوت مین حاضر ہو چکے تھے۔ ہم تاریخ عرب کے بیان مین بتا چکے ہین کہ جزیرہ نماے عرب مین یمن وہ ملک ہے جس نے قدیم الایام بڑی بڑی نمایان ترقیان کی تھین جس کا تمدن مصر کے تمدن کا رقیب اور یونانیون کی تہذیب سے بہت پیشتر کا تھا۔ اور جہان کبھی بڑے بڑے اولوالعزم تاجدارون نے دولت مندی و فتح و نصرت کی شان دکھائی تھی۔ غسان وحیرہ کی سلطنتین بعد قائم ہوئی تھین۔ اور یمن ہی وہ ملک تھا جسے جزیرہ نماے عرب کے اندر ایک پرانا مہذب و متمدن ملک کہہ سکین۔ آنحضرتؐ کا اثر پڑنے سے پیشتر انھین اپنی شرافت کا اور خاندانی فضیلت پر بھی اس قدر ناز تھا کہ عدنانی یا مصری عربون یعنی

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱

نسل اسماعیل والون کی اپنے سامنے کچھ ہستی نہ سمجھتے تھے - اور اس مین شک بھی نہین کہ حضرت اسماعیل کی اولاد تو یہود کے خاندان سے علاقہ رکھتی تھی - اصلی عرب کہے جانے کے مستحق اگر تھے تو یہی یمنی لوگ تھے جو قحطان کی اولاد مین سے تھے اور جن سے اوس وخزرج کے ایسے نامی گرامی قبائل پیدا ہوئے تھے -

یمن کا زیادہ حصہ ان دنون ایرانیون کی سلطنت مین شامل تھا - اور ہم پیشتر بیان کرچکے ہین کہ آپ نے جب خسرو پرویز کی خبر مرگ دی تو اس کی تصدیق ہوتے ہی عجی والی یمن نے دین اسلام قبول کرلیا تھا - اب اُن مختلف سلاطین وحکام کے ایمان لانے کی بارہی تھی جو اطراف یمن مین پھیلے ہوئے تھے - اور خواہ دولت ساسانی کی ماتحتی مین یا خود مختاری کے ساتھ اپنی اپنی قلمرو پر حکومت کررہے تھے - ان سلاطین کی فہرست جو مورخین عرب سے معلوم ہوسکی یہ ہین حارث بن عبد کلال - نعیم بن عبد کلال - نعمان جو قیل ذی رعین کہلاتا تھا - ہمدان - اور معافر - ان مین واقدی نے زرعہ ذی یزن کا نام بھی شامل کیا ہے - ان سب فرمان روایان یمن کی طرف سے مالک بن مرہ رہاوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکے سب کی تحریرین پیش کین - اور ظاہر کیا کہ ان سب نے توحید ربانی اور دین متین اسلام کو قبول کیا - آپ نے اُن تحریرون کے جواب مین سب کی طرف خطاب کرکے ایک بڑا خط تحریر فرمایا جس مین اُنھین اُن کے فرائض بدنی ومالی بتائے - اور یہ بھی ہدایت فرمائی کہ مسلم وغیر مسلم کے ساتھ کیسا برتاؤ کرین - اس خط کے علاوہ ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل کو بھی روانہ کیا کہ جاکے اُن لوگون کو دین کی تعلیم دی جن کے ساتھ اور صحابی بھی گئے تھے تاکہ ان متمدن اقوام عرب مین جلدی دین اسلام پھیل سکے - یہ دونون صاحب ایک ہی جگہ

اس زمانے کے مختلف فرمان روایان یمن

اُن سب کی سفارت بارگاہ نبوت مین

جو لوگ اُن کو دین کی تعلیم دینے کے لیے بھیجے گئے

نہین گئے - بلکہ ابو موسیٰ اشعری نے تو یمن کے ایک حصہ مین جاکے تبلیغ و تعلیم دین شروع کی - اور معاذ بن جبل نے دوسرے حصہ مین جو شہر عدن سے ملا ہوا تھا -

موسم حج

اب حج کا زمانہ قریب آگیا تھا - اور چونکہ مکے کی حکومت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھی لہذا ضرورت تھی کہ یا تو خود آپ ہی تشریف لے جاکے لوگون کو حج کرائین یا اپنی طرف سے کسی مستند و قابل اعتبار شخص کو بھیجین کہ وہ جاکے قدیم سنت ابراہیمی کا اعادہ کرے - کسی مصلحت سے خود آپ تو تشریف نہین لے جاسکے لیکن اپنی طرف سے ابو بکر صدیق کو روانہ کیا کہ لوگون کو حج کرادین -

آپ کی نیابت مین ابو بکر صدیق حج کعبہ کراتے ہین

ابو بکر آپ کی طرف سے بیس اور خود اپنی طرف سے پانچ اونٹ قربانی کے لیے لے کے تین سو آدمیون کے ساتھ چل کھڑے ہوئے - وہ روانہ ہوچکے تھے کہ سورۂ براءت نازل ہوئی جس مین اللہ جل شانہ نے حج کے متعلق جدید ہدایتین فرمائی تھین - اور جاہلیت کی مذموم رسمون اور شرک کے ناپاک رواجون کی بیخ کنی کی گئی تھی - اس سورت کے نازل ہوتے ہی

حضرت علی سورۂ براءت سنانے کے لیے جاتے ہین

آپ نے حضرت علی کو خاص اپنی اونٹنی پر سوار کرکے روانہ فرمایا کہ موسم حج مین لوگون کو سورہ براءت سنائین اور احکام خداوندی سے مطلع کردین - ابو بکر مقام ذی الحلیفہ تک پہونچے تھے کہ حضرت علی جا پہونچے - انھین دیکھ کے ابو بکر صدیق مدینے مین واپس آئے - اور دریافت کیا کہ "یا رسول اللہ کیا میرے خلاف کوئی آیت نازل نہین ہوئی ہے؟" آپ نے فرمایا نہین - لیکن ضرور ہے کہ جو شخص میری طرف سے لوگون کو پیام پہونچائے وہ مجھ سے قریبی تعلق رکھتا ہو - اور مجھ ہی سے ہو - اے ابو بکر کیا تم اس سے نہین راضی ہو کہ غار ثور مین میرے ساتھ تھے اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ ہوگے؟" ابو بکر نے

ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۷

اور اسی کو عربی مین وفد کہتے ہین - مگر افسوس کہ عربی کا لفظ اردو مین اس قدر غیر مانوس ہو کہ بہت کم لوگ سمجھ سکتے ہین - اور ڈپوٹیشن کا لفظ ہندوستان مین اس قدر عام ہو کہ قریب قریب ہر جگہ مروج ہو اور ہر جماعت مین بہ آسانی سمجھا جا سکتا ہو -

جن وفود کا تذکرہ اوپر آچکا ہے اُن کے علاوہ جو وفود اس سال بارگاہ نبوت مین حاضر ہوئے - حسب ذیل ہین - ایک وفد بنی اسد کی طرف سے آپ کی خدمت مین آیا ان لوگون نے حاضر دربار ہوتے ہی احسان رکھنے کے لہجے مین کہا "ہم آپ کے بلائے بغیر اور قبل اس کے کہ آپ کا کوئی شخص ہمارے پاس آئے خود ہی چلے آئے" جس پر یہ آیت نازل ہوئی یمنون علیک ان اسلموا الخ ، (تجھ پر احسان رکھتے ہین (اے نبی) کہ وہ ایمان لے آئے) ایک وفد اہل بلی کی طرف سے آیا - جو ماہ ربیع الاول مین وارد مدینہ ہوا تھا - دس آدمیون کا ایک وفد اور آیا جو وفد زراتین کہلاتا ہو ایک وفد بہرا کی طرف سے آیا جو لوگ مدینہ مین مقداد بن اسود کے مہمان ہوئے تھے - ایک وفد بنی بکار کی طرف سے آیا - ایک وفد بنی فزارہ کی طرف سے جس کے ارکان مین ایک خارجہ بن حصن بھی تھے - ایک وفد ثعلبہ بن منقذ کی طرف سے اور ایک وفد سعد بن بکر کی جانب سے آیا جس خدمت کو اکیلے ضمام بن ثعلبہ نے سرانجام دیا تھا - ثعلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کے ایمان لائے - دین کی باتین پوچھین - اور جب واپس چلے گئے تو آنحضرت نے صحابہ کی طرف دیکھ کے فرمایا "اس شخص نے جو کچھ کہا اگر یہ سچ ہو تو اس کے جنت مین داخل ہونے مین کوئی شبہ نہین" ادہر آپ نے تو یہ پیشین گوئی کی

وفد بنی اسد

وفد اہل بلی

وفد اہل بہرا

وفد بنی بکار

وفد بنی فزارہ

وفد ثعلبہ

وفد سعد بن بکر

اُدھر ثعلبہ نے اپنی قوم مین پہونچ کے سب لوگون کو جمع کیا۔ اور اُن کے سامنے جو گفتگو کی اُس کا پہلا جملہ یہ تھا "بُرے ہین لات اور عزّیٰ" لوگون نے روک کے کہا "دیکھو کہین ایسا نہ ہو کہ برص جذام یا جنون مین مبتلا ہو جاؤ" مشرکین کا اعتقاد تھا کہ ان بتون کو جو کوئی برا کہے اِن عوارض مین مبتلا ہو جاتا ہے۔ ثعلبہ نے کہا کس وہم مین پڑے ہوئے ہو۔ یہ بُت نہ کسی قسم کا ضرر پہونچا سکتے ہین اور نہ ان سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ سنو۔ اللہ نے ایک پیغمبر مبعوث کیا ہے۔ اُس پر ایک کتاب نازل کی ہے۔ تمھین ان خرابیون سے بچا لیا جن مین تم مبتلا تھے۔ اور اپنا سچا دین اسلام غالب وظاہر کر دیا" ثعلبہ کی اس تقریر نے ایسا معجزنما اثر کیا کہ شام سے ساری قوم مسلمان ہو گئی۔ اور آفتاب غروب ہونے کے بعد نہ کوئی مشرک مرد باقی تھا نہ کوئی مشرک عورت

وفود یمن کی عظمت

مگر ان تمام وفود سے زیادہ کامیابی و ترقی اسلام ان وفود اور خطون سے نظر آتی تھی جو اطراف یمن کے فرمان رواؤن اور سلاطین کی طرف سے بارگاہ نبوت مین حاضر ہو چکے تھے۔ ہم تاریخ عرب کے بیان مین بتا چکے ہین کہ جزیرہ نماے عرب مین یمن وہ ملک ہے جس نے قدیم الایام بڑی بڑی نمایان ترقیان کی تھین جس کا تمدن مصر کے تمدن کا رقیب اور یونانیون کی تہذیب سے بہت پیشتر کا تھا۔ اور جہان کبھی بڑے بڑے اولوالعزم تاجدارون نے دولتمندی و فتح و نصرت کی شان دکھائی تھی۔ غسان و حمیر کی سلطنتین بعد قائم ہوئی تھین۔ اور یمن ہی وہ ملک تھا جسے جزیرہ نماے عرب کے اندر ایک پرانا مہذب و متمدن ملک کہہ سکین۔ آنحضرتؐ کا اثر پڑنے سے پیشتر انھین اپنی شرافت کا اور خاندانی فضیلت پر بھی اس قدر ناز تھا کہ عدنانی یا مصری عربون یعنی

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱

نسل اسماعیل والون کی اپنے سامنے کچھ ہستی نہ سمجھتے تھے۔ اور اس مین شک بھی نہین کہ حضرت اسمائیل کی اولاد تو یہود کے خاندان سے علاقہ رکھتی تھی۔ اصلی عرب کے جاننے کے مستحق اگر تھے تو یہی یمنی لوگ تھے جو قحطان کی اولاد مین سے تھے اور جن سے اوس وخزرج کے ایسے نامی گرامی قبائل پیدا ہوئے تھے۔

یمن کا زیادہ حصہ ان دنون ایرانیون کی سلطنت مین شامل تھا۔ اور ہم پیشتر بیان کرچکے ہین کہ آپ نے جب خسرو پرویز کی خبر مرگ دی تو اس کی تصدیق ہوتے ہی عجی والی یمن نے دین اسلام قبول کرلیا تھا۔ اب اُن مختلف سلاطین وحکام کے ایمان لانے کی باری تھی جو اطراف یمن مین پھیلے ہوئے تھے۔ اور خواہ دولت ساسانی کی ماتحتی مین یا خود مختاری کے ساتھ اپنی اپنی قلمرو پر حکومت کررہے تھے۔ ان سلاطین کی فہرست جو مورخین عرب سے معلوم ہوسکی یہ ہین حارث بن عبد کلال۔ نعیم بن عبد کلال۔ نعمان جو قیل ذی رعین کہلاتا تھا۔ ہمدان۔ اور معافر۔ ان مین واقدی نے زرعہ ذی یزن کا نام بھی شامل کیا ہو۔ ان سب فرمان روایان یمن کی طرف سے مالک بن مرہ رہاوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکے سب کی تحریرین پیش کین۔ اور ظاہر کیا کہ ان سب نے توحید ربانی اور دین متین اسلام کو قبول کیا۔ آپ نے اُن تحریرون کے جواب مین سب کی طرف خطاب کرکے ایک بڑا خط تحریر فرمایا جس مین اُنھین اُن کے فرائض بدنی ومالی بتائے۔ اور یہ بھی ہدایت فرمائی کہ مسلم وغیر مسلم کے ساتھ کیسا برتاؤ کرین۔ اس خط کے علاوہ ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل کو بھی روانہ کیا کہ جاکے اُن لوگون کو دین کی تعلیم دی جن کے ساتھ اور صحابی بھی گئے تھے تاکہ ان متمدن اقوام عرب مین جلدی دین اسلام پھیل سکے۔ یہ دونون صاحب ایک ہی جگہ

اس زمانے کے مختلف فرمان روایان یمن

اُن سب کی سفارت بارگاہ نبوت مین

جو لوگ اُن کو دین کی تعلیم دینے کے لیے بھیجے گئے

نہین گئے۔ بلکہ ابو موسیٰ اشعری نے تو یمن کے ایک حصہ مین جاکے تبلیغ و تعلیم دین شروع کی۔ اور معاذ بن جبل نے دوسرے حصہ مین جو شہر عدن سے ملا ہوا تھا۔

اب حج کا زمانہ قریب آگیا تھا۔ اور چونکہ مکے کی حکومت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھی لہذا ضرورت تھی کہ یا تو خود آپ ہی تشریف لے جاکے

موسم حج | لوگون کو حج کرائین یا اپنی طرف سے کسی مستند و قابل اعتبار شخص کو بھیجین کہ وہ جاکے قدیم سنت ابراہیمی کا اعادہ کرے۔ کسی مصلحت سے خود آپ تو تشریف نہین

آپ کی نیابت مین ابوبکر صدیق حج کعبہ کراتے ہین | لے جاسکے لیکن اپنی طرف سے ابوبکر صدیق کو روانہ کیا کہ لوگون کو حج کرادین۔ ابوبکر آپ کی طرف سے بیس اور خود اپنی طرف سے پانچ اونٹ قربانی کے لیے لے کے تین سو آدمیون کے ساتھ چل کھڑے ہوئے۔ وہ روانہ ہوچکے تھے کہ سورۂ براءت نازل ہوئی جس مین اللہ جل شانہ نے حج کے متعلق جدید ہدایتین فرمائی تھین۔ اور جاہلیت کی مذموم رسمون اور شرک کے ناپاک رواجون کی بیخ کنی کی گئی تھی۔ اس سورت کے نازل ہوتے ہی

حضرت علی سورۂ براءت سنانے کے لیے جاتے ہین | آپ نے حضرت علی کو خاص اپنی اونٹنی پر سوار کرکے روانہ فرمایا کہ موسم حج مین لوگون کو سورہ براءت سنائین اور احکام خداوندی سے مطلع کردین۔ ابوبکر مقام ذی الحلیفہ تک پہونچے تھے کہ حضرت علی بھی پہونچے۔ انھین دیکھ کے ابوبکر صدیق مدینے مین واپس آئے۔ اور دریافت کیا کہ "یارسول اللہ کیا میرے خلاف کوئی آیت نازل نہین ہوئی ہے؟" آپ نے فرمایا "نہین۔ لیکن ضرور ہے کہ جو شخص میری طرف سے لوگون کو پیام پہونچائے وہ مجھ سے قریبی تعلق رکھتا ہو۔ اور مجھ ہی سے ہو۔ اے ابوبکر کیا تم اس سے نہین راضی ہو کہ غار ثور مین میرے ساتھ تھے اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ ہوگے؟" ابوبکر نے

ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۷

عرض کیا "بے شک مین راضی ہون" اور یہ جواب پاکے حسب فرمان نبوتؐ حج کرانے کے لیے پھر مکے کی راہ لی۔ حاجیان مدینہ سے چلے۔ اور انہین کی سرداری سے حج ہوا۔ وہی لوگون کو نماز پڑھاتے تھے۔ اور انہین کے حکم سے رسوم حج کی تعمیل ہوئی تھی۔ اور اُن کے ساتھ ساتھ حضرت علیؓ اپنا یہ فرض پورا کرتے تھے کہ سورہ براءت پڑھ پڑھ کے لوگون کو سُناتے تھے۔ اور انہین نے خاص عیدالضحی کے دن عام لوگون مین پکار دیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہین کرنے پائے گا۔ اور نہ کوئی شخص اس کا مجاز ہوگا کہ خانہ کعبہ کے گرد برہنہ طواف کرے لیکن ہان جس کسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خاص معاہدہ ہو تو وہ اپنے معاہدے کی مدت تک اپنی رسمون کو اپنے مذاق کے مطابق بجالا سکتا ہے۔[۱]

زن و مرد کو برہنہ حج کرنے کی ممانعت

اس خدا پرستی کی رسم سے اب مشرکین کا روکا جانا تو ضروری تھا۔ اس لیے کہ کعبہ اور مکہ مین وہ بت اور دیوتا ہی نہین باقی رہے تھے جن کی زیارت اور جن کی پرستش کے لیے وہ آیا کرتے تھے۔ مگر اس تہذیب کی بھی بے انتہا ضرورت تھی کہ کوئی مرد اور عورت برہنہ نہ طواف کرنے پائے۔ قدیم سے رواج چلا آتا تھا کہ باہر والے حاجی صرف انہین کپڑون کو پہن کے حج کر سکتے تھے جو انہین قریش یا اُن کے قرابت دارون سے ملین۔ بہت سے ایسے لوگ جن کو ان کی مفلسی یا کسی اور وجہ سے کپڑے نہ مل سکتے وہ مرد و عورت برہنہ اور ننگے مادر زاد طواف کرتے۔ عورتین شرم گاہ پر ہاتھ رکھ لیتین۔ زبان سے کہتی جاتین۔

الیوم یبدو بعضہ او کلہ فما بدا منہ فلا أحلہ

---

[۱] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۱۔

(آج کے دن چاہے تھوڑا جسم کھل جائے یا سارا جسم۔ اور جس قدر کھل جائے اسے ہین حلال نہین کرتی ہون۔ یعنی مقاربت کو جائز نہین سمجھتی ہون) پھر جو لوگ قریش سے کپڑے لے کے طواف کرتے اُن کا بھی فرض تھا کہ حج سے فراغت ہوتے ہی انہین اتار کے ڈال دین اور پھر ہاتھ نہ لگائین۔ اس کا یہ نتیجہ تھا کہ کسی کسی وقت سب کو برہنہ ہو جانا پڑتا۔ اس کے علاوہ بعض ایسے لوگ بھی تھے جو برہنہ طواف کرنے کو موجب ثواب خیال کرتے۔ اور کہتے کہ خدا کے گھر مین اسی شان سے آنا چاہیے جس شان سے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے[۵]۔ ان تمام باتون کی اس وقت سے ممانعت ہوگئی۔ اور اُس گھڑی سے پھر کبھی یہ بدتہذیبی نہین نظر آئی کہ خانہ کعبہ کے گرد کوئی کپڑے اُتار کے طواف کر رہا ہو۔ اس حکم سے سب سے بڑا یہ فائدہ ہوا کہ جو قبائل ابھی تک قدیم مذہب شرک پر باقی تھے اُنھون نے ایک دوسرے سے کہا "اب قریش ہی مسلمان ہو چکے تو ہمین تامل کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ علی الخصوص جبکہ بت پرستی چھوڑے بغیر ہم کعبہ مین نہین آسکتے" اور سب مسلمان ہو گئے۔

فرضیت زکوۃ اسی سنہ ہجری مین صدقات یعنی زکوۃ وغیرہ کی قسم سے جو دینی ٹیکس مسلمانون کے ذمے عائد کئے گئے ہین فرض ہوئے۔ اور ان کے وصول کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عامل مختلف قبائل عرب اور بلاد دور دراز مین روانہ فرمائے۔

جناب ام کلثومؓ بنت رسول اللہ کا انتقال اسی سال شعبان کے مہینے مین آنحضرتؐ کی تیسری صاحبزادی جناب ام کلثومؓ نے انتقال فرمایا۔

[۵] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۵

جنھین حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضرت سرورِ کائناتؐ نے جناب عثمانؓ ذی النورین کے عقد نکاح مین دے دیا تھا۔ اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبد المطلب نے اُنھین نہلا کے کفن پہنایا۔ ابو طلحہ نے قبر مین اُتارا۔ حضرت عثمانؓ کو ملول و حزین دیکھ کے آپ نے فرمایا اگر میری کوئی تیسری بیٹی موجود ہوتی تو اُسے بھی عثمانؓ کے عقد نکاح مین دے دیتا۔ پھر قبر پر بیٹھ کے آپ آبدیدہ ہو گئے اور مٹی ڈلوائی۔

اسی سال منافقون کے سب سے بڑے سردار عبد اللہ بن ابی بن سلول سے دنیا خالی ہوئی۔ اور آپ کو اُس کی شرارتون سے اور مسلمانان مدینہ کو اس کے فتنون سے ہمیشہ کے لیے نجات ہو گئی۔ شوال کے مہینے مین وہ بیمار پڑا تھا جس کے چند روز بعد مر گیا۔ مگر باوجود اس کی سخت فتنہ پردازیون کے اور اس کے ہاتھ سے ہر موقع پر صدمہ اور تکلیف پہونچنے کے جب اس کے بیٹے عبد اللہ بن عبد اللہ نے آ کے اُس کے مرنے کی خبر سنائی تو آپ نے اُسے کفن دینے کے لیے اپنا کُرتہ اُتار دیا۔ جس مین وہ دفن کیا گیا۔ پھر اس کے جنازے کی نماز پڑھانے کے لیے آپ تشریف لے گئے۔ عمر فاروقؓ نے جو ایسے امور مین ہمیشہ سخت ثابت ہوا کرتے تھے بڑھ کے آپ کو روکنا چاہا اور عرض کیا۔ آپ اس کی نماز پڑھائین گے! حالانکہ فلان موقع پر اُس نے یہ کہا تھا۔ اور فلان موقع پر یہ کہا تھا۔ یونہین پے در پے اس کی فتنہ پردازیان گنوانا شروع کین۔ آپ نے مسکرا کے فرمایا "سامنے سے تو ہٹو۔ اے عمرؓ۔ اس بارے مین مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ اور مین نے یہی صورت اختیار کی کہ اس کے حق مین دعائے مغفرت کرون۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ چاہے اس کے لیے دعائے مغفرت کرو۔ چاہے نہ کرو مگر یاد رکھو کہ ستر بار دعائے مغفرت

حضرت محمد سے منافق عبد اللہ بن ابی بن سلول کا ذکر

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۵۵

کر دگے تو بھی خدا اُسے نجات نہ دے گا۔ اور اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ ستر بار سے زیادہ دعا کرنے سے اُس کی نجات ہو جائے گی تو مجھے اس مین بھی تامل نہ ہوتا۔" یہ کہہ کے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مٹی دینے کے وقت تک کھڑے رہے۔ آپ وہین کھڑے تھے کہ سورۂ برأت کی دو آیتین نازل ہوئین۔ جن سے معلوم ہوا کہ آپ کا یہان تشریف لانا اور ایک منافق کی نماز پڑھانا اللہ جل شانہ کے نزدیک پسندیدہ نہ تھا

نجاشی کی وفات

اور اسی سال آپ کو نجاشی مسلمان فرمان روائے حبشہ کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی۔ جس نے رجب کے مہینے مین اس عالم فانی کو رخصت کیا تھا۔ آپ نے یہین مدینے سے اُس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور اُس کے حق مین دعائے مغفرت[ع] کی

باب سی وسوم

باقی ماندہ قبائل عرب کی اطاعت

سنہ ۸ ہجری خالد نجران کی طرف۔ فرمان نبوت بنی نجران کے نام جس مین بہت سے احکام دینی بتائے گئے ہین تین عثمانی شخصون کا حاضر ہو کے ایمان لانا۔ بنی عثمان کی سرتابی۔ وفد بنی عامر۔ وفد بنی سلامان۔ وفد بنی ازد۔ آپ کے حکم سے عمرو بن عبد اللہ کا جا کے شہر جرش کا محاصرہ کرنا۔ اور حکمت عملی سے ایک پہاڑ مین انھین شکست دینا۔ اہل جرش کے سفیر دربار نبوت مین۔ آنحضرتؐ غیب کی خبر دیتے ہین فروہ بن مسیک کی حاضری۔ فروہ بن عمرو کا حاضر ہونا۔ اور اسی کے پاداش مین رومیون کے ہاتھ سے مارا جانا۔ وفد زبید۔ وفد عبد القیس۔ وفد بنی حنیفہ اور مسیلمہ کذاب۔ اُس کا دعوی نبوت۔ اور وہ خط جو آنحضرت کو بھیجا۔ آپ کی طرف سے

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۲

اُس خط کا جواب - وفد بنی کندہ - وفد بنی محارب - بنی عبس و ربا - وفد بنی صدف
وفد بنی خولان - وفد بنی عامر بن صعصعہ جو فریب دینے کو آیا تھا - عامر بن طفیل اور اربد بن
قیس آپ کی جان لینے کا ارادہ کرتے ہین - مگر محض خدا کی قدرت سے ناکام رہتے ہین -
اور اپنے اعمال کی سزا پاتے ہین - وفد بنی طے اور اُن کے سردار زید الخیر - حضرت علیؓ نامہ
نبوت لے کے یمن جاتے ہین - اُس پیرایہ سلطنت کا انتظام - آپ کے والی اطراف عرب مین

سنہ ۱۰ ھ | اب سنہ ۱۰ ھ شروع ہوا - جو اسلام کی روز افزون ترقی اور سارے عرب کے یکایک خداپرست بن جانے کا زمانہ ہے - مخالفت اس قدر دب گئی تھی - دشمنون اور آفتاب رسالت پر خاک ڈالنے والون کی قوت اس قدر ٹوٹ گئی تھی کہ اب آپ کو کسی جدید فوج کے روانہ کرنے یا کسی سے مقابلہ کرنے کی بالکل زحمت نہین اٹھانی پڑی - چنانچہ غزوہ تبوک ہی آپ کا پچھلا غزوہ تھا - اور اس کے بعد پھر کبھی آپ کو بنفس نفیس دشمنون کے مقابلے کے لیے مدینے سے باہر نہین نکلنا پڑا - اس سال جو کچھ ہوا اس کو صرف تکمیل دین الٰہی - قبائل عرب کے حاضر ہو ہو کے دین اسلام قبول کرنے - آپ کے والیون اور سفیرون کے مختلف مقامات مین جا کے دین اسلام کو رواج دینے - شریعت اسلامیہ کے رواج پذیر ہونے اور نئی عربی سلطنت اسلام کے نظم و نسق سے تعلق ہے - اور چونکہ اُس وقت عرب مین سنین و تاریخ کے لکھے جانے کا بہت کم رواج تھا لہذا اس سال کے اکثر واقعات کی نسبت یہ بتانا کہ کس تاریخ اور کس مہینے مین ظہور پذیر ہوئے نہایت مشکل بلکہ غیر ممکن ہے -

سریۂ خالد نجران کی طرف | ربیع و جمادی کے مہینون مین سے کسی مہینے مین آپ نے خالد بن ولید کو چار سو جان بازان اسلام کے ساتھ شہر نجران اور اُس کے اطراف مین روانہ فرمایا - تاکہ بنی حارث بن کعب مین دین اسلام کی تبلیغ

کریں۔ اور یہ بھی حکم دے دیا کہ اگر وہ اسلام کو نہ قبول کریں تو اُن سے مقابلہ کرنا خالدؓ کے جاتے ہی اُن لوگوں نے برحق مذہب توحید کو قبول کر لیا۔ تب خالدؓ نے اپنی جانب سے داعیان اسلام کو اطراف وجوار میں بھیجنا شروع کیا۔ جہاں ہر طرف دین اسلام کے سامنے بغیر کسی قومی مزاحمت کے سر جھکایا جاتا تھا اس کامیابی کی خبر جب خالدؓ نے آنحضرتؐ کو کی تو آپ نے لکھا کہ اُن لوگوں کے چند صاحب اثر لوگوں کو لے کے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو۔ خالدؓ نے فوراً اس حکم نبوی کی تعمیل کی۔ اور بنی حارث کے چند لوگوں کو لے کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ جب یہ وکلائے قوم مدینے میں پہونچے تو آپ نے اُن کی بہت عزت کی۔ اور پوچھا "جاہلیت میں تم میں کیا بات تھی کہ اپنے دشمنوں پر غالب رہا کرتے تھے؟" عرض کیا "ہمارا معمول تھا کہ ہمیشہ باہم اتفاق رکھتے تھے۔ اپنے جتھے کو کبھی ٹوٹنے نہ دیتے تھے۔ اور کبھی کسی پر خود اپنی طرف سے چھیڑ کے زیادتی نہ کرتے تھے۔" آپ نے فرمایا "سچ کہتے ہو" پھر یہ لوگ آپ کے دست مبارک پر ایمان لائے۔ اور آپ نے ان میں سے قیس بن حصین کو سردار مقرر فرما کے واپس روانہ کیا۔ ذی قعدہ میں یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے تھے جس کے چند ہی روز بعد آپ نے انصار بنی نجار میں سے عمرو بن حزم کو روانہ فرمایا کہ ان میں جا کے رہیں اور انہیں فقہ اسلام کی تعلیم دیں۔ جب وہ پہونچ لیے تو انہیں آپ نے ایک خط لکھ کے بھیجا جس میں بہت سی دینداری اور عقیدت اسلام کی باتیں تحریر فرمائیں۔ اس خط کو چونکہ فقہاء نے مستند خیال کیا ہے۔ اور اس سے بہت سے مسائل دینی معلوم کیے ہیں لہذا ہم اس کا ترجمہ درج کیے دیتے ہیں۔ بہ ظاہر تو یہ خط مسلمانان نجران کو لکھا گیا تھا مگر اُس کا اصلی

فرمان نبوت بنی نجران کے نام جس میں بہت سے احکام دینی بتائے گئے ہیں

خطاب تمام مسلمانون کی طرف معلوم ہوتا ہی - چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہین -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از جانب خدا و رسول خدا - اے ایمان لانے والو ان مراتب کو پورا کرو جو بطور ایک ہدایت نامے کے محمد نبی نے عمرو بن حزم کو یمن بھیجتے وقت دیے - انہین حکم دیا کہ اپنے تمام معاملات مین خدا سے ڈرتے رہین اس لیے کہ اللہ انہین لوگون کے ساتھ ہی جو گناہون سے بچتے اور نیکی کرتے ہین - اور انہین حکم دیا کہ جو جس سے لین حق سمجھ کے لین - جیسا انہین خدا نے حکم دیا ہی - لوگون کو بھلائی کی بشارت دین - اچھے کام کرنے کا حکم کرین - لوگون کو قرآن سکھائین - اور اس بات سے منع کرین کہ بغیر طہارت کے کوئی قرآن کو نہ چھوئے - لوگون کو بتا دین کہ ان کے لیے کیسے کیسے ثواب اور کیسے کیسے عذاب ہین امر حق مین لوگون پر نرمی کرین - اور جسے ظلم کرتے دیکھین اس پر سختی کرین - اس لیے کہ اللہ نے ظلم کو حرام کیا اس سے منع کیا - اور فرماتا ہی الا لعنۃ اللہ علی الظالمین (آگاہ رہو کہ ظالمون پر خدا کی لعنت ہی) لوگون کو جنت کی بشارت دین - اور بتائین کہ کن اعمال سے جنت ملتی ہی - دوزخ سے ڈرائین - اور ظاہر کر دین کہ کن افعال کا نتیجہ دوزخ ہی - لوگون کی تالیف کرتے رہین جب تک کہ انہین شریعت اسلام مین بصیرت حاصل ہو جاے - انہین آداب حج اُسکے رسوم مسنون اور فرائض کی تعلیم دین - اور بتائین کہ حج اکبر اور حج اصغر یعنی عمرے کے متعلق خدا نے کن کن باتون کا حکم دیا ہی - اس بات سے لوگون کو منع کرین کہ صرف ایک چھوٹا سا کپڑا اوڑھ یا پہن کے کوئی نماز نہ پڑھے - اُسے وسیع اور اتنا ہونا چاہیے کہ دونون آنچل اچھی طرح کندھون پر ٹھہر سکین - لوگون کو ایک ہی کپڑے مین احتباء[ع] کرکے

ع یہودیت مین چونکہ ستر عورت کے حدود نہین مقرر تھے - اور برہنگی بہت زیادہ معیوب نہین خیال کی جاتی تھی لہذا اکثر لوگون کا معمول تھا کہ تہمت یا ازار کو کھول لیتے اور اسے ایک حلقے کی طرح کمر اور گھٹنون مین باندھ کے اس طرح بیٹھ جاتے کہ نیچے کا جسم بالکل کھلا رہتا - اسی کو احتبا کہتے تھے - اور چونکہ اس مین برہنگی ہوتی تھی لہذا آپ نے اس سے منع فرمایا -

بیٹھنے اور شرمگاہ کھول دینے سے بھی روکین - اس بات کی ممانعت کرین کہ لوگ پیشانی کے بال کٹوائین اور پشت سر کے بال بڑھائین - قبائل مین جس وقت جوش وخروش ہو اُن کو جاہلیت کی گو بار اور دیگر قبائل کو اپنی مدد پر بلانے سے روکین - اب اُن کی ساری فریاد و توجہ صرف خدائے وحدہ لاشریک لہ کی جانب ہونی چاہیئے - اور جو شخص خدا کی طرف نہ رجوع کرے اور عرب کے قبیلون اور یہان کی جماعتون کو جمع کرنا چاہے اُس کی توجہ تلوار کے زور سے خدا کی طرف پھیر دین - اور جب تک وہ خدا کی طرف نہ متوجہ ہو اپنی تلوار نہ روکین - لوگون کو وضو کرنے کا حکم دین جس کی شان یہ ہے کہ چہرون اور ہاتھون کو کہنیون تک اور پاؤن کو ٹخنون تک دھوئین اور سرون پر مسح کرین - جیسا کہ اللہ جل شانہ نے اُنھین حکم دیا ہے - اور اُنہین حکم دین کہ نماز کو اوقات معینہ پر ادا کرین رکوع و سجود کو پوری طرح بجا لائین نماز صبح منھ اندھیرے - ظہر اول وقت آفتاب کے سمت الراس سے ہٹتے ہی عصر اُس وقت جب آفتاب زمین کی طرف سے منھ پھیر چکا ہو مغرب رات کے شروع ہوتے ہی - تارے نکلنے سے پیشتر - اور عشا اول شب مین ادا کرین - اور جمعہ کو جیسے ہی نماز جمعہ کی اذان ہو مسجد کی طرف دوڑین - اور وہان آنے سے پیشتر غسل کرین - اور انہین یہ بھی حکم دیا گیا کہ مال غنیمت مین سے پانچوان حصہ جو اللہ کے لیے ہے وصول کرین - اور نیز رقوم صدقہ جن کا ادا کرنا مسلمانون پر فرض ہے وہ بھی وصول کرتے رہین - جن کی تفصیل یہ ہے کھیتی اور باغات سے جن کا ادا کرنا مسلمانون پر فرض ہے وہ بھی وصول کرتے رہین - جن کی تفصیل یہ ہے کھیتی اور باغات سے جن مین نہرون یا بارش سے پانی پہونچتا ہو پیداوار کا دسوان حصہ - اور جن زمینون مین ڈول سے پانی پہونچایا جاتا ہو دسوین حصہ کا آدھا یعنی بیسوان حصہ - جن لوگون کے پاس

مویشی ہون اُن سے اگر اونٹ رکھتے ہون تو ہر دس اونٹ پیچھے دو بکریان اور ہر بیس اونٹ پیچھے چار بکریان اگر گاے بیل رکھتے ہون تو ہر چالیس راس پیچھے ایک گاے یا بیل - اور ہر تیس راس پیچھے ایک تین سال کا نر یا مادہ گاے کا بچہ - اگر بھیڑ بکریان رکھتے ہون تو ہر چالیس راس پیچھے ایک بکری - صدقے کے بارے مین یہ اللہ کا فرض ہی جس کا بجالانا مسلمانون کے لیے ضروری ہی - اور جو اس سے زیادہ دے وہ اس کے حق مین اور بہتر ہی - یہود و نصارا مین سے جو کوئی خلوص دل سے ایمان لاے اور اسلام قبول کرے اس کا شمار بھی مومنین مین ہی - اور اُس کے بھی وہی حقوق و فرائض ہین جو اور مسلمانون کے ہین - اور جو اپنے دین یہودیت و نصرانیت پر قائم رہے وہ زبردستی اپنے مذہب سے پھیرا نہ جاے - مگر ہان اُسے جزیہ ادا کرنا ہوگا - جس کی تعداد یہ ہی کہ ہر بالغ مرد و عورت عام اس سے کہ آزاد ہو یا غلام پورا ایک دینار یا اس کے حوض مین کپڑے سالانہ ادا کرتا رہے - جو کوئی اُن مین سے یہ رقم ادا کردے وہ اللہ اور رسول خدا کی ذمہ داری و کفالت مین ہی اور جو نہ ادا کرے وہ خدا رسول اور تمام مومنین کا دشمن سمجھا جاے گا - اللہ محمد پر اپنی رحمت اور برکتین نازل کرے -

تین غسانی شخصون کا حاضر ہوکے ایمان لانا

اسی سال ماہ مبارک رمضان کی دسوین تاریخ بنی غسان کے تین شخص کشش نبوت سے دربار پیمبری مین حاضر ہوے اور دین اسلام قبول کیا - یہان سے واپس جاکے ان لوگون نے اپنی قوم والون کو دین اسلام کی طرف مدعو کرنا شروع کیا - مگر بنی غسان ایسے سیاہ دل تھے کہ کسی طرح سے نہ مانا - بلکہ اُلٹے ان لوگون کی دشمنی پر آمادہ ہوگئے - ان سرشاران بادۂ توحید نے یہ رنگ دیکھا تو اپنے مسلمان ہونے کو بھی چھپا ڈالا - اور نہایت خموشی کے ساتھ عروج کوکب اسلام کا انتظار کرنے لگے

بنی غسان کی سرتابی

دو شخصون نے تو اسی انتظار مین سفر آخرت کیا۔ مگر ایک صاحب ہنوز زندہ تھے کہ خالدؓ بن ولید کی شمشیر خارا شگاف نے ارض شام کو علم اسلام کے سایے مین لے لیا۔ اور اُن بزرگ نے ابو عبیدہ بن الجراح سپہ سالار عساکر شام کی خدمت مین حاضر ہو کے تجدید اسلام کا شرف حاصل کیا۔ اسی مہینے مین

وفد بنی عامر | بنی عامر کے دس آدمیون نے بھی حاضر ہو کے دین اسلام قبول کیا۔ مسائل شرع کی تعلیم پائی۔ مشہور صحابی جناب ابیؓ سے تلاوت قرآن کو سیکھا اور واپس گئے۔ پھر شوال کے مہینے مین قبیلہ سلامان کے سات شرفا جن پر حبیب نام ایک صاحب سردار تھے حاضر ہو کے ایمان لائے۔

وفد بنی سلامان | فرائض کو سیکھا اور واپس گئے۔

وفد بنی ازد | اسی دسوین سال ہجرت مین قبیلہ ازد کے چند لوگ جن کا شمار دس سے زیادہ تھا آپ کی خدمت مین حاضر ہو کے مسلمان ہوئے۔ آپ نے انھین دین توحید مین داخل کیا۔ اور انھین مین کے ایک بزرگ کو جن کا نام صرد بن عبد اللہ تھا اُن پر سردار مقرر کر کے حکم دیا کہ جاؤ اور مشرکین پر جہاد کرو۔ یہ فرمان رسالت پاتے ہی یہ لوگ نہایت جوش و خروش کے ساتھ واپس گئے اور جاتے ہی

آپ کے حکم سے صرد بن عبد اللہ کا جا کے شہر جرش کا محاصرہ کرنا | شہر جرش کا محاصرہ کر لیا جس مین بعض یمنی قبائل آباد تھے۔ جرش والون پر ان جان بازان اسلام کی کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ اپنے شہر مین محصور ہو کے بیٹھ رہے۔ ایک مہینا بھر کے محاصرے کے بعد صرد بن عبد اللہ نے مجبوراً شہر کا محاصرہ چھوڑ دیا اور قریب

اور حکمت عملی سے ایک پہاڑ مین انھین شکست دینا | کے ایک پہاڑ مین جا کے قیام کیا جو کشر کے نام سے مشہور تھا۔ جرش والے سمجھے کہ صرد شکست کھا کے

ف ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۵۴ و ۵۵

طرف سے سرحدی عربون پر حکومت کرتا تھا۔ جب یہ خبر اراکین دولت روم کو پہونچی تو اُنھون نے اسے باغی قرار دیا۔ افسوس کہ اسلام اس وقت تک ارض عرب کے اندر محدود تھا۔ اور رومیون پر سطوت اسلام کا کوئی ایسا اثر نہین پڑنے پایا تھا کہ مسلمانون کی ناراضی کی وہ ذرا بھی پروا کرتے۔ چنانچہ ایک پروانہ بھیج کے فروہ ملک شام مین بلایا گیا۔ جہان جاتے ہی قید ہو گیا۔ اور آخر وہان کے قوانین کے مطابق وہ غریب دلدادۂ توحید شہر فلسطین مین ایک نہر کے کنارے مصلوب کرکے شہید کیا گیا۔

ادا سی کے پاداش مین رومیون کے ہاتھ سے مارا جانا

اب چونکہ تبلیغ رسالت کا آفتاب غروب کے قریب پہونچ گیا تھا۔ اور جو برکت یزدانی آپ کے وجود باوجود کے ساتھ وابستہ تھی اُس کے واپس لے لیے جانے کو تھوڑا ہی زمانہ باقی رہ گیا تھا لہذا مشیت ایزدی تکمیل اسلام کی غرض کو بہت ہی جلد جلد پورا کر رہی تھی۔ یعنی ہر طرف سے لوگ جوق جوق چلے آتے تھے کہ دین اسلام کو قبول کرین۔ اور بارگاہ نبوت کے آگے سر ارادت و اطاعت کو جھکائین چنانچہ ان مذکورہ جماعتون کے علاوہ اور بھی بہت سے گروہ مختلف قومون اور قبیلون کی طرف سے حاضر ہوئے اور دین اسلام قبول کیا۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ایک جماعت قبیلہ زبید کی طرف سے آئی جس کے ہمراہ عمرو بن معدی کرب زبیدی بھی تھے۔ مگر ان کے آنے سے پیشتر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فروہ بن مسیک کو قبیلہ زبید پر سردار مقرر کر دیا تھا لہذا عمرو بن معدی کرب دین قبول کرنے کے بعد واپس گئے۔ اور اپنی قوم کے ساتھ فروہ کی ماتحتی مین زندگی بسر کرنے لگے۔ مگر جب آپ کی وفات کی خبر سنی تو دین

وفد زبید

اسلام سے پھر گئے اور ارتداد قبول کر لیا۔ ایک جماعت قبیلۂ عبدالقیس کی طرف سے آئی جس کے ہمراہ جارود بن عمرو تھے۔ یہ اس سے پیشتر دین عیسوی کے پابند تھے۔ مگر اب مسلمان ہوئے۔ اور ایسے راسخ العقیدہ مسلمان کہ حضرت رسالت کی وفات کے وقت جب اکثر لوگ مرتد ہونے لگے تو ان کے قدم کو ذرا بھی لغزش نہ ہوئی۔ بلکہ انھوں نے اپنی قوم کو ارتداد سے روکا۔ ایک جماعت وفد بنی حنیفہ کی طرف سے آئی جس کے ہمراہ مشہور مدعی نبوت مسیلمہ بھی تھا۔ جو اپنے جھوٹے دعوے نبوت کی وجہ سے مسیلمہ کذاب کہلاتا ہے۔ مدینہ طیبہ میں مسیلمہ حارث کی بیٹی کے مکان میں ٹھہرایا گیا تھا جو ایک انصاریہ خاتون تھیں۔ حضرت سرور کائنات سے مل کے اور آپ کے حالات و عادات کو خوب غور سے دیکھ کے مسیلمہ واپس گیا۔ اور اپنے وطن یمامہ میں پہونچ کے خود پیغمبری کا دعوی کرنے لگا۔ اور وہ بھی اس حکمت عملی کے ساتھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے موافق بنائے رہے۔ چنانچہ کہنے لگا کہ میں محمد رسول اللہ کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔ اور جب دیکھا کہ بنی حنیفہ نے اس کے دعوائے نبوت کو تسلیم کر لیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خط بھیجا جس کی عبارت یہ تھی۔ من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ (اما بعد فانی قد اشرکت معک فی الامر وان لنا نصف الارض ولقریش نصفہا۔ ولکن قریشا قوم یعتدون" (رسول خدا مسیلمہ کی طرف سے رسول خدا محمد کے نام امر رسالت میں میں تمہارے ساتھ شریک کیا گیا ہوں۔ اس طور پر کہ آدھی زمین ہماری قوم (بنی حنیفہ) کے لیے اور آدھی قریش کے لیے لیکن قریش ایک ایسی قوم کے لوگ ہیں جو ہمیشہ حد سے گذر جاتے ہیں) اس خط کا مضمون پڑھوا کے

وفد عبدالقیس

وفد بنی حنیفہ اور مسیلمہ کذاب

اس کا دعوی نبوت

اور وہ خط جو آنحضرت کو بھیجا

عامر کی گفتگو سے آپ اُس کا مطلب سمجھ گئے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی وہ رخصت ہو کے گیا۔ آپ نے درگاہ ایزدی مین دعا کی کہ بارالہا۔ مجھے اس کے شر سے بچا۔" اور یہ دعا چونکہ آپ کے ایسے سچے پیغمبر کی زبان سے ظاہر ہوئی تھی فوراً تیر بہ ہدف ہوئی۔ یہ دونون دشمن گھر تک نہین پہونچنے پائے تھے کہ راستہ ہی مین عامر بن طفیل مترطاعون ہوا۔ اور آرید پر خدا کے غضب کی بجلی گری۔

اور اپنے اعمال کی سزا پاتے ہین

پھر اسی سال بنی طی کے وکیلون کی ایک جماعت حاضر دربار نبوت ہوئی جس مین بنی طی کے سردار زید الخیل بھی موجود تھے اُن لوگون نے آتے ہی اسلام قبول کیا۔ اور آخر تک مضبوطی سے اس دین حق پر قائم رہے۔ اور ان کے اس خلوص نیت ہی کا اثر تھا کہ آنحضرت زید الخیل سے مل کے بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا "عرب کے اکثر لوگون کا مین نے شہرہ سُنا مگر جب وہ مجھ سے آکے ملے تو اُس سے کم ہی پایا جتنا کہ سنا تھا۔ سوا زید الخیل کے۔"

وفد بنی طی اور انکے سردار زید الخیر

پھر آپ نے زید الخیل کے عوض ان کا نام "زید الخیر" رکھا۔ اور مقام فید اور اس کی اراضی انھین بطور جاگیر دین اور رخصت کیا۔ مگر افسوس اس نیک نفس اور خالص خدا پرست کی عمر پوری ہو چکی تھی۔ اس لیے کہ واپسی مین ارض نجد کے ایک گاؤن تک پہونچنے پائے تھے کہ بخار مین مبتلا ہوئے اور وہین انتقال کیا

اس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ارض یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ اور چونکہ ان سے پیشتر خالد بن ولید کو اسی غرض کے لیے روانہ کر چکے تھے کہ لوگون کو دین اسلام کی دعوت کرین۔ لہذا حضرت علی کو خالد وغیرہ پر بھی سردار مقرر کیا۔ حضرت علی تشریف لے گئے۔ اور نامہ نبوت اُن لوگون کو پڑھ کے سنایا تو اس کا اس قدر اثر ہوا کہ ایک ہی دن مین

حضرت علی نامہ نبوت لے کے یمن جاتے ہین

قبیلہ ہمدان کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے۔ یہ مضمون حضرت علیؓ کی تحریر سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ بہت ہی خوش ہوئے۔ اور جوش میں آکے تین بار ارشاد فرمایا "السلام علی ہمدان"، ہمدانی لوگوں کے اسلام قبول کرنے کے بعد یمن کے اور لوگ بھی برابر دین اسلام کو قبول کرنے لگے۔ اور آپ کو جب یہ خبر پہونچی تو خداوند جل جلالہ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر پڑے[ع۵]۔

اس پیرانہ سلطنت کا انتظام

اب قریب قریب سارا عرب اس نئی پیرانہ سلطنت کے تابع فرمان تھا۔ اور اسی وجہ سے آپ کو ضرورت ہوئی کہ مختلف اطراف عرب اور دولت مند وقوی قبائل میں اپنا ایک ایک قائم مقام بھیج دیں جو ان سے صدقات وزکوٰۃ کی رقمیں وصول کرکے مدینہ طیبہ میں بھیجے اسلیے کہ اسی آمدنی سے انتظام قائم رکھا جاسکتا تھا۔ اور اسی وجہ سے یہ رقمیں خزانہ نبوت یا خلافت کا حق قرار دی گئی تھیں۔

آپ کے والی اطراف عرب میں

ہم بیان کرچکے ہیں کہ باذان جو دولت ایران کی طرف سے یمن کا حاکم تھا جب وہ ایمان لایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی کو تمام مملکت یمن کا والی قرار دے دیا۔ اس سال آپ حج سے واپس آئے تھے کہ اس کے انتقال کی خبر آئی۔ لہذا اب آپ نے اس ملک کو کئی مختلف والیوں پر تقسیم کردیا۔ چنانچہ خاص شہر صنعا پر تو باذان کے بیٹے شہر کو والی مقرر فرمایا۔ اور مارب پر ابو موسیٰ اشعری کو۔ جند پر یعلی بن امیہ کو۔ ہمدان پر عامر بن شہر کو۔ قبیلۂ عک اور اشعری لوگوں پر طاہر بن ابی ہالہ کو۔ اور جو علاقہ زبید زمع اور نجران کے درمیان میں واقع ہے۔ اُس پر خالد بن سعید بن عاصی کو۔ نجران

ع۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۴-۱۱۵

خاص پر عمرو بن حزم کو۔ بلاد حضرموت پر زیاد بن لبید کو۔ اور سکاسک اور سکون پر عکاشہ بن ثور کو۔ اور معاویہ بن کندہ کے قبیلے پر عبداللہ مہاجر بن ابی امیہ کو مقرر فرمایا۔ مگر عبداللہ مہاجر اتفاق سے بیمار ہوگئے لہذا اُن کی طرف سے وہان کی حکومت زیاد بن لبید نے اپنے ہاتھ میں لی۔ اسی سلسلہ میں آپ نے معاذ بن جبل کو ارض یمن اور حضرموت والوں کی طرف روانہ فرمایا کہ وہان جا کے لوگوں کو دین اسلام کی تعلیم دیں۔ اور اس سے پیشتر آپ نبی طی اور بنی اسد کی رقم زکوۃ وصول کرنے کے لیے عدی بن حاتم طائی کو۔ اور بنی حنظلہ کی زکوۃ وصول کرنے کے لیے مالک بن نویرہ کو روانہ فرما چکے تھے۔ بنی سعد کی زکوۃ پر آپ نے اُنھیں میں سے دو شخصوں کو مامور کیا۔ اور علاء بن حضرمی بحرین پر مامور ہوئے۔

باب سی وچہارم

حجۃ الوداع اور وفات حضرت سرور کائنات صلعم

حجۃ الوداع۔ مدینے میں آپ کے قایم مقام ابو دجانہؓ ہیں۔ مدینے سے آپ کی روانگی ورود مکہ اور حضرت علیؓ کا یمن سے آجانا۔ حجۃ الوداع میں آپ کا خطبہ۔ سب نے کئے حج کیے۔ واپسی مدینہ۔ اور لشکر اُسامہ کی روانگی کا حکم۔ اُسامہ کی سرداری سے لوگوں کی ناراضی۔ اسود عنسی کا فتنہ یمن میں۔ اُس کا دعوٰی نبوت۔ اور تمام یمن پر متصرف ہوجانا۔ آخر خود اپنی ہاں خلاق کی بدولت اپنے دوستوں ہی کے ہاتھ سے مارا جانا۔ یمن میں پھر قوت اسلام کا غالب آنا۔ معاذ بن جبل حاکم صنعاء منتخب ہوئے آپ کی ناسازی طبیعت۔ زمانہ وفات۔ دیگر ازواج کی اجازت سے آپ کا حضرت عائشہؓ کے پاس قیام کرنا جیش اُسامہ کی روانگی ملتوی رہی۔ اور آپ کی تاکید بضرور روانہ ہو۔ زمانہ مرض۔

ع ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۵۹

مسجد مین آکے لوگون سے معافی چاہنا۔ آپ اپنی وفات کی خبر دیتے ہین۔ حضرت ابو بکرؓ صدیق کو نماز پڑھانے کی اجازت۔ آپ کا صحابہؓ سے رخصت ہونا۔ اور وصیتین۔ حدیث قرطاس۔ خلافت کے متعلق حضرت علیؓ کی امیدین۔ جس دن وفات ہوگی عالم نزع۔ آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا۔ وفات۔

حجۃ الوداع اب سال اختتام پر تھا۔ اور وہ مبارک مہینہ قریب آگیا جبکہ دین کا ایک بہت بڑا اور اہم فرض یہی حج کعبہ ادا کیا جاتا ہے۔ کعبہ خاص علم اسلام کے تابع فرمان تھا۔ بت پرستی و شرک کی بیخ کنی ہو چکی تھی۔ اور تمام دور و دراز کے قبائل نے حاضر ہو ہو کے اپنے عقائد کفر سے توبہ کی تھی اور دین اسلام کے پیرو ہوئے جاتے تھے۔ حج کے متعلق چونکہ ضروری ہدایات عملی طور پر نہین بتائے جا سکے تھے اور مروجہ حج مین بہت سی شرک و بت پرستی کی رسمین ملی ہوئی تھین۔ لہذا ضرور تھا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس ضروری فرض کو ادا کرین۔ اور اسی ضمن مین دنیا کو یہ بھی بتا دین کہ حج مین اصلی سُنن ابراہیمی و اسماعیلی کیا ہین اور کن باتون کو بعد والون نے اپنی طرف سے بڑھا لیا۔

مدینے مین آپ کے قائم مقام ابو دجانہ ہین اس دینی سفر پر روانہ ہونے سے پیشتر آپ نے ابو دجانہؓ ساعدی کو اور بعض راویون کا بیان ہے کہ سباعؓ بن عرفطہ غفاری کو اپنا

مدینے سے آپ کی روانگی نائب اور قائم مقام قرار دے کے مدینۂ طیبہ مین چھوڑا۔ اور ۲۵ ذی قعدہ کو روانہ ہوگئے۔ اکثر معززین صحابہ اور عمائد اسلام ہمراہ رکاب تھے اور قربانی کے لیے سو اونٹ بھی آپ کے ساتھ تھے[۱]۔ ابتداءً ہر شخص کو یہی خیال تھا کہ وہ بارادۂ حج جاتا ہے۔ مگر مقام سرف مین پہونچ کے آپ نے فرمایا کہ جو لوگ قربانی کرنے کے لیے کوئی جانور لیے جاتے ہون وہ تو حج کی نیت کرین۔ اور جن کا

[۱] ابن ہشام صفحہ ۹۶۶ [۲] ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۵۸

ورود مکہ اور حضرت علی کا یمن سے آجانا | قربانی کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ وہ صرف عمرے کی نیت کر لیں"
۴۔ ذی الحجہ کو اتوار کے دن آپ مکہ معظمہ مین داخل ہوئے۔ اور ہنوز حج کے ارکان نہین شروع ہونے پائے تھے کہ حضرت علی ابن ابی طالب آگئے جنھین آپ نے ارض یمن کی طرف شہر نجران مین بھیجا تھا۔ اور اُن لوگون کی رقم صدقہ وصول کرکے ساتھ لائے تھے۔ آپ نے ان کو حکم دیا کہ اور سب لوگون کی طرح عمرہ کرکے احرام کھول ڈالین۔ مگر انھون نے کہا "مین نے تو یہ نیت کرکے احرام باندھا تھا کہ جو نیت آپ کی ہو وہی میری ہو" آپ نے پوچھا "تو تم قربانی کے جانور لائے ہو؟" حضرت علیؓ نے کہا "نہین قربانی کے لیے تو مین کچھ نہین لایا" آپ نے فرمایا "اچھا تو خیر تم حج کرو" اور اپنی قربانی مین ان کو بھی شریک کرلیا۔ اور اپنے طرز عمل اور مختلف ہدایات کے ذریعے سے آپ نے امت محمدی کو بتا دیا کہ اب قیامت تک کیونکر کن ارکان وضوابط کے ساتھ اور کس شان سے خدا پرستون اور موحدون کا حج ہوا کرے

حجۃ الوداع مین آپ کا خطبہ | اس موقع پر آپ نے عام مجمع حجاج کے سامنے ایک نہایت پرزور اور پرجوش خطبہ پڑھا جس مین حمد و نعت کے بعد پہلے تو یہ فرمایا کہ شاید اس موقع پر مجھے تم سے ملنے کا موقع نہ ملے جس مین اپنی عمر پوری ہوجانے کی جانب اشارہ تھا۔ پھر فرمایا کہ مسلمانون کے جان و مال تم پر حرام ہین۔ جس کسی کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اُس کو فوراً ادا کردے۔ اور قرض مین جتنا سود تھا سب چھوڑ دیا گیا۔ صرف اصلی روپیہ ادا ہوجانا چاہیئے۔ پھر یہ ارشاد ہوا کہ جاہلیت کے جتنے خون باقی ہین سب ساقط ہوگئے۔ یعنی جاہلیت مین معمول تھا کہ کسی شخص کے ہاتھ سے کوئی شخص مارا جاتا تو مقتول کے خاندان اور قبیلہ والے قاتل کے خاندان اور قبیلہ والون سے پشت ہا پشت تک انتقام لینے کے درپے رہتے جس پر برابر

ع۵ ابن ہشام ص ۹۶۲

فسادون اور خونریزیون کا سلسلہ جاری رہتا۔ انہین خونریزی کے سلسلون کے منقطع کرنے اور عام لوگون مین دینی اخوت کے مضبوط کرنے کے لیے اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نافذ فرمایا کہ وہ سب قدیم خون ساقط ہوگئے۔ اور اب اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرے گا تو قتل کی سزا پائے گا۔ یہ فرماتے وقت آپ نے خود اپنا ایک خاندانی خون چھوڑ دیا۔ اور فرمایا ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون جو قبیلۂ ہذیل پر ہو اُسے مین چھوڑے دیتا ہون۔ اس کے بعد آپ نے اہل مکہ کو بشارت دی کہ اب اس کے بعد پھر کبھی تمھارے اس شہر مین شیطان کی پرستش نہ ہوگی۔ جاہلیت مین جیسا کہ ہم بیان کرآئے ہین رواج تھا کہ لوگ حرام مہینون کو کبھی حلال اور ان کے عوض بعض حلال مہینون کو حرام کرلیا کرتے تھے۔ اس سے آپ نے منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ مہینے ابتدائے تخلیق سے جس سلسلہ کے ساتھ چلے آتے ہین چلے جائین گے۔ ان مین تصرف کرنے کا کسی کو حق نہین ہو۔ یہ فرمانے کے بعد آپ نے زن وشوہر کے تعلقات کی جانب توجہ کی۔ بتایا کہ مردون پر عورتون کے اور عورتون پر مردون کے کیا حقوق ہین۔ اور عورتون کے ساتھ مردون کو کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔ اسی سلسلہ مین یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اپنے بعد مین تم مین دو چیزین چھوڑے جاتا ہون اللہ جل شانہ کی کتاب قرآن۔ اور اس کے رسول کی (میری) سُنتین۔ اور سب کے آخر مین آپ نے بڑے زور کے ساتھ اخوت اسلامی کو یاد دلایا۔

آپ نے حج کیے یہ حج چونکہ آپ کا آخری حج تھا لہذا حجۃ الوداع کہلاتا ہو۔ اور چونکہ اس مین بہت سے اصول اسلام کی تبلیغ کی گئی تھی لہذا اسے حجۃ البلاغ بھی کہتے ہین۔ اس سے پیشتر آپ دو حج اور کرچکے تھے۔ اور یہ ملاکے آپ نے

ع ابن ہشام صفحہ ۹۶۶

کل تین حج اپنی زندگی مین کیے۔ پھر دسوین ذی الحجہ کو حج سے فراغت کرکے آپ مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔

واپسی مدینہ

ورود مدینہ کے بعد چند ہی روز گذرے تھے کہ ذالحجہ کا مہینہ ختم ہوا اور محرم کے شروع ہوتے ہی ۱۱ سال یعنی ۱۱ھ ہجری ہوا۔ محرم اور صفر مین ایک یہ کام ہوا کہ زید بن حارثہ کے بیٹے اُسامہ کو ایک لشکر جرار کے ساتھ آپ نے ارض فلسطین کی طرف روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ بلقا یعنی فرمان روایان آل غسان کے

سنہ ۱۱ھ اور لشکر اسامہ کی روانگی کا حکم

کے دار السلطنت اور اضلاع دارد وم پر حملہ آور ہون۔ لوگون نے فوراً سفر جہاد کا سامان شروع کر دیا۔ منافقین نے جب یہ دیکھا کہ اسامہ ایک نوعمر شخص ہے اور آپ کے غلام زید بن حارثہ کا بیٹا ہے تو انہین در اندازی

اسامہ کی سرداری سے لوگون کی ناراضی

اور فساد کرنے کا موقع مل گیا۔ اور اکثر لوگون مین اس شکایت کو پھیلانے لگے کہ ایک غلام کو تمام مہاجرین وانصار پر سردار مقرر کر دیا۔ جب یہ شکایت آپ کے گوش گذار ہوئی تو آپ نے فرمایا "اگر یہ لوگ اسامہ کی سرداری پر طعن کرتے ہین تو کوئی تعجب کی بات نہین۔ اس لیے کہ ان لوگون نے اس کے باپ کی سرداری پر بھی طعن کیا تھا اور اصل حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اس کے باپ مین سرداری کی لیاقت تھی ویسی ہی اس مین بھی ہے" الغرض آپ کے ارشاد کے مطابق تمام مہاجرین اولین جن مین ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے اسامہ کے ساتھ جانے کے لیے تیار اور جمع ہوئے۔ اور اس سفر جہاد کی تیاریان ہو رہی تھین کہ ناگہان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے۔

اسود عنسی کا فتنہ یمن مین

اسی زمانے مین چند روز سے ارض یمن مین اسود عنسی کا فتنہ پھیلا ہوا تھا۔ یہ ایک کاہن تھا جس کا لقب ذوالخمار تھا اور نام عبہلہ بن کعب اس شخص مین دو باتین تھین جن کی وجہ سے لوگون کے دل اپنے ہاتھ مین لے سکتا تھا

اُس کا دعوئی نبوت | ایک تو یہ کہ بڑا فصیح البیان اور طلیق اللسان تھا جس سے زیادہ زبردست حربہ عربوں کے مسخر کرنے کے لیے نہ ہو سکتا تھا۔ پھر اس کے ساتھ دوسرا کمال یہ تھا کہ اکثر عجیب و غریب قسم کے واقعات دکھا کے لوگوں کو گرویدہ کر لیتا۔ الغرض انھیں قوتوں کے زور پر اُس نے دعوی نبوت کیا۔ اہل مذحج اُس کی نبوت پر ایمان لائے۔ پھر نجران والوں نے رفاقت کا وعدہ کیا۔ جب یہاں تک قوت حاصل ہو گئی تو سات سو سواروں کو لے کے شہر صنعاء پر حملہ آور ہوا۔

اور تمام یمن پر متصرف ہو جانا | شہر بن باذان عجمی الاصل سردار یمن جو حضرت رسالت کی جانب سے یمن کی حکومت کر رہا تھا مقابلہ کو نکلا۔ مگر لڑائی میں اُسے شکست ہوئی۔ اور اسود نے اسے پکڑ کے قتل کر ڈالا۔ اب صنعاء حضرموت سے لے کے علاقہ طائف اور عدن تک اس کا قبضہ تھا۔ اس کی سطوت عجیب سرعت کے ساتھ بڑھتی جاتی تھی۔ اور بالکل یہ حالت تھی کہ جیسے آگ لگی اور دم بھر میں یہاں سے وہاں تک پھیل گئی مسلمان والیوں نے ڈر ڈر کے اور دب دب کے اُس کی اطاعت قبول کر لی۔ اور اکثر اہل یمن مرتد ہو گئے۔ آخر یہاں تک نوبت پہونچی کہ عمرو بن معدی کرب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والی خالد بن سعید بن عاص کے ساتھ تھا ان سے بگڑ کے اسود کا مطیع ہو گیا۔ خالد کو یہ سُن کے غصہ آیا۔ فوراً اس کی سرکوبی کو روانہ ہو گئے۔ مقابلہ ہوتے ہی دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا۔ خالد نے اُس کی مشہور تلوار جو صمصامہ کہلاتی تھی کاٹ ڈالی۔ اور عمرو گھبرا کے گھوڑے سے کود کے بھاگا اور اسود کے بیٹے عمرو سے جا ملا۔ پھر اُس کی جانب سے مذحج والوں کا سردار مقرر ہوا اسی اثنا میں اسود نے شہر بن باذان کی بی بی کو اپنی جورو بنا لیا۔

الغرض بظاہر اسباب یمن میں اسلام کا قدم اُکھڑ گیا تھا۔ اور حضرت

سرور کائنات کے والی وغیرہ جو علاقہ ہائے یمن مین تھے سب بے دست و پا ہو گئے
معاذ بن جبل بھاگ کے شہر مارب مین پہونچے وہان سے ابو موسی بھی ان کے
ساتھ ہوئے اور حضرموت کے علاقہ مین جا کے معاذ شہر سکون مین اور ابو موسی
سکاسک مین ٹھہر گئے۔ عمرو بن حزم اور خالد بن سعید ناکامی کے ساتھ مدینہ مین واپس
آئے۔ اور طاہر بن ابی ہالہ البتہ اہل عک کے علاقہ مین مقیم رہے۔ مگر یہ لوگ جو
وہان تھے بھی تو ان کے بنائے کچھ نہین بنتا تھا۔ کہ یکایک خداوند جل وعلا نے
اس فتنہ کے دبانے اور فرو کرنے کا خود ہی سامان کر دیا۔ جس کا ظہور یون ہوا
آخر خود اپنی بداخلاقی کی بدولت اکہ اسود اتنی ہی ترقی مین آپے سے باہر ہو گیا۔ اب
اپنے دوستون ہی کے ہاتھ سے مارا جانا اس کا دماغ آسمان پر تھا۔ اور کسی کی کچھ ہستی نہ سمجھتا تھا۔
قیس بن عبد یغوث فیروز۔ اور داذویہ جو یمن کے معزز اور صاحب اثر رؤسا تھے
بجاے اس کے کہ اُن کی خاطر داشت کرے توہین کرنے لگا۔ ادہر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو جب یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے اپنے عاملون کو لکھا کہ حسن تدبیر
سے لوگون کو اُس سے توڑین اور لوگون کو ضلالت کے گڑھے مین گرنے سے
روکین۔ ان لوگون کی ریشہ دوانیون کا یہ نتیجہ ہوا کہ قیس بن عبد یغوث جو اپنی
توہین دیکھ کے برہم تھا اُن کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گیا۔ دوسری طرف فیروز نے
یہ کارروائی کی کہ شہر بن باذان کی بی بی آزاد سے جا کے ملا جو اُسی کی چچازاد بہن
تھی اور جسے اسود نے زبردستی اپنی جورو بنا لیا تھا اور اس سے وعدہ لیا کہ
اسود کے قتل مین مدد دے۔ اتفاقاً اسود کو پتہ لگ گیا کہ قیس فیروز اور داذویہ میرے
خلاف ہو گئے۔ اور غدر کرنے پر آمادہ ہین۔ یہ خبر پاتے ہی اس نے انہین تدبیر بتائی
کہ رات کے وقت سیندے کے مکان مین گھس آؤ۔ چنانچہ اسی صلاح کے مطابق
فیروز اور قیس نے ایک رات کو سیندے کے ذریعے گھس کے اسود کو قتل کر ڈالا

اور اس کے ساتھ ہی سفیدہ صبح کو نمایان دیکھ کے فجر کی اذان دی۔ دوسری طرف سے داذویہ نے اسلام کا نعرہ بلند کیا۔ اسود کے مارے جانے کا واقعہ مشہور ہوتے ہی شہر مین ایک عجیب تہلکہ پڑ گیا۔ لوٹ مار جائز سی ہو گئی۔

یمن مین پھر قوت اسلام کا غالب آنا

بہر حال اس طریقہ سے یمن مین پھر اسلامی حکومت اور سطوت نبوت قائم ہوئی۔ اور جن صحابہ کو آپ نے والی مقرر کیا تھا وہ اپنی اپنی جگہ پر جا کے پھر حکومت کرنے لگے۔ صرف صنعاء کی امارت باقی رہ گئی جہان کا والی شہر مین باذان اسود کے ہاتھ سے شہید ہوا تھا۔ اُس کی جگہ کے لیے لوگون مین کسی قدر اختلاف تھا۔ بعض لوگ اپنے لیے کوشش کر رہے تھے۔ مگر آخر مین سب نے معاذ بن جبل پر اتفاق کر لیا۔ اور وہی وہان کے والی وحکمران قرار پائے۔ نماز پڑھائی۔ اور مژدہ کامیابی مدینۂ طیبہ مین آپ کی خدمت مین بھیجا۔ مگر افسوس کہ آپ اس خبر کے پہونچنے سے پہلے ہی دنیا کو رخصت کر چکے تھے۔ اس لیے کہ جس روز اسود مارا گیا اس کے دوسرے ہی دن آپ نے وفات پائی۔

معاذ بن جبل حاکم صنعاء منتخب ہوئے

آپ کی ناسازی طبیعت

اب اللہ جل شانہ اپنی حجت پوری کر چکا تھا۔ دنیا کو آپ کے ذریعے سے جو نعمتین ملنے والی تھین سب مل چکی تھین۔ اور اب ضرور تھا کہ جس خداے واحد ذوالجلال نے اپنی حقیت ظاہر کرنے کے لیے آپ کو دنیا مین بھیجا تھا آپ اس کے پاس واپس تشریف لے جائین۔ ہنوز کوئی شکایت نہ تھی کہ یکایک ایک شب کو آپ اٹھے۔ اپنے غلام ابو مویہبہ کو جگایا۔ اور فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ جنت البقیع مین جا کے ان لوگون کے لیے دعاے مغفرت کرون جو وہان دفن ہین۔ پھر اسے ساتھ لے کے اسی وقت جنۃ البقیع مین

ع ابن خلدون حصہ دوم جلد دوم صفحہ ۶۰ و ۶۱

تشریف لے گئے۔ اُن کے حق مین دعاے مغفرت کی۔ اور فرمایا مجھے دنیا کے تمام خزانون اور جنت کی کنجیان دی گئین۔ اور اختیار دیا گیا کہ انھین قبول کرون یا اللہ جل شانہ سے ملون۔ مین نے اللہ سے ملنا قبول کرلیا۔

صفر کا مہینہ ختم ہونے کو دو روز باقی رہ گئے تھے کسی قسم کی ناسازی مزاج کسی کے وہم وگمان مین بھی نہ تھی اور آپ جناب ام المومنین زینب بنت جحش کے مکان مین تھے کہ یکایک طبیعت کچھ ناساز ہوگئی۔ مگر آپ نے اس کی پروانہ کی۔ اور حسب معمول باری باری ازواج مطہرات کے حجرون مین رہتے رہے۔ یہان تک کہ جناب میمونہ کی باری آئی۔ اُن کے گھر مین مزاج زیادہ ناساز ہوگیا۔ اور اب طبیعت بگڑنے لگی۔ مجبوراً سب بی بیون کو جمع کرکے آپ نے اس بات کی اجازت لی کہ زمانہ وفات بیماری کا زمانہ جناب عائشہ صدیقہ کے مکان مین بسر کرین سب نے خوشی سے اجازت دی۔ آپ جناب عائشہؓ کے حجرے مین گئے اور وہ آپ کی تیمارداری مین مشغول ہوئین۔

دیگر ازواج کی اجازت سے آپکا حضرت عائشہ کے پاس قیام کرنا

اسی بیماری مین آپ کو اکثر لوگون کے مرتد ہونے اور اطراف عرب مین جابجا فساد کے اٹھ کھڑے ہونے کی خبرین آئین اور سنا گیا کہ یمن مین اسود عنسی نے یمامہ مین مسیلمہ نے۔ بنی اسد مین طلیحہ نے اور عسکر نے مقام حضرموت مین بغاوت اختیار کی اور مرتد ہوگئے۔ آپ کی ناسازی طبیعت کے ساتھ ان لوگون کے مرتد ہوجانے کی خبرون کا یہ اثر پڑا کہ اُسامہ فوج لے کے شام کی طرف نہین روانہ ہوسکے۔ آپ ایک دن دردسر کی شدت سے سر مین پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا مین نے خواب مین دیکھا کہ میرے بازوون پر دو سونے کے زیور ہین۔ اور مین نے اُن کو پھونکا تو وہ دونون اڑ گئے۔ اس کی تعبیر میرے نزدیک یہی دونون جھوٹے شخص ہین

جیش اسامہ کی روانگی ملتوی رہی

اور آپ کی تاکید کہ ضرور روانہ ہو | ایک تو یامہ کا جھوٹا شخص (مسیلمہ) اور دوسرا عنسی کا جھوٹا (اسود عنسی) پھر آپ نے تاکید کی کہ اسامہ اپنی فوج لے کے فوراً روانہ ہو جائین اس کے بعد ارشاد ہوا "اللہ لعنت کرے اُن لوگون پر جنھون نے اپنے نبیون کی قبرون کو مسجدین بنالی ہین"۔

یہ احکام دے کے اور نصیحتین فرما کے آپ گھر مین واپس تشریف لے گئے۔ اور اُسامہ بھی حسب الحکم مدینے سے روانہ ہو گئے۔ مگر تھوڑی ہی دور جا کے مقام جرف مین پڑاؤ ڈال دیا۔ تاہم لوگون سے آپ کو بیمار چھوڑ کے جایا نہ جاتا تھا کہ یکایک آپ کی طبیعت اور بگڑ گئی۔ اور مرض کی شدت ہوئی۔ مگر باوجود اس شدت مرض کے احکام الٰہی پہونچانے اور لوگون کو ہدایت کرنے مین برابر مشغول تھے۔ انصار کے پاس کہلا بھیجا کہ اسود کا فتنہ دور کرنے کی تدبیر کرین۔ اور لوگون کو مرتدون سے مقابلہ کرنے کی تاکید کی۔

زمانہ مرض | ایام مرض مین ایک دن آپ گھر مین آئے تو دیکھا کہ جناب عائشہؓ درد سر کی شدت سے بیچین ہین۔ اور کہہ رہی ہین "ہائے سر!" یہ سُن کے فرمایا "عائشہ تمھین تو درد سر کی شکایت ہوئی ہے۔ مگر مین بھی یہی کہتا ہون کہ "ہائے سر!" اس کے بعد ارشاد فرمایا "اگر تم مجھ سے پہلے مرجاؤ تو کوئی مضائقے کی بات نہین۔ اس لیے کہ مین تمھاری تجہیز و تکفین کرون۔ نماز پڑھون۔ اور دفن کردون" حضرت عائشہؓ نے کہا "جی ہان اور اس کے بعد گھر مین واپس آکے کسی بی بی سے ہم کنار ہون"۔ یہ سُن کے آپ مسکرائے۔ مگر اب مرض بڑھتا جاتا تھا۔ اسی شدت مرض کے زمانے مین ایک دن آپ اس شان سے باہر نکلے کہ ایک طرف حضرت عباسؓ کے بیٹے فضل سہارا دیے ہوئے تھے اور دوسری طرف حضرت علیؓ۔ اس طرح باہر تشریف لاکے مسجد کے ممبر پر رونق افروز

مسجد مین آکے لوگون سے معافی چاہتا ہوئے۔ اور ایک پر اثر خطبہ شروع کیا۔ جس مین خداوند جل وعلا کی حمد وثنا کے بعد پہلے شہدائے احد کے حق مین دعائے مغفرت کی۔ پھر لوگون کی طرف خطاب کرکے فرمایا "لوگو ممکن ہو کہ تم لوگون کے بعض حقوق میرے ذمے باقی رہ گئے ہون اس وقت اپنے حقوق تم مجھ سے وصول کرلو۔ اگر کسی کے مین نے درّے لگائے ہون تو یہ میری پیٹھ موجود ہو۔ آکے بدلہ لے لے کسی کو مین نے گالی دی ہو تو آکے گالی دے لے کسی کا مال لیا ہو تو وصول کرلے"۔ وہ عجب جوش وخروش اور اضطراب واضطرار کی گھڑی ہوگی جب ایک خدا کا پاک اور بے نفس پیغمبر دنیا کو رخصت کرتے وقت خود اپنے پیرون۔ اور اپنے اوپر ایمان لانے والون کے درمیان مین آکے کھڑا ہوا ہو۔ اور کہہ رہا ہو کہ میرے ہاتھ سے جس کسی کی دل آزاری ہوئی ہو وہ آکے مجھ سے اسی دنیا مین بدلہ لے لے! اتنا ہی نہین آپ نے فرمایا "یہ نہ سمجھو کہ یہ امر میرے خلاف یا ناگوار خاطر ہوگا۔ مین اُس شخص کو زیادہ عزیز اور دوست سمجھون گا جو اپنا محاسبہ اسی دنیا مین کرلے گا"۔ یہ فرماکے آپ ممبر سے اُتر آئے۔ ظہر کی نماز پڑھی۔ اور پھر ممبر پر تشریف لے جاکے وہی فرمانے لگے کہ جس کا کوئی حق میرے ذمے باقی ہو اسی دنیا مین وصول کرلے۔

اس وقت تک تو سب خاموش تھے مگر اب دوبارہ اصرار ہوا تو ایک شخص نے تین درہمون کا دعوی کیا اور آپ نے فوراً دے دیے۔ پھر اسی مضمون کی نصیحت صحابہ کو کی کہ جس کسی کے ذمے کسی شخص کا حق باقی ہو اُسے اسی دنیا مین پورا کردے۔ اس لیے کہ روز جزا کی رسوائی سے اس دنیا کی رسوائی بہت آسان ہو۔ اس کے بعد شہدائے احد کے لیے پھر دعائے مغفرت کی۔ اور فرمایا "ایک بندے کو اللہ نے دنیا مین رہنے یا سفر آخرت کرنے کا اختیار دیا تھا۔ اور اس نے سفر آخرت قبول کرلیا"۔ یہ سنتے ہی ابوبکر صدیقؓ

آپ اپنی وفات کی خبر دیتے ہین

روا ٹھے اور بولے "یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائین"۔ آپ نے اس موقع پر ابو بکر صدیق کی تعریف کی۔ اور فرمایا "سوا ان کے گھر کی کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی مسجد کے اندر نہ باقی رہے"۔ اس کے بعد انصار کے حقوق کا ذکر کیا۔ اور مہاجرین سے فرمایا اُن مین جو صاحب عزت ہو اس کی عزت کرو۔ اور ان کے گناہگار کے گناہون سے بھی جہان تک بنے درگزر کرو۔ ان کارروائیون کے بعد آپ حجرۂ عائشہ مین واپس آئے۔

اب مرض بڑھتا جاتا تھا۔ حالت نازک ہوتی جاتی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہی مرض ذات الجنب جس مین آپ مبتلا تھے مرض موت ہے۔ جب آپ مسجد مین نہ جا سکے اور نماز کو دیر ہونے لگی تو بلالؓ نے آکے نماز کی اجازت مانگی۔

حضرت ابو بکر صدیق کو نماز پڑھانے کی اجازت

آپ نے فرمایا "ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائین"۔ جناب عائشہ کو اس مین کسی قدر تامل ہوا۔ غالباً اپنے تعلقات کا خیال کر کے یا کسی اور مصلحت سے بولین "وہ نہایت ہی رقیق القلب آدمی ہین۔ اور آپ کی جگہ پر کھڑے ہو کے اُن مین ضبط کی تاب نہ رہیگی"۔ آپ نے اس کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور دوبارہ یہی حکم دیا کہ "ابو بکر نماز پڑھائین"۔ جناب عائشہؓ نے دوبارہ وہی عذر پیش کیا۔ اس پر آپ نے خفا ہو کے فرمایا "تم وہی یوسف والی عورتین ہو۔ ابو بکر کو حکم دو کہ نماز پڑھائین"۔ الغرض جب حکم نبوی

عہ آپ کی وفات کے بعد انصار نے دعوے کیا تھا کہ خلافت ہمین ملے یا ہم اس مین شریک کیے جائین مگر مہاجرین نے اس کی مخالفت کی۔ جو حدیث حضرت صدیقؓ نے پیش کی تھی کہ امامت وحکومت صرف قریش مین رہے اس کی نسبت بعض لوگون کو شبہ ہوا۔ مگر آنحضرت صلعم کی یہ وصیت بھی بتا رہی ہے کہ حکومت انصار کے سوا کسی اور کے ہاتھ مین جائے گی جسے آپ نے انصار کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی وصیت کی۔

حضرت صدیقؓ کو معلوم ہوا تو وہ نماز پڑھانے کو کھڑے ہوئے۔ اتفاقاً ادہر انھوں نے نماز پڑھانا شروع کی اور ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض مین تخفیف معلوم ہوئی۔ فوراً اٹھے اور دو شخصون پر سہارا دیے ہوئے تشریف لائے جن مین سے ایک حضرت علیؓ اور دوسرے فضلؓ بن عباس تھے۔ ابوبکرؓ نے آپ کی آہٹ پائی تو پیچھے ہٹے مگر آنحضرتؐ نے اشارہ کیا کہ جہان کھڑے ہو وہین کھڑے رہو۔ پھر خود اُن کے برابر بیٹھ کے نیت باندھ لی۔ اور یہ نماز اس طرح ادا ہوئی کہ ابوبکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا فرماتے تھے اور تمام مسلمان ابوبکر کی اقتدا کرتے تھے۔

اس کے بعد آپ تین دن تک زندہ رہے۔ اور آپ کے حکم سے سترہ نمازین ابوبکر صدیق نے پڑھائین۔ عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ پیشتر سے ہمین اپنے وفات کی خبر کردی تھی۔ لیکن اب جو انتقال کا وقت قریب آگیا تو آپ نے ہم سب کو حجرۂ عائشہؓ مین اپنے سامنے بلایا۔ ہماری صورت دیکھتے ہی آنکھون مین آنسو بھر لائے۔ اور مرحبا فرما کے ہمارا خیر مقدم ادا کیا۔ ہمین دعا دی۔ اتقا اور معاصی سے بچنے کی نصیحت کی۔ ہم نے پوچھا "آپ کی وفات کا وقت کب آئے گا؟" فرمایا "مفارقت کا وقت آگیا۔ اور اب وہین سدرۃ المنتہی کے پاس اور جنت الماوی مین ملاقات ہوگی"۔ پوچھا "آپ کو غسل کون دے گا؟" فرمایا "میرے اعزا و اقارب"۔ پوچھا "آپ کو کس چیز کا کفن دیا جاوے؟" فرمایا "میرے کپڑون مین یا کسی سفید کپڑے مین"۔ دریافت کیا "جنازے کی نماز کون پڑھائے گا؟" یہ سنتے ہی بولے "ٹھہرو خدا تمھاری مغفرت کرے اور تمھارے نبی سے تم کو جزائے خیر دے"۔ ہم سب زار و قطار رونے لگے۔ اور آہ و زاری مین مصروف تھے

آپ کا صحابہ سے رخصت ہونا

کہ فرمایا "میری میت کو تخت پر لٹا کے قبر کے کنارے رکھ دینا - اور تھوڑی دیر کے لیے ہٹ جانا تاکہ جبرئیل اسرافیل میکائیل اور ملک الموت جماعت ملائکہ کے ساتھ نماز پڑھ لین پھر تم لوگ گروہ گروہ آکے میرے جنازے کی نماز پڑھنا - اور دیکھو اپنے نالہ وشیون سے مجھے تکلیف نہ دینا" اس کے بعد ارشاد کیا "تم سب میرا سلام قبول کرو - اور جو لوگ یہان نہ موجود ہون اُنھین بھی میرا سلام پہونچا دو - اور جو میرے اس دین مین تمھاری پیروی کرین اُنھین بھی میری طرف سے سلام کہہ دینا"

حدیث قرطاس وفات سے پیشتر جو جمعرات گذری اُس دن آپ کا مرض بہت زیادہ ہو گیا تھا - حضرت عبداللہ بن عباس اس دن کو یاد کرکے اکثر آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے - یہ اسی دن کا واقعہ ہے کہ آپ نے فرمایا "مجھے دوات اور کاغذ لا دو - مین تمھین ایک وصیت لکھ دون تاکہ میرے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو" مگر لوگون نے دوات اور کاغذ کے پیش کرنے مین تامل کیا کہنے لگے کہ "جو کچھ آپ فرما رہے ہین ہذیان ہے اس کا خیال نہ کرنا چاہیئے" اور آپ کے بستر مرگ کے پاس لوگون مین جھگڑا ہونے لگا - جو واقعی نازیبا تھا - پھر لوگ اسی امر کو آپ سے بار بار پوچھنے لگے - جس کے جواب مین آپ نے صرف اس قدر فرمایا "بس اب رہنے دو - مین جس حالت مین ہون وہ بہ نسبت اس کے اچھی ہے جس طرف تم مجھے لے جانا چاہتے ہو" پھر آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ مشرکین جزیرہ نماے عرب مین نہ رہنے پائین - اور تبلیغ دین کے لیے جس طرح آپ کے حکم سے مختلف جماعتین روانہ ہوتی رہی تھین اسی طرح برابر روانہ ہوتی رہین

اس واقعے سے علماے شیعہ یہ استدلال پیش کرتے ہین کہ آنحضرت

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲

صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ حضرت علیؓ کو اپنا وارث قرار دے جائین اور اسی امر کو لکھ دینا آپ کا مقصود تھا۔ ممکن ہو کہ ایسا ہی ہو۔ مگر ہمارے پاس اس بات کے معلوم کرنے کا کوئی قرینہ نہین ہو کہ آپ کا اصلی مقصود کیا تھا۔ انتقال کے وقت جو زبانی وصیتین آپ نے کی ہین اُن سے کسی مقام پر یہ خیال نہین ظاہر ہوتا کہ آپ حضرت علیؓ کو وارث بنانا چاہتے تھے۔ بنی ہاشم مین سے متعدد لوگ اکثر اوقات آپ کے بچھونے کے پاس رہتے تھے۔ ممکن تھا کہ آپ اُنھین سے اس امر کو ظاہر کر دیتے۔ مگر آپ نے ایسا نہین کیا۔ اور پھر لطف یہ کہ حضرت علیؓ کا خیال بھی اس طرف نہین گیا۔

عین اُس روز کا ذکر ہو جس روز آپ کا انتقال ہونے والا تھا کہ صبح کو طبیعت کسی قدر بحال تھی۔ حضرت علیؓ آنحضرت صلعم کے پاس سے نکلے تو لوگون نے جو نہایت بیتابی کے ساتھ آپ کے حالات دریافت کرتے رہتے تھے پوچھا "رسول اللہ کیسے ہین؟" جناب علیؓ نے فرمایا "الحمد للہ آج طبیعت رو بہ اصلاح ہو" یہ سنتے ہی عم رسول اللہ

خلافت کے متعلق حضرت علیؓ کی امیدین

جناب عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور مجمع سے الگ لے جا کے کہا "علیؓ تین دن کے بعد تم کسی اور کی لکڑی کے غلام ہو جاؤ گے۔ رسول اللہ کا اسی مرض مین انتقال ہوگا۔ مین خاندان عبد المطلب کے چہرون پر موت کے آثار پہچان لیتا ہون۔ تم جا کے دریافت کرو کہ آپ کے بعد حکومت اسلام کس کے ہاتھ مین رہے۔ اگر ہم اس کے وارث ہونے والے ہون تو ہمین پہلے سے اطلاع ہو جائے۔ اور اگر ہمارے سوا کوئی اور مالک ہونے والا ہو تو اسے حکم دے دین" حضرت علیؓ نے کہا "اگر ہم نے پوچھا اور رسول اللہ صلعم نے ہمین اس سے روک دیا تو پھر کچھ نہ پوچھیے کہ پھر ہمین حکومت نہ ملے گی۔ مین تو خدا کی قسم نہ پوچھون گا" اس سے صاف ظاہر ہو کہ حضرت عباسؓ اور علیؓ کے خیال مین بھی یہ بات نہ تھی کہ جناب رسالت اُنھین خلافت اسلامیہ کا وارث قرار دین گے

جس دن وفات ہوگی

اس دن صبح تڑکے مرض مین اس قدر سکون معلوم ہوتا تھا کہ نماز

صبح کے وقت آپ سر پر ایک پٹی باندھے ہوئے حجرۂ عائشہ سے باہر نکلے۔ لوگ نماز میں مشغول تھے مگر آپ کے باہر تشریف لانے کا مژدہ سُن کے مارے خوشی کے یہ حالت ہوئی کہ نماز پڑھنا مشکل ہو گیا۔ اور آپ بھی اُنھیں صفیں باندھے اور شان و وقار کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھ کے مسکرائے۔ اور جب ضعف نے ٹھہرنے کی زیادہ اجازت نہ دی تو واپس چلے گئے۔ آپ کے اس باہر تشریف لانے کا یہ اثر ہوا کہ لوگوں کو گونہ اطمینان ہو گیا۔ اور نماز ختم کرتے ہی اکثر لوگ فارغ البالی کے ساتھ اپنے مکانوں میں یا اپنے کاموں پر چلے گئے۔ اور ابوبکرؓ صدیق کا ساعاشق صادق جو ہر وقت حاضر رہتے تھے وہ بھی مقام سخ میں چلے گئے جہاں اُن کے مکان تھے۔

عالم نزع | لوگوں میں تو یہ اطمینان پیدا ہو گیا تھا۔ مگر گھر میں واپس آنے کے بعد یہ حالت ہوئی کہ جناب عائشہ کی گود میں اُن سے تکیہ لگا کے آپ لیٹ گئے۔ اور اُس کے ساتھ ہی نزع کا عالم شروع ہو گیا اب شدید بخار تھا۔ پیالے میں بھرا پانی پاس رکھا تھا جس میں ہاتھ ڈبو ڈبو کر منھ پر ملتے اور فرماتے "خدایا۔ سکرات کی تکلیف میں مدد کر" اتنے میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ہاتھ میں مسواک کی طرف دیکھا حضرت عائشہؓ نے اُس کو بھائی سے لے کر دانتوں سے نرم کیا۔ اور پیش

آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا | کر دیا۔ تھوڑی دیر زور زور سے مسواک کر کے آپ نے رکھ دی۔ ساتھ ہی جناب عائشہ کو جسم مبارک بھاری محسوس ہوا۔ دیکھا تو آنکھیں پھر گئی تھیں۔ اور زبان مبارک پر تھا "بل الرفیق الاعلیٰ" سُن چکی تھیں کہ پیغمبر کا آخری کلمہ یہی ہے۔

وفات | ساتھ ہی یک بیک روح مبارک سدرۃ المنتہیٰ پر اور اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ جناب صدیقہؓ نے سر مبارک گود سے اُٹھا کر تکیے پر رکھ دیا۔ اور کھڑی ہو کے رونے پیٹنے لگیں۔

یہ واقعۂ جانگزا جس نے امہات المومنین کو زندگی بھر کے لیے بیوہ اور مسلمانوں کو یتیم کر دیا پیر دن چڑھے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو پیش آیا۔

باب سی و پنجم

واقعات بعد وفات سرور عالم

اہل مدینہ کی پریشانی - عمر فاروق کی حالت - اُن کی تقریر سے مسلمانون مین سکون - جانشینی رسالت کی فکر اور مختلف پارٹیان - بنی ہاشم - انصار اور سقیفہ بنی ساعدہ عالم مہاجرین - ابوبکر و عمر سقیفہ بنی ساعدہ مین - باہمی بحث اور ردّ و قدح - ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت خلافت انصار مین پھوٹ - آخر اُن سب کا بھی بیعت کرنا - بنی ہاشم کی مخالفت - اصل واقعہ کیا ہے - اُس کا فیصلہ کرآپ کہان دفن ہون - غسل میت کے بارے مین غیبی فیصلہ - غسل دینے والے - کفن - نماز جنازہ - اور دفن

اہل مدینہ کی پریشانی آہ و بکا کی آواز سنی گئی سارے مدینے مین کہرام پڑ گیا صحابہ سے عجب اضطراب و اضطرار ظاہر ہو رہا تھا - ہر شخص کے چہرے پر مایوسی برس رہی تھی - اور جو تھا سہما ہوا تھا کہ حضور سرور عالم کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہ ایک پیغمبر اولوالعزم اور ہادی برحق کی وفات تھی - جو فقط رہبر عالم ہی نہ تھا بلکہ خدا کی مہربانی سے دنیا کا مصلح اور سچے تمدن الٰہی کا معلم تھا - اور حضرت رسول کی مبارک آنکھین بند ہوتے ہی لوگون کو نظر آتا تھا کہ دین و دنیا دونون حیثیتون سے ہم ظلمت مین ہین - اور نہین جانتے کہ کیا کرین -

عمر فاروق کی حالت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ واقعۂ ہوش ربا سُنا تو حواس جاتے رہے دماغ مختل ہو گیا بدحواس دوڑتے ہوئے آستان نبوی پر حاضر ہوئے! اور یہان سب لوگون کو یہ کہتے سنا کہ حضرت سرور عالم آخرت کو سدھارے اور اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس پہنچ گئے - سنتے ہی طیش آگیا اور مسجد نبوی مین مجنونون کی طرح نہایت برہمی سے چلانے لگے "یہ منافقون کا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے آپ مرے نہین خدا کی قسم موسیٰ کی طرح خداوند رب العزت کے پاس گئے ہین - عنقریب واپس تشریف لائین گے اور جو لوگ آپ کے مرنے کی خبر اُڑا رہے ہین اُن کے ہاتھ پاؤن کٹوا ڈالین گے"

حضرت صدیق کا آنا اتنے مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے حضرت عمر کو غل مچاتے سُنا مگر کچھ نہ بولے سیدھے

اندر چلے گئے۔ دیکھا کہ ایک طرف جسد اطہر چادر مین لپٹا بچھونے پر رکھا ہے۔ سرہانے جا کے چادر کا کونا اُلٹا۔ چہرۂ مبارک دیکھا۔ جھک کے اُس کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا "میرے مان باپ خدا ہون آپ زندگی مین بھی پاک وصاف اور نہایت اچھے تھے اور بعد وفات بھی پاک وصاف اور اچھے ہین۔ اللہ جل شانہٗ نے جو موت آپ کے حق مین لکھی تھی پوری ہوئی۔ اس کے بعد پھر اُسی طرح چادر روے انور پر ڈال دی۔

اُنکی تقریر سے مسلمانون مین کون اور نکل کے مسجد مین آئے حضرت عمرؓ ابتک وہی شور کر رہے تھے شمشیر برہنہ ہاتھ مین تھی اور کہہ رہے تھے کہ جو کوئی کہے گا محمد رسول اللہ مر گئے اُس کا سر اُڑا دونگا۔ اُن سے کہا "چپ رہو"۔ مگر وہ بھلا اُس وقت رُکنے والے تھے؟ بالکل سماعت نہ کی۔ تب ابوبکر صدیق دیگر حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی کے بعد فرمایا "لوگو! جو کوئی محمد کو پوجتا ہو سُن لے کہ محمد مر گئے۔ مگر جو خدا کو پوجتا ہو وہ سُنے کہ خداوند عالم زندہ ہے اور کبھی نہ مرے گا"۔ اس کے بعد قرآن مجید کی یہ آیہ کریمہ پڑھی "وما محمدٌ الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔ ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا۔ وسیجزی اللہ الشاکرین۔ (ترجمہ) نہین ہین محمد مگر رسول۔ اُن سے پہلے بھی پیغمبر گزر چکے ہین۔ اگر وہ مر جائین یا مار ڈالے جائین تو کیا تم اُلٹے پاؤن واپس جاؤ گے؟ اور جو کوئی اُلٹے پاؤن واپس جائے گا وہ اللہ کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچائیگا اور اللہ عنقریب شکر کرنے والون کو جزاے (خیر) دے گا۔

ابوبکر کی یہ تقریر سُن کر لوگون کے حواس درست ہوئے۔ معلوم ہوا کہ دنیا بدل گئی اور وہ ایک عالم سے دوسرے عالم مین آ گئے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہین مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے یہ آیت مین نے کبھی سُنی ہی نہ تھی۔ پاؤن لڑکھڑائے اور مین زمین پر گر پڑا۔ محسوس ہوتا تھا کہ جیسے میرے پاؤن کٹ گئے ہین یا جھوٹے پڑ گئے ہین۔ رکھ رکھ کے زور کرتا تھا مگر اُٹھا نہ جاتا۔ پاؤن مین جسم کے سنبھالنے کی قوت ہی نہ تھی۔ اور اب اس گھڑی مجھے یقین آیا کہ واقعی حضرت سرور عالم نے سفر آخرت فرمایا۔

جانشینی رسالت کی فکر۔ اور مختلف پارٹیان اس پریشانی مین سب سے پہلے لوگون کو اس بات کی فکر ہوئی کہ آپ کا

ع ابن اثیر۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۲۳

جانشین کون ہوگا۔ اس خیال نے مسلمانون کے تین گروہ کر دیے۔ اصلی گروہ تو دو تھے جیسا کہ ہم اس سے پہلے بتا چکے ہین۔ اول مکے کے قریش جو آپ کے ہمراہ وطن چھوڑکر اور گھر بار کو خیرباد کہہ کے مدینہ طیبہ مین آپڑے تھے اور اہل مدینہ کی مہمان نوازی پر زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور اب اُن مین سے اکثر کے ذرائع معیشت بھی پیدا ہو گئے تھے۔ یہ مہاجرین کہلاتے تھے دوسرے اہل مدینہ جن کے حسن عقیدت نے حضرت رسولخدا صلعم کو سرزمین یثربین جنھون نے حضور انور کے وطنی رفقا کو جوش و بیداری سے سر آنکھون پر بٹھایا۔ آپ پر اور دین اسلام پر جانین فدا کرنے کو تیار رہے۔ اور اُنھین کی قوت سے اسلام کا سارے عرب مین بول بالا ہوا۔ اور آخر کار خود مکہ فتح ہوا اور کعبہ نجاست شرک سے پاک ہوا یہ انصار کہلاتے تھے یہ اصلی گروہ تھے اس موقع پر ایک تیسرا گروہ بنی ہاشم کا پیدا ہوا۔ یہ لوگ بھی مہاجرین مین شامل تھے۔ مگر حضور سرور عالم سے نسبی قرابت اور خاندانی تعلقات رکھنے کی وجہ سے اپنے حقوق اورون سے زیادہ سمجھتے تھے۔ اگرچہ یہ بنی ہاشم کے لقب سے یاد کیے گئے ہین مگر اُن مین اور بھی چند لوگ مثلاً طلحہ۔ زبیرؓ اور ابوسفیان بن حرب وغیرہ شامل تھے۔

مذکورہ تین گروہون مین سے دو یعنی بنی ہاشم اور انصار کو سب سے پہلے فکر پیدا ہوئی کہ آپ کا جانشین کون ہوگا۔ بنی ہاشم اس بارہ خاص مین مشورہ کرنے کے لیے جناب سیدۃ النسا فاطمہ زہراؓ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر مین جمع ہوئے اور یہ تجویز کرنے لگے کہ جو کوئی خلیفہ رسول اللہ منتخب ہو ہم مین سے ہو۔ اُدھر انصار کے دونون گروہ اوس اور خزرج اپنے ایک بیٹھک مین جمع ہوئے جو سقیفہ بنی ساعدہ کہلاتا تھا۔ اُن لوگون نے باہم مشورہ کیا کہ ہم مدینے کے رہنے والے ہین۔ ہماری کثرت ہے۔ ہماری قوت سب سے بڑی ہے۔ لہذا اب کوئی وجہ نہین کہ ہم غیرون کے غلام ہو جائین۔ حضرت رسول کی اور بات تھی۔ آپ پیغمبر برحق تھے اور ہم آپ کے خادم جان نثار۔ آپ کی غلامی ہمارا فخر و سرمایۂ ناز تھی۔ لیکن اب آپ کے بعد ہم قریش اور مکہ والون کے دست نگر بن کر نہ رہین گے۔ اور ہمارے شہر کی حکومت اور ہماری حکومت کی باگ ہمارے ہی ہاتھون مین رہنی چاہیئے۔ بعضون نے مل کر بنی خزرج کے سردار

انصار اور سقیفہ بنی ساعدہ

سعد بن عبادہ کو منتخب کیا۔ اور باہم قرار پاگیا کہ سعد ہی کے ہاتھ پر خلافت رسول اللہ صلعم کی بیعت کی جاے۔ اس مین سعد نے ایک پُرجوش تقریر کرکے سب کو اپنے موافق بھی بنالیا۔

بہرحال جانشینی رسُول کی پہلی فکر بنی ہاشم اور انصار کو ہوئی۔ عام مہاجرین کا ابھی اس طرف

عام مہاجرین | خیال بھی نہین گیا تھا۔ وہ ابھی تک رونے پیٹنے اور حضرت رسول کی مفارقت کے غم مین مبتلا تھے کہ کسی ذریعے سے یہ واقعات حضرت عُمرؓ فاروق کے گوش گزار ہوئے۔ اُنھون نے بنی ہاشم کا تو چندان خیال نہ کیا اس لیے کہ اپنے تھے اور تھوڑے سے لوگ تھے مگر انصار کی تجویز نے اُن کو پریشان کردیا۔ فوراً دوڑتے ہوئے آستان رسالت پر آئے اور ابوبکرؓ صدیق کو بلایا جو جناب عائشہؓ

ابوبکر و عمر سقیفۂ بنی ساعدہ مین | کے پاس اندر تھے۔ اُنھون نے پہلے تو کہلا بھیجا کہ اس وقت مجھے باہر آنے کی فرصت نہین۔ مگر جب حضرت عُمرؓ نے دوبارہ اصرار کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ کے آنے کی سخت ضرورت ہے تو وہ باہر نکلے۔ اور حضرت عُمرؓ کی زبان سے یہ واقعات سُن کر ابوعبیدہ بن الجراح کو ساتھ لے کے سیدھے سقیفۂ بنی ساعدہ مین پہونچے۔ اور ایک تقریر کی جس مین انصار کے

باہمی بحث اور زوقوج | حفظ مراتب کے ساتھ مہاجرین کے فضائل بیان کیے اور کہا خلافت حضرت رسُول کا مستحق مہاجرین کے سوا کوئی اور نہین ہو سکتا۔ اُن کے جواب مین انصار مین سے حباب بن منذر نے ایک نہایت سخت اور درشت الفاظ مین تقریر کی۔ بلکہ یہان تک کہہ دیا کہ "یہ چند لوگ جو تمھاری مہربانی پر جی رہے ہین کیا کر سکتے ہین۔ تم اپنے ہی مین سے کسی کو خلیفہ منتخب کرو۔ اور ان مین سے کسی کے ہاتھ پر ہرگز بیعت نہ کرنا۔" انصار مین سے کسی نے کہا "اچھا ایک امیر تم مین سے منتخب ہو اور ایک ہم مین سے" حضرت عُمرؓ نے کہا "اگر دو امیر ہوئے تو اُن مین ہرگز اتحاد نہ رہیگا۔ اور بڑی دشواریان پیدا ہون گی۔" اس کا جواب نے ایسا سخت جواب دیا کہ اُن مین اور حضرت عُمرؓ مین سخت کلامی ہوگئی۔ یہ دیکھ کر ابوعبیدہؓ نے کہا "اے انصار آپ نے سب سے پہلے اسلام کے استقبال مین صدائے مرحبا بلند کی تھی اب ایسا نہ کیجیے کہ سب سے پہلے پھوٹ ڈالنے والے بھی آپ ہی ثابت ہون۔" اس فقرے نے بعض نیک نفس انصار کے دل پر بڑا اثر کیا چنانچہ

اُنھیں میں سے بشیر بن سعد نے اُٹھ کر اپنی قوم سے کہا "تم لوگ جستہ جستہ ایمان لائے۔ اور حضرت رسُول اکرم کی پیروی کی تم نے کوئی کام دنیا طلبی کے لیے نہیں کیا۔ لہٰذا اب اس موقع پر دنیا کی ہوس میں اپنی نیتیں خراب نہ کرو۔ اور خلافت کو حضرت رسُول ہی کی قوم کے لیے چھوڑ دو۔ یہ اُنھیں کا حق ہے۔ اس میں تم کو جھگڑا نہ کرنا چاہیے"

حضرت ابوبکرؓ نے خیال کیا کہ اس جھگڑے کو اسی وقت طے ہو جانا چاہیئے ورنہ پھر انصار گرفت سے باہر ہو جائیں گے۔ لہٰذا موقع پا کر اُنھوں نے کہا "تو پھر تامل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ عمرؓ اور ابو عبیدہؓ

ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر بیعت خلافت

موجود ہیں۔ اِن دونوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو"۔ اُن دونوں صاحبوں نے کہا "آپ کے ہوتے ہم اس خدمت کو اپنے ذمے نہیں لے سکتے۔ آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت ہونی چاہیئے۔ لائیے ہاتھ لائیے کہ ہم بیعت کریں"۔ ساتھ ہی حضرت عمرؓ نے بڑھ کے ابوبکرؓ کا ہاتھ زبردستی پکڑ کے بیعت کر لی۔ اُن کے بعد ابو عبیدہؓ و دیگر مہاجرین نے جو موجود تھے بیعت کی۔ اور اُنھیں کے ساتھ بشیر بن سعد نے بھی بیعت کر لی۔ بشیر کا بیعت کرنا سعد بن عبادہ اور حباب کو بہت ناگوار ہوا۔

انصار میں پھوٹ

اب اس وقت انصار میں ایک اور خیال پیدا ہوا۔ اوس و خزرج میں پرانی رقابت چلی آتی تھی۔ آنحضرت صلعم نے اس کو بہ ظاہر بالکل مٹا دیا تھا مگر دلوں میں تھوڑی بہت خلش باقی تھی۔ سعد بن عبادہ بنی خزرج کے سردار تھے۔ انصار نے اُن کو پیش کیا تو اوس والوں نے

آخر اُن سب کا بھی بیعت کرنا

ایک دوسرے سے کہا اگر سعد خلیفہ ہو گئے تو ہم لوگ مٹ جائیں گے۔ نہ خزرج ہمیں اپنی عزت میں شریک کریں گے۔ اور نہ پھر کبھی ہم میں سے کوئی خلیفہ منتخب ہو سکے گا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے۔ چنانچہ وہ بھی بڑھ بڑھ کر بیعت کرنے لگے۔ اور انھیں کے ساتھ رؤسائے خزرجیوں نے بھی ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

یوں ابوبکرؓ خلیفہ منتخب ہو گئے۔ دوسرے دن تمام مہاجرین اور کل صحابہ نے مسجد نبوی میں اُن کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بنی ہاشم رہ گئے۔ وہ حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت چاہتے تھے۔ خود حضرت علیؓ خاموش تھے۔ مگر اُن کی طرفداری میں زبیرؓ کو بڑا غصہ تھا۔ ابوسفیان حضرت علیؓ و عباسؓ کو

اُبھار اُبھار کے لڑانا چاہتے تھے۔ مگر ان باتون کا کچھ اثر نہ ہوا۔ چنانچہ اسی خیال کو عتبہ بن ابی لہب نے اپنی ایک نظم مین ظاہر کیا جس کا پہلا شعر یہ ہے

بنی ہاشم کا تخلف

ما کنت احسب ان الامر منصرف عن ہاشم ثم منہم عن ابی الحسن

یہ میرے گمان مین نہ تھا کہ حکومت بنی ہاشم مین سے نکل جائے گی اور ان مین بھی ابو الحسن (علی) کے ہاتھ سے

ابن عبدربہ کے حوالے سے قاضی جمال الدین بن واصل بیان کرتے ہین کہ ابو بکرؓ صدیق نے عمرؓ فاروق کو بھیجا کہ علیؓ اور اُن کے رفقا کو جائے جناب فاطمہؓ کے مکان سے نکالین۔ اور اگر وہ لوگ انکار کرین تو مقابلہ کرین۔ حضرت عمرؓ گئے۔ اور تھوڑی سی آگ ساتھ لیتے گئے۔ اس لیے کہ جناب رسالتؐ نے فرمایا تھا کہ جو لوگ جماعت سے علیحدہ رہین بہتر ہو کہ اُن کے گھرون مین آگ لگا دی جائے۔ جناب سیدہؓ ملین۔ اور پوچھا کہ اے ابن خطاب کہان آئے ہو؟ اس لیے آئے ہو کہ ہمارے گھر مین آگ لگاؤ؟ جناب عمرؓ نے کہا "جی ہان۔ اور یہ نہین منظور ہے تو آپ لوگ اس بات کو قبول کرین جسے اُمت نے قبول کیا ہے" یہ سُن کر حضرت علیؓ کے اُن کے ہمراہ ابو بکرؓ کے پاس آئے اور بیعت کر لی۔ مگر جمہور اہل حدیث اور تمام مستند مورخین اس واقعہ مین ساکت ہین بلکہ فقط اتنا کہتے ہین کہ حضرت علیؓ سے کوئی مزاحمت نہین ہوئی۔ اور اُن کے نزدیک حضرت عمرؓ کا جناب سیدہؓ کے مکان پر آگ لگانے کو جانا بھی ثابت

اصل واقعہ کیا ہے

نہین ہے۔ فقط یہ ہوا کہ چھ مہینے تک جب تک حضرت سیدہؓ زندہ رہین یہ حضرات الگ تھلگ رہے۔ یہان تک کہ جناب سیدہؓ نے انتقال فرمایا اور آپ کے بعد حضرت علیؓ نے خود ہی آکر بیعت کر لی۔ اور کسی کو ابو بکر کی خلافت سے اختلاف نہ رہا۔

ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ پر بیعت ہو جانے کے بعد دوسرے روز ۱۳۔ ربیع الاول کو سب صاحب حضور سرور عالم کی تجہیز و تکفین مین مصروف ہوئے۔ اس مین پہلے یہ اختلاف پڑا کہ آپ کہان

اس کا حل کہ آپ کہان دفن ہون

دفن کیے جائین! انصار چاہتے تھے کہ آپ مدینہ طیبہ ہی مین دفن ہون بعض مہاجرین کا خیال تھا کہ آپ کو اپنے وطن مالوف مکۂ معظمہ مین اور خانۂ کعبہ کے جوار مین دفن

ف ملخص از طبری و ابن اثیر ف تاریخ ابو الفدا۔ جلد ۱ صفحہ ۱۵۶ ف ابن اثیر۔ جلد ۲

کیا جائے بعض حضرات یہ کہتے تھے کہ ان دونوں شہروں میں نہیں بلکہ بیت المقدس میں لے جاکر آپ کو دفن کرنا چاہیے جہاں سے آپ کو معراج ہوئی۔ اور جو سرزمین تمام انبیائے سلف کی خوابگاہ ہے اس موقع پر ابوبکر صدیق نے کہا میں نے خود حضور سرور عالم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ تمام پیغمبر اُسی جگہ دفن ہوئے جہاں اُنھوں نے وفات پائی۔ اس کو سب نے مان لیا۔ اور فوراً حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں آپ کا بچھونا ہٹاکر ابوطلحہ انصاری نے قبر کھودنا شروع کر دی

اب اس میں اختلاف ہوا کہ نہلانے میں آپ کے کپڑے اُتارے جائیں یا نہیں اس میں کوئی تصفیہ غسل میت کے لیے نہ ہو سکا۔ ناگہاں تمام لوگوں پر ایک غنودگی سی طاری ہوئی۔ اور اُسی غنودگی کے عالم میں کسی کو یہ آواز بلند یہ کہتے سنا گیا۔ کہ رسول خدا صلعم کو کپڑے پہنے پہنے نہلاؤ۔ یہ پتہ نہ چلا کہ آواز کس کی تھی مگر عمل اسی ہدایت غیبی پر کیا گیا۔

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو خاص آپ کے اعزا و اقارب اور اہل خاندان نے نہلایا جس میں خوش نصیب غسل دینے والے میں حضرت علیؓ حضرت عباسؓ۔ اُن کے دونوں فرزند فضلؓ اور قثمؓ اور آپ کے دو غلام اسامہؓ اور شقرانؓ شریک تھے حضرت علیؓ جسد اطہر کو مل مل کے دھوتے تھے۔ اور عباسؓ اور اُن کے بیٹے اِدھر اُدھر پھرتے اور کروٹیں دلاتے تھے۔ اور اسامہؓ و شقرانؓ پانی ڈالتے تھے۔

کفن غسل کے بعد آپ کو تین کپڑوں کا کفن پہنایا گیا۔ اُس میں دو کپڑے اندر تھے۔ اور اوپر سے ایک ایک یمنی چادر کئی پیچوں میں لپیٹ دی گئی۔ کفنا کر جنازۂ مبارک قبر کے کنارے رکھ دیا گیا۔ تھوڑی دیر نماز جنازہ کے لیے وصیت کے مطابق جنازہ تنہا چھوڑ دیا گیا۔ پھر زن و مرد جوق جوق آکر نماز پڑھنے لگے قبر میں حضرت علیؓ فضلؓ قثمؓ۔ اور شقرانؓ اترے کہ آپ کو نیچے اُتار کر آپ کی آخری خواہش [illegible]

اور دفن اوس بن خولی انصاری بھی حضرت علیؓ سے اجازت لے کر قبر [illegible] سے مل کر آپ کو اُتارا۔ اور لحد کا پہلو بند کر کے اوپر چڑھ آئے اب سب نے مٹی دی۔

اس طریقے سے ۶۳ سال کی عمر میں آفتاب رسالت کو آغوش زمین کے سپرد کر کے اور اتنے بڑے جوہر بے بہا کو ہاتھ سے کھو کر صحابہ کف افسوس ملتے اور خون کے آنسو بہاتے اپنے گھروں کو سدھارے

تمت

عہ ملل و نحل شہرستانی مطبوعہ طہران۔ صفحہ ۸